جدید تصحیح و اضافہ شدہ ایڈیشن

ائمہ کرام، خطباء اور مقررین کے لئے بیانات جمعہ پر مشتمل مستند مواد



اصلاحی خطبات و رسائل

جلد پنجم

24) محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت و فضیلت، صحابہ کرام اور اسلاف امت کے ایمان افروز واقعات

25) اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت و فضیلت، حضرات صحابہ کرام اور اسلاف امت کے ایمان افروز واقعات

26) درود شریف کی اہمیت و فضیلت، فوائد و برکات اور اسلاف امت کے ایمان افروز واقعات

27) امانت و دیانت کی اہمیت و فضیلت نصوص اور واقعات کے تناظر میں

28) ایفاء وعدہ کی اہمیت و فضیلت نصوص اور واقعات کے تناظر میں

تالیف

مولانا محمد نعمان صاحب

استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن، کورنگی کراچی

مکتبۃ المتین

فہرست

۲۵......اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت وفضیلت، حضراتِ صحابہ کرام اور اسلافِ امت کے ایمان افروز واقعات

قرآنِ کریم کی روشنی اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت وفضیلت

خلفائے راشدین کا اتباعِ سنت اور اطاعتِ رسول

حضراتِ صحابہ کرام کا اتباع سنت اور اطاعت رسول

۲۶......درود شریف کی اہمیت وفضیلت، فوائد وبرکات اور اسلاف امت کے ایمان افروز واقعات

قرآنِ کریم کی روشنی میں درود شریف کی اہمیت وفضیلت

احادیث مبارکہ کی روشنی میں درود شریف پڑھنے کے چودہ فضائل

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں درود شریف نہ پڑھنے والوں کے لئے وعیدیں

اسلافِ امت کے ہاں امانت ودیانت کی اہمیت وفضیلت

۲۴......محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت وفضیلت، صحابہ کرام اور اسلاف امت کے ایمان افروز واقعات

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

أَمّابعد: فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

قَالَ اللّٰهُ تبَارَکَ وَتعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ:

﴿قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِأَمْرِهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾(التوبة: ۲۴)

وَفِیْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿اَلنَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَّا أَنْ تَفْعَلُوا إِلَى أَوْلِيَائِكُمْ مَعْرُوفًا كَانَ ذَلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا﴾ (الأحزاب: ٦)

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ،حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ. ❶

❶ صحیح البخاری: کتاب الإیمان،باب حب الرسول صلی اللّٰہ علیه وسلم من الإیمان،رقم الحدیث: ۱۵

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثٌ مَنْ کُنَّ فِیهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِیمَانِ: أَنْ یَکُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَیْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ یُحِبَّ الْمَرْءَ لَا یُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ، وَأَنْ یَکْرَهَ أَنْ یَعُودَ فِی الْکُفْرِ کَمَا یَکْرَهُ أَنْ یُقْذَفَ فِی النَّارِ.❶

میرے انتہائی واجب الاحترام، قابلِ صد احترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں!

میں نے جن آیات اور احادیث کا تذکرہ کیا ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا درس دیا گیا ہے، جسطرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا واجب ہے، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والہانہ محبت اور ہر چیز سے زیادہ محبت واجب ہے، اسکے بغیر انسان کامل مؤمن نہیں ہوسکتا اور نہ ہی ایمان کی حلاوت پا سکتا ہے، قرآن وحدیث میں اس بات کا درس دیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت سب سے زیادہ ہو۔

محبت کا معنی ومفہوم

علامہ نووی رحمہ اللہ (متوفی ٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

أَصْلُ الْمَحَبَّةِ الْمَیْلُ إِلَی مَا یُوَافِقُ الْمُحِبَّ ثُمَّ الْمَیْلُ قَدْ یَکُونُ لِمَا یَسْتَلِذُّهُ الْإِنْسَانُ وَیَسْتَحْسِنُهُ کَحُسْنِ الصُّورَةِ وَالصَّوْتِ وَالطَّعَامِ وَنَحْوِهَا وَقَدْ یَسْتَلِذُّهُ بِعَقْلِهِ لِلْمَعَانِی الْبَاطِنَةِ کَمَحَبَّةِ الصَّالِحِینَ وَالْعُلَمَاءِ وَأَهْلِ الْفَضْلِ مُطْلَقًا وَقَدْ یَکُونُ لِإِحْسَانِهِ إِلَیْهِ وَدَفْعِهِ الْمَضَارَّ وَالْمَکَارِهَ عَنْهُ وَهَذِهِ الْمَعَانِی کُلُّهَا مَوْجُودَةٌ فِی النَّبِیِّ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِمَا جَمَعَ مِنْ جَمَالِ الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ.❷

---

❶صحیح البخاری: کتاب الإیمان، باب حلاوة الإیمان، رقم الحدیث: ١٦

❷المنهاج فی شرح صحیح مسلم بن الحجاج: کتاب ا لإیمان ،باب بیان خصال من اتصف بهن وجد حلاوة الإیمان، ج ٢ ص ١٤

ترجمہ: محبت کی اصل یہ ہے کہ (دل) کسی ایسی چیز کی طرف مائل ہو جو مرغوب وپسندیدہ ہو۔ پھر (دل کا) میلان کبھی ایسی چیز کی طرف ہوتا ہے جس میں انسان لذّت محسوس کرتا ہو اور اسے حسین سمجھتا ہو، جیسے حسن صورت اور کھانا وغیرہ، اور (دل کا) میلان کبھی ایسی چیز کی طرف ہوتا ہے جس کی لذّت باطنی وجوہ کی بنا پر اپنی عقل سے معلوم کرتا ہو، جیسے صلحا، علما اور اہل فضل کی مطلق محبت، اور کبھی دل کا میلان کسی کی طرف اس کے احسان اور اس سے کسی تکلیف دہ اور ناپسندیدہ چیزیں دور کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے، اور یہ تمام معانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں، اس وجہ سے کہ اللہ رب العزت نے ظاہری وباطنی تمام خوبصورتیوں کو آپ میں جمع کر دیا تھا۔

علامہ عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) فرماتے ہیں: دل کا تعلق اور میلان کسی چیز کی طرف ہونا، اس تصور سے کہ اس میں کوئی کمال اور خوبی وعمدگی ہے، اس طرح کہ وہ شخص اپنے رجحان اور آرزو وخواہش کا اظہار اس چیز میں کرے جو اس کو اس سے قریب کر دے۔❶

”اَلْحُبُّ اور اَلْمُحِبُّ“ دونوں عربی کے الفاظ ایسے معنی کو ادا کرتے ہیں جس کا تعلق قلب سے ہے، جو دوسری صفات کے مقابلہ میں اپنے اندر ایک وسیع مفہوم رکھتا ہے اور اپنی تاثیر کے اعتبار سے سب سے زیادہ عظیم ہے، کیوں کہ اس میں دل کا میلان اور محبوب کی طرف کھچاؤ پایا جاتا ہے اور وہ انسان کی طبیعت میں ایسا شعور اور سلوک کا جذبہ پیدا کر دیتا ہے کہ کبھی یہ کیفیت ہو جاتی ہے کہ محبت کرنے والا اپنے محبوب کی رضا حاصل کرنے کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دیتا ہے، بلکہ اپنے محبوب کی محبت میں وہ اپنے آپ سے بھی بیگانہ ہو جاتا ہے اور اپنی صفات چھوڑ کر محبوب کی صفات اختیار

❶عمدة القاری شرح صحیح البخاری: کتاب الإیمان، باب من الإیمان أن یحب لأخیه مایحب لنفسه، ج ۱ ص ۱۴۱

کر لیتا ہے۔ ❶

محبت کے اسباب

عام طور سے ایک آدمی کسی سے تین اسباب میں سے کسی ایک یا ایک سے زیادہ کی وجہ سے محبت کرتا ہے۔ وہ اسباب: حسن و جمال، لیاقت و کمال اور احسان ونوال ہیں۔ یہ اسباب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ذات میں بدرجۂ اتم پائے جاتے ہیں۔ ان اسباب کو ذیل میں بیان کیا جا رہا ہے:

چاند سے زیادہ حسین

ایک آدمی کسی سے محبت اس کی ظاہری خوب صورتی و جمال کی وجہ سے کرتا ہے، جیسا کہ زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام سے حسن و جمال کی وجہ سے محبت کی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو دنیا کے حسین ترین انسان تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کی گواہی متعدد صحابہ کرام نے دی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے چند احادیث:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةٍ إِضْحِيَانٍ، فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِلَى القَمَرِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ، فَإِذَا هُوَ عِنْدِي أَحْسَنُ مِنَ القَمَرِ. ❷

ترجمہ: ایک چاندنی رات میں میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا تھا، پھر میں اللہ کے رسول اور چاند کی طرف دیکھنے لگا، جب کہ آپ سرخ جوڑے میں ملبوس تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے چاند سے زیادہ حسین لگے۔

---

❶ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایمان میں سے ہے: ص ۱۰

❷ سنن الترمذی: أبواب الأدب، بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي لُبْسِ الْحُمْرَةِ لِلرِّجَالِ، رقم الحديث: ۲۸۱۱

چودھویں رات کے چاند سے زیادہ حسین چہرہ

حضرت ہند بن ابی ہالہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخْمًا مُفَخَّمًا يَتَلَأْلَأُ وَجْهُهُ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ. ❶

ترجمہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کے اعتبار سے عظیم تھے اور دوسروں کی نظروں میں بھی بڑے رتبہ ومرتبہ والے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔

میانہ قد خوبصورت جسم وبال

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبْعَةً لَيْسَ بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ، حَسَنُ الْجِسْمِ وَكَانَ شَعْرُهُ لَيْسَ بِجَعْدٍ وَلَا سَبْطٍ أَسْمَرُ اللَّوْنِ، إِذَامَشَى يَتِكَفَّأُ. ❷

ترجمہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد تھے، قد کے اعتبار سے نہ لمبے تھے، نہ ٹھگنے۔ آپ خوب صورت جسم والے تھے، آپ کے بال نہ بالکل پیچ دار تھے، نہ بالکل سیدھے، آپ گندمی رنگ کے تھے۔ جب آپ چلتے تھے تو جھک کر چلتے تھے۔

میں نے آپ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَأَنَّ

❶ شعب الإيمان: حب النبی صلی اللّٰه علیه وسلم، ج۳ص ۲۴، رقم الحدیث: ۱۳۶۲

❷ الشمائل للترمذی: باب ما جاء فی خلق رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، رقم الحدیث: ۲

الشَّمۡسَ تَجۡرِی فِی وَجۡهِهٖ.❶

ترجمہ: میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوب صورت کوئی چیز نہیں دیکھی، گویا سورج آپ کے چہرے میں رواں تھا (چہرہ نہایت ہی منور تھا۔)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت حسن وجمال عطا کیا تھا، آپ جیسا حسین دنیا میں کوئی نہیں ہے۔

مخلوق میں سب سے زیادہ علم وکمال

کسی سے محبت کا ایک سبب اس کے اندر کا کمال ولیاقت اور خوبی وعمدگی بھی ہوتی ہے، جیسے علم وفضل اور صلاحیت وصالحیت وغیرہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں سیکڑوں کمالات تھے۔ آپ پر نبوت ختم ہوئی اور آپ خاتم النّبیین ہیں۔ اللہ تعالی نے آپ کو اوّلین وآخرین کے علم سے نوازا تھا۔ پھر مخلوقات میں جتنے بھی کمالات ہیں وہ سب آپ کے ہی واسطے سے ہیں کیوں کہ آپ ہی مبلغ اور قاسم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعۡطِی.❷

ترجمہ: میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالی عطا کرتا ہے۔

بے انتہاء احسان وکرم

ایک آدمی کسی کے احسان کی وجہ سے بھی اس سے محبت کرتا ہے۔ صفت احسان بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں حد درجہ پائی جاتی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: أَجۡوَدَ الۡبَشَرِ، فَمَا هُوَ إِلَّا أَنۡ يَدۡخُلَ شَهۡرُ رَمَضَانَ، فَيُدَارِسَهُ جِبۡرِيلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ، فَلَهُوَ أَجۡوَدُ

❶مسند أحمد: ج ۱۴ ص ۵۰۶، رقم الحدیث: ۸۹۴۳

❷صحیح البخاری: کتاب العلم، باب من یرد اللّٰہ به خیرا یفقهه فی الدین، رقم الحدیث: ۷۱

مِنَ الرِّيحِ. ❶

ترجمہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے۔ جب رمضان کا مہینہ آتا تو آپ جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کریم کا دور کرتے تھے۔ (اور خاص طور پر رمضان میں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت ہوا سے بھی زیادہ تیز ہوتی تھی۔

ایک دوسری روایت میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ أَطْلَقَ كُلَّ أَسِيرٍ وَأَعْطَى كُلَّ سَائِلٍ. ❷

ترجمہ: جب رمضان کا مہینہ شروع ہوتا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہر قیدی کو رہائی بخشتے اور ہر سائل کی مراد پوری فرماتے۔

علامہ نووی رحمہ اللہ (متوفی ٦٧٦ھ) محبت کے وجوہ واسباب بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: یہ سارے اسباب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں موجود ہیں کیونکہ آپ جمال ظاہری وباطنی، کمال اور ہر طرح کے فضائل کو جامع ہیں اور آپ نے خاص طور سے مسلمانوں کو صراط مستقیم، دائمی نعمت اور جہنم سے دور رہنے کی ہدایت کر کے احسان فرمایا ہے۔ ❸

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا

صرف زبان سے یہ کہہ دینا کہ ہم اللہ تعالی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دل وجان

❶ مسند أحمد: ومن مسند بني هاشم، ج٥ ص ٤٢٦، رقم الحديث: ٣٤٦٩

❷ شعب الإيمان: الصيام، فضائل شهر رمضان، ج٥ ص ٢٣٦، رقم الحديث: ٣٣٥٧

❸ المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج: كتاب الإيمان، باب بيان خصال من اتصف بهن وجد حلاوة الإيمان، ج٢ ص ١٤

سے محبت کرتے ہیں کافی نہیں ہے، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ان احکام خداوندی کو بجالائیں جن کا اللہ اور اُس کے رسول نے حکم دیا اور ان چیزوں سے رک جائیں جن سے ذات باری تعالی اور حضور نے منع فرمایا ہے۔قرآن کریم کی ہدایات کو اپنے سینے سے لگائیں۔ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کریں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو ہم اپنے لیے نمونہ بنالیں اور اسی کے مطابق ہر کام انجام دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل وسیرت کا مطالعہ کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خوب ذکر کریں، آپ پر درود وسلام کا نذرانہ پیش کریں۔مختصر یہ کہ ایک مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں ہی اپنی کامیابی سمجھے۔اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (آل عمران: ۳۱)

ترجمہ: (اے پیغمبر! لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خاطر تمہارے گناہ معاف کردے گا، اور اللہ بہت معاف کرنے والا، بڑا مہربان ہے۔ ❶

قرآن کریم کی روشنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور تعلق

تمام قریبی رشتہ داروں سے زیادہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہو

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا

❶ مضمون اَز مولانا خورشید عالم داود قاسمی صاحب مع تغییر: دارالعلوم، شمارہ ۷، جلد ۱۰۳، ذی القعدہ ۱۴۴۰ھ مطابق جولائی ۲۰۱۹ء

أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾ (التوبة: ۲۴)

ترجمہ: (اے پیغمبر! مسلمانوں سے) کہہ دو کہ: اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، اور تمہارا خاندان، اور وہ مال ودولت جو تم نے کمایا ہے اور وہ کاروبار جس کے مندا ہونے کا تمہیں اندیشہ ہے، اور وہ رہائشی مکان جو تمہیں پسند ہیں، تمہیں اللہ اور اس کے رسول سے، اور اس کے راستے میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں۔ تو انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ صادر فرما دے، اور اللہ نافرمان لوگوں کو منزل تک نہیں پہنچاتا۔

آیت مذکورہ میں براہِ راست تو خطاب ان لوگوں سے ہے جنہوں نے ہجرت فرض ہونے کے وقت دنیوی تعلقات کی محبت سے مغلوب ہوکر ہجرت نہیں کی، لیکن الفاظ کا عموم تمام مسلمانوں کو یہ حکم دیتا ہے کہ اللہ تعالی اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اس درجہ ہونا لازم و واجب ہے کہ دوسرا کوئی تعلق اور کوئی محبت اس پر غالب نہ آئے، اور جس نے اس درجے کی محبت پیدا نہ کی تو وہ مستحق عذاب ہوگیا، اسکو عذاب الٰہی کا منتظر رہنا چاہیے۔ سچا ایمان اسکے بغیر نہیں ہوسکتا کہ اللہ اور رسول کی محبت سازی دنیا اور خود اپنی جان سے بھی زیادہ ہو۔ (۱)

اس آیت کے تحت حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں: پس قرآن مجید کی اس پر جلال آیت کا تقاضا اور مطالبہ بھی یہی ہے کہ ایمان والوں کو اپنی تمام قابلِ محبت چیزوں سے زیادہ، اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اس کے دین کی محبت ہونی چاہیے۔ اس کے بغیر اللہ کی رضا اور اس کی خاص ہدایت حاصل نہیں ہوسکتی اور ایمان کامل نہیں ہوسکتا۔

(۱) معارف القرآن: آیت نمبر ۲۴ کے تحت ج ۴ ص ۳۷۴

آپ رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں: کھلی ہوئی بات ہے کہ جس کو یہ دولت نصیب ہو جائے، اس کے لیے ایمان کے سارے تقاضوں کا پورا کرنا اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر چلنا نہ صرف یہ کہ آسان ہو جاتا ہے، بلکہ اس راہ میں جان عزیز تک دے دینے میں بھی وہ ایک لذت محسوس کرے گا اور اس کے برخلاف جس کے دل پر اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا ایسا غلبہ نہ ہوگا، اس کے لیے روزمرہ کے اسلامی فرائض کی ادائیگی اور عام ایمانی مطالبات کی تعمیل بھی سخت گراں اور بڑی کٹھن ہوگی اور جتنا کچھ وہ کرے گا بھی، تو اس کی حیثیت زیادہ سے زیادہ بس قانونی پابندی کی سی ہوگی، پس اسی لیے فرمایا گیا ہے کہ جب تک اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دوسری ساری چاہتوں اور محبتوں پر غالب نہ ہو جائے، ایمان کا اصل مقام نصیب نہیں ہوسکتا اور ایمان کی حلاوت حاصل نہیں ہوسکتی۔ ❶

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جانوں سے بھی زیادہ قریب تر ہیں

ایک اور مقام پر ارشادِ ربانی ہے:

﴿اَلنَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَّا أَنْ تَفْعَلُوا إِلَى أَوْلِيَائِكُمْ مَعْرُوفًا كَانَ ذَلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا﴾ (الأحزاب: ٦)

ترجمہ: ایمان والوں کے لیے یہ نبی ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ قریب تر ہیں، اور ان کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔ اس کے باوجود اللہ کی کتاب کے مطابق پیٹ کے رشتہ دار و دوسرے مؤمنوں اور مہاجرین کے مقابلے میں ایک دوسرے پر (میراث

❶ معارف الحدیث: ایمان کے بعض آثار وثمرات ایمان کی تکمیلی عناصر اور خاص شرائط ولوازم، ج ا ص ۹۳

کے معاملے میں) زیادہ حق رکھتے ہیں الا یہ کہ تم اپنے دوستوں (کے حق میں کوئی وصیت کر کے ان) کے ساتھ کوئی نیکی کرلو، یہ بات کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مؤمنین کے ساتھ تو ان کے نفس اور ذات سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں، کیوں کہ انسان کا نفس تو کبھی اس کو نفع پہونچاتا ہے، کبھی نقصان، کیوں کہ اگر نفس اچھا ہے، اچھے کاموں کی طرف چلتا ہے تو نفع ہے اور برے کاموں کی طرف چلنے لگے تو خود اپنا نفس ہی اپنے لیے مصیبت بن جاتا ہے، بخلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نفع ہی نفع اور خیر ہی خیر ہے۔ اور اپنا نفس اگر اچھا بھی ہو اور نیکی ہی کی طرف چلتا ہو، پھر بھی اس کا نفع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نفع کے برابر نہیں ہوسکتا، کیوں کہ اپنے نفس کو تو خیر وشر اور مصلحت ومضرت میں مغالطہ بھی ہوسکتا ہے اور اس کو مصالح ومضار کا پورا علم بھی نہیں، بخلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں کسی مغالطہ کا خطرہ نہیں اور جب نفع رسانی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری جان اور ہمارے نفس سے بھی زیادہ ہیں، تو ان کا حق ہم پر ہماری جان سے زیادہ ہے اور وہ حق یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر کام میں اطاعت کریں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم تمام مخلوقات سے زیادہ کریں۔ ❶

احادیث مبارکہ کی روشنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور تعلق

محبت رسول کے بغیر ایمان نامکمل ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

❶ معارف القرآن: سورہ احزاب آیت نمبر ۲ کے تحت، خلاصہ تفسیر، ج ۵ ص ۱۰۰، ۱۰۱

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ. ❶

ترجمہ: تم میں سے بندہ اسوقت تک کامل مؤمن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ میں اسکے ہاں اسکے والد سے اور اسکے اولاد سے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔

علامہ شمس الدین سفیری شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۵٦ھ) شرح بخاری میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

لا يكمل إيمان أحدكم حتى أكون أحب إليه من والده وولده، فمن لم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم أحب إليه من والده وولده فهو ناقص الإيمان. ❷

ترجمہ: اس سے مراد یہ ہے کہ کسی کا ایمان کامل نہیں یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نزدیک اپنی اولاد اور والدین سے زیادہ محبوب نہ ہوں، تو جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم والدین اور اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہوں وہ ناقص ایمان والا ہے۔

علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (متوفی: ۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

أن من استكمل الإيمان علم أن حق الرسول آكد عليه من حق ولده ووالده والناس أجمعين، لأنه به استنقذنا من النار وهدينا من الضلال. ❸

ترجمہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اُمّتی پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حق اولاد، والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ ہے، اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دوزخ سے بچایا اور گمراہی سے ہدایت بخشی۔

❶ صحيح البخاری: كتاب الإيمان، باب حب الرسول صلى الله عليه وسلم من الإيمان، رقم الحديث: ١٥

❷ شرح البخاری للسفيری: المجلس العشرون، ج ١ ص ٤٠٥

❸ شرح صحيح البخاری لابن بطال: كتاب الإيمان، باب حب الرسول من الإيمان، ج ١ ص ٦٦

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حق سب سے زیادہ ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَأَنَا أَوْلَى بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ،اِقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ: (النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ)فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا فَلْيَرِثْهُ عَصَبَتُهُ مَنْ كَانُوا،وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا،فَلْيَأْتِنِي فَأَنَا مَوْلَاهُ. ❶

ترجمہ: میں دنیا و آخرت میں مؤمنین پر ان کی جانوں سے زیادہ حق رکھتا ہوں، اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو (جسکا ترجمہ ہے) ایمان والوں کے لیے یہ نبی ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ قریب تر ہیں، پس جو مؤمن مرجائے اور مال چھوڑے تو اسکے ورثاء وارث ہونگے، اور جو کوئی قرضہ چھوڑ کر مرجائے تو میرے پاس آئے میں ہی اسکا مولی ہوں۔

ان احادیث میں صاف بیان فرمایا کہ کامل مؤمن اسوقت تک نہیں بن سکتا جب تک مؤمن کے ہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انکے بچوں سے اور انکے ماں باپ اور تمام لوگوں سے سب سے زیادہ عزیز نہ ہوجائیں۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا جان و مال بچوں سے زیادہ عزیز ہوگا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ فِي يَدِهِ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أَحَدِكُمْ يَوْمٌ وَلَا يَرَانِي،ثُمَّ لَأَنْ يَرَانِي أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ مَعَهُمْ. ❷

---

❶ صحيح البخاري: كِتَاب فِي الِاسْتِقْرَاضِ وَأَدَاءِ الدُّيُونِ وَالحَجْرِ وَالتَّفْلِيسِ،باب الصلاة على من ترك دينا،رقم الحديث: ۲۳۹۹

❷ صحيح مسلم: كتاب الفضائل،بَابُ فَضْلِ النَّظَرِ إِلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَمَنِّيهِ،رقم الحديث: ۲۳۶۴

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے، تم پر ایک دن آئے گا کہ تم لوگ مجھے دیکھ نہیں سکو گے اور تمہارے لئے مجھے دیکھنا تمہیں اہل وعیال اور مال و دولت سے زیادہ پسندیدہ ہوگا۔

ایمان کی مٹھاس تین چیزوں میں ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ثَلاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلاوَةَ الْإِيمَانِ: أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ. (۱)

ترجمہ: یہ تین باتیں جس کسی میں ہونگیں وہ ایمان کی مٹھاس پائے گا، اللہ اور اس کے رسول اس کے نزدیک تمام ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں، اور جس کسی سے محبت کرے تو صرف اللہ ہی کے لئے کرے، اور کفر میں واپس جانے کو ایسا برا سمجھے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو۔

اللہ اور اس کے رسول سے محبت کا ثمرہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محبین کو اپنے محبوب کی معیت کی خوشخبری دی ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَتَى السَّاعَةُ قَائِمَةٌ؟ قَالَ وَيْلَكَ، وَمَا أَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ مَا أَعْدَدْتُ لَهَا إِلَّا أَنِّي أُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، قَالَ إِنَّكَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ فَقُلْنَا وَنَحْنُ

(۱) صحيح البخاري: كتاب الإيمان، باب حلاوة الإيمان، رقم الحديث: ١٦

كَذٰلِكَ؟ قَالَ نَعَمْ فَفَرِحْنَا يَوْمَئِذٍ فَرَحًا شَدِيدًا. ❶

ترجمہ: ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سوال کیا یا رسول اللہ! قیامت کب ہوگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے، اس نے عرض کیا میں نے اس کے لیے زیادہ کوئی تیاری نہیں کی سوائے اس کے کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت کرتا ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہمیں بھی یہ بشارت حاصل ہوگی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ ارشاد سن کر ہم انتہائی خوش ہوئے۔

سچے محبّ رسول پر آزمائشیں آتی ہیں

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ کے اہلِ بیت سے محبت کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سے ڈرتے رہو، (سوچ سمجھ کر کہو کیا کہہ رہے ہو، اگر مجھ سے اور میرے اہلِ بیت سے محبت کرتے ہو تو پھر فقر و فاقہ اور آزمائش کے لئے تیار رہو۔)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَأَعِدَّ لِلْفَقْرِ تِجْفَافًا فَإِنَّ الْفَقْرَ أَسْرَعُ إِلَى مَنْ يُحِبُّنَا مِنَ السَّيْلِ مِنْ أَعْلَى الْأَكَمَةِ إِلَى أَسْفَلِهَا. ❷

❶ صحیح البخاری: کتاب الأدب، باب ما جاء فی قول الرجل ویلک، رقم الحدیث: ۶۱۶۷

❷ المستدرک علی الصحیحین: کتاب الرقاق، ج۴ ص۳۶۷، رقم الحدیث: ۷۹۴۴، قال الحاکم هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین و وافقه الذهبی

ترجمہ:(اگر تو مجھ سے محبت کرتا ہے)تو فقر (کا سامنا کرنے) کے لیے تیار ہوجا، کیوں کہ مجھ سے محبت کرنے والوں کی طرف فقر اس سے بھی زیادہ تیزی سے بڑھتا ہے جتنی تیزی سے سیلاب اوپر کے ٹیلے سے نیچے کی طرف آتا ہے۔

انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک صحابی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر عرض گذار ہوا، یارسول اللہ!

وَاللّٰهِ إِنَّکَ لَأَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِی،وَإِنَّکَ لَأَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَهْلِی،وَأَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ وَلَدِی،وَإِنِّی لَأَکُونُ فِی الْبَيْتِ،فَأَذْکُرُکَ فَمَا أَصْبِرُ حَتّٰی آتِيَکَ،فَأَنْظُرُ إِلَيْکَ،وَإِذَا ذَکَرْتُ مَوْتِی وَمَوْتَکَ عَرَفْتُ أَنَّکَ إِذَا دَخَلْتَ الْجَنَّةَ رُفِعْتَ مَعَ النَّبِيِّينَ،وَإِنِّی إِذَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ خَشِيتُ أَنْ لَا أَرَاکَ.❶

ترجمہ:اللہ کی قسم! آپ مجھے میری جان، اہل وعیال اور اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ جب میں اپنے گھر میں ہوتا ہوں تو بھی آپ کو ہی یاد کرتا رہتا ہوں اور اس وقت تک چین نہیں آتا جب تک حاضر ہوکر آپ کی زیارت نہ کرلوں، لیکن جب مجھے اپنی موت اور آپ کے وصال مبارک کا خیال آتا ہے تو سوچتا ہوں کہ آپ تو جنت میں انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ بلند ترین مقام پر جلوہ افروز ہوں گے اور جب میں جنت میں داخل ہوں گا تو اپنے درجے میں ہوں گا، لہٰذا مجھے خدشہ ہے کہ کہیں میں

❶المعجم الأوسط:باب الألف،ج ۱ ص ۱۵۲،رقم الحديث:۴۷۷/قَالَ الْهَيْثَمِیُّ:رَوَاهُ الطَّبَرَانِیُّ فِی الصَّغِيرِ وَالْأَوْسَطِ،وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ غَيْرَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِمْرَانَ الْعَابِدِیِّ،وَهُوَ ثِقَةٌ./انظر:مجمع الزوائد ومنبع الفوائد:كتاب التفسير،باب سورة النساء،ج۷ص۷،رقم الحديث:۱۰۹۳۷

آپ کی زیارت سے محروم نہ ہو جاؤں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی کی اس بات پر سکوت فرمایا، یہاں تک کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ آیت مبارکہ لے کر اُترے:

﴿وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا﴾ (النساء: ٦٩)

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے تو وہ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے، یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین، اور وہ کتنے اچھے ساتھی ہیں۔

پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کو بلایا اور اسے یہ آیت پڑھ کر سنائی۔

محبت الٰہی اور محبت رسول کی وجہ سے لعنت مت کرو

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کہ ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جس کا نام عبداللہ اور لقب حمار تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسایا کرتا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو شراب پینے کے سبب کوڑے لگوائے تھے، ایک دن پھر نشہ کی حالت میں لایا گیا آپ نے اس کو کوڑے مارے جانے کا حکم دیا تو اس کو کوڑے لگائے گئے، قوم میں سے ایک شخص نے کہا کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو، کسی قدر یہ (نشہ کی حالت میں) لایا جاتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "لَا تَلْعَنُوهُ، فَوَاللَّهِ مَاعَلِمْتُ إِنَّهُ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ" اس پر لعنت نہ کرو، اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ ❶

❶ صحیح البخاری: کتاب الحدود، بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ لَعْنِ شَارِبِ الخَمْرِ، وَإِنَّهُ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنَ المِلَّةِ، رقم الحديث: ٦٧٨٠

ان مذکورہ بالا احادیث سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ محبوب نہ ہوجائیں، ایمان کامل نہیں ہوسکتا، جب کہ بسا اوقات طبعی طور پر ایک آدمی کا قلبی لگاؤ اور دل کا میلان اپنے والدین، اعزاء واقارب اور بیوی بچوں کی طرف زیادہ ہوجاتا ہے۔ بظاہر اس کا مطلب یہ ہوا کہ کوئی بھی مسلمان کامل مومن نہیں ہے؟ محدثین کرام نے اس سوال کا جواب یوں دیا ہے کہ محبت کی تین قسمیں ہیں:

محبت طبعی: یہ غیر اختیاری محبت ہے۔ والدین، عزیز واقارب اور بیوی بچوں سے جو محبت ہوتی وہ محبت طبعی یعنی غیر اختیاری ہوتی ہے۔ حدیث میں یہ محبت طبعی مراد نہیں ہے۔

محبت ایمانی: یہ اختیاری محبت ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک کام کے کرنے سے طبیعت انکار کرتی ہے مگر ایمان یہ تقاضا کرتا ہے کہ یہ کام شریعت کا حکم ہے، اس لیے ہمیں یہ کام کرنا ہے۔

محبت عقلی: یہ بھی اختیاری محبت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بسا اوقات طبیعت کا میلان کسی کام یا حکم کی ادائیگی کی طرف نہیں ہوتا ہے مگر عقل رہنمائی کرتی ہے اس حکم کے بجالانے میں ہمارا فائدہ ہے، لہٰذا ہم اسے کرتے ہیں۔ حدیث میں جس محبت کا ذکر ہے وہ یہی محبت اختیاری یعنی محبت ایمانی اور محبت عقلی کا ذکر ہے، چنانچہ ہماری عقل ہمیں اس بات پر آمادہ کرتی ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ محبت کریں کیوں کہ وہ ہمارے اس دنیا کے محسن اکبر ہیں اور آخرت میں شفیع اعظم ہیں۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''وَالْمُرَادُ بِالْمَحَبَّةِ هُنَا حُبُّ الِاخْتِيَارِ لَا حُبُّ الطَّبْعِ'' یعنی حدیث میں جس محبت کا ذکر ہے اس سے مراد محبت

اختیاری ہے نہ کہ محبت طبعی۔ ❶

بہر حال ہر مسلمان کو چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت کرے، کسی دوسرے کو آپ کی محبت پر ترجیح نہ دے۔حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی محبت کرتے تھے کہ مثال نہیں ملتی۔صحابہ کرام سچے محبِ رسول تھے،انہیں جیسی آپ سے محبت تھی اُس کی نظیر پیش کرے سے عالم قاصر ہے۔

خلفائے راشدین کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ومحبت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دیدارِ نبوی کے بغیر کھانے پینے سے انکار

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار بلکہ زندگی بھر کے ساتھی اور خلیفۃ الرسول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پوری زندگی عقیدت ومحبت نبوی اور جان نثاری سے عبارت ہے۔اس بے مثال عقیدت ومحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مظاہرہ آپ نے قدم قدم پر فرمایا اور اپنے ابنائے زمانہ بلکہ قیامت تک آنے والے لوگوں پر عملی طور پر یہ ثابت کیا اور ان سے اعتراف کرایا کہ اس وصف میں کوئی بڑے سے بڑا محبت کا دعویدار آپ کی گردِ راہ کو بھی نہیں پا سکتا۔اس اجمال کی تفصیل اور دعوی کی دلیل کے طور پر ابتدائے اسلام کا ایک ایمان افروز واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت تیار ہوگئی (اوران کی تعداد ۳۹ تھی) تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلانیہ دعوت اسلام پیش کرنے پر اصرار کیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر ہم ابھی تھوڑے ہیں مگر ابوبکر جوش ایمان میں برابر اصرار کرتے رہے۔آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

❶ فتح الباری: کتاب الإیمان،باب حب الرسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم من الإیمان، ج ۱ ص ۵۹

اس جذبہ ایمانی کی رعایت کرتے ہوئے اعلان فرمادیا اور سارے مسلمان حرم شریف میں پھیل گئے اور ہر آدمی اپنے قبیلے میں بیٹھ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بڑی جرأت سے آگے بڑھ کر کعبہ کے عین بیچ لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دی اور یوں اسلام میں خطیب اول ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ مشرکین برافروختہ ہو کر مسلمانوں پر پل پڑے، زدوکوب کیا، اذیتیں پہنچائیں اور طرح طرح کے اہانت آمیز سلوک کیے۔ عتبہ بن ربیعہ خود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گرد ہو گیا اور اپنے جوتوں سے اس قدر مارا پیٹا کہ چہرے نے متورم ہو کر ناک تک کو ڈھک دیا اور پہچان تک مشکل ہو گئی۔

آپ کے قبیلہ بنو تیم کو واقعہ کی اطلاع ہوئی تو فوراً موقع پر پہنچ گئے اور آپ کو مشرکین کے نرغے سے نکال کر خون آلود کپڑوں میں گھر لے گئے، سب کو یقین ہو چکا تھا کہ آپ جانبر نہ ہو سکیں گے، اس بناء پر آپ کے قبیلے کے کسی فرد نے اس وقت کعبہ کے اندر چیخ کر کہا تھا کہ ابوبکر نہ بچے تو ہم عتبہ کو بھی زندہ نہ چھوڑیں گے۔ غرض گھر پہنچنے کے بعد یہ لوگ آپ کا احاطہ کیے اس وقت تک بیٹھے رہے جب تک کہ آپ کو افاقہ نہ ہو گیا۔ ہوش میں آنے کے بعد اس دردوکرب کی حالت میں بھی سب سے پہلے جو بات آپ کی زبان سے سنی گئی وہ یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس حال میں ہیں؟ اس پر لوگوں نے ناراضگی کا اظہار کیا اور والدہ سے کہا کہ آپ کو کچھ کھلائیں پلائیں تاکہ ہوش ٹھکانے آجائیں۔ مگر آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت معلوم کرنے سے پہلے کھانے پینے سے انکار کر دیا۔ ماں نے کہا: میں تمہارے ساتھی کے متعلق کچھ نہیں جانتی، آپ نے فرمایا ہے ام جمیل بنت خطاب کے پاس جا کر معلوم کر آؤ۔

والدہ جب ان کے پاس گئیں تو انہوں نے ان کو شک وشبہ کی نگاہ سے دیکھا اور خیال

کیا کہ شاید وہ مشرکین کی مخبری کے لیے آئی ہیں، چنانچہ فرمایا کہ مجھے ابوبکر اور محمد بن عبداللہ کے بارے میں کوئی علم نہیں، ماں نے گزارش کی کہ آپ خود ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس چل کر ان کی تسلی کر دیں، ام جمیل آئیں تشریف لے گئیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو شدید درد وکرب کی حالت میں پایا۔ ان سے یہ حالت نہ دیکھی گئی اور فرمایا: جن لوگوں نے آپ کے ساتھ ظلم کیا ہے ان کے فاسق وفاجر ہونے میں کوئی شک نہیں، مجھے یقین ہے خدا ان سے ضرور انتقام لے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہی پرانا سوال اِن سے بھی کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس حال میں ہیں؟ انہوں نے ماں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ان کی موجودگی میں؟ آپ نے فرمایا: ان کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں، تو انہوں نے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم بالکل صحیح سلامت ہیں، اس جواب سے بھی تسلی نہ ہوئی جب تک کہ خود آنکھوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوہ نہ دیکھ لیں، چنانچہ مزید دریافت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس مقام پر تشریف رکھتے ہیں؟ انہوں نے بتایا: ارقم بن ابی الارقم کے مکان میں۔ آپ نے یہ سنتے ہی وہاں جانے کی خواہش ظاہر کی۔ ماں نے اس اندیشہ سے روکنا چاہا کہ بغیر کھائے پیے یوں ہی باہر جانے اور چلنے پھرنے سے تکلیف اور بڑھ جائے گی، مگر آپ نے قسم کھائی کہ جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ لوں، کچھ نہ کھاؤں گا اور نہ پیوں گا۔

دونوں خواتین انگشت بدنداں تھیں کہ اس شخص کو اپنے دوست اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کس درجہ گہری محبت ہے؟ چنانچہ وہ اس کے مطالبے کے آگے جھک گئیں۔ رات کو جب لوگوں کی آمد ورفت رک گئی تو رات کی تاریکی میں اس بے تاب وتواں جسم کو اپنے کندھوں کا سہارا دیتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے

گئیں، وہاں پہنچتے ہی آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ لپٹ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل بھی اس مخلص رفیق کو دیکھ کر بھر آیا، جھک کر بوسہ لیا اور تسلی دی۔ اس مخلص رفیق نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر نثار! مجھے کچھ زیادہ تکلیف نہیں، اس فاسق و فاجر نے محض میرا چہرہ کچھ زخمی کر دیا ہے، یہ میری ماں ہیں جو اپنی اولاد کا حق ادا کرتی رہی ہیں ان کو آپ اللہ کی طرف دعوت دیجئے، اور ان کے حق میں دعا فرمایئے کہ اللہ آپ کے طفیل ان کو بھی آگ سے محفوظ رکھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اور اسلام کی دعوت دی اور وہ دعا نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے مسلمان ہوگئیں۔ (۱)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سفر ہجرت میں رفاقت اور عقیدت

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اپنے محترم (حضرت عازب) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے ابوبکر! جب (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے ارادہ سے مکہ چھوڑا اور مدینہ روانہ ہوئے اور) تم نے رات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا تو (غار سے نکلنے کے بعد) تمہیں کیا کیا حالات اور واردات پیش آئے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (غار سے نکل کر) ہم ساری رات چلتے رہے اور اگلے دن کا کچھ حصہ بھی (یعنی دوپہر تک) سفر میں گزرا، یہاں تک کہ جب ٹھیک دوپہر ہوگئی اور سورج ٹھہر گیا اور راستہ (آنے جانے والوں سے) بالکل خالی ہوگیا تو ہمیں ایک چٹان نظر آئی جس کے نیچے سایہ تھا اور سورج اس پر نہیں آیا تھا (یعنی اس چٹان کے نیچے جو جگہ تھی اس میں

(۱) معرفة الصحابة لأبی نعیم: ترجمة: أم الخیر بنت صخر، ج۶ ص ۳۴۹۰، رقم الحدیث: ۷۹۱۶/

تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عبد اللّٰه یقال عتیق بن عثمان بن قحافة، ج۳۰ ص ۴۷، ۴۸

دھوپ نہیں تھی۔ چنانچہ ہم اس چٹان کے نیچے اتر گئے اور میں نے وہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک جگہ اپنے ہاتھوں سے ہموار اور صاف کی اس جگہ پر پوستین بچھائی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ یہاں آرام فرمائیں، میں آپ کے ادھر ادھر نگرانی رکھوں گا کہ کسی طرف سے دشمن کا کوئی آدمی تو ہماری ٹوہ میں نہیں ہے، اگر کوئی ادھر آئے گا تو اس کو روکوں گا) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے اور میں وہاں سے نکل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے چاروں طرف نگرانی رکھے ہوئے تھا کہ اچانک میں نے ایک چرواہے کو دیکھا جو سامنے سے آرہا تھا (جب وہ میرے قریب آ گیا تو) میں نے پوچھا کہ کیا تمہاری بکریوں میں دودھ ہے؟ اس نے کہا ہاں ہے، کیا تو دودھ نکال کر دے گا؟ اس نے کہا ہاں! پھر اس نے ایک بکری کو پکڑا اور لکڑی کے پیالے میں تھوڑا سا دودھ نکالا، میرے پاس ایک برتن تھا جو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے استعمال کے لئے کھا تھا، اس میں پانی رہتا تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پینے اور وضو کے کام آتا تھا، میں دودھ لے کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے، میں نے جگانا مناسب نہ سمجھا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بیدار ہوئے پھر میں نے دودھ میں (اتنا) پانی ڈالا کہ نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا اور پھر عرض کیا یارسول اللہ! نوش فرمائیے۔ "فَشَرِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى رَضِيتُ" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ نوش فرمایا اور میں بہت خوش ہوا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا کوچ کا وقت آیا؟ میں نے کہا! ہاں آ گیا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پس ہم نے سورج ڈھلنے کے بعد (ٹھنڈے وقت) وہاں سے کوچ کیا اور (آگے سفر شروع ہوا تو) پیچھے سے سراقہ ابن مالک آ گیا، میں نے (اس کو دیکھ کر)

عرض کیا کہ یا رسول اللہ! دشمن ہمیں پکڑنے آ گیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ڈرو نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ کے لئے بددعا کی اور سراقہ کا گھوڑا اس کو لئے ہوئے پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ (اس صورت حال سے دوچار ہوکر بدحواس ہوگیا اور) کہنے لگا کہ میں جانتا ہوں، تم دونوں نے میرے لئے بددعا کی ہے، اب میری نجات وخلاصی کے لئے بھی تم دعا کرو (مجھ کو اس گرفت سے نجات دلا دو تو) میں اللہ کو گواہ بنا کر وعدہ کرتا ہوں کہ میں کفار کو تمہارا تعاقب کرنے سے روک دوں گا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمائی اور وہ اس گرفت سے نجات پا گیا۔ اور سراقہ نے (اپنا وعدہ پورا کرتے ہوئے یہ کیا) وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں مکہ سے روانہ ہونے والے کافروں میں سے) جو بھی اس راستہ میں ملتا وہ اس سے کہتا کہ تمہارے لئے میرا تلاش کرنا کافی ہے (یعنی میں بہت دور سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کر کے دیکھ چکا ہوں ان کا کہیں پتہ نہیں چلا تم ان کو تلاش کرنے کی زحمت برداشت نہ کرو) سراقہ کو جو شخص بھی ملتا اس کو وہ یہی کہہ کر واپس کر دیتا۔ ❶

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن وفات کی تمنا کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی، تو انہوں نے پوچھا کہ تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا تھا؟ جواب دیا کہ تین سفید سحولی کپڑوں میں، اس میں نہ تو قمیص تھا اور نہ عمامہ تھا، پھر پوچھا کہ کس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تھی؟ میں نے کہا کہ دوشنبہ کے دن۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا:

❶ صحيح البخاري: كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، رقم الحديث: ٣٦١٥

أَرْجُو فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَ اللَّيْلِ.

مجھے امید ہے کہ اس وقت سے لے کر رات کے وقت تک (گزر جاؤں گا)

پھر اس کپڑے پر نگاہ کی جو مرض کی حالت میں پہنے ہوئے تھے اس میں زعفران کا ایک اثر تھا، فرمایا کہ میرے اس کپڑے کو دھو دو اور اسی کپڑے کو اور زیادہ کر کے کفن بناؤ، میں نے کہا کہ یہ تو پرانا ہے، فرمایا کہ زندہ نئے کپڑوں کا مردے سے زیادہ مستحق ہے اس لئے کہ کفن تو میت کے لئے ہے، پھر اس دن وفات پائی یہاں تک کہ منگل کی رات آ گئی اور صبح ہونے سے پہلے دفن کئے گئے۔ ❶

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اہل بیت سے محبت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت سے بہت زیادہ محبت تھی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کو اپنے رشتہ داروں اور عزیز و اقارب سے زیادہ محبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز و اقارب اور آپ کے اہل وعیال سے تھی، چنانچہ خود قسم کھا کر فرماتے ہیں:

وَاللَّهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي. ❷

ترجمہ: اللہ تعالی کی قسم! مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت (رشتہ داری) اپنی قرابت سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

آپ کی ہر موقعے پر کوشش ہوتی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز و اقارب اور

❶صحیح البخاری: کتاب الجنائز، باب موت یوم الإثنين، رقم الحديث: ۱۳۸۷

❷صحیح البخاری: کتاب المغازی، باب حديث بنی النضير، رقم الحديث: ۴۰۳۵

آپ کے اہل بیت کو حتی الامکان ہر موقع پر خوش رکھا جائے، اور آپ اس کے لیے جہاں تک ممکن ہو کوشش کیا کرتے تھے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کو اپنے خاندان سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان اور آپ کے عزیز واقارب سے محبت تھی، اور آپ اہل بیت اور خاندان نبوت کی بڑی تعظیم وتکریم کرتے تھے، اگر راستے میں حضرت حسن یا حسین رضی اللہ تعالی عنہما جاتے تو آپ انہیں اٹھاتے، بوسہ دیتے، اور اپنے کندھوں پر بٹھاتے تھے۔ ایک مرتبہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ نے عراق سے مال غنیمت بھیجا، اس میں ایک بہت قیمتی چادر تھی جو آپ کے لیے تحفہ میں بھیجی گئی تھی، آپ نے خوشی سے اپنے ہدیہ کی چیز حضرت حسین رضی اللہ تعالی عنہ کو بلا کر انہیں تحفے میں دے دی۔ ❶

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بیٹے سے زیادہ حضور سے محبت

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کے فرزند عبد الرحمٰن جنگِ بدر میں حالت کفر پر تھے، اور میں جنگ کے دوران حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ اپنے فرزند کی تلوار کی زد میں آئے تو بیٹے نے والد ہونے کی وجہ سے اپنا رخ دوسری طرف موڑ لیا، پھر اللہ تعالی نے انہیں دین اسلام قبول کرنے کی توفیق عطاء فرمائی، تو مسلمان ہونے کے بعد ایک موقع پر اپنے والد سے کہنے لگے کہ آپ میری تلوار کی زد میں آئے تھے لیکن میں نے والد سمجھ کر آپ پر وار نہیں کیا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا:

لٰكِنَّكَ لَوْ أَهْدَفْتَ لِيْ لَمْ أَنْصَرِفْ عَنْكَ. ❷

---

❶ فتوح البلدان: فتوح سواد العراق، ص ۲۴۲

❷ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عبد الله ويقال عتيق بن عثمان بن قحافة، ج ۳۰ ص ۱۲۷، ۱۲۸

بیٹا! اگر تم میری تلوار کی زد میں آ جاتے تو میں تمہیں قتل کیے بغیر نہ لوٹتا، (اس لیے کہ اس وقت تم محمد کے دشمن اور دین کے مخالف ہونے کی حیثیت سے آئے تھے۔)

اس واقعے سے اندازہ لگائیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر محبت تھی کہ اپنے بیٹے سے فرمایا کہ اگر تم میری تلوار کی زد میں آ جاتے تو میں تمہیں قتل کر دیتا، انسان کو دنیا میں سب سے زیادہ محبت اپنی اولاد سے ہوتی ہے، لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی محبت اولاد سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا چادر پھاڑ کر سوراخ بند کرنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: (وقتِ ہجرت) جب غار (میں پناہ لینے) کی رات تھی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے اجازت عنایت فرمایئے کہ میں آپ سے پہلے غار میں داخل ہوں تاکہ اگر کوئی سانپ یا کوئی اور چیز ہو تو وہ آپ کے بجائے مجھے تکلیف پہنچائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ داخل ہو جاؤ۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور اپنے ہاتھ سے ساری جگہ کی تلاشی لینے لگے۔ جب بھی کوئی سوراخ دیکھتے تو اپنے چادر کو پھاڑ کر سوراخ کو بند کر دیتے۔ یہاں تک کہ اپنی تمام چادر کے ساتھ یہی کچھ کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر بھی ایک سوراخ بچ گیا تو انہوں نے اپنی ایڑی کو اُس سوراخ پر رکھ دیا اور پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر تشریف لانے کی گزارش کی۔ جب صبح ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابو بکر! تمھاری چادر کہاں ہے؟ تو انہوں نے جو کچھ کیا تھا اُس کے بارے بتا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور دُعا کی:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ أَبَا بَکْرٍ مَعِی فِی دَرَجَتِی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ،فَأَوْحَی اللّٰہُ تَعَالَی إِلَیْہِ: إِنَّ اللّٰہَ قَدِ اسْتَجَابَ لَکَ.❶

اے اللہ! ابو بکر کو قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں رکھنا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی فرمائی کہ اُس نے آپ کی دُعا کو قبول فرمالیا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اندازہ اس واقعہ سے لگائیں کہ غارِ ثور کی اتنی بلندی پر آپ کو کندھے پر سوار کر کے غار تک پہنچے ہیں، غار کی صفائی کر کے آپ کو اندر بلایا، اپنی بیٹی کو کھانا لانے پر، غلام کو بکریوں کا دودھ پلانے پر اور بیٹے کو دن بھر کی خبریں لانے پر مقرر کیا، آپ کا سارا گھرانہ حضور کی خدمت میں لگا تھا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی یہ رفاقت اللہ رب العزت کو اتنی پسند آئی کہ آپ کی صحابیت اور غار میں رفاقت کو اللہ تعالی نے قرآن کریم میں بیان کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھاما ہوا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ!

لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَیَّ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِی.

آپ مجھے اپنی جان کے سوا ہر ایک چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

❶ حلیة الأولیاء: المهاجرون من الصحابة، ترجمة: أبوبکر الصدیق، ج ۱ ص ۳۳/شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة: ج۷ س ۱۳۵۵، رقم الحدیث: ۲۴۲۷

لَا،وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهِ،حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْکَ مِنْ نَفْسِکَ.

ترجمہ:نہیں،قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے(تم اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتے)یہاں تک کہ میں تمہیں اپنی جان سے بھی محبوب تر نہ ہو جاؤں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

فَإِنَّهُ الآنَ،وَاللَّهِ،لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي.

اللہ کی قسم!اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْآنَ يَا عُمَرُ.[1]

اے عمر!اب(تمہاری محبت کامل ہوئی)ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایمان تب کامل ہوگا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ سب سے زیادہ محبت ہوگی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر اپنی توجہات ڈالیں تو دل کی کیفیت تبدیل ہوگئی،فرمایا اب سب سے زیادہ آپ سے محبت ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور عظمتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بار میں مسجد نبوی میں تھا کہ کسی نے مجھے کنکری ماری،میں نے دیکھا تو وہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے،آپ نے دو شخصوں کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ ان دو کو میرے پاس لے آؤ،وہ کہتے ہیں کہ میں ان کو لے کر آپ کے پاس آیا،آپ نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ یا تم

[1] صحیح البخاری:کتاب الایمان والنذور،باب:کیف کانت یمین النبی صلی اللہ علیہ وسلم،رقم الحدیث:٦٦٣٢

کہاں کے رہنے والے ہو؟ انھوں نے کہا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہیں، آپ نے فرمایا:

لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا، تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ❶

اگر تم یہاں کے ہوتے تو میں تمہاری پٹائی کرتا، تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آواز بلند کرتے ہو؟

محبت رسول میں منافق کا سر قلم کردیا

ایک منافق اور یہودی کے درمیان ایک زمین کے مسئلہ میں اختلاف و جھگڑا ہو گیا، یہودی کا کہنا تھا کہ یہ زمین میری ہے اور منافق کا دعویٰ تھا کہ میری ہے، یہودی نے کہا کہ تم مسلمان ہو تو چلو تمہارے نبی کے پاس ہی فیصلہ کرا لیتے ہیں، اب دونوں یہ مسئلہ لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اپنے مابین اس زمین کے متعلق فیصلہ طلب کرنے لگے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کی گفتگو سننے اور دونوں کے دلائل کا جائزہ لینے کے بعد یہودی کے حق میں فیصلہ کیا کہ یہ زمین یہودی کی ہے، اس مسلمان کی نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فیصلہ منافق کو پسند نہیں آیا۔ وہ یہودی سے کہنے لگا کہ یہ فیصلہ صحیح نہیں ہوا۔ لہٰذا ہم حضرت عمر کے پاس اس کا دوبارہ فیصلہ کرائیں گے، اس پر بھی یہودی تیار ہو گیا۔ منافق دراصل یہ سمجھ رہا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ چوں کہ کافروں، یہودیوں کے متعلق سخت ہیں، وہ اس یہودی کو برداشت نہیں کریں گے اور معاملہ سنتے ہی میرے حق میں فیصلہ کریں گے۔

---

❶ صحیح البخاری: کتاب الصلاۃ، باب رفع الصوت فی المساجد، رقم الحدیث: ۴۷۰

چنانچہ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے اور اپنے مسئلے کی تفصیل سنائی اور فیصلہ چاہا، اور یہودی نے یہ بھی کہہ دیا کہ حضرت! اس کا فیصلہ آپ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے حق میں کر چکے ہیں، مگر پھر بھی یہ مسلمان (منافق) ماننے کو تیار نہیں، اور اس نے دوبارہ آپ سے فیصلہ کرانے کے لیے مجھے یہاں آپ کے پاس لایا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کردیا ہے؟

جواب دیا گیا کہ ہاں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَكَانَكُمَا حَتّٰى أَخْرُجَ إِلَيْكُمَا فَدَخَلَ فَاشْتَمَلَ عَلَى سَيْفِهِ ثُمَّ خَرَجَ فَضَرَبَ بِهِ عُنُقَ الْمُنَافِقِ حَتّٰى بَرَدَ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا أَقْضِيْ لِمَ لَمْ يَرْضَ بِقَضَاءِ اللّٰهِ وَقَضَاءِ رَسُوْلِهٖ. ❶

تم لوگ یہیں بیٹھے رہو میں ابھی آتا ہوں یہ کہہ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر گئے اور تلوار لاکر اس منافق کی گردن اڑادی، اور فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ سے راضی نہ ہو اس کے حق میں عمر کا فیصلہ یہی ہے۔

اس کے بعد منافقوں نے شور مچایا کہ عمر نے ایک مسلمان کو قتل کردیا، حضور کی خدمت میں شکایت لے کر آئے، اسی واقعہ کے متعلق اس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ:

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا﴾ (النساء: ۶۰)

❶ تفسیر البضاوی: سورۃ النساء آیت نمبر ۶۰ کے تحت، ج ۲ ص ۸۰/ تفسیر أبو السعود، سورۃ النساء آیت نمبر ۶۰ کے تحت، ج ۲ ص ۱۹۴

ترجمہ: (اے پیغمبر) کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعوی یہ کرتے ہیں کہ وہ اس کلام پر بھی ایمان لے آئے ہیں جو تم پر نازل کیا گیا ہے اور اس پر بھی جو تم سے پہلے نازل کیا گیا تھا، (لیکن) ان کی حالت یہ ہے کہ وہ اپنا مقصد فیصلے کے لیے طاغوت کے پاس لے جانا چاہتے ہیں؟ حالانکہ ان کو حکم یہ گیا تھا کہ وہ اس کا کھل کر انکار کریں۔ اور شیطان چاہتا ہے کہ انہیں بھٹکا کر پرلے درجے کی گمراہی میں مبتلا کردے۔

معلوم ہوا کہ دین کی بعض باتوں کو ماننا اور بعض کا انکار کرنا منافقوں کی علامت ہے، اور کامل مؤمن وہ ہے جو ہر بات میں رسول کی اطاعت کرے۔

ہم میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو نماز روزہ و دیگر عبادات میں تو قرآن وحدیث پر عمل کرتے ہیں لیکن جب مسئلہ مال ودولت کا اور اپنے ذاتی یا خاندانی مفادات کا آتا ہے تو وہاں نہ اللہ یاد آتا ہے، نہ رسول کی پرواہ ہوتی ہے، نہ لوگوں سے کوئی شرم وحیاء ہوتی ہے، بلکہ سب سے بالاتر ہو کر وہ اپنے مفاد کے لیے کوشش کرتے ہیں، چاہے اللہ راضی ہو یا نہ ہو، اللہ کا رسول خوش ہو یا ناخوش ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس میں دفن ہونے کی اجازت مانگنا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے قبل اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا:

اِنْطَلِقْ إِلَى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، فَقُلْ: يَقْرَأُ عَلَيْكِ عُمَرُ السَّلَامَ، وَلَا تَقُلْ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ، فَإِنِّي لَسْتُ الْيَوْمَ لِلْمُؤْمِنِينَ أَمِيرًا، وَقُلْ: يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور ان سے کہنا: عمر سلام عرض کرتا ہے، امیر المؤمنین مت کہنا کیونکہ آج میں امیر المؤمنین نہیں ہوں، اور پھر کہنا: عمر بن

خطاب اپنے دونوں ساتھیوں کیساتھ دفن ہونے کی اجازت مانگتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حاضر ہوکر سلام کیا اور اندر آنے کی اجازت مانگی، اجازت ملنے کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رو رہی تھیں، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: عمر بن خطاب سلام عرض کرتے ہیں اور اپنے دونوں ساتھیوں کیساتھ دفن ہونے کی اجازت مانگتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

كُنْتُ أُرِيدُهُ لِنَفْسِي، وَلَأُوثِرَنَّ بِهِ الْيَوْمَ عَلَى نَفْسِيْ.

اس جگہ کو میں اپنے لئے پسند کرتی تھیں لیکن آج میں عمر کو اپنے اوپر ترجیح دیتی ہوں۔

جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ واپس ہوئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا خبر لے کر آئے؟ انہوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو اجازت دیدی، فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، مَا كَانَ مِنْ شَيْءٍ أَهَمُّ إِلَيَّ مِنْ ذٰلِكَ. ❶

اللہ کا شکر ہے، آج میرے نزدیک اس خواب گاہ میں (دفن ہونے کی جگہ) سے زیادہ کوئی چیز اہم نہ تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں بیٹی کی گردن بھی اڑا دوں گا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ عیہ وسلم سے سچی محبت تھی، انکو اس راہ میں جان و مال، اولاد اور عزیز و اقارب کی قربانی سے بھی دریغ نہ تھا، عاص بن وائل جو حضرت

---

❶ صحيح البخاري: كتاب المناقب، بَابُ قِصَّةِ الْبَيْعَةِ وَالِاتِّفَاقِ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَفِيهِ مَقْتَلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، رقم الحديث: ۳۷۰۰

عمر رضی اللہ عنہ کے ماموں تھے، معرکہ بدر میں انکے ہاتھ سے ہی مارے گئے۔
اسی طرح جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات سے علیحدگی اختیار کرلی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ خبر سن حاضر خدمت ہونا چاہا، جب بار بار اذن طلب کرنے پر بھی اجازت نہ ملی تو پکار کر کہا:

وَاللّٰهِ، لَئِنْ أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضَرْبِ عُنُقِهَا، لَأَضْرِبَنَّ عُنُقَهَا. ❶

ترجمہ: اللہ کی قسم! (میں حفصہ کی سفارش کرنے نہیں آیا ہوں) اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکی گردن اڑانے کا حکم دیں تو میں اسکی گردن اڑادوں گا۔

محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اپنے بیٹے کا وظیفہ کم مقرر کیا

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ وظیفہ حضرت اسامہ کا مقرر کیا، تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ابا جان! آپ نے اسامہ بن زید کے چار ہزار اور میرے لئے تین ہزار پانچ سو وظیفہ مقرر کیا ہے، جبکہ ان کے والد کا مقام آپ سے کچھ زیادہ نہیں ہے اور مجھ سے زیادہ ان کا مرتبہ نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بالکل نہیں:

لِأَنَّ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عُمَرَ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَلِذٰلِكَ فَعَلْتُ. ❷

❶ صحيح مسلم: كتاب الطلاق، باب في الإيلاء، رقم الحديث: ١٤٧٩

❷ الطبقات الكبرى: ترجمة: أسامة بن زيد، ج٤ص ٥٢/تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: أسامة بن زيد، ج٨ص ٧١

ترجمہ: انکے والد زید بن حارثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمھارے والد سے زیادہ محبوب تھے اور یہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھ سے زیادہ محبوب تھے، اسی وجہ سے میں نے ان کا زیادہ وظیفہ مقرر کیا۔ جب یہ بات سنی تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس وظیفہ پر خوش ہو گئے جوان کے لئے مقرر ہوا۔

دیکھیں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنی محبت فرماتے تھے کہ جو لوگ حضور کو محبوب ہیں ان کا وظیفہ اپنی اولاد سے زیادہ کر دیا۔ ایک مسلمان کی یہی شان ہے کہ کائنات کی ہر چیز سے زیادہ اُسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہو، ہمیں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس، آپ کی ازواج مطہرات، اولاد اور صحابہ کرام سے محبت ہونی چاہیے اور حضور کی محبت کو اپنی محبت پر ترجیح دینی چاہیے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ومحبت

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کے موقع پر مکہ تشریف لے گئے تو نظروں کے سامنے بیت اللہ شریف تھا، جس کی طواف کی حسرت میں سب مسلمان آئے تھے، قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کو مکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیں گے، البتہ تم چاہو تو عمرہ کرلو۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میرے آقا تو عمرہ نہ کریں اور میں کرلوں، ادھر حدیبیہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! عثمان کس قدر خوش قسمت ہیں کہ سب سے پہلے حرم کعبہ کا طواف کررہے ہوں گے، ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہوا: نہیں جب تک میں طواف نہ کرلوں عثمان بھی نہیں کریں گے۔ (یہ ارشاد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر کامل اعتماد کی نشاندہی کرتا ہے۔)

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واپس لوٹے، تو مسلمانوں نے پوچھا کہ کیا آپ نے بیت اللہ کا طواف کرلیا؟ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

بِئْسَ مَاظَنَنْتُمْ بِي، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْمَكَثْتُ بِهَامُقِيمًاسَنَةً وَرُسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم مُقِيمٌ بِالْحُدَيْبِيَّةِ مَاطُفْتُ بِهَاحَتَّى بِهَارَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَقَدْ دَعَتْنِي قُرَيْشٌ إِلَى الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ فَأَبَيْتُ. ❶

ترجمہ: تم لوگوں نے میرے متعلق برا گمان کیا، اُس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر میں ایک سال تک وہاں ٹھہرتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں مقیم ہوتے، میں اُس وقت تک طواف نہ کرتا جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لے آتے، قریش مکہ نے مجھے طواف کرنے کی دعوت دی لیکن میں نے انکار کردیا، (گویا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود نہیں ہیں تو میں آپ کے بغیر تنہا یہ عبادت نہیں کرتا۔)

محبت رسول میں مسنون اعمال کا خوب اہتمام

ایک مرتبہ حج کے موقع پر آپ مزدلفہ میں تشریف فرما تھے، فجر کی نماز کے وقت روشنی کافی پھیل گئی، تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر امیر المؤمنین اس وقت منی کے لیے روانہ ہو جائیں تو یہ عین سنت کے مطابق ہوگا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یہ سنتے ہی اس سرعت سے چل پڑے کہ راوی کا بیان ہے:

فَمَاأَدْرِي أَقَوْلُهُ كَانَ أَسْرَعُ أَمْ دَفْعُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّي

❶تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عثمان بن عفان، ج ۳۹ ص ۷۷، ۷۸/ سير أعلام النبلاء: سنة ست من الهجرة، ج ۲ ص ۴۵

حَتّٰی رَمٰی جَمْرَۃَ الْعَقْبَۃِ یَوْمَ النَّحْرِ. ❶

ترجمہ: مجھے معلوم نہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول پہلے تھا یا حضرت عثمان رضی اللہ کی فوراً روانگی، مسلسل تلبیہ پڑھتے رہے یہاں تک کہ یوم نحر میں جمرہ عقبہ کی رمی کی۔

سبحان اللہ، سنت رسول پر عمل پیرا ہونے کا اندازہ دیکھئے کیسے تیز جارہے ہیں تاکہ سنت پر عمل ہو جائے، ہمیں بھی اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر مرمٹنا چاہیے، پتہ چلے کہ فلاں کام سنت ہے تو فوراً اس پر عمل کرنا چاہیے۔

محبت رسول کے سبب حضور کے اعزہ واقارب کے گستاخوں کے لئے قانون کا اجراء

حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو بہت سے نئے قانون بنائے ان میں سے ایک قانون یہ تھا کہ ایک آدمی نے ایک جھگڑے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ حقارت آمیز معاملہ کیا، اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی پٹائی کی، کسی نے اس پر اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا:

أَيُفَخِّمُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَّهُ وَأُرَخِّصُ فِي الْاِسْتِخْفَافِ بِهِ لَقَدْ خَالَفَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَعَلَ ذٰلِکَ وَرَضِيَ بِهِ فَرَضِيَ بِهِ عَنْهُمْ. ❷

ترجمہ: کیا یہ ہوسکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے چچا کی تعظیم فرمائیں اور میں ان

❶صحیح البخاري: کتاب الحج، باب متی یصلي الفجر بجمع، رقم الحدیث:۱۶۸۳

❷تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عباس بن عبد المطلب بن هاشم، ج۲۶ ص۳۷۲/الکامل فی التاریخ: ذکر بعض سیرة عثمان، ج۲ ص۵۴۷

کی تحقیر کی اجازت دے دوں؟ اس آدمی کی اس گستاخی کو جو اچھا سمجھ رہا ہے وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کر رہا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس نئے قانون کو تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے بہت پسند کیا (کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے گستاخ کی پٹائی کی جائے گی اور اُسے سزا دی جائے گی تاکہ آئندہ کوئی ایسی نازیبا حرکت نہ کرے۔)

جان دے دی لیکن حضور کے پڑوس کو نہ چھوڑا

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جن دنوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گھر میں محصور تھے، میں ان کی خدمت میں گیا اور میں نے ان سے کہا آپ تمام لوگوں کے امام ہیں، اور یہ مصیبت جو آپ پر آئی ہے وہ آپ دیکھ رہے ہیں۔ میں آپ کے سامنے تین تجویزیں پیش کرتا ہوں ان میں سے آپ جو چاہیں اختیار فرمالیں، یا تو آپ گھر سے باہر آ کر ان باغیوں سے جنگ کریں کیونکہ آپ کے ساتھ مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد اور بہت زیادہ قوت ہے، اور پھر آپ حق پر ہیں اور یہ باقی لوگ باطل پر ہیں۔ یا آپ اپنے اس گھر سے باہر نکلنے کیلئے پیچھے کی طرف ایک نیا دروازہ کھول لیں، کیونکہ اس دروازے پر تو یہ باغی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، اور اس نئے دروازے سے (چپکے سے) باہر نکل کر اپنی سواری پر بیٹھ کر مکہ چلے جائیں، کیونکہ یہ باغی لوگ مکہ میں آپ کا خون بہانا حلال نہیں سمجھیں گے۔ یا پھر آپ ملک شام چلے جائیں وہاں شام والے بھی ہیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک بھی تجویز قبول نہ فرمائی اور فرمایا:

أما أن أخرج فأقاتل؟ فلن أكون أول من خلف رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم في أمته بسفك الدماء، وأما أن أخرج إلى مكة فإنهم لن

يستحلوني بها، فإني سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: يلحد رجل من قريش بمكة يكون عليه نصف عذاب العالم، فلن أكون إياه، وأما أن ألحق بالشام، فإنهم أهل الشام وفيهم معاوية، فلن أفارق دار هجرتي ومجاورة رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم. ❶

ترجمہ: میں گھر سے باہر نکل کر ان باغیوں سے جنگ کروں یہ نہیں ہوسکتا، میں نہیں چاہتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت میں سب سے پہلے مسلمانوں کا خون بہانے والا میں بنوں، باقی رہی تجویز کہ میں مکہ چلا جاؤں، وہاں یہ باغی میرا خون بہانا حلال نہیں سمجھیں گے، تو میں اِسے بھی اختیار نہیں کرسکتا، کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قریش کا ایک آدمی مکہ میں بے دینی کے پھیلنے کا ذریعہ بنے گا، اس لئے اس پر ساری دنیا کا آدھا عذاب ہوگا، میں نہیں چاہتا کہ میں وہ آدمی بنوں۔ اور تیسری تجویز کہ میں ملک شام چلا جاؤں، وہاں شام والے بھی ہیں اور حضرت معاویہ بھی ہیں، تو میں اپنے دارِ ہجرت مدینہ منورہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا۔

دیکھیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ چاہتے تو مسلمانوں کو اجازت دے دیتے تو وہ ان باغیوں کے لیے کافی ہوجاتے، وہ صحابہ جنہوں نے روم وفارس کے محلات کو فتح کیا اور مشرکین مکہ کے غرور کو خاک میں ملایا اُن کے لیے یہ چند مٹھی باغیوں سے لڑنا کچھ مشکل نہ تھا، لیکن امیر المؤمنین نے محض اپنی جان کے تحفظ کے لیے نام لیوا مسلمانوں کے قتلِ عام کی اجازت نہ دی، اور نہ آپ مکہ گئے کہ کہیں یہ بدبخت مکہ کی حرمت کو

❶ فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل: فضائل عثمان بن عفان، ج ۱ ص ۴۸۵، رقم الحديث: ۷۸۵/ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عثمان بن عفان، ج ۳۹ ص ۳۸۱

پامال نہ کردیں، اور نہ شام گئے، جہاں آپ کے چاہنے والوں کی ایک بڑی جماعت تھی، جہاں پہنچ کر آپ نہایت محفوظ ہوجاتے، لیکن قربان جاؤں آپ کی مدینہ رسول سے محبت، آپ کے پڑوس سے قرب وتعلق اور شہرِ رسول کی حرمت پر کہ آپ نے جان دے دی لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس کو نہ چھوڑا، اور مدینہ کی حرمت کا ایسا پاس رکھا کہ انسان تو انسان جانور کے خون کا ایک خطرہ بھی بہنے نہ دیا۔ زندگی بھی حضور کے قرب وتعلق میں گزری اور دنیا سے جانے کے بعد بھی قیامت تک روضہ رسول کے سامنے جنت البقیع میں آپ کے پڑوس میں ہیں۔

شہر مدینہ سے محبت اور وہاں کے باشندوں کی جان ومال کا تحفظ

جب مدینہ منورہ کے حالات سخت تشویش ناک ہوگئے، تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا تھا کہ وہ ان کے ساتھ ملک شام تشریف لے چلیں، اور اگر یہ گوارا نہ ہو تو نہیں اجازت دیں کہ قصر خلافت کی حفاظت کے لئے فوج کا ایک دستہ بھیج دیں۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان دونوں صورتوں کو یہ کہہ کر نامنظور کردیا تھا کہ میں نہ کسی قیمت پر رسول اللہ سلام کا قرب چھوڑ سکتا ہوں اور نہ یہ گوارا کرسکتا ہوں کہ مدینہ میں فوج اس درجہ کثیر آجائے کہ اس کی وجہ سے شہر رسول کے رہنے والوں کو اشیائے خورد ونوش کی تنگی محسوس ہو۔ انہوں نے کہا یہ لوگ آپ پر غالب آجائیں گے اور آپ کو تکالیف پہنچائیں گے، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ'' میرے لیے میرا اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ ❶

❶ تاريخ الطبري: سنة خمس وثلاثين، ج۴ ص۳۴۵/ تاريخ الإسلام للذهبي: سيرة عثمان بن عفان، ج۳ ص۱۱۸

مدینہ طیبہ کا احترام ہمارے لیے لازم ہے، وہ شہر جہاں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی گزاری، ہمیں بھی اس پاک شہر سے محبت کرنی چاہیے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی اس محبت کی عظیم مثال ہے۔ آپ نے اپنی جان قربان کردی، لیکن مدینہ رسول کی حرمت پر آنچ نہ آنے دی، اور اپنی وجہ سے مدینہ کے رہائشیوں کو تکلیف میں ڈالنا گوارا نہ کیا، اور مدینہ سے عشق ومحبت کی ایک مثال قائم کردی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا محبت رسول میں لفظِ رسول اللہ مٹانے سے انکار کرنا

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ماہ ذیقعدہ (٦ھ) میں عمرہ کے لئے مدینہ سے تشریف لے گئے مگر اہل مکہ نے اس سے انکار کر دیا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں داخل ہونے کا موقع دے دیں (یعنی انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کو مکہ میں آنے سے روک دیا) تا آنکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ سے اس بات پر مصالحت کرلی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئندہ سال مکہ میں آئیں اور اس وقت بھی صرف تین دن مکہ میں قیام کریں، چنانچہ جب صلح نامہ لکھا گیا تو (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے) صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی اس طرح لکھا کہ "هَـذَا مَـا قَـاضَـى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ" یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصالحت کی ہے۔ اہل مکہ نے (یہ الفاظ دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: ہم تمہاری رسالت کو تسلیم نہیں کرتے اگر ہمارا علم یہ ہوتا (یعنی ہمیں اس پر اعتقاد ہوتا) کہ تم اللہ کے رسول ہو تو ہم تمہیں (مکہ میں داخل ہونے سے) روکتے ہی کیوں؟ البتہ (ہم تو صرف اتنا مانتے ہیں کہ) تم محمد ہو جو عبداللہ کے بیٹے ہیں، لہٰذا اس صلح نامہ میں محمد رسول اللہ کے بجائے محمد بن عبداللہ لکھو)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول بھی ہوں اور محمد بن عبداللہ بھی ہوں (یہ محض تمہاری ضد اور ہٹ دھرمی ہے ورنہ تم خوب جانتے ہو میری یہ دونوں صفتیں یعنی اللہ کا رسول ہونا اور محمد بن عبداللہ ہونا آپس میں اس طرح لازم ملزوم ہے کہ وہ ایک دوسرے سے جدا ہو ہی نہیں سکتیں، لہٰذا اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ دونوں کو ذکر کیا جائے یا ایک ہی کو ذکر کر دیا جائے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا (جو صلح نامہ لکھ رہے تھے) کہ ''اُمْحُ رَسُولَ اللّٰہِ'' رسول اللہ لفظ کو مٹا دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ''وَاللّٰہِ لَا أَمْحُوکَ أَبَدًا'' اللہ کی قسم! میں تو آپ کا نام کبھی بھی نہیں مٹا سکتا۔ (یہ سن کر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت علی کے ہاتھ سے وہ صلح نامہ) لے لیا اور باوجودیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا نہیں جانتے تھے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (رسول اللہ کا لفظ مٹا کر) یہ لکھا کہ ''ھٰذَا مَا قَاضَی عَلَیْہِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ'' یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد بن عبداللہ نے مصالحت کی ہے۔ (۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت رسول میں قربانیاں

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مختصر زادِ راہ لیا اور رات کے اندھیرے میں مشرکین مکہ سے چھپ کر رختِ سفر باندھا، بعد اس کے کہ آپ تین روز تک ان امانتوں کو جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے حوالہ کی تھیں، سب تک پہنچائیں، امانتیں اُن کے اہل کو سپرد کرنے کے بعد آپ نے ہجرت کا سفر شروع کر دیا، رات کو سفر کرتے اور دن کو کہیں روپوش ہو جاتے، حتیٰ کہ آپ مدینہ کے قریب پہنچ گئے، حال یہ تھا کہ پاؤں مبارک سوج گئے اور پھٹ گئے تھے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی آمد کا علم

(۱) صحیح البخاری: کتاب المغازی، باب عمرۃ القضاء، رقم الحدیث: ۴۲۵۱

ہوا تو فرمایا:

اُدْعُوْا لِی عَلِیًّا،قِیلَ :لا یَقْدِرُ أَنْ یَمْشِیَ. فَأَتَاهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاعْتَنَقَهُ،وَبَکَی رَحْمَةً لِمَا بِقَدَمَیْهِ مِنَ الْوَرَمِ،وَتَفَلَ فِی یَدَیْهِ وَأَمَرَّهُمَا عَلَی قَدَمَیْهِ،فَلَمْ یَشْتَکِهِمَا بَعْدُ حَتَّی قُتِلَ. ❶

ترجمہ: علی کو میرے پاس بلاؤ، عرض کیا گیا وہ تو پیدل نہیں چل سکتے، زیادہ چلنے کی وجہ سے ان کے پاؤں متورم ہیں، چنانچہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ زمین پر پڑے ہیں آپنے اُن کی یہ حالت دیکھ کر جذبہ شفقت ورحمت سے رونے لگے اور محبت سے گلے لگایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک میں لعاب دہن ڈال کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قدموں کو لگا دیا تو وہ اس سے بالکل ٹھیک ہو گئے، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو زندگی بھر اپنے قدموں میں تکلیف نہیں ہوئی تھی یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

ہمیں حضور سے محبت مال واولاد سے زیادہ ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ لوگوں کی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسا تھ کیسی تھی؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

کَانَ وَاللَّهِ أَحَبَّ إِلَیْنَا مِنْ أَمْوَالِنَا وَأَوْلَادِنَا وَآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ عَلَی الظَّمَإِ. ❷

---

❶ الکامل لابن أثیر: ذکر هجرة النبی صلی اللّه علیه وسلم، ج ۱ ص ۶۹۸

❷ الشفاء بتعریف حقوق المصطفی: القسم الثانی، الباب الثانی فی لزوم محبته صلی اللّه علیه وسلم، الفصل الثالث، ج ۲ ص ۵۲

ترجمہ: اللہ کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہمارے نزدیک ہمارے اموال، اولاد، ماں باپ اور پیاسے کیلئے ٹھنڈا پانی جتنا عزیز ہوتا ہے اُس سے بھی زیادہ تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آپس میں محبت اور تعلق

ایک دن سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اپنے والد گرامی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ایام مرض وفات میں ملنے گئیں، جب بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ ضرور پوچھتے کہ کیا علی بھی آئے ہیں؟ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے کوئی ضروری کام درپیش ہو، اس بار بھی ایسا ہوا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ نہیں، ابھی تک تو نہیں آئے، تھوڑی دیر کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، جو عورتیں اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی تھیں باہر نکل کر دروازہ پر بیٹھ گئیں، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

وَكُنْتُ مِنْ أَدْنَاهُمْ إِلَى الْبَابِ، فَأَكَبَّ عَلَيْهِ عَلِيٌّ فَجَعَلَ يُسَارُّهُ وَيُنَاجِيهِ، ثُمَّ قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَوْمِهِ ذَلِكَ، فَكَانَ أَقْرَبَ النَّاسِ بِهِ عَهْدًا۔ ❶

ترجمہ: میں دروازہ کے قریب تھی کہ میں نے دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھک گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کرنے لگے، پھر اسی روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رخصت ہو گئے، پس حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب تھے۔

---

❶ فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل: ومن فضائل علی رضی اللّٰه عنه، ج ۲ ص ۶۸۲، رقم الحدیث: ۱۱۷۱

ابتدائی دور میں حضور سے محبت اور رفاقت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین سال تک لوگوں کو پوشیدہ طور پر اللہ کی طرف دعوت دیتے رہے، لیکن جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ (الشعراء: ۲۱۴)

ترجمہ: اپنے قریبی رشتے داروں کوخدا کے عذاب سے ڈرائیے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوعبدالمطلب کو جمع کیا اور ان کے لیے کھانے پینے کا انتظام کیا، سب نے خوب سیر ہوکر کھایا مگر کھانا جوں کا توں باقی تھا جیسے کسی نے چھوا تک نہ ہو اور خوب سیر ہوکر پیا مگر مشروب جوں کا توں معجزہ کے طور پر باقی تھا جیسے کسی نے چھوا بھی نہ ہو، اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنوعبد المطلب ! میں تمہاری طرف بطورِ خاص اور تمام لوگوں کی طرف بالعموم مبعوث ہوا ہوں، پھراوپر والی آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی اور فرمایا: تم میں سے کون اس بات پر مجھ سے بیعت (عہد) کرتا ہے کہ وہ میرا بھائی اور دوست بنے گا؟ ان میں سے کوئی بھی نہیں اٹھا، سب پر خاموشی چھائی تھی جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں، لیکن اس خاموشی کو ایک بچہ نے یہ کہہ کر توڑ دیا میں بنوں گا، وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کھڑے تھے، انہوں نے دوبارہ دہراتے ہوئے کہا کہ میں آپ کا بھائی اور دوست بنوں گا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا، فرمایا کہ بیٹھ جاؤ، حضرت علی رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بات دوبارہ دہرائی، تو اس وقت بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوا اور کوئی نہیں اٹھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے تھے، فرمانے لگے کہ میں آپ کا بھائی اور دوست بنوں گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ بیٹھ جاؤ، پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار اپنی بات دہرائی تو اس بار بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوا اور کوئی نہیں اٹھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی فرماتے رہے: میں آپ کا بھائی اور دوست بنوں گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا، پھر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے سینہ پر اپنا دست مبارک مارا جو کہ ان کے عمل پر خوشی کا اظہار تھا۔ ❶

حضراتِ صحابہ کرام کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ومحبت

صحابہ کرام کی محبت رسول کے کوئی بال نیچے نہ گرنے پائے

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَلَّاقُ يَحْلِقُهُ، وَأَطَافَ بِهِ أَصْحَابُهُ، فَمَا يُرِيدُونَ أَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ إِلَّا فِي يَدِ رَجُلٍ.

ترجمہ: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حجام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مونڈ رہا ہے، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیرے ہوئے ہیں اور مقصد صرف یہ ہے کہ جو بال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک سے جدا ہوں، وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں آئیں نیچے نہ گریں۔ ❷

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

---

❶ مسند أحمد: مسند علی بن أبی طالب، ج۲ ص۴۶۵، ۴۶۶، رقم الحدیث: ۱۳۷۱
قال الهيثمی رواه أحمد ورجاله ثقات، انظر: مجمع الزوائد: كتاب علامات النبوة، باب معجزته صلى الله عليه وسلم فی الطعام وبركته فيه، ج۸ ص۳۰۲، رقم الحديث: ۱۴۱۰۹ / صحيح السيرة النبوية: ص۱۳۶

❷ صحيح مسلم: كتاب الفضائل، باب قرب النبی وتبركهم به، رقم الحديث: ۲۳۲۵

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا حَلَقَ رَأْسَهُ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَوَّلَ مَنْ أَخَذَ مِنْ شَعَرِهِ. ❶

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنا سر مبارک حلق فرماتے تو ابوطلحہ پہلے شخص ہوتے جو آپ کے بال مبارک کو لیتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک جھوٹے میں کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ پانی لایا گیا۔آپ نے اس میں سے پیا اور آپ کی داہنی جانب ایک لڑکا بیٹھا ہوا تھا جو تمام لوگوں میں چھوٹا تھا اور معمر بوڑھے سب آپ کے بائیں طرف تھے،تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: اے بچے! کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ پہلے میں یہ پیالہ ان بڑے لوگوں کو دے دوں؟ اس نے کہا:

وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَا أُوثِرُ بِنَصِيبِي مِنْكَ أَحَدًا. ❷

یارسول اللہ! میں آپ کے بچے ہوئے پانی پر کسی ایک کو ترجیح نہیں دوں گا،(تو آپ نے وہ پیالہ اسی کو دے دیا۔)

حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

حضرت یحیی بن سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ؟

---

❶ صحیح البخاری: کتاب الوضوء،باب الماء الذی یغسل به شعر الإنسان،رقم الحدیث: ۱۷۱

❷ صحیح البخاری: کتاب المظالم والغصب،بَابُ إِذَا أَذِنَ لَهُ أَوْ أَحَلَّهُ، وَلَمْ يُبَيِّنْ كَمْ هُوَ،رقم الحدیث: ۲۴۵۱

کون مجھے سعد بن ربیع کے بارے میں خبر لا کر دے گا؟

ایک صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ! میں خبر لاتا ہوں، چنانچہ وہ گیا اور لاشوں میں سعد بن ربیع کو تلاش کرنے لگا، حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے (اس صحابی کو دیکھ کر) پوچھا: کسے تلاش کررہے ہو؟ صحابی نے جواب دیا، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری خبر لینے کیلئے بھیجا ہے، حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے کہا: اچھا! جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا سلام کہنا اور بتا دینا کی مجھے نیزے کے بارہ زخم آئے ہیں جو میری جان لینے والے ہیں اور اپنی قوم سے کہنا:

أَنَّهُ لاعُذْرَ لَهُمْ عِنْدَ اللَّهِ، إِنْ قُتِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَوَاحِدٌ مِنْهُمْ حَيٌّ. ❶

ترجمہ: اللہ کے ہاں تمہارا کوئی عزر قبول نہیں ہوگا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید کئے جائیں اور تم میں سے کوئی ایک آدمی بھی زندہ ہو۔

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ کہتے ہیں کہ میں رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بسر کرتا، آپ کیلئے وضو کا پانی اور دوسری ضروریات کی چیزیں لایا کرتا، (ایک روز) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی چیز مانگو، میں نے عرض کیا: ''أَسْأَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِي الْجَنَّةِ'' جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا: کچھ اور؟ میں نے عرض کیا: بس یہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِکَ بِکَثْرَةِ السُّجُودِ. ❷

پس تم اپنے نفس کثرت سجود کیساتھ میری مدد کرو۔

❶ موطأ مالک: کتاب الجهاد، الترغيب فی الجهاد، ج۳ص ۶۶۳ ،رقم الحدیث: ۱۶۹۱

❷ صحیح مسلم: کتاب الصلاة، باب فضل السجود والحث علیه، رقم الحدیث: ۴۸۹

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر کی نچلی منزل میں ٹھہرے اور حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ اوپر والی منزل میں۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک رات بیدار ہوا اور کہنے لگا کہ ہم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے اوپر چلتے ہیں (جو کہ ادب کے خلاف ہے) تو ہم رات کو ہٹ کر ایک کونے کی طرف ہو گئے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا (کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے اوپر والے حصے میں قیام فرمائیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیچے والے گھر میں زیادہ آسانی ہے۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں تو اس چھت پر نہیں رہ سکتا کہ جس چھت کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم (حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی یہ عرض سن کر) اوپر والے حصے میں تشریف لے گئے اور حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نیچے والے گھر میں آگئے۔ ❶

حضور کے کھانے کی جگہ تلاش کر کے اُس جگہ سے کھانا کھانا

فَكَانَ يَصْنَعُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَإِذَا جِيءَ بِهِ إِلَيْهِ سَأَلَ عَنْ مَوْضِعِ أَصَابِعِهِ فَيَتَتَبَّعُ مَوْضِعَ أَصَابِعِهِ. ❷

ترجمہ: حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کرتے تھے تو جب وہ (بچا ہوا کھانا) واپس آتا اور آپ کے سامنے رکھا جاتا تو حضرت

❶ صحیح مسلم: كتاب الأشربة، باب إباحة أكل الثوم، رقم الحديث: ۲۰۵۳

❷ صحیح مسلم: كتاب الأشربة، باب إباحة أكل الثوم، رقم الحديث: ۲۰۵۳

ابوایوب اس جگہ کے بارے میں پوچھتے جس جگہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیاں ڈال کر کھانا کھایا اور پھر اس جگہ سے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ خود کھاتے۔

مجھے وہ چیز ناپسند ہے جو آپ کا ناپسند ہے

ایک دن حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کیا جس میں لہسن زیادہ تھا، تو جب یہ کھانا لوٹ کر واپس حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی طرف لایا گیا تو انہوں نے معمول کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے بارے میں پوچھا، تو آپ سے کہا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا نہیں کھایا (یہ سنتے ہی) حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ گھبرا گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اوپر چڑھ کر عرض کیا: ”أَحَرَامٌ هُوَ؟“ کیا یہ حرام ہے؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لَا وَلَكِنِّي أَكْرَهُهُ“ حرام تو نہیں ہے لیکن مجھے یہ ناپسند ہے۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ”فَإِنِّي أَكْرَهُ مَا تَكْرَهُ“ مجھے بھی وہ چیز ناپسند ہے جو آپ کو ناپسند ہے۔ (1)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک رات آنکھ کھل گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِي يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ.

ترجمہ: کاش کہ میرے صحابہ میں سے کوئی ایسا نیک آدمی ہو جو رات بھر میری حفاظت کرے۔

---

(1) صحيح مسلم: كتاب الأشربة، بَابُ إِبَاحَةِ أَكْلِ الثُّومِ، وَأَنَّهُ يَنْبَغِي لِمَنْ أَرَادَ خِطَابَ الْكِبَارِ تَرْكُهُ، وَكَذَا مَا فِي مَعْنَاهُ، رقم الحديث: ٢٠٥٣

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے اسلحہ کی آواز سنی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کون ہے؟ عرض کیا: سعد بن ابی وقاص، "یَا رَسُولَ اللّٰهِ جِئْتُ أَحْرُسُکَ" اے اللہ کے رسول! میں آپ کی خدمت میں پہرہ دینے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گہری نیند سو گئے۔ ❶

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی محبت رسول

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انکی زوجہ آپ کے سرہانے بیٹھی تھی، شدت غم سے انکی زبان سے نکلا "وَاحُزْنَاهُ" حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا یہ مت کہو بلکہ کہو:

وَاطَرَبَاهُ، غَدًا أَلْقَى الْأَحِبَّهْ مُحَمَّدًا وَحِزْبَهُ. ❷

کتنا خوشی کا وقت ہے، کل اپنے احباب یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ سے ملاقات کروں گا۔

مجھے سب سے زیادہ محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب احد کا زمانہ قریب آیا تو مجھے میرے والد نے رات کو بلایا اور کہا:

مَا أُرَانِي إِلَّا مَقْتُولًا فِي أَوَّلِ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنِّي لَا أَتْرُکُ بَعْدِي أَعَزَّ عَلَيَّ مِنْکَ غَيْرَ نَفْسِ رَسُولِ اللّٰهِ

❶ صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابة رضی اللّٰه عنهم، باب فی فضل سعد بن أبی وقاص رضی اللّٰه عنه، رقم الحدیث: ۲۴۱۰

❷ الشفاء بتعریف حقوق المصطفی: القسم الثانی، الباب الثانی فی لزوم محبته صلی اللّٰه علیه وسلم، الفصل الثالث، ج۲ ص۵۳

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،فَإِنَّ عَلَیَّ دَیْنًا فَاقْضِ،وَاسْتَوْصِ بِأَخَوَاتِکَ خَیْرًا. ❶

ترجمہ: میں اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے پہلے مقتول ہونے والا خیال کرتا ہوں اور میں اپنے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے سوا کوئی چیز ایسی نہیں چھوڑے جارہا ہوں جو تم سے زیادہ مجھ کو عزیز ہے، مجھ پر قرضہ ہے اس کو اداء کردینا اور اپنی بہنوں سے اچھا سلوک کرنا۔

صبح کے وقت ہم نے دیکھا کہ سب سے پہلے مقتول وہی تھے اور ان کے ساتھ قبر میں ایک دوسرا شخص دفن کیا گیا اور میری طبیعت نے گوارا نہ کیا کہ میں ان کو دوسرے کے ساتھ چھوڑں۔ چھ مہینے کے بعد میں نے ان کو نکالا تو اس وقت وہ اسی طرح تھے جس طرح میں نے ان کو دفن کیا تھا سوائے کان کے کہ (کچھ متاثر ہوا تھا)۔

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں نے مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ میں ایک ایسی بات دیکھی ہے کہ اگر وہ مجھے حاصل ہوتی تو اس کے مقابلہ میں دنیا کی کسی نعمت کو محبوب نہ رکھتا، وہ بات یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو کافروں سے لڑنے کی رغبت دلا رہے تھے کہ اتنے میں مقداد آ گئے اور انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ!

لَانَقُولُ کَمَا قَالَ قَوْمُ مُوسَی فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلَا،وَلٰکِنَّا نُقَاتِلُ عَنْ یَمِینِکَ،وَعَنْ شِمَالِکَ،وَبَیْنَ یَدَیْکَ وَخَلْفَکَ. ❷

---

❶صحیح البخاری: کتاب الجنائز، باب :هل یخرج المیت من القبر واللحد لعلة، رقم الحدیث: ۱۳۵۱

❷صحیح البخاری: کتاب المغازی، بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالَی :إِذْ تَسْتَغِیثُونَ رَبَّکُمْ فَاسْتَجَابَ لَکُم......الخ، رقم الحدیث: ۳۹۵۲

ترجمہ: ہم اس طرح نہیں کہیں گے جیسے موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہہ دیا تھا کہ تو اور تیرا رب جا کر (قوم عمالقہ) سے لڑے بلکہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں، آگے اور پیچھے ہر طرف سے آپ کے دفاع میں لڑیں گے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مقداد رضی اللہ عنہ کے یہ کہتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک روشن ہو گیا اور مقداد کی اس گفتگو سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں سات صحابہ کی شہادتیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سات انصاریوں اور قریش کے دو آدمیوں کے ہمراہ اکیلے رہ گئے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ يَرُدُّهُمْ عَنَّا وَلَهُ الْجَنَّةُ؟أَوْ هُوَ رَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ. (1)

ترجمہ: جو انہیں ہم سے ہٹائے گا اس کے لئے جنت ہے یا وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔

تو انصار میں سے ایک آدمی آگے بڑھا اور جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہو گیا، پھر بھی کافروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیرے رکھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو انہیں ہم سے دور کرے گا اس کے لئے جنت ہوگی یا وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا، پس انصار میں سے ایک آدمی آگے بڑھ کر لڑا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا، یہ سلسلہ برابر اسی طرح چلتا رہا یہاں تک کہ ساتوں انصاری شہید ہو گئے۔

(1) صحيح مسلم: كتاب الجهاد والسير، باب غزوة أحد، رقم الحديث: ۱۷۸۹

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی سے محبت نہیں

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ فرماتے ہیں:

وَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،وَلَا أَجَلَّ فِي عَيْنِي مِنْهُ،وَمَا كُنْتُ أُطِيقُ أَنْ أَمْلَأَ عَيْنَيَّ مِنْهُ إِجْلَالًا لَهُ،وَلَوْ سُئِلْتُ أَنْ أَصِفَهُ مَا أَطَقْتُ لِأَنِّي لَمْ أَكُنْ أَمْلَأُ عَيْنَيَّ مِنْهُ. ❶

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر مجھے کسی سے محبت نہیں تھی اور نہ ہی میری نظر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کا مقام تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کی وجہ سے مجھ میں آپ کو بھرپور نگاہ سے دیکھنے کی سکت نہیں رکھتا تھا، اگر کوئی مجھ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک اور حلیہ کے متعلق پوچھے تو میں بیان نہیں کرسکتا، کیونکہ میں نے آپ کو بوجہ عظمت وجلال کبھی آنکھ بھر کا دیکھا ہی نہیں۔

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ﴾(الحجرات: ۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند مت کیا کرو، اور نہ ان سے بات کرتے ہوئے اس طرح زور سے بولا کرو جیسے تم ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے۔

❶ صحیح مسلم: کتاب الإیمان: باب کون الإسلام یهدم ما قبله وکذا الهجرة والحج، رقم الحديث: ۱۲۱

تو حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ اپنے گھر ہی میں بیٹھ گئے اور سمجھنے لگے کہ میں دوزخی ہوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہوئے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اے ابوعمرو! ثابت کا کیا حال ہے؟ کیا وہ بیمار ہو گئے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ وہ میرے ہمسائے ہیں اور مجھے ان کے بیمار ہونے کا علم نہیں، حضرت سعد رضی اللہ عنہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پوچھنے کا ذکر کیا، تو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ، وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّي مِنْ أَرْفَعِكُمْ صَوْتًا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَنَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ. ❶

ترجمہ: یہ آیت نازل ہوگئی اور تم جانتے ہو کہ میری آواز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تم سب سے زیادہ بلند ہو جاتی ہے کہیں میں دوزخی نہ ہو جاؤں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا: ’’**بَلْ هُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ**‘‘ وہ تو اہل جنت میں سے ہیں۔

صحابہ کو محبوب حضور تھے

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا پاؤں سن ہو گیا، ایک شخص نے آپ کو کہا:

اُذْكُرْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيْكَ. ❷

جس سے آپ کو سب سے زیادہ محبت ہے اسکو یاد کرو۔

تو پاؤں ٹھیک ہو جائے گا، آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: **يَا مُحَمَّدَاهُ.** چنانچہ اسی وقت پاؤں ٹھیک ہو گیا۔

❶ صحیح مسلم: كتاب الإيمان، باب مخافة المؤمن أن يحبط عمله، رقم الحديث: ۱۱۹

❷ عمل اليوم والليلة لابن السني: باب ما يقول إذا خدرت رجله، ص ۱۴۱، رقم الحديث: ۱٦۸

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں، ان کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق ومحبت میں یہ حال ہوگیا کہ ایک دفعہ حاضر خدمت ہوئے اور رنگ بدلا ہوا تھا اور جسم نحیف وکمزور ہوگیا تھا اور چہرے پر غم اور حزن کے آثار نمایاں تھے، آپ نے فرمایا کہ اے ثوبان! تمہارا رنگ کیوں بدلا ہوا ہے؟ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

مَا بِي ضُرٌّ وَلَا وَجَعٌ، غَيْرَ أَنِّي إِذَا لَمْ أَرَکَ اشْتَقْتُ إِلَيْکَ وَاسْتَوْحَشْتُ وَحْشَةً شَدِيدَةً حَتَّى أَلْقَاکَ، ثُمَّ ذَكَرْتُ الْآخِرَةَ وَأَخَافُ أَلَّا أَرَاکَ هُنَاکَ، لِأَنِّي عَرَفْتُ أَنَّکَ تُرْفَعُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَأَنِّي إِنْ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ كُنْتُ فِي مَنْزِلَةٍ هِيَ أَدْنَى مِنْ مَنْزِلَتِکَ، وَإِنْ لَمْ أَدْخُلْ فَذَلِکَ حِينَ لَا أَرَاکَ أَبَدًا. [1]

ترجمہ: نہ مجھے کوئی نقصان ہوا ہے اور نہ جسم کے کسی حصے میں مجھے تکلیف ہے، لیکن بات یہ ہے کہ جب میں آپ کو نہیں دیکھتا تو بے قرار ہوجاتا ہوں اور شدید گھبراہٹ محسوس کرتا ہوں اور جب تک آپ کو نہ دیکھ لوں اور آپ سے نہ مل لوں قرار نہیں آتا۔ جب میں نے آخرت کا معاملہ سوچا تو اندیشہ ہوا کہ میں وہاں آپ کو نہ دیکھ سکوں گا، کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ آپ انبیاء کرام کے ساتھ بلند ترین مقام پر ہوں گے اور میں اگر جنت میں داخل بھی ہوا تو آپ کے درجہ سے کم درجہ پر ہوں گا اور اگر جنت ہی میں داخل نہ ہوسکا تو پھر کبھی بھی آپ کو نہ دیکھ پاؤں گا، (یہ سوچ کر مجھ کو غم ہوگیا اور یہ حال ہوگیا ہے۔)

---

[1] تفسیر القرطبی، سورۃ النساء آیت نمبر ۶۹ کے تحت، ج ۵ ص ۲۷۱/ تفسیر البغوی: ج ۱ ص ۶۵۹

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب جنگِ اُحد کا ذکر فرماتے تو یہ ارشاد فرماتے کہ یہ دن سارے کا سارا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے حساب میں ہے۔ پھر تفصیل سے بیان فرماتے ہیں کہ میدانِ جنگ سے منہ موڑنے والوں میں سے سب سے پہلے واپس لوٹنے والا میں تھا، تو میں نے دیکھا کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لیے بڑے زور وشور سے جنگ کر رہا ہے، میں نے اپنے دل میں کہا کہ خدا کرے یہ حضرت طلحہ ہوں، اس لیے کہ جو ثواب مجھ سے چھوٹنا تھا وہ تو چھوٹ گیا، اب مجھے زیادہ پسند یہ ہے کہ یہ ثواب میری قوم کے کسی آدمی کو ملے (اور حضرت طلحہ میری قوم کے آدمی تھے)۔ اور میرے اور مشرکین کے درمیان ایک آدمی اور تھا جسے میں پہچان نہیں رہا تھا اور میں بہ نسبت اس آدمی کے حضور صلی اللہ علیہ وسلمے زیادہ قریب تھا لیکن وہ مجھ سے زیادہ تیز چل رہا تھا، تو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ابوعبیدہ بن جرّاح ہیں۔ ہم دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ آپ کا اگلا دانت شہید ہو چکا ہے اور آپ کا چہرۂ مبارک زخمی ہے اور خَود کی دو کڑیاں آپ کے رُخسار مبارک میں گھس گئی ہیں۔ آپ نے ہم سے فرمایا: اپنے ساتھی طلحہ کی خبر لو جو کہ زیادہ خون نکلنے کی وجہ سے کمزور ہو چکے تھے۔ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زخمی حالت میں دیکھ کر) ہم لوگ آپ کے اس فرمان کی طرف توجہ نہ کر سکے۔ (ہم بہت پریشان ہو گئے تھے) میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے کڑیاں نکالنے کے لیے آگے بڑھا تو حضرت ابوعبیدہ نے مجھے اپنے حق کی قسم دے کر کہا کہ (یہ سعادت لینے کے لیے) مجھے چھوڑ دو۔ میں نے (یہ موقع) اُن کے لیے چھوڑ دیا۔ انہوں نے ہاتھ سے کڑیاں نکالنا پسند نہ کیا کہ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف

ہوگی بلکہ دانتوں سے پکڑ کر ایک کڑی نکالی، کڑی کے ساتھ ان کا سامنے کا ایک دانت بھی نکل کر گر گیا۔ جو انہوں نے کیا اسی طرح کرنے کے لیے میں آگے بڑھا، انہوں نے پھر مجھے اپنے حق کی قسم دے کر کہا: (یہ سعادت لینے کے لیے) مجھے چھوڑ دو، اور انہوں نے پہلی مرتبہ کی طرح دانتوں سے پکڑ کر کڑی کو نکالا، اس دفعہ کڑی کے ساتھ اُن کا دوسرا دانت نکل کر گر گیا۔ دانتوں کے ٹوٹنے کے باوجود حضرت ابوعبیدہ لوگوں میں بڑے خوب صورت نظر آتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے فارغ ہو کر ہم لوگ حضرت طلحہ کے پاس آئے، وہ ایک گڑھے میں پڑے ہوئے تھے، اور اُن کے جسم پر نیزے، تیر اور تلوار کے ستّر سے زیادہ زخم تھے، اور اُن کی انگلی بھی کٹ گئی تھی، ہم نے اُن کی دیکھ بھال کی۔ ❶

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کدو پسند تو مجھے بھی پسند ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (ایک دن) ایک درزی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے تیار کئے ہوئے کھانے پر مدعو کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ میں بھی گیا، اس نے جو کی روٹی اور شوربا لاکر (دسترخوان پر) رکھا جس میں کدو اور خشک گوشت تھا، چنانچہ میں نے دیکھا:

يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَيِ الْقَصْعَةِ ،قَالَ:فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمِئِذٍ. ❷

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (کو کدو چونکہ بہت مرغوب تھا) اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیالے کے کناروں میں کدو کو تلاش کر کر کے کھاتے تھے، اسی لئے اس دن

---

❶ مسند أبي داود طيالسي: أحاديث أبي بكر رضي الله عنه، ج ١ ص ٨ رقم الحديث: ٦/ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: طلحة بن عبيدالله، ج ٢٥ ص ٧٥

❷ صحيح البخاري: كتاب البيوع، باب ذكر الخياط، رقم الحديث: ٢٠٩٢

کے بعد سے میں کدو کو بہت پسند کرتا ہوں (اسلئے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھے۔)

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ جو انصاری صحابی ہیں، راوی فرماتے ہیں کہ ایک دن اسید بن حضیر لوگوں سے باتیں کر رہا تھا اور انکے درمیان مزاح چل رہا تھا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہ مذاق انکے پہلو میں ایک لکڑی سے ٹھوکا، انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:

أَصْبِرْنِی

مجھے اسکا بدلہ دو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَصْطَبِرْ

بدلہ لے لو، انہوں نے کہا:

إِنَّ عَلَيْکَ قَمِيصًا وَلَيْسَ عَلَيَّ قَمِيصٌ

آپ کے جسم پر کپڑا ہے اور میرے جسم پر کپڑا نہیں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑا ہٹایا، تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمر مبارک کے ساتھ چمٹ گیا اور آپ کے پہلو کو بوسہ دینے لگا اور کہا:

إِنَّمَا أَرَدْتُ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ. (1)

میں یہی چاہتا تھا کہ میرا جسم آپ کے جسم کے ساتھ مس ہو جائے۔

صحابہ کرام کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے مثال محبت

سن ٦ ھ میں صلح حدیبیہ کے موقع پر مکہ کے رئیس عروہ بن مسعود ثقفی جو اسوقت تک

(1) سنن أبی داود: کتاب الآداب، باب فی قبلة الجسد، رقم الحديث: ٥٢٢٤

اسلام نہیں لائے تھے، اہل مکہ کی طرف سے جب سفیر اور نمائندہ بن کر بارگاہِ نبوی میں حدیبیہ کے مقام پر حاضر ہوئے اور وہاں انہوں نے پیغمبر اسلام کی حد درجہ تعظیم وتوقیر اور عقیدت ومحبت کا جو بے مثال منظر دیکھا، واپس جا کر اہلِ مکہ کو اسکی منظر کشی کرتے ہوئے فرمایا:

أَیْ قَوْمِ!وَاللّٰہِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَی الْمُلُوکِ،وَوَفَدْتُ عَلَی قَیْصَرَ، وَکِسْرَی،وَالنَّجَاشِیِّ،وَاللَّهِ إِنْ رَأَیْتُ مَلِكًا قَطُّ یُعَظِّمُهُ أَصْحَابُهُ مَا یُعَظِّمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدًا،وَاللَّهِ إِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِی کَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ،فَدَلَکَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ،وَإِذَا أَمَرَهُمُ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ،وَإِذَا تَوَضَّأَ کَادُوا یَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ،وَإِذَا تَکَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ،وَمَا یُحِدُّونَ إِلَیْهِ النَّظَرَ تَعْظِیمًا لَهُ،وَإِنَّهُ قَدْ عَرَضَ عَلَیْکُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ فَاقْبَلُوهَا. ❶

ترجمہ:اے قوم!اللہ کی قسم، میں بادشاہوں کے دربار میں گیا، قیصر وکسریٰ اور نجاشی کے دربار میں گیا،مگر اللہ کی قسم میں نے کسی بادشاہ کو ایسا نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی محمد کی یہ تعظیم کرتے ہیں، اللہ کی قسم جب وہ تھوکتے ہیں،تو وہ جس کسی کے ہاتھ پڑتا ہے وہ اس کو اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے،اور جب وہ کسی بات کے کرنے کا حکم دیتے ہیں تو ان کے اصحاب بہت جلد اس حکم کی تعمیل کرتے ہیں، جب وضو کرتے ہیں تو آپ کے وضو کے پانی کیلئے لڑتے مرتے ہیں، اپنی آوازیں ان کے سامنے پست رکھتے ہیں، نیز بغرض تعظیم ان کی طرف دیکھتے تک

❶صحیح البخاری: کتاب الشروط،بَابُ الشُّرُوطِ فِی الجِهَادِ وَالمُصَالَحَةِ مَعَ أَهْلِ الحَرْبِ وَکِتَابَةِ الشُّرُوطِ،رقم الحدیث: ۲۷۳۱

نہیں، بے شک انہوں نے تمہارے سامنے ایک عمدہ مسئلہ پیش کیا ہے، لہٰذا تم اس کو مان لو۔

کفن کے حصول کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کا حصول

ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک خوبصورت چادر جو اُس نے اپنے ہاتھ سے بنائی تھی وہ آپ کے لئے بطورِ ہدیہ کے لے کر آئی، اُس عورت نے کہا کہ میں نے اسے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے اور میں اسے اس لئے لائی ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے پہنیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے لے لیا اور آپ کو اس کی ضرورت بھی تھی، پھر آپ ہمارے پاس تشریف لائے اس حال میں کہ اس چادر کو ازار بنائے ہوئے تھے، اس کی ایک شخص نے تعریف کی اور کہا آپ ہمیں یہ دے دیں، یہ چادر کتنی ہی خوبصورت ہے، لوگوں نے کہا کہ تو نے اچھا نہیں کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اِسے بطورِ ضرورت کے پہنا تھا، ورتو نے اُسے مانگ لیا، حالانکہ تو جانتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے سوال کو رد نہیں فرماتے تھے۔ اس نے کہا:

إِنِّي وَاللَّهِ مَا سَأَلْتُهُ لِأَلْبَسَهُ، إِنَّمَا سَأَلْتُهُ لِتَكُونَ كَفَنِي. (1)

ترجمہ: میں نے اللہ کی قسم! اس لئے چادر نہیں مانگی کہ اس کا لباس بنا کر پہنوں بلکہ اس لئے مانگا کہ یہ میرا کفن ہو جائے۔ سہل نے کہا کہ وہ چادر اس شخص کا کفن بنی۔

اپنی رہائی کے بدلے محبوب کو کانٹا چبھنا بھی گوارا نہیں

حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ کو کفار نے پکڑ لیا اور قریش نے قتل کے لیے ان سے خرید لیا تھا، جب ان کو سولی دینے کے لیے چلے تو ابوسفیان بن حرب نے ان سے کہا:

---

(1) صحيح البخاري: كتاب الجنائز، بَابُ مَنِ اسْتَعَدَّ الكَفَنَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْكَرْ عَلَيْهِ، رقم الحديث: ١٢٧٧

زید تجھے خدا کی قسم! کیا تم چاہتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پھانسی دی جائے اور تم اپنے گھر میں آرام سے رہو، حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم میں تو یہ بھی نہیں چاہتا کہ میری رہائی کے بدلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے مبارک میں اپنے گھر کے اندر بھی کانٹا لگے۔ ابوسفیان حیران رہ گیا اور یوں کہا:

مَارَأَيْتُ أَحَدًامِّنَ النَّاسِ يُحِبُّ أَحَدًا كَحُبِّ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍمُحَمَّدًا. ❶

ترجمہ: میں نے تو کسی کو بھی نہیں دیکھا جو دوسرے شخص سے ایسی محبت رکھتا ہو جیسے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

سینہ نبوی سے اپنی پیٹھ کو خوب چپکانا

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص جنگل کے رہنے والے جن کا نام زاہر بن حرام تھا، وہ جب حاضر خدمت ہوتے جنگل کے ہدایا سبزی ترکاری وغیرہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے اور وہ جب مدینہ منورہ سے واپس جانے کا ارادہ کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہری سامان خورد ونوش کا ان کو عطا فرماتے، ایک مرتبہ حضور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زاہر ہمارا جنگل ہے اور ہم اس کے شہر ہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے خصوصی تعلق تھا، زاہر حسین نہیں تھے، سیاہ فام تھے، ایک مرتبہ کسی جگہ کھڑے ہوئے وہ اپنا کوئی سامان فروخت کر رہے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پیچھے سے ان کو اپنے سینے کے ساتھ لگایا، اس طور پر کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ نہ سکے، انہوں نے کہا: ارے کون ہو؟ مجھے چھوڑ دو، لیکن جب کن آنکھوں وغیرہ سے دیکھ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا تو اپنی کمر کو بہت اہتمام سے پیچھے کر کے حضور

❶ اُسد الغابة فى معرفة الصحابة، ترجمة: زيد بن الدثنة. ج ۲ ص ۳۵۷ رقم الترجمة: ۱۸۳۵

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے اور لگانے لگے (کہ جتنی دیر بھی تلبس رہے ہزاروں نعمتوں اور لذتوں سے بڑھ کر ہے) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ يَشْتَرِى هَذَا الْعَبْدَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِذًا وَاللَّهِ تَجِدُنِى كَاسِدًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَكِنْ عِنْدَ اللَّهِ لَسْتَ بِكَاسِدٍ أَوْ قَالَ: أَنتَ عِنْدَ اللَّهِ غَالٍ. ❶

ترجمہ: کون ہے جو اس غلام کو خریدے؟ زاہر نے عرض کی کہ حضور اگر آپ مجھے فروخت فرمادیں تو کھوٹا اور کم قیمت پائیں گے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں اللہ کے نزدیک تو تم کھوٹے نہیں ہو، یا یہ فرمایا کہ تم اللہ کے ہاں بہت قیمتی ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی ہوجاتی ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

إِنِّى إِذَا رَأَيْتُكَ قَرَّتْ عَيْنِى وَطَابَتْ نَفْسِى، وَإِذَا لَمْ أَرَكَ لَمْ تَطِبْ نَفْسِى. ❷

ترجمہ: جب میں آپ کو دیکھتا ہوں تو میری آنکھیں ٹھنڈی ہوجاتی ہیں اور دل خوش ہوجاتا ہے، لیکن جب آپ نظر نہیں آتے تو میں بے چین سا رہتا ہوں۔

جسد رسول کا بوسہ دینے کے لئے عجیب تدبیر

غزوہ بدر کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی صفوں کو ایک نیزہ کے ذریعے سیدھا کیا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب اس نیزہ کے ذریعے صفوں کو سیدھا

❶ الشمائل المحمدية للترمذی: باب ما جاء فی صفة مزاح رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، ص ۱۹۶، رقم الحديث: ۲۴۰

❷ مجمع الزوائد: كتاب المناقب، ج ۹ ص ۳۶۲، رقم الحديث: ۱۵۹۵۵

کرتے ہوئے سواد ابن غزیہ کے پاس سے گزرے جو بنی نجار کے حلیف تھے تو وہ اپنی صف سے کچھ آگے کو کھڑے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نیزہ سے ان کے پیٹ میں ٹھوکا دیا اور فرمایا: سواد! سیدھے یعنی صف میں کھڑے ہو، اس پر حضرت سواد نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے مجھے ٹھوکر مار کر تکلیف پہنچائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے حق اور انصاف دے کر بھیجا ہے، لہذا مجھے موقع دیجئے کہ میں آپ سے بدلہ لوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً اپنے پیٹ مبارک سے قمیص ہٹائی اور حضرت سواد سے فرمایا: لو اپنا بدلہ لے لو، حضرت سواد فوراً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے سے لگ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شکم مبارک کو بوسہ دینے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم نے ایسا کس لیے کیا؟ تو حضرت سواد نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ دیکھ رہے ہیں کہ جنگ سر پر ہے اس لیے میری تمنا تھی کہ آپ کے ساتھ میرے آخری لمحے جو گزریں وہ اس طرح کہ میرا جسم آپ کے جسم مبارک سے مس ہو جائے، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سواد کے لیے دعائے خیر فرمائی۔ ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر عمدہ کھانا پینا اور خوبصورت بیویوں کو چھوڑ کر تپتے ہوئے صحراء کا سفر

حضرت ابوخیثمہ انصاری رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے۔ انکا نام مالک بن قیس تھا۔ وہ کوئی بہت زیادہ معروف اور نمایاں شخص تو نہ تھے، مگر ان کی بہت بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شدید محبت کرتے تھے۔ یہ محبت کوئی یک طرفہ نہ تھی بلکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان

❶ سيرة ابن هشام: غزوة بدر الكبرى، ج ۱ ص ۶۲۶ /السيرة النبوية لابن كثير: ج ۲ ص ۴۱۰/ السيرة الحلبية: باب غزوة البدر الكبرى، ج ۲ ص ۲۲۰

سے خوب محبت کرتے تھے۔غزوہ تبوک ۹ ہجری میں ہوا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تیس ہزار صحابہ کرام تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کے لیے روانہ ہو چکے ہیں مگر ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ کسی وجہ سے لشکر کے ساتھ روانہ نہ ہو سکے۔ایک دن، دو دن بلکہ کئی دن گزر چکے ہیں۔مدینہ طیبہ میں وہ دن خاصا گرم تھا۔ابوخیثمہ کی دو بیویاں تھیں، دونوں اپنے باغ میں گئیں۔وہاں اپنا اپنا عریش یعنی چھپر بنایا، اس میں پانی کا چھڑکاؤ کیا، ٹھنڈے پانی کے اہتمام کے ساتھ ساتھ مزیدار کھانا تیار کیا، دونوں اپنے اپنے چھپر میں ابوخیثمہ کا انتظار کر رہی ہیں۔ابوخیثمہ جب اپنے باغ میں پہنچے تو دونوں بیویوں نے ان کو دعوت دی کہ وہ ان کے چھپر میں آئیں، ان کے ہاں استراحت کریں۔ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ چھپر کے دروازے پر پہنچے تو رک گئے۔اس دور میں عریش (ہوا دار چھپر) خصوصاً گرمیوں کے موسم میں بڑی آرام دہ جگہ ہوتی تھی۔عریش میں مزیدار کھانے ٹھنڈا پانی اور حسین بیوی نظر آ رہی تھی۔اچانک انہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یاد آ گئے، آپ کی محبت، ان کے ساتھ پیار۔کہنے لگے:

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرِّيحِ وَالْحَرِّ، وَأَبُو خَيْثَمَةَ فِي ظِلٍّ بَارِدٍ، وَطَعَامٍ مُهَيَّأٍ، وَامْرَأَةٍ حَسْنَاءَ، فِي مَالِهِ مُقِيمٌ، مَا هَذَا بِالنَّصَفِ! ثُمَّ قَالَ: وَاللَّهِ لَا أَدْخُلُ عَرِيشَ وَاحِدَةٍ مِنْكُمَا حَتَّى أَلْحَقَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَهَيِّئَالِي زَادًا، فَفَعَلَتَا. ❶

ترجمہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو دھوپ میں ہوا اور لو برداشت کر رہے ہوں، جبکہ ابوخیثمہ ٹھنڈے سایے تلے ہوا اور عمدہ کھانوں اور بیوں سے لطف اندوز ہو رہا ہو،

❶ سيرة ابن هشام: غزوة تبوك، ج۲ ص ۵۲۰/ دلائل النبوة للبيهقي: أبواب غزوة تبوك، ج۵ ص ۲۲۳/ السرة الحلبية: غزوة تبوك، ج۳ ص ۱۸۸

اور اپنے اہل وعیال اور مال میں ٹھہرا ہوا ہو، یہ انصاف نہیں ہے، بیویوں سے کہنے لگے: اللہ کی قسم! میں تم دونوں میں سے کسی کے عریش میں داخل نہ ہوں گا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملوں، بیویوں کو حکم دیا کہ فوراً زادِ راہ کا اہتمام کرو، چنانچہ دونوں نے حکم کی تعمیل کی۔

یہ کم وبیش دس بارہ دن کا سفر تھا، ان کا اونٹ لایا گیا، انہوں نے اس پر کجاوہ کسا، زادِ راہ رکھا، اونٹ کی مہار پکڑی اور تبوک کی راہ لی۔ حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ کی خوش قسمتی کہ دورانِ سفر انہیں راستے میں عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ مل جاتے ہیں، وہ بھی کسی وجہ سے لیٹ ہو گئے تھے۔ اتنے لمبے سفر میں کوئی ساتھی مل جائے تو راستہ آسان ہو جاتا ہے۔ یہ دونوں منزلوں پر منزلیں مارتے جلد از جلد تبوک کی طرف سفر کر رہے تھے۔ ابو خیثمہ رضی اللہ عنہ کے دل میں ایک کسک تھی، انہیں اپنی غلطی کا احساس تھا کہ میں مدینہ طیبہ سے اسلامی لشکر کے ساتھ کیوں نہیں نکلا؟ تبوک کے قریب پہنچے تو اپنے ہم راہی سیدنا عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے: بھائی! میں نے ایک گناہ کا کام کیا ہے، میری خواہش ہے کہ میں اکیلا ہی بارگاہِ نبوی میں حاضری دوں، لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ آپ تھوڑا سا پیچھے رہ جائیں، میرے بعد آپ حاضری دیں۔

سیدنا عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ نے ان کی بات مان لی اور تھوڑا پیچھے رہ گئے۔ ابوخیثمہ کے ذہن میں تھا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تاخیر کی وجہ سے میری سرزنش کریں گے، مجھے ڈانٹ پڑے گی، لہذا مجھے اکیلے میں بارگاہِ رسالت مآب میں پہنچنا چاہیے۔

ادھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تبوک پہنچ کر پڑاؤ ڈال چکے ہیں، صحابہ کرام نے دیکھا کہ دور سے کوئی سوار آ رہا ہے۔ آپس میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں کہ کون ہو سکتا ہے؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے ساتھیوں کی زبانی سنا کہ ایک سوار

آ رہا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کُنْ اَبَا خَیْثَمَةَ'' ابوخیثمہ ہی ہو۔ (یہ ایک عربی اسلوب ہے جس کا معنی ہے: آنے والا اللہ نے چاہا تو ابوخیثمہ ہی ہوگا۔)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے یہ الفاظ نکلے، ادھر وہ سوار اور قریب آ گیا۔ صحابہ کرام نے دیکھا، ان کو پہچان لیا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ اللہ کے رسول آنے والا ابوخیثمہ ہی ہیں۔ ادھر ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ نے اپنی اونٹنی کو بٹھایا تو بڑے شوق اور محبت سے تیز قدموں سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آ کر سلام عرض کیا۔ ادھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آمد کی خوشی میں فرما رہے ہیں ''اَوْلٰی لَکَ یَا اَبَا خَیْثَمَةَ'' ابوخیثمہ تمھارا آنا ہی بہتر تھا۔

ابوخیثمہ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے حالات کہہ سنائے کہ وہ کیونکر تاخیر کا شکار ہوئے؟ کس طرح ان کی بیویوں نے ان کے استقبال کی تیاریاں کر رکھی تھیں؟ سفر کی صعوبتیں، سفر میں کتنے دن لگے اور کیسے وہ یہاں پہنچے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھی کی پر خطر داستان کو سنتے ہیں تو اپنے مبارک ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا لیتے ہیں اور ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ کے لیے خیر اور بھلائی کی دعا مانگتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کا محبت رسول میں آنکھوں کا نذرانہ

حضراتِ صحابہ کرام کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشق کا عجیب حال تھا۔ حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ عنہ نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جب آپ بھی انتقال فرما جائیں گے اور ہم بھی دنیا سے چلے جائیں گے، تو

آپ علیین میں ہوں گے، جہاں سے ہم نہ آپ کو دیکھ سکیں گے، اور نہ آپ کے ساتھ جمع ہوسکیں گے، پھر انھوں نے اس پر بڑے ہی حزن اور غم کا اظہار کیا، تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا﴾ (النساء: ٦٩)

ان ہی حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو انہوں نے دعا کی کہ ''اَللّٰهُمَّ أَعْمِنِي حَتَّى لَا أَرَى شَيْئًا بَعْدَهُ، فَعَمِيَ مَكَانَهُ.''

اے اللہ! مجھ کو اندھا کر دے تا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی چیز کو نہ دیکھ سکوں، ان کی یہ دعا فوراً قبول ہوئی اور اسی وقت وہ نابینا ہو گئے۔ ❶

اللہ اکبر! محبت تھی، محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کہ آپ کے بعد اپنی آنکھوں سے کسی کو دیکھنا بھی نہیں چاہتے تھے، گویا یہ آنکھیں صرف اس لیے تھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کریں، جب آپ کا انتقال ہو گیا گویا اب ان آنکھوں کی ضرورت ہی نہیں، وہ آنکھیں کس کام کی جن سے محبوب کا دیدار نہ ہو۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا غلامی رسول کو آزادی اور والدین پر ترجیح

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ وہ واحد صحابی ہیں جن کا نام قرآن مجید میں آیا ہے، آپ کو بچپن میں اغوا کر کے غلام بنا لیا گیا تھا۔ کئی ہاتھوں سے بکتے ہوئے آپ کو حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کے بھتیجے حکیم بن حزام نے خرید لیا اور اپنی پھوپھی

❶ تفسیر قرطبی: سورۃ النساء آیت نمبر ٦٩ کے تحت، ج ۵ ص ۲۷۱ / التفسیر الکبیر: سورۃ النساء آیت نمبر ٦٩ کے تحت، ج ۱۰ ص ۱۳۲

حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کی نذر کر دیا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس غلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کر دیا، یہ درحقیقت ایک آزاد عیسائی خاندان کے لڑکے تھے، اس دوران آپ کے والد کو بھی آپ کی خبر پہنچ گئی۔ آپ کے والد حارث اور چچا آپ کو لینے مکہ آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منہ مانگی رقم کی پیشکش کر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر زید تمہارے ساتھ جانا چاہے تو میں کوئی رقم نہ لوں گا۔ زید نے اپنے والدین کی بجائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے کو ترجیح دی، یہ دیکھ کر آپ کے والد خفا ہوئے اور کہا:

ویحک یا زید أتختار العبودية على الحرية وعلى أبيک وعمک، وعلى أهل بيتک قال نعم،قد رأيت من هذا الرجل شيئاما أنا بالذى أختار عليه أحدا أبدا،فلما رأى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ذلک أخرجه إلى الحجر،فقال يامن حضر اشهدوا أن زيدا ابنى يرثنى وأرثه، فلما رأى ذلک أبوه وعمه طابت نفوسهما فانصرفا. ❶

ترجمہ: زید! تو آزادی، اپنے باپ، اپنے چچا اور اپنے اہل بیت کے مقابلے میں غلامی کو اختیار کر رہا ہے؟ زید نے جواب میں کہا: ہاں! جو پیار و محبت اس آقا میں دیکھا ہے اسے دیکھنے کے بعد کبھی کسی کو اختیار نہیں کروں گا، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دیکھا تو اسے حجر اسود کی طرف لے آئے اور اپنی گود مبارک میں لیا اور کہا: گواہ رہو، زید آج سے میرا بیٹا ہے میں اسکا وارث ہوں اور یہ میرا۔ جب زید کے باپ اور چچا نے یہ دیکھا تو انکی طبیعت خوش ہوگئی اور واپس لوٹ گئے۔

❶الإستيعاب فى معرفة الأصحاب: حرف الزاء،ترجمة: زيدبن حارثة، ج۲ ص ۵۴۵،رقم الترجمة: ۸۴۳/أسدالغابة: ترجمة: زيدبن حارثة، ج۲ ص ۳۵۰،رقم الحديث: ۱۸۲۹

اپنی جان کے بدلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کانٹا لگنا بھی گوارہ نہیں

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جن مشرکین کے آباء واجداد بدر میں قتل ہوئے تھے وہ جب حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے لگے تو انہیں قسم دیکر پوچھا:

أَتُحِبُّ مُحَمَّدًا مَكَانَكَ؟

کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ تمہاری جگہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے؟

تو حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا:

لَا وَاللّٰهِ الْعَظِيمِ مَا أُحِبُّ أَنْ يُفَدِّيَنِي بِشَوْكَةٍ يُشَاكُهَا فِي قَدَمِهِ. ❶

ترجمہ: نہیں، اللہ کی قسم! مجھے یہ بھی گوارا نہیں کہ میری جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک میں کانٹا بھی چبھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے قدموں پر رخسار رکھ کر جان دے دی

غزوہ احد کے دن فریقین میں جب جنگ نے شدت اختیار کی اور اسی گھمسان کی جنگ میں جب دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گئے تو حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کیا حتی کہ وہ شہید ہو گئے۔ پھر ابو دجانہ سماک بن خرشہ نے دفاع نبوی کا مورچہ سنبھال لیا تاہم وہ شدید زخمی ہو گئے۔ اس دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور زخمی ہو گیا، سامنے کے دندان مبارک ٹوٹ گئے، ہونٹ زخمی ہو گئے اور رخسار مبارک پر بھی سخت چوٹیں لگیں حالانکہ آپ نے دو زرہیں زیب تن فرما رکھی تھیں، اس موقعہ پر (جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات دشمنوں کے نرغہ میں گھری ہوئی تھی اور آپ ہی سب کا نشانہ تھے)

❶ المعجم الکبیر: باب الزاء، ج۵ ص ۲۵۹، رقم الحدیث: ۵۲۸۴

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ رَجُلٌ يَبِيعُ لَنَا نَفْسَهُ؟

کون آدمی آج اپنی جان ہمارے ہاتھ فروخت کرتا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس انوکھے سودے اور نرالی پیشکش کو سن کر پانچ انصاری نوجوان جن میں زیاد بن سکن رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے، آپ کی طرف آگے بڑھے۔ ان میں سے چار نوجوانوں نے تو مردانہ وار لڑتے اور رسول خدا کا دفاع کرتے ہوئے اپنی جانوں کے نذرانے بارگاہِ الٰہی میں پیش کر دیئے۔ اب آخر میں زیاد بن سکنرضی اللہ عنہ اکیلے رہ گئے۔ وہ بڑی ثابت قدمی سے دشمن کے مقابلے میں ڈٹے رہے۔ پھر کچھ اور صحابہ بھی ان کی مدد کو پہنچ گئے اور سب نے مل کر دشمن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے بھگا دیا۔ تاہم اس دوران حضرت زیاد بن سکن رضی اللہ عنہ زخموں سے نڈھال ہو چکے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: میرے قریب آجاؤ، وہ قریب ہوئے "فَوَسَّدَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَمَهُ حَتَّى مَاتَ عَلَيْهَا" تو انہیں اپنے قدم مبارک کا سہارا دیا، حضرت زیاد نے اپنا سر قدم نبوی میں رکھا اور اسی حالت میں جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ ❶

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

حضرت صفیہ بنت مجزاۃ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کے آگے پیشانی کے طرف کے بال کافی طویل تھے، جب وہ بیٹھتے اور اسے نیچے چھوڑ

❶ معرفة الصحابة لأبي نعيم: ترجمة: زيادبن سكن، ج٣ص ١٢٠٩، رقم الحديث: ٣٠٤٥/الإستيعاب في معرفة الأصحاب: حرف الزاء، ج٢ ص ٥٣٢، رقم الترجمة: ٨٢٨......أسدالغابة: ج٢ ص ٣٣٥

دیتے تو وہ زمین تک پہنچ جاتے۔لوگوں نے ان سے کہا: آپ اسے منڈواتے کیوں نہیں؟ توانہوں نے فرمایا:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَيْهَا بِيَدِهِ،فَلَمْ أَكُنْ لِأَحْلِقَهَا حَتَّى أَمُوتَ، فَلَمْ يَحْلِقْهَا حَتَّى مَاتَ. ❶

ترجمہ: ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بالوں پر اپنا دستِ شفقت پھیرا تھا ،لہٰذا میں ان بالوں کو اپنے مرتے دم تک نہیں کٹواؤں گا، چنانچہ انہوں نے اپنی موت تک ان بالوں کونہیں کٹوایا۔

حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

حضرت عبدہ بنت خالد بن معدان رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب بھی حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنے بستر پر لیٹتے تو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مہاجرین وانصار صحابہ کرام کا نام لے لے کر ان کے لیے اپنے شوق کا اظہار کرتے اور فرماتے تھے کہ "هُمْ أَصْلِي وَفَصْلِي،وَإِلَيْهِمْ يَحِنُّ قَلْبِي، طَالَ شَوْقِي إِلَيْهِمْ،فَاجْعَلْ رَبِّي قَبْضِي إِلَيْكَ" یہ میری اصل اور فصل (یعنی میرا خاندان اور قبیلہ) ہیں اور بس انہی کی طرف میرا دل مشتاق رہتا ہے۔میرا شوقِ (ملاقات) ان کی طرف طویل ہوگیا ہے۔سوائے میرے ربّ! مجھے جلد اپنے پاس بلا (تاکہ ملاقاتِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا سامان ہوجائے) یہاں تک کہ (یہ کہتے کہتے) ان پر نیند غالب آجاتی۔ ❷

---

❶ المستدرك على الصحيحين: كتاب معرفة الصحابه رضى الله عنهم، ج٣ص ٥٨٩،رقم الحديث: ٦١٨١/معجم الصحابة أبو القاسم للبغوى : ج١ ص٢١٦

❷ حلية الأولياء: الطبقة الأولى من التابعين،ترجمة: خالدبن معدان، ج٥ص ٢١٠/تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: خالدبن معدان، ج١٦ ص١٩٩

عداس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں آپ کو بوسہ دینا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم انگوروں کی بیل کی ایک چھتری کے سائے میں بیٹھ گئے، اس وقت ربیعہ کے دو بیٹے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ رہے تھے اور یہ بھی دیکھ رہے تھے جو کچھ طائف کے آوارہ لڑکوں نے آپ کے ساتھ سلوک کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب سانس بحال ہوگئی تو آپ نے بڑی رقّت آمیز دعا مانگی اور تھوڑی سانس لینے کے لیے وہاں بیٹھ گئے۔

جب ربیعہ کے دو بیٹوں اور شیبہ نے یہ تکلیف دیکھی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تھی تو انہوں نے اپنے ایک عیسائی غلام کو بلایا جس کا نام ''عداس'' تھا۔ اس سے کہا تم انگور کا ایک خوشہ اس تھالی میں رکھ کر ان کے پاس لے جاؤ۔ اس نے انگور کا ایک خوشہ لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے رکھ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا تو بسم اللہ پڑھ کر آپ نے کھایا، عداس غلام آپ کے منہ کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر کہنے لگا کہ اللہ کی قسم یہ کلام اس شہر والے نہیں پڑھتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ تم کس شہر کے رہنے والے ہو؟ اور تمہارا دین کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ میں نصرانی ہوں اور نینویٰ کا رہنے والا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا ایک نیک شخص حضرت یونس بن متی کی بستی کے ہو؟ وہ تو میرے بھائی تھے، وہ نبی تھے اور میں بھی اللہ کا نبی ہوں۔ اس کے بعد عداس تو گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر گر پڑا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک ہاتھوں اور پیروں کو بوسہ دینے لگا۔

ربیعہ کے بیٹے ایک دوسرے سے کہنے لگے: لو اس نے تیرے غلام کو بھی خراب کر دیا ہے۔ عداس جب اپنے ان مالکوں کے پاس واپس آیا تو انہوں نے اس سے پوچھا

اے عداس! تجھے کیا ہو گیا کہ تو ان کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا۔ اس غلام نے جواب دیا اے میرے سردار! روئے زمین پر ان سے بہتر کوئی شخص نہیں ہے۔ انہوں نے مجھے ایک ایسے معاملے کی خبر دی ہے جسے سوائے نبی کے کوئی نہیں جانتا۔ ❶

صحابیات کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ومحبت

چار شہادتوں کے باوجود ایک انصاری خاتون کی محبت رسول

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جنگِ احد کے دن اہلِ مدینہ کو شکست ہو گئی تو لوگوں نے کہا: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہو گئے ہیں۔ (یہ خبر سن کر سب نہایت غمگین ہو گئے) اور مدینہ کے اطراف سے رونے والی عورتوں کی آوازیں آنے لگیں۔ چنانچہ ایک انصاری عورت پردے میں مدینہ سے نکلی (اور میدان جنگ کی طرف چل پڑی) ان کے والد، بیٹے، خاوند اور بھائی چاروں اس جنگ میں شہید ہو چکے تھے۔ یہ ان کے پاس سے گزریں۔ راوی کہتے ہیں مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ ان میں سے پہلے کس کے پاس سے گزریں:

فَلَمَّا مَرَّتْ عَلَى آخِرِهِمْ قَالَتْ مَنْ هَذَا؟ قَالُوا أَبُوكِ، أَخُوكِ، زَوْجُكِ، ابْنُكِ، تَقُولُ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ يَقُولُونَ أَمَامَكِ حَتَّى دُفِعَتْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخَذَتْ بِنَاحِيَةِ ثَوْبِهِ، ثُمَّ قَالَتْ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَا أُبَالِي إِذْ سَلِمْتَ مَنْ عَطِبَ. ❷

❶ سيرة ابن هشام: سعى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إلى ثقيف بطلب النصرة، ج ۱ ص ۴۱۲/ السيرة النبوية لإبن كثير: فصل فى ذهابه عليه السلام إلى أهل الطائف، ج ۲ ص ۱۵۰، ۱۵۱

❷ المعجم الأوسط للطبراني، ج۷ ص ۲۸۰، رقم الحديث: ۷۴۹۹/المواهب اللدنية بالمنح المحمدية: المقصد السابع، الفصل الأول، ج ۲ ص ۶۱۹

جب بھی ان میں سے کسی ایک کے پاس سے گزرتیں تو پوچھتیں: یہ کون ہے؟ لوگ بتاتے کہ یہ تمہارے والد ہیں، بھائی ہیں، خاوند ہیں، بیٹے ہیں۔ وہ جواب میں یہی کہتیں کہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ہوا؟ لوگ کہتے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے کے ایک کونے کو پکڑ کر کہا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! جب آپ صحیح سالم ہیں تو مجھے اپنے مرجانے والوں کی کوئی پروانہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک جھوٹے کی خاطر نفلی روزہ توڑ دیا

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب مکہ فتح ہوا تو اس دن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف بیٹھ گئیں اور ام ہانی رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں طرف بیٹھی ہوئی تھیں، اتنے میں ایک لونڈی ایک برتن لے کر آئی جس میں پینے کی کوئی چیز تھی، لونڈی نے وہ برتن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے کچھ پی کر وہ برتن ام ہانی کو عنایت فرمایا۔ ام ہانی رضی اللہ عنہا نے بھی اس میں سے پیا اور کہنے لگیں کہ یارسول اللہ! "لَقَدْ أَفْطَرْتُ، وَكُنْتُ صَائِمَةً" میں نے (آپ کا جوٹھا پینے کیلئے) افطار کرلیا حالانکہ میں روزے سے تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کیا تم نے رمضان کا کوئی قضا یا نذر کا روزہ رکھا تھا؟ انہوں نے کہا نہیں! بلکہ نفل روزہ رکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ نفل روزہ تھا تو کوئی حرج نہیں۔ (۱)

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ

(۱) سنن أبي داود: كتاب الصوم، باب في الرخصة في ذلك، رقم الحديث: ۲۴۵۶

صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ہمارے ساتھ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی طرف چلو تاکہ ہم ان کی زیارت کریں جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمان کی زیارت کے لئے جایا کرتے تھے، تو جب ہم حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی طرف پہنچے تو وہ رونے لگ گئیں، دونوں حضرات نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے فرمایا آپ کیوں روتی ہیں؟ جو اللہ کے پاس ہے وہ اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہتر ہے، یعنی حضور کے لئے ہاں بیش بہا نعمتیں دنیا سے بہتر ہیں، تو حضرت ام ایمن کہنے لگیں:

مَا أَبْكِي أَنْ لَا أَكُونَ أَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَكِنْ أَبْكِي أَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ. ❶

ترجمہ: میں اس وجہ سے نہیں روتی کہ میں یہ نہیں جانتی کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ اس کے رسول کے لئے بہتر ہے، بلکہ میں اس وجہ سے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی آنی منقطع ہوگئی۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے یہ کہنے سے ان دونوں حضرات کو بھی رونا آ گیا اور پھر یہ دونوں حضرات بھی حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی ساتھ رونے لگ گئے۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی محبت رسول

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا ایک صحابیہ تھیں، جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی ان کی زبان پر آتا تو کہتیں "بِأَبِيْ" (میرے والد آپ پر قربان ہوں) اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان کے دل میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شدت

❶ صحيح مسلم: كتاب فضائل الصحابة رضى الله عنهم، باب من فضائل أم أيمن رضى الله عنها، رقم الحديث: ۲۴۵۴

کا کیا عالم تھا، چنانچہ صحیح بخاری کی روایت ہے: ''وَكَانَتْ لَا تَذْكُرُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَدًا إِلَّا قَالَتْ: بِأَبِیْ'' ''یعنی حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کبھی بھی فرماتیں تو فرماتی میرے والد آپ پر قربان ہوں۔ ❶

حضرت ام سلیم کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ومحبت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی عقیدت کا یہ عالم تھا کہ آپ جب ان کے گھر میں استراحت فرماتے تو وہ آپ کا پسینہ مبارک ایک شیشی میں تبرک کے طور پر جمع کر لیتی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تم اس سے کیا کروگی، تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا فرماتیں کہ ہم آپ کے پسینے کو اپنی خوشبو میں ڈالتے ہیں تو وہ نہایت معطر ہو جاتی ہے۔ اگر کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ام سلیم کے گھر نماز کا وقت آجاتا تو آپ وہیں چٹائی پر نماز ادا کر لیتے، ایک بار سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلیم کے مشکیزے سے اپنا دہن مبارک لگا کر پانی پیا، وہ اٹھیں اور مشکیزے کا منہ کاٹ کر اپنے پاس رکھ لیا کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہونٹ اس سے مس ہوئے تھے۔ ❷

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج سے فارغ ہونے کے بعد منیٰ میں اپنے موئے مبارک ترشوائے تو حضرت ام سلیم نے اپنے شوہر ابوطلحہ سے کہا کہ حجام سے ان بالوں کو مانگ لو، انہوں نے ایسا ہی کیا، حضرت ام سلیم نے موئے مبارک ایک شیشی میں

---

❶ صحیح البخاری: کتاب الحج، باب تقضی الحائض المناسک کلها......الخ، رقم الحدیث: ۱۶۵۲

❷ صحیح مسلم: کتاب الفضائل، باب طیب عرق النبی صلی اللّٰه علیه وسلم والتبرک به، رقم الحدیث: ۱۳۳۱

خیر و برکت کے لئے اپنے پاس محفوظ کر لئے۔ ❶

ام المؤمنین حضرت صفیہ کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ومحبت

ایک دفعہ کسی بات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے ناخوش ہو گئے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور کہا:

تعلمين أني لم أكن أبيع يومي من رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بشيء أبدا، وإني قد وهبت يومي لك على أن ترضى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عنّي. ❷

آپ جانتی ہیں کہ میں اپنی باری کسی چیز کے معاوضے میں نہیں دے سکتی، لیکن اگر آپ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھ سے راضی کر دیں تو میں اپنی باری کا دن آپ کو دیتی ہوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کام کے لئے تیار ہو گئیں اور زعفران کی رنگی ہوئی ایک اوڑھنی لے کر اس پر پانی چھڑکا تا کہ اس کی خوشبو مہک جائے، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لے گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”عائشہ یہ تمہاری باری کا دن نہیں۔“

بولیں ”یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔“

پھر پورا واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا اور بتلایا کہ حضرت صفیہ بہت پریشان ہیں،

❶ الطبقات الكبرى: ترجمة: أُم سليم بنت ملحان، ج۸ ص ۳۱۵

❷ سبل الهدى والرشاد: أبواب سيرته صلى اللّٰه عليه وسلم في النكاح والطلاق، الباب السادس في عدله، ج۹ ص۶۷

اور اپنی خطاء پر بہت نادم ہیں، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے راضی ہو گئے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت تھی۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ومحبت

ام المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا غزوہ مریسیع ۵ھ میں بنو مصطلق کے قیدیوں میں اسیر ہو کر آئی تھیں اور بنو مصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار کی بیٹی تھیں۔ قیدی تقسیم ہوئے تو یہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئیں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے عقد مکاتبت (مقررہ رقم کی ادائیگی پر آزادی کا معاہدہ) کرلیا۔ اس سلسلے میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف یہ کہ ان سردارزادی کی مکاتبت کی رقم ادا کی بلکہ ان سے نکاح کر کے شرف زوجیت بھی عنایت فرمایا۔

کچھ دنوں بعد آپ کے والد قبیلہ بنو مصطلق کے سردار (حارث بن ابی ضرار) اپنی بیٹی (جویریہ) کو قید سے چھڑانے کے لیے بارگاہِ نبوی میں آئے اور کہنے لگے: میری بیٹی جیسی عورتیں قیدی نہیں بنائی جاتیں، لہذا آپ اسے آزاد فرما دیں۔ اسے اس امر کا اندازہ نہیں تھا کہ محبوب خدا کی محبت اب اس کی بیٹی کے دل میں گھر کر چکی ہے۔ دوسرے اسے زوجیت نبوی کی قدر کا اندازہ بھی نہیں تھا۔ حضور نے فرمایا کہ کیا یہ مناسب نہیں کہ ہم اس کو اختیار دے دیتے ہیں کہ آپ اور مجھ میں سے جس کو چاہے اختیار کرلے؟ باپ اس رائے سے اتفاق کرتا ہوا بیٹی کے پاس آیا اور معاملہ اس کے سامنے رکھا، تو بیٹی نے جواب دیا: میں تمہاری بجائے اللہ کے رسول کو اختیار کرتی ہوں، باپ اپنا سا منہ لے کے رہ گیا، اور اُن کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت پر تعجب

کرنے لگے۔❶

حضرت ام عمارہ اور اُن کے بیٹوں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ومحبت

حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا اسلام کے قافلے کے ساتھ داعی اور مجاہد بن کر نکلیں اور پھر بہت جلد ام عمارہ اپنے شوہر ''زید بن عاصم'' اور اپنے دونوں بیٹوں، عبداللہ اور حبیب کے ساتھ معرکہ احد میں حاضر تھیں۔ باپ اور بیٹے میدان قتال میں تھے اور ان کے پیچھے حضرت ام عمارہ پانی کا مشکیزہ اٹھائے زخمیوں کو پلا رہی تھیں۔

یہ بڑا عظیم خاندان تھا جس کا تعاون اور کردار حیرت انگیز تھا، ہر شخص اپنی جگہ اسلام کے ارکان کی مضبوطی اور مشکلات کا ساتھی تھا تاکہ اسلام کی عمارت انتہائی مضبوط ہو جائے۔

معرکہ منتشر ہوا، مسلمان دائیں بائیں بکھر گئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب دس آدمیوں کے سوا کوئی نہ تھا، ام عمارہ خود اس واقعے کو بیان کرتی ہیں کہ جب مسلمان پیچھے بھاگنے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب صرف دس افراد تھے۔

میرے بیٹے اور شوہر دشمنوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کر رہے تھے اور لوگ قریب سے گذر رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ام عمارہ دشمنوں سے لڑ رہی ہے اور اس کے پاس ڈھال نہیں ہے، اتنے میں ایک شخص جس کے پاس ڈھال تھی وہ گزرا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:

يَاصَاحِبَ التّرْسِ، أَلْقِ تُرْسَکَ إِلَى مَنْ يُّقَاتِلُ فَأَلْقَى تُرْسَهُ فَأَخَذْتُهُ فَجَعَلْتُ أُتَرِّسُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّمَا فَعَلَ بِنَا الْأَفَاعِيلَ أَصْحَابُ الخَيْلِ، لَوْ كَانُوْا رَجَّالَةً مِثْلَنَا أَصَبْنَاهُمْ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ

❶ الإصابة فی تمییز الصحابة: ج۸ ص ۲۷، رقم الترجمة: ۱۱۰۰۸

فَيُقْبِلُ رَجُلٌ عَلَى فَرَسٍ فَضَرَبَنِي، وَتَرّسَت لَهُ فَلَمْ يَصْنَعْ سَيْفُهُ شَيْئًا وَوَلّى، وَأَضْرِبُ عُرْقُوبَ فَرَسِهِ فَوَقَعَ عَلَى ظَهْرِهِ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصِيحُ: يَا ابْنَ أُمّ عُمَارَةَ، أُمّكَ، أُمّكَ قَالَتْ: فَعَاوَنَنِي عَلَيْهِ حَتّى أَوْرَدْتُهُ شَعُوبُ.

ترجمہ: یہ ڈھال اس کے لئے چھوڑ جاؤ جو مقابلہ کر رہے ہیں، تو اس شخص نے ڈھال پھینک دی اور میں نے اُسے اٹھالیا۔ اس کے بعد ام عمارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہونے والے حملے ڈھال پر روکنے لگیں، وہ خود کہتی ہیں کہ قریش کے گھڑ سوار ہم پر حملے کر رہے تھے، اور وہ ہماری طرح پیدل ہوتے تو ہم انہیں شکست دے دیتے، اتنے میں ایک گھڑ سوار آیا اس نے مجھ پر وار کیا، میں نے اُسے ڈھال پر روکا اور اس کی تلوار کا حملہ ضائع ہو گیا، تو میں نے فوراً اس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں، وہ اپنی کمر کے بل گرا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام عمارہ کے بیٹے! اپنی ماں کے پاس جا، اپنی ماں کے پاس جا، یہ سن کر ان کے بیٹے نے اپنی ماں کی طرف چھلانگ لگائی اور گرنے والے کو دونوں نے مل کر ختم کر کے گھاٹیوں میں پھینک دیا۔

پھر ان کا یہ بیٹا عبداللہ بن زید دشمنوں پر حملے کرتا اور ان کے حملوں کا جواب دیتا رہا، اچانک ایک شخص نے ان کے بائیں کندھے پر وار کر کے انہیں زخمی کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز لگائی اپنے زخم کو باندھ لو، تو اتنے میں ان کی ماں ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی بیٹے کی طرف متوجہ ہوئیں اور مرہم پٹی کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ملاحظہ فرما رہے تھے، پٹی کے بعد ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بیٹے کو کہا جا میرے بچے اللہ کے دشمنوں سے لڑ، اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ام عمارہ! ہر ایک میں تجھ جیسی طاقت کہاں ہے، اتنے میں وہ شخص جس نے ان کے بیٹے کو

زخمی کیا وہ سامنے آیا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام عمارہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کر کے فرمایا:

هَـذَا ضَـارِبُ ابُنِک قَالَتُ: فَأَعُتَرِضُ لَهُ فَأَضُرِبُ سَاقَهُ فَبَرَکَ، فَرَأَيُت رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ تَبَسّمَ حَتّٰى بَدَتُ نَوَاجِذُهُ.

ترجمہ: اس شخص نے تیرے بیٹے پر وار کیا ہے، ام عمارہ فوراً اس شخص کے سامنے آئیں اور اس کی پنڈلیوں پر وار کیا اور وہ زمین پر گر گیا، اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے حتی کہ آپ کے دندانِ مبارک نظر آنے لگے۔

پھر دوسرے لوگ بھی آ گئے اور انہوں نے مل کر اسے ختم کر دیا، یہ دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلُـحَـمُـدُ لِلّٰهِ الّذِی ظَفَّرَکِ وَأَقَرَّ عَيُنَکِ مِنُ عَدُوِّکِ، وَأَرَاکِ ثَأُرَکِ بِعَيُنِکِ.

اللہ کا شکر ہے جس نے تجھے کامیاب کیا، تیرے دشمن سے تیری آنکھیں ٹھنڈی کیں، اور تیرا انتقام تیری آنکھوں کے سامنے دکھا دیا۔

اس کے بعد ام عمارہ ان کے بیٹے اور شوہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرنے لگے حتی کہ ابن قمئہ نامی شخص چیختا ہوا آیا مجھے بتاؤ کہ محمد کہاں ہیں، اگر آج وہ بچ گئے تو میری نجات نہ ہوگی۔" اسے دیکھ کر مصعب بن عمیر، ام عمارہ اور حبیب بن زید رضی اللہ عنہم آگے بڑھے مگر ابن قمئہ نے ام عمارہ کی گردن پر وار کر کے انہیں زخمی کر دیا، حضرت ام عمارہ نے بھی اس پر کئی وار کئے مگر اس نے دو زرہیں پہنی ہوئی تھیں۔

ایک مشرک گھڑ سوار اس طرف آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بیٹے کو حکم دیا کہ اس پر تیر برساؤ، عبداللہ نے تیر چلایا تو وہ اس کے گھوڑے کی آنکھ میں لگا اور گھوڑا

سوار سمیت گرا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام عمارہ کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور ان کے زخم کی طرف دیکھ کر ان کے بیٹے کو آواز دی کہ اپنی ماں کو سنبھالو اس کے زخم پر پٹی باندھو، اللہ تم سب گھر والوں پر رحمت نازل فرمائے، تیری والدہ کا رتبہ فلاں سے بلند ہے، اللہ تعالیٰ تم پر رحمت فرمائے۔

حضرت اُم عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا:

اُدْعِ اللّٰهَ تَعَالَى أَنْ نُرَافِقَكَ فِي الْجَنَّةِ،قَالَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُمْ رُفَقَائِيْ فِي الْجَنَّةِ. ❶

ترجمہ: یا رسول اللہ! دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جنت میں آپ کا رفیق بنائے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: اے اللہ! ان سب کو جنت میں میرا ساتھی بنا دے۔

محبت رسول میں ابولہب کے سامنے قبولِ اسلام اور آپ کا دفاع

ایک دن طلیب بن عمیر جن کا دل حق سے روشن تھا، کھڑے تھے انہوں نے دیکھا کہ ابو جہل اور کفارِ قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برے الفاظ سے یاد کر رہے ہیں، تو انہوں نے ابوجہل کو پکڑا اور اس کو خوب مارا حتی کہ اس کا سر پھاڑ دیا تا کہ آئندہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا نہ کہہ سکے، اس طرح طلیب وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے کسی مشرک کو لہولہان کیا، اتنے میں مشرکین آگئے اور طلیب کو پکڑ کر باندھ دیا اور ابولہب نے آکر انہیں چھڑایا، اروی کو کہا گیا کہ اپنے بیٹے کو نہیں دیکھتے کہ جو بجائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خود مشرکین کو نشانہ بنا رہا ہے، تو اروی نے ایمان کی

---

❶ المغازي للواقدي: ج ۱ ص ۲۷۰، ۲۷۱ /سبل الهدي والرشاد:أبواب المغازي:الباب الثالث عشر في غزوة أحد، ج ۴ ص ۲۰۱، ۲۰۲

زبان سے جواب دیا، اروی اپنے بیٹے کی بہادری سے خوش تھیں، انہوں نے کہا:

خَيْرُ أَيَّامِهِ يَوْمَ يَذُبُّ عَنِ ابْنِ خَالِهِ وَقَدْ جَاءَ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ.

ترجمہ: اس کا بہترین دن وہ ہے جب وہ اللہ کے پاس سچی بات لانے والے اپنے ماموں زاد بھائی کا دفاع کرے۔

اس پر لوگوں نے کہا کہ ہمیں تو لگتا ہے کہ تو بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مانتی ہے اور اس کے دین پر آ گئی ہے، تو اروی نے زوردار آواز میں کہا کہ ہاں اللہ کی قسم! میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

یہ سن کر بعض لوگ ابولہب کے پاس گئے اور کہا کہ تمہاری بہن اروی اپنے دین سے پھر گئی ہے، یہ سن کر ابولہب غصے میں بھرا ہوا ان کے پاس آیا اور بولا حیرت ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑ کر اپنے آباؤ اجداد کے دین سے پھر گئی ہے، تو حضرت اروی نے اسے جواب دیا کہ تمہارا تو فرض بنتا ہے کہ تم اپنے بھتیجے کا دفاع کر کے ان کا سہارا بنو، اگر اس کا دین غالب ہو جائے تو تمہاری مرضی کہ تم اپنے دین پر قائم رہو یا اس کے دین پر آ جاؤ، اگر اپنے دین پر قائم رہو گے تو تم بھتیجے کا حق ادا کر چکے ہو گے۔ میں تو مسلمان ہو چکی ہوں تو ابولہب نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے یہ کہہ کر ابولہب غصے میں نکل گیا اور وہ دیکھتا رہتا کہ اس کی بہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کرتیں اور اپنے بیٹے کو ان کی دفاع اور پیروی کرنے پر اُبھارتی رہتی ہیں۔ ❶

محبت رسول میں روضہ اطہر پر جان دیدی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ مجھے

❶ الطبقات الكبرى: ذكر عمات رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ترجمة: أروى بنت عبد المطلب بن هشام، ج۸ ص ۳۵

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کرادو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حجرہ مبارک کھولا، وہ صحابیہ عشق نبوی میں اس قدر مغلوب تھی کہ زیارت کر کے روتی رہی اور روتے روتے انتقال کرگئی۔ ❶

ایک بوڑھی عورت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ومحبت

مدینہ منورہ سے دور کسی جگہ پر ایک چھوٹی سی جھونپڑی تھی، وہاں سے چراغ کی دھیمی دھیمی سی روشنی محسوس ہوئی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس جھونپڑی کے قریب گئے، تو دیکھا کہ ایک بڑھیا سیاہ رنگ کے کپڑے پر بیٹھی ہے اور اندھیرا چھا رہا ہے، اس چراغ کے باوجود اندھیرا بدستور قائم ہے اور وہ غمگین حالت میں یہ شعر پڑھ رہی ہے:

عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَاةُ الْأَبْرَارْ   صَلَّى عَلَيْكَ الْمُصْطَفَوْنَ الْأَخْيَار

قَدْ كُنْتَ قَوَّامًا بَكِيَّ الْأَسْحَارُ   يَا لَيْتَ شِعْرِي وَالْمَنَايَا أَطْوَار

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نیک لوگوں کا درود ہو، نیک برگزیدہ لوگ تجھ پر درود بھیجیں، بے شک تو نگران اور وقتِ سحر رونے والا تھا، کاش! مجھے معلوم ہوتا اور خدائی فیصلے مقرر ہیں، کیا تم مجھے اور میرے حبیب کو اس گھر میں جمع کر دو گے۔

بڑھیا کی یہ باتیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل پر اثر انداز ہوئیں اور ان کو گزرا ہوا زمانہ یاد آ گیا، پھر رونے لگے اور اس کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا، بڑھیا نے پوچھا کون ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا (اس وقت آہ وبکا کا غلبہ تھا) میں عمر بن الخطاب ہوں، کہنے لگیں: مجھے عمر سے کیا کام، اور اس وقت عمر کیا لینے آیا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دروازہ کھولو، اللہ تم پر رحم کرے، تم گھبراؤ نہیں، چنانچہ بڑھیا نے دروازہ کھولا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر تشریف لے گئے، پھر فرمایا کہ ابھی جو الفاظ تم کہہ

❶ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى: القسم الثاني، الباب الثاني، ج ٢ ص ٢٣

رہی تھیں وہ دوبارہ دہراؤ، جب بڑھیا وہ الفاظ کہہ کر فارغ ہوئی تو فرمایا:

أَسْأَلُكِ أَنْ تُدْخِلِينِي مَعَكُمَا، قَالَتْ: وَعُمَرُ، فَاغْفِرْ لَهُ يَا غَفَّارُ، فَرَضِيَ عُمَرُ وَرَجَعَ. ❶

ترجمہ: میری درخواست ہے کہ مجھے بھی اپنے ساتھ شامل کرلو، چنانچہ اس بڑھیا نے کہا ”وَعُمَرُ، فَاغْفِرْ لَهُ يَا غَفَّارُ“ یعنی اے غفار! ہمارے ساتھ عمر کی بھی مغفرت فرما، حضرت عمر رضی اللہ عنہ خوش ہو گئے اور واپس چلے گئے۔

اسلافِ امت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ومحبت

حضرت عبیدہ سلمانی رحمہ اللہ کی محبت رسول

امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں اپنے سر مبارک کے بال اُتروائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سرانور کی دائیں جانب (کے موئے مبارک) کو اپنے ہاتھ سے پکڑا، پس جب (اُتروا کر) فارغ ہوئے تو مجھے (وہ موئے مبارک) عطا فرمائے اور فرمایا: اے انس! یہ اُمِّ سلیم کے پاس لے جاؤ۔ جب صحابہ کرام نے اس عطیہ کے معاملہ میں اُم سلیم پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی عنایت دیکھی تو وہ دوسری جانب (کے موئے مبارک کے حصول کے لیے آپس) میں مقابلہ کرنے لگے، کچھ موئے مبارک ایک صحابی لے رہا ہے تو کچھ دوسرا۔

امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے یہ بات حضرت عبیدہ سلمانی رحمہ اللہ سے بیان کی تو انھوں نے فرمایا:

❶ الزهد والرقائق لابن المبارك: باب فضل ذكر الله عز وجل، ص ۳۶۲، رقم: ۱۰۲۴ / تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج ۴۴ ص ۳۱۳

لَأَنْ يَكُونَ عِنْدِي مِنْهُ شَعَرَةٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ صَفْرَاءَ وَبَيْضَاءَ أَصْبَحَتْ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ وَفِي بَطْنِهَا. ❶

ترجمہ: (کاش) میرے پاس ان موئے مبارک میں سے اگر ایک بھی ہوتا تو وہ میرے نزدیک سونے چاندی سے بھی، جو اس زمین کے اوپر موجود ہیں یا اس کے اندر پوشیدہ ہیں سب سے زیادہ محبوب ہوتا۔ (یعنی وہ موئے مبارک میرے لیے کائنات کے تمام ظاہر اور پوشیدہ خزانوں سے بڑھ کر ہوتا۔)

امام ذہبی رحمہ اللہ حضرت عبیدہ بن عمرو رحمہ اللہ کے ترجمہ میں اِن کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک سے محبت کا قول نقل کر کے فرماتے ہیں کہ اِن کا یہ قول کمالِ محبت کا انتہائی اعلیٰ معیار ہے اور وہ یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک موئے مبارک کو ساری دنیا کے لوگوں کے پاس موجود سونے چاندی کے خزانوں پر بھی ترجیح دی جائے اور یہ قول اس امام کا ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف پچاس سال بعد ہوئے ہیں۔ پھر ہم اپنے اس زمانے میں کیا کہیں گے جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض موئے مبارک کو صحیح سند کے ساتھ پالیں یا کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت والی چیز خواہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین پاک ہوں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناخن مبارک کا تراشہ یا اس برتن کا ٹکڑا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا ہو۔ پس اگر کوئی امیر آدمی ان چیزوں کے حصول میں اپنا بہت زیادہ مال صرف کر دے تو کیا تم اسے فضول خرچ یا بے وقوف خیال کرو گے؟ ہرگز نہیں۔ بس تم بھی اپنا مال (اس مقصد کی خاطر) خرچ کرو (اور اگر اور کچھ نہیں) تو اس مسجد کی زیارت ہی کر لو جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے تعمیر کیا۔ (اسی

❶ مسند أحمد: مسند المكثرين من الصحابة، ج ۲۱ ص ۲۵۴، رقم الحديث: ۱۳۶۸۵

طرح تم اپنا مال) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک کے قریب آپ کے شہر میں اور وہاں سے آپ کے محبوب پہاڑ اُحد تک، سلام عرض کرنے کے لیے خرچ کرو۔ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے (اُحد پہاڑ سے) محبت فرماتے تھے، اور (اے زائر!) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر اور مسند شریف کی جگہ حاضری کی سعادت حاصل کر اور تم ہرگز مؤمن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ یہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں تمہاری ذات، تمہاری اولاد اور تمہارے اموال اور تمام لوگوں سے محبوب تر نہ ہو جائیں۔ اور تُو اس بزرگی والے پتھر (یعنی حجر اسود) کو بھی چوم لے جو جنت سے نازل ہوا۔ اور اپنے منہ سے اس جگہ کا بوسہ لینے کی سعادت حاصل کر جس جگہ سے یقینی طور پر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ لیا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ تیرے لیے اس امر کو باعث مسرت بنائے رکھے جو اس نے تجھے عطا کیا ہے اور جو اس سے زیادہ ہے وہ قابل فخر ہے۔ اور اگر ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عصا مبارک کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں جس کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کی طرف اشارہ فرمایا اور پھر اسے چوما، تو ہمارے لیے یہ واجب ہے کہ ہم اس عصا مبارک کے گرد (باادب ہو کر) ہجوم بنا لیں اور اسے چومیں اور اس کی (بے پناہ) تعظیم بجا لائیں، اور ہم بالضرور جانتے ہیں کہ بے شک حجرِ اسود کا چومنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عصا مبارک اور نعل مقدس کے چومنے سے ارفع و افضل ہے۔ اور حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ جب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تو ان کے ہاتھ چومتے اور فرماتے یہ وہ ہاتھ ہے جس نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس کو مس کیا تھا۔ پس ہم کہتے ہیں جبکہ ہم اُس (دستِ اقدس کے بوسہ کی) نعمت سے محروم ہیں تو ہمارے پاس وہ عظیم الشان حجرِ اسود موجود ہے جو اس زمین

میں اللہ تعالیٰ کا دایاں دستِ قدرت ہے اور جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک لبوں نے چومتے ہوئے چھوا تھا۔ اور (اگر) تمہیں خود حج کی سعادت نصیب نہ ہو سکے اور تو کسی ایسے وفد سے مل لو جو حج (اور روضہ اقدس کی حاضری) کی سعادت حاصل کر کے لوٹا ہو۔ تو تم (اس وفد میں سے) کسی حاجی کے ہی منہ کو بوسہ دے لو یہ سوچ کر کہ یہ وہ لب ہیں جنہوں نے اس حجرِ اسود کا بوسہ لینے کی سعادت حاصل کی ہے، جسے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک لبوں نے بوسہ دیا تھا۔ ❶

خلیفہ ہارون رشید کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

حضرت ابو معاویہ ضریر رحمہ اللہ (نابینا عالم) کہتے ہیں کہ جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک ہارون رشید کے سامنے لیا جاتا تو وہ کہا کرتا تھا ”صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِىْ“ میں نے ایک مرتبہ اس کے سامنے یہ حدیث بیان کی کہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل ہو جاؤں اور پھر زندہ ہوں اور پھر قتل ہو جاؤں، یہ سن کر ہارون رشید بے اختیار رو پڑا اور اس کی چیخ نکل گئی۔

ایک روز میں نے اس کو یہ حدیث سنائی کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بحث ہوئی، ہارون رشید کے پاس اتفاق سے ایک معزز قریشی بھی بیٹھا ہوا تھا، اس نے یہ سن کر کہا کہ ان دونوں پیغمبروں میں ملاقات کہاں ہوگئی تھی، ہارون رشید کو اس پر اتنا غصہ آیا کہ فوراً حکم دیا کہ ایسے شخص کی سزا تلوار ہے بددین (معاذ اللہ) حدیث نبوی پر طعن کرتا ہے۔ میں نے یہ کہہ کر امیر المؤمنین اس سے نادانستگی میں ایسا ہو گیا، ہارون کے غصہ کو بمشکل تمام ٹھنڈا کیا۔ ❷

---

❶ سیر أعلام النبلاء: الطبقة الأولى، ترجمة: عبيدة بن عمرو السلماني، ج ۴ ص ۴۲، ۴۳، رقم الترجمة: ۹

❷ تاريخ الخلفاء، ترجمة: هارون الرشيد، ص ۲۱۱

سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ کے ایک خادم خاص کا نام ''محمد'' تھا، بادشاہ اسے ہمیشہ اسی نام سے پکارا کرتا تھا، ایک روز سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ نے اس کو تاج الدین کہہ کر آواز دی، خادم نے اس وقت تو بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی لیکن بعد میں اپنے گھر چلا گیا اور تین روز تک بادشاہ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا، سلطان محمود رحمہ اللہ نے اس مصاحب کو طلب کیا اور اسکی غیر حاضری کا سبب دریافت کیا، خادم نے جواب دیا کہ آپ ہمیشہ مجھے محمد کے نام سے پکارا کرتے تھے، لیکن اس دن آپ نے خلافِ معمول تاج الدین کہہ کر پکارا میں نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ شاید آپ کے دل میں میری طرف سے کوئی بدگمانی پیدا ہوگئی ہے اس وجہ سے میں تین روز تک آپ کی خدمت اقدس میں حاضر نہ ہوا، اور یہ سارا وقت انتہائی پریشانی اور بے چینی کے عالم میں بسر کیا، بادشاہ نے قسم کھا کر کہا، میں ہرگز ہرگز تم سے بدگمان نہیں ہوں، لیکن میں نے جس وقت تم کو تاج الدین کے نام سے پکارا تھا اس وقت میں باوضو نہ تھا، مجھے یہ نہ مناسب معلوم ہوا کہ بغیر وضو کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس نام اپنی زبان پر لاؤں۔ ❶

امام بوصیری رحمہ اللہ کا محبت رسول میں لکھا قصیدہ بُردہ

امام بوصیری رحمہ اللہ نے یوں تو کئی قصیدے لکھے مگر جس قصیدہ نے آپ کو بامِ شہرت اور معراجِ مقبولیت پر پہنچایا وہ قصیدہ بردہ ہے، ہوا یہ کہ امام بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ شدید قسم کے فالج میں مبتلا ہوگئے، نچلا دھڑ بے حس ہو جانے کی وجہ سے چلنے پھرنے اور ملنے جلنے سے عاجز رہ گئے، مرض نے طول کھینچا، سوچا کہ کیوں نہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم

❶ تاریخ فرشتہ: ج ۱ ص ۲۷۶

کی بارگاہ بےکس پناہ میں استغاثہ کیا جائے، چنانچہ نہایت ہی محویت ومحبت کے عالم میں ایک قصیدہ لکھا اور بارگاہِ خداوندی میں رورو کر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے دعا مانگی اور سو گئے۔قسمت جاگ اٹھی، صدق واخلاص سے کہی ہوئی نعت شریف، شرف قبولیت پا گئی، آقا نے کرم کیا، اپنے جمال جہاں آرا سے مشرف فرمایا اور حکم دیا وہ قصیدہ تو مجھے سناؤ! امام بوصیری رحمہ اللہ اپنی قسمت پر نازاں تعمیل حکم میں مدح سرا ہوئے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا، بعض اشعار سن کر تو آپ بحالت سرور یوں جھوم اٹھے جیسے نسیم سحر کے جھونکوں سے بارآور شاخیں جھومتی ہیں، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے بطورِ انعام چادر عنایت فرمائی پھر مسیحائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جسم پر دست شفا پھیرا، آنکھ کھلی تو فالج کے موذی مرض سے نجات مل چکی تھی۔

اگلے دن امام بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ کو ایک درویش ملے اور کہا کہ مجھے قصیدہ کی نقل چاہیے، امام بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کون سا قصیدہ؟ انہوں نے کہا: جس کا آغاز ”أمن تذكر جيران بذي سلم“ سے ہوتا ہے، امام بوصیری رحمہ اللہ نے حیرت واستعجاب سے پوچھا: تمہیں اس قصیدے کا کیسے علم ہوا؟ جب کہ میں نے کسی کو اس کے بارے میں بتایا نہیں، (انہیں خواب کے ذریعے اس بارے میں علم ہوا تھا) حقیقت یہ ہے کہ اس قصیدہ کا ایک ایک شعر بلکہ ہر ہر کلمہ عشق ومحبت میں لکھا گیا ہے، اس واقعہ کے بعد قصیدہ بردہ اور امام بومیری رحمہ اللہ تعالیٰ کو وہ عزت، شہرت اور شان وشوکت نصیب ہوئی کہ ان کا اسمِ گرامی آتے ہی ہم ایسے طالب علموں کا تو ذکر ہی کیا، بڑے بڑے علماء ومحدثین کا وظیفہ ہے، جو حل مشکلات ہے اور نیز مقاصد کیلئے اکسیر کا درجہ رکھتا ہے۔

آپ کا مزار مبارک اسکندریہ میں آپ کے شیخ حضرت ابوالعباس مرسی رحمہ اللہ تعالی کے روضہ مبارکہ سے چند قدم کے فاصلے پر ہے، جمعہ اور خاص مواقع پر قصیدہ بردہ شریف کے ختم کا حلقہ ہوتا ہے۔ ❶

اس قصیدہ کی نہایت مفید شرح شیخ محمد یحیی کی ”البردة شرحا وإعرابا وبلاغة لطلاب المعاهد والجامعات“ ہے، جو ایک جلد میں ”دار البیروتی دمشق“ سے طبع ہے۔

علامہ قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا مدینۃ الرسول میں برہنہ پاؤں چلنا

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ جب حج کے لیے تشریف لے گئے تو مدینہ طیبہ سے کئی میل دور ہی سے پا برہنہ چلتے رہے۔ آپ کے دل اور ضمیر نے یہ اجازت نہ دی کہ دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں جوتا پہن کر چلیں۔ حالاں کہ وہاں سخت نوکیلے سنگریزے اور چبھنے والے پتھروں کی بھرمار ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ جناب مولانا حکیم منصور علی خان صاحب حیدری آبادی کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں جو اس سفر حج میں حجۃ الاسلام کے رفیق سفر تھے کہ:

مولانا مرحوم مدینہ منورہ تک کئی میل آخر شب تاریک میں اسی طرح چل کر پا برہنہ پہنچ گئے۔

اور نیز حکیم موصوف کے حوالہ ہی سے ارقام فرماتے ہیں کہ:

جب منزل بہ منزل مدینہ طیبہ کے قریب ہمارا قافلہ پہنچا، جہاں روضہ پاک صاحب لولاک نظر آتا تھا، فوراً جناب مولانا (محمد قاسم صاحب) مرحوم نے اپنے نعلین اتار کر بغل میں دبالیں اور پا برہنہ چلنا شروع کیا۔ ❷

---

❶ چندروز مصر میں: امام بوصیری رحمہ اللہ کی بارگاہ میں، ص ۲۱۸ تا ۲۲۰

❷ سوانح قاسمی: ج ۳ ص ۶۰، ۶۱ ط: الجمعیت پریس دہلی

علامہ قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قلبی تعلق ومحبت

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قلبی تعلق کتنا تھا؟ اور آپ کے نام اقدس کی ان کے دل میں کس قدر عظمت تھی؟ اس کا اندازہ کیجئے کہ اسم گرامی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا سن کر لرزہ بدن میں پڑ جاتا تھا اور چہرہ کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا اور ایک عجیب حالت نمایاں ہوتی تھی جو معرض بیان میں نہیں آ سکتی۔ ❶

علامہ قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا ساری عمر سبز رنگ کا جوتا استعمال نہ کرنا

ہندوستان میں بعض حضرات کیمخت (سبز رنگ) کا جوتا بڑے شوق سے پہنتے تھے۔ اور اب بھی پہنتے ہیں، لیکن حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے ایسا جوتا مدت العمر کبھی نہیں پہنا اور اگر کوئی تحفتاً لا دیتا تو اس کے پہننے سے اجتناب وگریز کرتے اور آگے کسی کو ہدیہ دے دیتے اور سبز رنگ کا جوتا پہننے سے محض اس لیے گریز کرتے کہ سرورِ کائنات آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے گنبد خضراء کا رنگ سبز ہے۔ پھر بھلا ایسے رنگ کے جوتے پاؤں پر کیسے اور کیوں کر استعمال کیے جا سکتے ہیں؟ چنانچہ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کے حالات بیان کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں کہ:

تمام عمر کیمخت کا جوتا اس وجہ سے کہ قبہ مبارک سبز رنگ کا ہے نہ پہنا، اگر کوئی ہدیہ لے آیا تو کسی دوسرے کو دے دیا۔

اندازہ کیجیے اس نظر بصیرت اور فریفتگی کا کہ گنبد خضراء کے ظاہری رنگ کے ساتھ کس قدر عقیدت والفت ہے، جس کے اندر عظیم المرتبت مکین آرام فرما ہیں، جن کی نظر،

❶ سوانح قاسمی: جلد ۱ ص ۲۸۲

جن کی مثال اور جن کا ثانی خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق میں نہ آج تک وجود میں آیا اور نہ تا قیامت آ سکتا ہے۔ علامہ اقبال رحمہ اللہ نے شاید اسی کی ترجمانی کی ہے کہ:

رخ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزم خیال میں نہ دوکان آئینہ ساز میں ❶

علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کا محبت رسول میں حرمین کے متعلقات سے عقیدت

انسان کو جس کسی کے ساتھ محبت ہوتی ہے اس کے تمام متعلقات سے محبت ہو جاتی ہے۔ حضرت امام ربانی رحمہ اللہ کے دل میں حق تعالیٰ شانہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت از حد راسخ تھی، اس لیے حرمین شریفین کے خس وخاشاک تک کو آپ محبوب سمجھتے اور سر آنکھوں پر رکھتے تھے۔ مدینہ کی کھجوروں کی گٹھلیاں پسوا کر رکھتے اور ان کو کبھی کبھی پھانکا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ فرمایا:

لوگ زم زم کے ٹینوں اور گٹھلیوں کو یونہی پھینک دیتے ہیں، یہ نہیں خیال کرتے کہ ان چیزوں کو مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کی ہوا لگی ہے۔

ایک مرتبہ کھجور کی گٹھلی پسی ہوئی حضرت نے مولانا عاشق الٰہی کو دی اور فرمایا کہ اس کو پھانک لو، اور ایک دفعہ مدینۃ الرسول کی مٹی عطا فرمائی کہ اس کو کھالو، انھوں نے عرض کیا کہ حضرت! مٹی کھانا تو حرام ہے۔ آپ نے فرمایا، میاں وہ مٹی اور ہوگی۔

اگر کوئی مدینہ منورہ یا مکہ معظّمہ سے آپ کے لیے کوئی تبرک یا تحفہ لاتا تو آپ اس کو اس قدر خوشی سے قبول کرتے کہ ہدیہ دینے والے کا جی خوش ہو جاتا اور آپ فوراً ہی تمام حاضرین میں اس کو تقسیم فرما دیتے۔ اور اگر کوئی شخص کوئی چیز مانگ لیتا تو فوراً ہی عطا

❶ بیس بڑے مسلمان: مولانا محمد قاسم نانوتوی، عشق محمد پر چند واقعات ص ۱۳۶ ط: رشیدیہ لاہور

فرمادیتے اور خوش ہوتے، ایک دفعہ ایک شخص نے تسبیح مانگی، آپ کے پاس بیش قیمت خوبصورت تسبیح تھی، ان کے حوالے کی اور فرمایا: پڑھتے رہنا، ایسا نہ ہو کہ ویسے ہی رکھی ہوئی سجے۔

حضرت امام ربانی رحمہ اللہ کا جی چاہتا تھا کہ ہر شخص حرمین شریفین سے اور وہاں سے آئی ہوئی چیزوں سے اسی طرح محبت و پیار رکھے جس طرح خود ان کو تھا۔ ایک مرتبہ مولانا محمد اسماعیل کو موم بتی کا ذرا سا ٹکڑا عنایت فرما کر کہا کہ اس کو نگل جاؤ۔ اور ایک بار غلاف کعبہ کے ریشم کا ایک تار ایثار کیا اور کہا کہ اس کو کھالو۔ ❶

حضرت مدنی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ احقر ماہ ربیع الاول ۱۳۱۹ھ میں ہمراہی بھائی محمد صدیق صاحب جب حاضر خدمت ہوا تھا، تو بھائی صاحب سے پہلی ہی حاضری میں حضرت قدس سرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ حجرہ شریف علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی خاک بھی لائے ہو یا نہیں؟ چونکہ وہ احقر کے پاس موجود تھی، اس لئے کھڑے ہو کر باادب خدمت اقدس میں پیش کی تو نہایت وقعت اور عظمت سے قبول فرما کر سرمہ میں ڈلوایا اور روزانہ بعد عشاء سونے سے پہلے آنکھوں میں لگاتے، اور اس سرمہ کو آخر عمر تک استعمال فرماتے رہے۔ ❷

بعض مخلصین نے کچھ کپڑے مدینہ منورہ سے خدمت اقدس میں تبرکاً ارسال کئے، تو حضرت نے نہایت تعظیم اور وقعت کی نظر سے ان کو دیکھا اور شرف قبول سے ممتاز فرمایا، مجلس میں حاضر بعض طلبہ نے عرض بھی کیا کہ حضرت اس کپڑے میں کیا برکت حاصل ہوگی؟ یہ تو یورپ کا بنا ہوا ہے، تاجر مدینہ میں لائے، وہاں سے دوسرے لوگ

❶ بیس بڑے مسلمان: مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ، حرمین اور اسکے متعلقات سے محبت ص ۱۸۲

❷ الشہاب الثاقب: ص ۵۲

خرید لائے اس میں تو کوئی وجہ تبرک ہونے کی نہیں معلوم ہوتی۔تو حضرت نے شبہ کو ردفرمایا اور یوں ارشاد فرمایا کہ مدینہ منورہ کی اس کو ہوا تو لگی ہے۔اس وجہ سے اس کو یہ اعزاز اور برکت حاصل ہوئی ہے۔ ❶

حضرت مدنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خود احقر کا مشاہدہ ہے کہ تین دانے ان کھجوروں کے جو صحن خاص مسجد نبوی میں نصب ہیں، اسی سال لاکر حضرت اعلیٰ کی خدمت میں پیش کئے تھے۔اس کی حضرت نے اس قدر وقعت فرمائی کہ نہایت اہتمام سے ان کے ستر سے کچھ زائد حصے فرما کر اپنے اقرباء مخلصین میں تقسیم فرمائے اور اپنا بھی ان میں ایک حصہ قرار دیا۔ ❷

علامہ خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ کی محبت رسول

آپ نے سات حج کئے، مگر اس لحاظ سے کہ آپ کا دل ہر سال حاضری حرمین شریفین کا متمنی ومشتاق رہتا اور زندگی کا ہر لمحہ اس تمنا وشوق میں گزرتا تھا گویا کہ آپ کا بدن بھی دل کی طرح بیت اللہ اور بیت الرسول ہی میں پڑا رہتا تھا، جب آپ کے واقفین میں سے کوئی حج کو جاتا تو آپ اسے حج کی اجازت دیتے اور حسرت فرماتے کہ ”کاش مجھے بھی یہ دن نصیب ہوتا“ عمر شریف کے آخر میں جبکہ حضرت قدس سرہ ”بذل المجھود“ سے فارغ ہوکر ”بلدۃ الرسول“ میں مقیم ہوئے تو فرمایا کرتے تھے کہ میں نے حق تعالیٰ سے تین دعائیں مانگی تھیں جن میں دو کی قبولیت دیکھ چکا ہوں اور تیسری کا متوقع ومنتظر ہوں، ایک دعا یہ مانگی تھی کہ عرب میں امن وامان کی حکومت اسلامیہ دیکھ لوں، سوالحمدللہ وہ امن وامان آنکھوں سے دیکھ لیا، دوسری ”بذل

❶ الشہاب الثاقب: ۵۲، ۵۳

❷ الشہاب الثاقب: ص۵۳

الــمــجھــو د''، زندگی میں مکمل کرلوں ہوالحمدللہ فارغ ہوگیا، تیسری دعا یہ تھی کہ جوارِ رسول میں اس سرزمین میں دفن ہونا نصیب ہو، تو قع ضرور ہے کہ انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا، چنانچہ دو ہی ماہ بعد اس بے تاب انتظار بھی ختم ہوا، جوارِ رسول نصیب ہوا اور قبہ اہل بیت کے متصل مدفون ہوئے۔ ❶

مولانا احمد الدین صاحب جو تاج المحد ثین حضرت مولانا خلیل احمد ثم مدنی رحمہ اللہ علیہ کے ایک پرانے شاگرد تھے، وہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حدیث کا سبق ہو رہا تھا کہ ہمارے استاد حضرت مولانا خلیل احمد رحمہ اللہ پر غنودگی طاری ہوگئی جو دیر تک رہی، طلبہ کی خاصی تعداد تھی اور سب کو بے وقت نیند پر تعجب ہوا۔ نیند سے بیدار ہو کر حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: الحمدللہ! اس وقت دربارِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر تھا، دیر تک باتیں ہوئیں اور مسائل حدیث شریف پیش تھے۔ ❷

محدث العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی محبت رسول

ریاست بہاولپور کی ایک کے مسلمان خاتون نے عدالت میں دعوی دائر کیا کہ اس کا شوہر مرزائیت قبول کر کے اسلام سے خارج ہوگیا اور اس لئے اس کا نکاح باقی نہیں رہا، یہ صرف ایک خاتون کی آبرو کا معاملہ نہ تھا، بلکہ اس مسئلہ کا تعلق اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت سے تھا اور خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کا سوال درپیش تھا، اس لئے اس مقدمہ کو بے پناہ شہرت و اہمیت حاصل ہوئی۔ نواب آف بہاولپور نے مقدمہ ایک جج کے حوالے کر کے شرعی فیصلہ کرنے کا حکم صادر کیا، قادیان کی پوری قوت حرکت میں آ گئی اور مسلمانوں نے بھی ملک کے چوٹی کے علماء کو

❶ عشق رسول اور علمائے حق: ص۱۶۲/ تذکرۃ الخلیل: ص۲۷۱،۲۷۲

❷ عشق رسول اور علمائے حق: ص۱۶۷

بیانات کے لئے مدعو کیا، محدث العصر علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کو دیو بند میں جب پہلی پیشی کی اطلاع ملی تو آپ بہت کمزور تھے، مرض بڑی شدت پر تھا اور موسم سخت گرم تھا، مدرسہ دیو بند کے بڑے بڑے علماء نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ ''آپ اس کمزوری اور تکلیف میں سفر نہ فرمائیں، ہم میں سے جن کو آپ حکم دیں ہم اس خدمت کے لئے تیار ہیں'' مگر آپ نہ مانے، خود بہاولپور پہنچے جب واپس گئے تو ان علماء سے فرمایا: ''آپ حضرات ناراض نہ ہونا کہ میں نے آپ کی بات نہیں مانی، خود اس لئے گیا ہوں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن میری شفاعت سے انکار نہ فرما دیں کہ جب میری عزت کا سوال تھا تو نے خود سفر کیوں نہ کیا۔''

بہاولپور کی مجلس میں فرمایا تھا کہ ''شاید یہ بات مغفرت کا سبب بن جائے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا جانبدار ہو کر بہاولپور آیا تھا۔ ❶

عدالت میں پانچ پانچ گھنٹے ختم نبوت پر بیان

آپ کے عشق رسالت کا اس سے اندازہ کریں کہ آپ نے انتہائی کمزوری اور نقاہت کے باوجود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت اور اس کے ضمن میں پیش آنے والے مسائل پر کئی دن مسلسل پانچ پانچ گھنٹے عدالت میں بیان دے کر علم و عرفان کے دریا بہائے اور مرزائیوں کو ہر مسئلہ میں لاجواب کیا، آپ کے بیانات نے مقدمہ کی کایا پلٹ دی، آپ نے وفات سے کچھ دن پہلے خدام کو فرمایا کہ میری چار پائی اٹھا کر مدرسہ میں لے چلو، وہاں پہنچ کر آپ نے سب علماء کو جمع کیا اور فرمایا ''میں بہت کمزور ہوں، اٹھ نہیں سکتا، ایک بات کہنے آیا ہوں، جس کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی آرزو ہو وہ آپ کی عزت و حرمت کی حفاظت کرے اور فتنہ

❶ عشق رسول اور علمائے حق: ۱۸۰، ۱۸۱ بحوالہ ماہنامہ بینات کراچی جمادی الاولی ۱۹۸۳ء

مرزائیت کے مٹانے اوراس سے مسلمانوں کو بچانے کی کوشش کرتا رہے۔'' ❶

آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ اگر مقدمہ بہاولپور کے فیصلہ سے پہلے میری زندگی پوری ہو جائے تو میری قبر پر فیصلہ سنا دیا جائے ۔۱۹۳۳ء میں آپ وصال ہوا اور ۱۹۳۵ء میں صاحب نے اس تاریخی مقدمہ کا فیصلہ کیا، جس میں مدعا علیہ کے ارتداد کی تاریخ سے نکاح کو منسوخ اور مرزائیوں کو کافر قرار دیا۔ ❷

تحفظ ختم نبوت کا کام نہ کرسکیں تو گلی کا کتا بھی بہتر ہے

بہاولپور پہنچنے کے بعد جمعہ آپ نے بہاولپور کی جامع مسجد میں پڑھا اور نماز کے بعد ہزار ہا مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: میں بواسیر خونی کے مرض کے غلبہ سے نیم جان تھا اور ساتھ ہی اپنی ملازمت کے سلسلہ میں ڈابھیل کیلئے پابہ رکاب بھی، اچانک شیخ الجامعہ کا مکتوب مجھے ملا جس میں بہاولپور آ کر مقدمہ میں شہادت دینے کیلئے لکھا گیا تھا، میں نے سوچا کہ میرے پاس کوئی زادِ آخرت تو ہے نہیں، شاید یہی چیز ذریعہ نجات بن جائے کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا جانب دار بن کر یہاں آیا ہوں، پھر فرمایا: اگر ہم تحفظ ختم نبوت کا کام نہ کرسکیں تو گلی کا کتا بھی ہم سے بہتر ہے۔ ❸

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمہ اللہ کی محبت رسول

شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمہ اللہ حج کے لئے تشریف لے گئے تو مکہ شریف سے مدینہ طیبہ جاتے ہوئے آخری منزل پر بدو سے کہہ دیا کہ: جب وہ جگہ آئے جہاں سے سبز گنبد خضریٰ نظر آتا ہے تو فوراً بتا دے۔اس نے

❶ عشق رسول اور علمائے حق:۱۸۱

❷ عشق رسول اور علمائے حق:ص ۱۸۱، ۱۸۲

❸ نقش دوام: مقدمہ بہاولپور،ص ۱۹۱

بتا دیا، وہاں سے اتر کر پیدل چلتے رہے، رفقاء کو پہلے ہی تاکید فرمادی تھی کہ درود شریف کی کثرت رکھیں، خاموش رہیں اور بہت ادب و احترام کے ساتھ حاضری دیں۔

ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک نور و معرفت کا گنجینہ تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت محبت کے ساتھ کی۔ اس محبت کی خاصیت ظاہر ہوئی اور جس قدر جس کسی کی محبت تھی، اس قدر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک کی دولت اس محبت کے سینہ میں آ گئی۔ پھر صحابہ کی صحبت تابعین نے اٹھائی اور تابعین کی تبع تابعین نے، اسی طرح حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہی نورِ یقین و معرفت سینہ بہ سینہ منتقل ہوتا رہا، پھر اس سے آگے مشائخ کے سلسلے چلے۔ ❶

حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ کی محبت رسول

آپ نعت گوئی کا پاکیزہ ذوق رکھتے تھے اور بسا اوقات حاضرین اور خاص متعلقین کو ترنم سے سنا بھی دیا کرتے اور ساتھ ہی ساتھ آنکھوں سے آنسو بھی رواں رہتے، ان نعتوں میں ان کی محبت، سوز، بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے عاشقانہ تعلق، بغیر کسی وضاحت کے ظاہر ہو گیا تھا، ہندی کے میٹھے بول مولانا کا ترنم، اور نعت کا موضوع، ان سب نے مل کر اس میں عجیب دلکشی اور دلآویزی پیدا کر دی تھا، مولانا خود بھی اپنی آنکھوں کو قابو میں نہ رکھ سکتے اور سننے والے بھی متاثر اور آبدیدہ ہوئے بغیر نہ رہ سکتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا کہ مولانا گیلانی رحمہ اللہ سراپا محبت اور عشق رسول میں غرق تھے۔ راقم فرماتے ہیں کہ ایک موقعہ پر اپنی نعتوں کا تذکرہ فرمایا کہ فلاں موقع سے ایک نعت

❶ عشق رسول اور علمائے حق: ص ۲۲۱، ۲۲۲/ سوانح حضرت رائے پوری: ص ۳۰۰

کہی تھی جو مجھے خود بہت پسند ہے۔ یہ کہہ کر ترنم کے ساتھ پڑھنا شروع کیا، مولانا کی آواز میں بڑا سوز اور درد تھا، اور کوئی شک نہیں کہ ان کی آواز میں بڑی جاذبیت کی شان ہوا کرتی تھی، میری آنکھیں تو اشک آلود تھیں ہی، لیکن میں نے دیکھا کہ حضرت مولانا کی آنکھ سے سیل رواں جاری ہے۔ پڑھتے جارہے ہیں اور روتے جارہے ہیں، سکیاں بندھ گئی ہیں اور ایک وجد کا عالم طاری ہے، آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں، کوئی آدھ گھنٹہ تک ذرا ذرا ٹھہر کر یہ سلسلہ جاری رہا، اس وقت ہم دو کے سوا کوئی تیسرا نہیں تھا، دو پہر کا وقت تھا۔ اس کیفیت اور لذت کو میں زندگی بھر بھول نہیں سکتا۔ میں بہت دیر تک بیٹھا رہا۔ مجھے کچھ خبر نہیں رہی کہ کہاں ہوں اور کس حال میں ہوں، مولانا کا حال تو اور بھی عجیب وغریب تھا، کوئی شبہ نہیں کہ مولانا کی نعتوں میں آج بھی وہی اثر ہے، کوئی بھی مسلمان اسے پڑھ کر اپنے آنسو نہیں روک سکتا ہے۔ (۱)

جوش و دیوانگی کا عالم یہ تھا کہ بقول خود مولانا مرحوم جو کچھ پڑھا لکھا تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا سب فراموش ہو گئے، اب تو معلم سے جو ہدایتیں مل رہی تھیں ان پر عمل ہو رہا تھا، چوبیس گھنٹے تک مستی و جذب کا عالم رہا، اپنے آپے میں تھا ہی نہیں، اس کے بعد ہوش و حواس نے کچھ انگڑائی لی اور تاریخ میں کچھ پڑھا تھا ذہن میں آنے لگا۔

حواس درست ہونے کے بعد مولانا کا حال یہ ہوا کہ جن مقامات اور احوال کے متعلق کتابوں میں پڑھا تھا ایک ایک چیز اور ایک ایک مقام کو تلاش کرنے لگے اور وہاں پہنچ کر سنت کے مطابق زیارت کرنے کا جذبہ انگڑائی لیتا رہا تھا، مثلاً قبا کی مسجد میں بار بار حاضری دی، اور بار بار دوگانہ ادا کیا۔

مولانا نے لکھا ہے: ایک ہفتہ کے بعد دل کی کیفیت یہ ہوگئی کہ مدینہ کے سوا کچھ یاد نہ

(۱) حیات گیلانی: تزکیہ باطن وتصفیہ قلب، ص۲۵۳، ۲۵۴

رہا، ہندوستان کے اعزہ، اقرباء جامعہ عثمانیہ کی پروفیسری، ہر چیز دماغ سے نکل گئی، یہ قطعی فیصلہ دل کا ہوا، زبان کا ہوا، ذائقہ کا ہوا کہ جو پانی یہاں پینے کو مل رہا ہے، نہ پہلے کبھی کسی ملک میں ملا تھا اور نہ آئندہ ملے گا۔ مولانا مرحوم کی ان تحریروں سے اندازہ لگائیں کہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت کا یہ عالم تھا، اورنگی اور دیوانگی کیسی تھی کہ وہاں پہنچ کر روضہ مبارک صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ کر ساری دنیا کو بھول گئے۔ ساری باتیں ذہن سے نکل گئیں، محبوب اور محبوب کے دیارِ پاک کی ایک ایک چیز پر جان نچھاور کرنے کو جی چاہتا تھا، واقعہ یہ ہے کہ ایسے لوگ ہی لذتِ ایمان سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ ❶

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی محبت رسول

شاہ جی پورے جوبن پر تھے، بے اندازہ مجمع گوش برآواز عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بھٹی گرم، اکابر اور اساطین ملت جلوہ افروز، شہر میں مکمل ہڑتال اور سناٹا، تحریک ختم نبوت کے لئے مسلمان جانیں دینے کے لئے آمادہ کسی نے کہا کہ خواجہ ناظم الدین لاہور پہنچ گئے۔ شاہ جی نے فرمایا: ساری باتوں کو چھوڑیئے لاہور والو، کوئی ہے؟ اور یہ کہتے ہوئے اپنے سر سے ٹوپی اتار لی اور ٹوپی کو ہوا میں لہراتے ہوئے نہایت ہی جذبات انگیز الفاظ میں فرمایا: میری ٹوپی ان کے قدموں میں ڈال دو، جاؤ میری اس ٹوپی کو خواجہ ناظم الدین کے پاس لے جاؤ۔ میری یہ ٹوپی کبھی کسی کے سامنے نہیں جھکی، اسے خواجہ صاحب کے قدموں پر ڈال دو۔ اس سے کہو، ہم تیرے سیاسی حریف اور رقیب نہیں ہیں، ہم الیکشن نہیں لڑیں گے، تجھ سے اقتدار نہیں چھینیں گے۔ ہاں ہاں جاؤ اور میری ٹوپی اس کے قدموں میں ڈال کر یہ بھی کہو کہ اگر پاکستان کے بیت المال میں

❶ حیات گیلانی: زیارت حرمین شریفین، ص ۲۶۵، ۲۶۶

کوئی سؤر موجود ہیں تو عطاء اللہ شاہ بخاری تیرے سوؤروں کا وہ ریوڑ چرانے کے لئے بھی تیار ہے، مگر شرط صرف یہ ہے کہ رسول اللہ فداہ ابی وامی کی ختم رسالت کی حفاظت کا قانون بنادے۔ کوئی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہ کرے، آپ کی دستارِ ختم نبوت پر کوئی ہاتھ نہ ڈال سکے۔ شاہ جی بول رہے تھے اور مجمع بے قابو ہورہا تھا۔ لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ چشم فلک نے اس جیسا سماں بھی کم دیکھا ہوگا۔ عوام و خواص سب رو رہے تھے۔ شاہ جی پر خاص وجد کی سی کیفیت طاری تھی۔ ❶

حضرت امیر شریعت کی محبت رسول میں دین کے لئے قربانیاں

ایک مرتبہ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کو گرفتار کر کے ملتان لے جایا گیا تو اعلیٰ حکام نے مقامیہ انتظامیہ کو ہدایت کردی کہ اسٹیشن سے سینٹرل جیل خانے تک قافلہ حریت کے اس بہادر سپہ سالار کو قیامت خیز گرمی میں پیدل پہنچایا جائے ۔ ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوئی ہیں، اور چلچلاتی دھوپ میں امیر شریعت رحمہ اللہ مانند شیر منزل کی جانب رواں دواں ہیں، جب جیل قریب آئی تو ساتھ آنے والی پولیس پارٹی کے مسلمان آفیسر نے نظر اٹھا کر آپ کی طرف دیکھا تو چہرہ مبارک تو چہرہ مبارک پسینے میں شرابور اور زنجیروں کی رگڑ لگنے کے سبب ہاتھوں اور پاؤں سے خون جاری ہوتا دیکھ کر وہ ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا:

"شاہ جی! خدا کے واسطے بددعا نہ کر دینا میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے ملازمت کی وجہ سے میں مجبور تھا۔"

"امیر شریعت نے مسکرا کر فرمایا کہ میں تمہارے لئے کیوں بددعا کروں ؟ مجھے تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی سنت پوری کرنے کا مزہ آج آیا ہے۔"

❶ ناموس محمد کے پاسبان: ص ۱۷۹

یہ حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کو سرورِ کونین خاتم الأنبیاء والمرسلین کی اقدس سے خصوصی لگاؤ اور جنون کی حد تک عشق تھا۔ ❶

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں تو کچھ بھی نہیں

آج مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں روح صدیق رضی اللہ عنہ پیدا کرو، آج محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس پر کٹ مرنے کے لئے تیار ہوجاؤ، آج محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو پر کمینے اور ذلیل قسم کے انسان حملہ آور ہیں۔ یاد رکھو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو خدا ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو قرآن ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو دین ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ ❷

تمنا ہے کہ عشق مصطفیٰ میں پھانسی پر لٹک جاؤں

میری گردن تو آج بھی تحفظ ناموسِ مصطفیٰ کی خاطر پھانسی لگنے کو تڑپتی ہے۔ میں تمام مسلمانوں سے مخاطب ہوں کہ تم حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو کی حفاظت کرو تو میں تمہارے کتے بھی پالنے کو تیار ہوں اور اگر تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کی تو پھر میں تمہارا باغی ہوں۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر کٹ مرنے کے لئے تیار ہوں۔ ❸

آپ کی عشق رسالت میں ڈوبی ہوئی خطابت ہی سے متاثر ہوکر مولانا ظفر علی خان رحمہ اللہ نے کہا تھا:

کانوں میں گونجتے ہیں بخارکے زمزمے
بلبل چہک رہا ہے ریاضِ رسول میں

❶ روز نامہ جنگ مورخہ ۱۹، اگست بروز جمعہ ۱۹۸۸ء
❷ عشق رسول اور علمائے حق: ص ۲۵۳/ خطبات امیر شریعت: ص ۱۰۸
❸ عشق رسول اور علمائے حق: ص ۲۵۳، ۲۵۴/ خطبات امیر شریعت: ص ۱۰۸

حضرت امیر شریعت کو خواب میں حضور کی زیارت

حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ جب پھانسی کی کوٹھری میں تھے اس کے بعد لدھے رام کی کچہری میں گئے تو اس نے شرمندہ ہو کر اپنا بیان واپس لیا، تو حضرت بخاری رحمہ اللہ کا کیس ختم ہو گیا، آپ جیل سے باہر آئے تو رو رہے تھے، کسی نے پوچھا: حضرت کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا: میں تو تیاری کر چکا تھا کہ موت شہادت کی آئے گی اور میں پھانسی کے تختے پر رسی کو چوم لوں گا، فرمایا: جیل میں ادھر میری آنکھ بند ہوتی تھی ادھر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جایا کرتی تھی۔ ❶

شاعر مشرق علامہ اقبال رحمہ اللہ کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ومحبت

حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ فرماتے تھے جب کبھی میں علامہ اقبال کے ہاں حاضر ہوتا وہ چارپائی پر گاؤ تکیہ کا سہارا لے کر بیٹھے ہوتے، حقہ سامنے ہوتا، دو چار کرسیاں بچھی ہوتیں، صدا دیتا، یا مرشد! فرماتے آ بھئی پیرا، بہت دناں بعد آیا ئیں (بہت دنوں کے بعد آئے ہو) علی بخش سے کہتے حقہ لے جاؤ اور کلی کے لئے پانی لاؤ، کلی فرماتے پھر ارشاد ہوتا کہ ایک رکوع سناؤ، میں پوچھتا حضرت! کوئی تازہ کلام؟ فرماتے ہوتا ہی رہتا ہے، عرض کرتا لاؤ، کاپی منگواتے پہلے رکوع سنتے، پھر وہ اشعار جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہوتے سنتے، قرآن پاک سنتے وقت کانپنے لگتے تھے، لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا یا ان سے متعلق کلام پڑھا جاتا تو چہرہ اشکبار ہو جاتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہمیشہ باوضو کرتے، اور آپ کے ذکر کے وقت اس طرح روتے جس طرح ایک معصوم بچہ ماں کے بغیر روتا ہے۔ ❷

❶ عشق رسول اور علمائے حق: ص ۲۶۳/ خطبات دین پوری: جلد ۳ ص ۲۲۶

❷ ہمارے اسلاف: ص ۲۰۳

حضرت مولانا سید بدر عالم میرٹھی رحمہ اللہ کی محبت رسول

ایک مرتبہ حضرت والد صاحب رحمہ اللہ ۱۹۵۳ء میں حج سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ کار کو حادثہ پیش آیا جس میں حضرت رحمہ اللہ زخمی ہوئے، سر میں زخم آئے اور دائیں ہاتھ میں بہت چوٹ آئی، شہادت کی انگلی شہید ہوگئی۔ بدن سے خون بہت زیادہ نکل گیا۔ تقریباً چھ گھنٹے جنگل ہی میں پڑے رہے، پھر خدائی مدد آئی، چند عرب پہنچے اورانہوں نے کار کے ڈرائیور سے کہا کہ کار واپس جدہ لے جاؤ۔ کار کا چورا نکل چکا تھا لیکن قدرت خدا کہ انجن بالکل ٹھیک تھا، ہم لوگ جدہ میں موجود تھے فوراً لبنانی ہسپتال میں داخل کیا گیا، وہاں ڈاکٹر بہت اچھے تھے، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے علاج کامیاب رہا اور افاقہ ہوا ہی تھا کہ مدینہ منورہ واپسی کا ارادہ فرمالیا، چونکہ حضرت والد صاحب رحمہ اللہ کو زخموں کی تکلیف سے کہیں زیادہ اذیت مدینہ منورہ سے جدائی کی تھی، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مدینہ منورہ ان کی جان ہے بس دسویں ہی دن مدینہ منورہ تشریف لے آئے یہاں بھی علاج جاری رہا۔

لیکن ان معذوریوں کے باوجود تالیف کی طرف توجہ رہی اور الحمد للہ تیسری جلد شائع ہو گئی۔ ترجمان السنۃ کا مطالعہ کرنے والے بخوبی واقف ہیں کہ حضرت والد صاحب رحمہ اللہ اس علمی اشتغال کے ساتھ ساتھ تقریباً آٹھ گھنٹہ یومیہ حرم شریف میں رہتے تھے اور وہ بھی اس ادب واحترام کے ساتھ جو اس مقام بلند کے مناسب تھا یعنی حرم شریف میں نہ نشست بدلتے تھے نہ گفتگو فرماتے تھے، نیچی نظر کئے ہوئے چلتے تھے اور اپنی پوری توجہ حق تعالیٰ شانہ اور اس کے رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرکوز کئے رکھتے تھے۔ حضرت والد صاحب رحمہ اللہ ہر وقت اسی فکر میں رہتے تھے کہ مخلوق خدا کو کس طرح فائدہ پہنچایا جائے۔ چنانچہ اسی فکر میں مسائل حج کے متعلق ایک نہایت

مختصر و جامع رسالہ جس کا نام ''خلاصہ زبدۃ المناسک'' ہے مرتب فرمایا، جو بہت عام فہم ہے اور ضروری مسائل سب اس میں موجود ہیں یہ بھی طبع شدہ ہے۔ ''الحزب الاعظم'' کا ترجمہ اس قدر عمدہ فرمایا ہے کہ پڑھنے والے کے قلب پر اثر کرتا ہے، یہ بھی کئی مرتبہ چھپ چکا ہے۔ نزول عیسی علیہ الصلوۃ والسلام ایک رسالہ جو دراصل ترجمان السنۃ ایک حصہ کا ہے لیکن اس کو علیحدہ اس نام سے رسالہ کی صورت میں بھی شائع کرایا ہے، چونکہ اس میں نزول کی بحث اس جدید انداز میں کی گئی ہے اگر انصاف سے دیکھا جائے تو بلا مبالغہ آج تک ایسا رسالہ طبع نہیں ہوا ہے۔ ❶

امہات المؤمنین کے قرب میں جنت البقیع میں تدفین

حضرت ایک سچے عاشق رسول تھے، کبھی کبھی ہم طلباء کی دعوت کرتے کہ دعا کریں، آپ مہمانان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، آپ کی دعا قبول ہوگی کہ اب مدینہ جاؤں تو پھر واپس نہ آؤں، اللہ تعالی مدینہ منورہ میں ہی موت اور جنت البقیع میں جگہ نصیب فرمائے۔ پہلے کئی مرتبہ ارادہ کیا ہے لیکن پورا نہیں ہوا۔ اب عزم بالجزم ہے اللہ تعالی پورا فرمائے۔ (چنانچہ یہ دعا قبول ہوئی، مدینہ منورہ میں انتقال ہوا، جمعہ کی نماز کے بعد مسجد نبوی میں نمازِ جنازہ ہوئی، اور امہات المؤمنین کی قدموں میں جنت البقیع میں تدفین ہوئی۔) ❷

محبت رسول کا اندازہ تقابل میں ہوتا ہے

ایک رئیس کی حکایت ہے کہ انہوں نے حضرت مولانا مظفر حسین صاحب رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ مولانا حدیث میں ہے کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

❶ عشق رسول اور علمائے حق: ص ۲۹۹، ۳۰۰/ انوارِ بدر عالم: ص ۲۴، ۲۵

❷ عشق رسول اور علمائے حق: ص ۳۰۰/ انوار بدر عالم: ص ۴۷

ماں باپ اور اولاد سے زیادہ نہ ہو مؤمن نہیں ہوتا، سو یہ درجہ تو محبت کا ہم اپنے دل میں نہیں پاتے۔ مولوی صاحب نے اس کا عملی جواب دیا وہ اس طرح کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا تذکرہ شروع کیا، پھر اس کو بند کر کے یہ کہنے لگے کہ آپ کے والد صاحب بھی اچھے آدمی تھے اور ان کی خوبیوں کا ذکر شروع کر دیا۔ رئیس صاحب جھلا کے کہنے لگے کہ حضرت میرے والد کا ذکر کہاں سے داخل کر دیا، مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں نے آپ کی بات کا جواب دیا ہے کہ آپ کو جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باپ سے زیادہ محبت نہیں تو حضور کے کمالات کے درمیان میں باپ کا ذکر کیوں ناپسند ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت باپ سے زیادہ ہے۔ رئیس صاحب کی آنکھیں کھل گئیں شبہ دور ہو گیا۔

فائدہ: حقیقت یہ ہے کہ عامی سے عامی کو بھی محبتِ شدیدہ ہے اللہ ورسول صلی اللہ علیہ سلم کی مگر اس کا اظہار موقع پر ہوتا ہے۔ ❶

مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کی مدینہ منورہ سے محبت

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ ایک بار حج کے سلسلہ میں مدینہ منورہ تشریف لے گئے، وہاں اپنے شاگرد مولانا محمد حسن جان صاحب رحمہ اللہ کے اصرار پر مدینہ یونیورسٹی بھی تشریف لے گئے۔ اس وقت کے رئیس الشیخ عبودی صاحب نے باتوں باتوں میں مولانا سے پوچھا کہ:

''حضرت! مدینہ منورہ کی ہوا کیسی ہے؟''

مولانا کاندھلوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

''مدینہ منورہ کی ہوا کے بارے میں کیوں دریافت کرتے ہو؟ مدینہ منورہ کی ہوا تو اس

---

❶ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: رسول کی محبت والدین سے بھی زیادہ، ص ۱۱۴

وقت سے مبارک ہوگئی ہے جس وقت سے حضور صلی اللہ علیہ سلم یہاں ہجرت کر کے تشریف لائے ہیں، میری طبیعت کے متعلق پوچھو کہ تم یہاں آکر کیسے ہو؟ اگر میں ٹھیک رہا تو یہ میری طبیعت کی صحت کی علامت ہوگی اور اگر میں بیمار رہا تو یہ میری طبیعت کا نقصان ہوگا۔ مدینہ منورہ کی ہوا تو مبارک ہی مبارک ہے۔''

شیخ عبودی صاحب بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ:

''میرا مقصد بھی یہی تھا''

اندازہ کریں کہ بلد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا کس قدر احترام ملحوظ تھا، جو اشخاص مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس غایت درجہ احترام کریں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کس قدر ادب واحترام کرتے ہوں گے۔ ❶

مدینہ منورہ کے متعلقات سے بھی محبت

حضرت مولانا محمد حسن جان صاحب فاضل مدینہ یونیورسٹی نے حضرت مونا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کی خدمت میں مدینہ منورہ کا ایک لکڑی کا چھوٹا سا ازار بند پیش کیا اور عرض کیا کہ یہ اس جنگل ''غابہ'' کے جھاؤ کا ہے جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منبر شریف بنایا گیا تھا۔

جب حضرت کو اسکی اہمیت معلوم ہوئی۔

''تو بہت خوش ہوئے اس کو چوما اور سر اور آنکھوں پر لگایا۔''

مدینہ منورہ کی محبت، اسکی چیزوں کی محبت اور اس کے جنگلوں اور صحراؤں کی محبت ثمرہ ہے اس محبت کا جو رسول خدا صلی اللہ علیہ سلم کے ساتھ تھی۔ ❷

❶ ماہنامہ الحق: ماہ دسمبر ۱۹۷۴ء ص ۴۵

❷ ماہنامہ الحق: ماہ دسمبر ۱۹۷۴ء، ص ۴۶

مولانا تاج محمود رحمہ اللہ کی بے مثال عقیدت ومحبت

1953ء کی تحریک میں ایک روز مولانا تاج محمود رحمہ اللہ جامع مسجد کچہری بازار (فیصل آباد) میں شمع رسالت کے پروانوں کے ایک بے انتہاء مجمع سے مخاطب تھے۔ حکومت پاکستان کی جانب سے قادیانیوں کے تحفظ کے خلاف وہ اس بپھرے ہوئے مجمع سے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بیان فرمارہے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے الفت اور قادیانی نظریات سے نفرت دلا رہے تھے۔ ان کا انداز نرالا تھا، زبان عشق نبوت سے آشنا تھی اور دل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں لبریز، ختم نبوت کے تحفظ کے لئے انہوں نے لوگوں کو یوں جھنجھوڑا کہ مسجد کی سیڑھیوں پر کھڑی ایک خاتون محبت نبوی کے جذبہ سے سرشار ہوکر آگے بڑھی اور اپنی گود سے چھوٹا سا بچہ اٹھا کر مولانا کی جانب اچھال دیا اور پنجابی میں یہ کہا: مولوی صاحب! میرے پاس ایک یہی سرمایہ ہے اسے سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمی کی آبرو پر قربان کردیجئے۔ سارا مجمع اس وقت دھاڑیں مار مار کر رونے لگا، خود مولانا نے روتے ہوئے کہا: بی بی! سب سے پہلے گولی ختم نبوت کی خاطر تاج محمود کے سینے سے گزرے گی اور پھر میرے اس بچے قدموں میں بیٹھے ہوئے اپنے معصوم اکلوتے بیٹے صاحبزادہ طارق محمود کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان کے سینے سے، پھر اس مجمع میں بیٹھے تمام افراد گولیاں کھائیں گے اور جب یہ سب قربان ہو جائیں تو اپنے بچے کو تو اس وقت لے آنا اور اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر قربان کر دینا، یہ کہا اور وہ بچہ اس عورت کے حوالے کر دیا۔

شاعر ختم نبوت سید امین گیلانی کی والدہ کی حضور سے عقیدت ومحبت

شاعر ختم نبوت سید امین گیلانی رحمہ اللہ اپنی جیل کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ایک دن جیل کا سپاہی آیا اور مجھ سے کہا کہ آپ کو دفتر میں سپرنڈنٹ صاحب بلا رہے ہیں، میں دفتر میں پہنچا تو دیکھا کہ میری والدہ صاحبہ مع میری اہلیہ اور بیٹے سلمان گیلانی کے، جس کی عمر اس وقت سوا ڈیڑھ سال کی تھی بیٹھے ہوئے تھے، والدہ محترمہ مجھے دیکھتے ہی اٹھیں اور سینے سے لگایا ماتھا چومنے لگیں، حال احوال پوچھا، ان کی آواز گلوگیر تھی، سپرنڈنٹ نے محسوس کر لیا کہ وہ رو رہی ہیں، میرا بھی جی بھر آیا، آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے، یہ دیکھ کر سپرنڈنٹ نے کہا اماجی! آپ رو رہی ہیں، بیٹے سے کہیں (ایک فارم بڑھاتے ہوئے) کہ اس پر دستخط کر دے تو اسے ساتھ لے جائیں، ابھی معافی ہو جائے گی، میں ابھی خود کو سنبھال رہا تھا کہ اسے جواب دے سکوں، والدہ صاحبہ تڑپ کر بولیں کیسے دستخط، کہاں کی معافی، میں ایسے دس بیٹے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر قربان کر دوں، میرا رونا شفقت مادری ہے، یہ سن کر سپرنڈنٹ شرمندہ ہو گیا اور میرا سینہ ٹھنڈا ہو گیا۔ ❶

حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمہ اللہ کی محبت رسول

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمہ اللہ کے غیر متزلزل عزم و ہمت کا ایک واقعہ ۱۹۵۴ء میں پیش آیا۔ مولانا تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں ملتان جیل میں نظر بند تھے، اسی دوران ان کے والد ماجد انتقال کر گئے۔ جیل کے حکام نے مولانا سے کہا:

اگر آپ اعلیٰ حکام سے معافی مانگ لیں تو آپ کو رہا کیا جا سکتا ہے اور آپ اپنے والد ماجد بزرگوار کی نماز جنازہ میں شرکت کر سکتے ہیں۔ مولانا نے خشمگیں انداز میں کہا کہ میں نے یہ جیل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے تحفظ کی خاطر قبول کی ہے۔

❶ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء: ص ۵۳۲، ۵۳۳

آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھول جاؤں اور والد کی محبت سے متاثر ہوکر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکہ دے جاؤں؟ میں عاشق رسول ہوں، مجھ پر اس جیسی ایک ہزار مصیبتیں بھی اگر نازل ہوجائیں تو بھی میں اف تک نہ کروں گا۔ جیل کے حکام مولانا کے اس دلیرانہ جواب کوسن کر اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔ ❶

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کی محبت رسول

روضہ اطہر سے متعلق حضرت مفتی صاحب کی زبان سے سنا ہوا ایک اور واقعہ یاد آگیا۔ مگراب یہ یاد نہیں آرہا کہ میں نے یہ واقعہ حضرت مفتی صاحب سے کب اور کہاں سنا تھا، تاہم اتنی بات یقینی ہے کہ یہ واقعہ حضرت مفتی صاحب نے کسی ایک سفر حج سے واپسی کے بعد سنایا تھا۔ فرمایا: روضہ اطہر پر حاضری کے وقت یوں تو ہمیشہ ہی میری عجیب کیفیت ہوتی ہے مگر اس بار ایک روز جو میں روضہ اقدس پر سلام کے لیے حاضر ہوا تو عجیب ہی معاملہ پیش آیا، دل ایسا قابو سے باہر ہوا لگتا تھا کہ ابھی باہر آگرے گا۔ اسی عالم میں ذہن نے کہا کہ تیری یہ حالت اس محبت کی بناء پر ہے جو صاحب روضہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تیرے دل میں موجزن ہے۔ آنے کو تو یہ خیال ذہن میں آگیا مگر مفتی صاحب فرماتے ہیں معاً مجھے یہ احساس ہوا کہ یہ تو بہت بڑا دعویٰ ہے۔ روضہ اطہر پر روتا پڑتا واپس پہنچا۔ اس دعوے کی برداشت کی صلاحیت کہاں سے آئے گی، پھر فرماتے ہیں اس کے فوراً بعد مجھے محسوس ہوا جیسے میرا بدن کانپ رہا ہے۔ روضہ اطہر سے لوٹ آیا، جائے قیام تک نہ پہنچنے پایا تھا کہ لرزہ شدید ہوگیا اور دیکھتے ہی دیکھتے بدن بخار سے اپنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد مجھے کوئی ہوش نہ تھا،

❶ عشق رسول اور علمائے حق: ص ۳۰۸، ۳۰۹/ قاضی احسان احمد شجاع آبادی: ص ۲۴۰، ۲۴۱

میں کہاں ہوں۔ مسلسل چوبیس گھنٹے کے بعد ہوش آیا تو گرتا پڑتا روضہ اطہر پر پہنچا اور اپنی گستاخی کی معافی مانگی کہ یہ عاصی اور محبت کا دعویٰ۔ ❶

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ مدینہ منورہ گئے، وہیں انہوں نے عشق ومحبت کے تاثیر میں ڈھلی ہوئی ایک نعمت کہی، نعت کے یہ اشعار پڑھیے اور اندازہ لگائیں کہ کس عالم میں کہے گئے ہیں:

پھر پیش نظر گنبد خضرا ہے حرم ہے — پھر نام خدا، روضۂ جنت میں قدم ہے
پھر شکر خدا سامنے محراب نبی ہے — پھر سر ہے میرا اور ترا نقشِ قدم ہے
پھر بارگہ سید کونین میں پہنچا — یہ ان کا کرم ان کا کرم ان کا کرم ہے
ہر موئے بدن بھی جو زباں بن کے کرے شکر — کم ہے، بخدا ان کی عنایات سے کم ہے
رگ رگ میں محبت ہو رسول عربی کی — جنت کے خزائن کی یہی بیع سلم ہے

عمر کے آخری حصہ میں حضرت مفتی صاحب شدید بیمار تھے، اسی علالت کے دوران تمنائے زیارت کا اظہار اس طرح فرماتے ہیں:

اے کاش پھر مدینہ میں اپنا قیام ہو — دن رات پھر لبوں پہ درود وسلام ہو
محراب مصطفیٰ میں ہو معراج سر نصیب — پھر سامنے وہ روضۂ خیر الانام ہو

علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ کی محبت رسول اور بارگاہِ رسالت میں ہدیہ

آخری بار مدینہ منورہ کے سفر پر روانہ ہوئے، آپ کے اس سفر کی روئیداد مدینہ منورہ کی عظمت ومحبوبیت میں یوں درج ہے۔ تجلیاتِ جمال کے مرکز ہجرتِ مدینہ منورہ میں حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں میں پہنچ کر آپ کی باطنی حالت ہی بدل گئی، دل کا چراغ وہی، محبت کی تو وہی، فضا کی تبدیلی نے اس کے کرنوں کی

❶ تذکرہ اولیائے دیوبند: ص ۵۳۳

تمازت جذب کر لی، مدینہ منورہ پہنچتے ہی اتباع سنت کی نسبت سے طبیعت ایک گونہ سکون پر آ گئی، پاسِ ادب غالب آیا، موقع کی نزاکت بھی خود اس مبارک انقلاب کو چاہنے لگی۔

آپ نے حسب معمول سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عمامہ شریف باندھا، سردی کی وجہ سے جو شیروانی پہنے کا معمول تھا وہ اختیار کیا، گویا مدینہ منورہ پہنچ کر ہی ایک سکون کا سانس لیا اور کھانا بھی رغبت سے کھایا، جب کہ مدینہ منورہ پہنچنے سے پہلے کھانا کھانے کو جی نہیں چاہ رہا تھا، لیکن مدینہ منورہ پہنچتے ہی حالت میں تغیر آ گیا، سکنیت کا یہ جو اثر اب تک مرتب ہوا وہ تو مدینہ منورہ کے عمومی انوار و برکات کا اثر تھا، قلب سلیمانی میں جو عشق و محبت کی کیفیت مدت سے پیدا تھی وہ اب بھی موجود تھی۔

لیکن جب آپ بارگاہِ رسالت روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں میں حاضری کا شرف ملا تو انہوں نے اپنے جذبات محبت کا ہدیہ ان الفاظ وکلمات مبارکہ کی صورت میں بکمال ادب خدمتِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش فرمایا:

آدم کیلئے فخر یہ عالی نسبی ہے — مکی، مدنی، ہاشمی و مطلبی ہے
پاکیزہ تر از عرش وسما وجنت فردوس — آرام گہ پاک رسول عربی ہے
آہستہ قدم، نیچی نگاہ پست صدا ہو — خوابیدہ یہاں روح رسول عربی ہے
اے زائر بیت نبوی! یاد رہے یہ — بے قاعدہ یاں جنبش بے ادبی ہے
کیا شان ہے اللہ رے محبوب نبی کی — محبوب خدا ہے وہ، جو محبوب نبی ہے

بجھ جائے ترے چھینٹوں سے اے ابر کرم آج
جو آگ میرے سینہ میں مدت سے دبی ہے

نعت اور استدعا نے شرف قبولیت پایا۔ رات آئی تو حضرت والا رحمہ اللہ کے لئے مطلع

انوار اور شرف سعادت بن کر آئی! سوئے ہوئے تھے کہ خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ وفورِ شوق سے اپنے آپ کو قدم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈال دیا (یعنی قدموں پر گر پڑے۔) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شیدائی کو شفقت سے اٹھالیا۔ پھر ایک طویل دعا پڑھ کر سینہ پر دم کی، یہ گویا فتح سکینہ تھا۔ سالک کی تمکین کا سامان کیا گیا اور یوں عاشق صادق کو منہ مانگی مراد عطا کی گئی۔ حضرت والا رحمہ اللہ کی آنکھ کھلی تو کلمات دعا ذہن میں تازہ اور محفوظ تھے۔

حضرت والا رحمہ اللہ نے اپنی اہلیہ کو بلا کر وہی دعا ان پر دم کی۔ اس کے بعد وہ دعا ذہن سے محو ہوگئی۔ مقصود غالبًا یہی تھا کہ جو برکت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست حضرت سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ کو حاصل ہوئی تھی حضرت والا رحمہ اللہ کے واسطے سے آپ کی رفیقہ حیات بھی اس سے بہرہ یاب ہوجائیں۔

یہ کمال دلنوازی کا برتاؤ تھا جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائی کے ساتھ ظہور میں آیا۔ اس واقعہ کے بعد حضرت والا کو تمکین کامل اور عبدیت مطلقہ حاصل ہوگئی۔

عشق نبوی دردِ معاصی کی دوا ہے ظلمت کدہ دہر میں وہ شمع ہدی ہے

مدینہ منورہ میں قیام کے بعد واپس ہوئے تو دورانِ سفر حرمین شریفین اور روضہ اقدس صلی اللہ علیہ سلم ک جدائی کے غم کی وجہ سے شدید بخار میں مبتلا رہے۔ ❶

علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کی محبت رسول

محدث کبیر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کی عملی زندگی سراپا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے معمور تھی، سنت ان کے ہر عمل کا ہدف تھی اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ

❶ تذکرۃ سلیمان: ص ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۴

وسلم ان کی زندگی کی سب سے قیمتی متاع عزیز تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کا یہ عالم تھا کہ جب بھی حضور کا نام مبارک آتا آپ کی آنکھیں پرنم ہو جاتیں۔ کئی بار خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ عشاق کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہر چیز سے محبت ہوتی ہے۔ حضرت شیخ بنوری رحمہ اللہ سمیت تمام اکابر کو حرمین شریفین سے اس لئے محبت اور والہانہ تعلق تھا کہ یہ کوچہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حجتہ الاسلام حضرت مولانا نانوتوی مدینہ طیبہ سے کئی میل دور گنبد خضراء کو دیکھتے ہی اونٹ سے اتر جاتے، جوتے اتار لیتے اور برہنہ پا چلنا شروع کر دیتے۔ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ راوی ہیں کہ بانی دیو بند نے تمام عمر سبز رنگ کا جوتا صرف اس وجہ سے استعمال نہیں کیا کہ روضہ رسول کا رنگ سبز ہے۔

حضرت شیخ بنوری رحمہ اللہ بھی تو اسی کاروانِ عشق کے مسافر تھے۔ مدینہ منورہ اور مکہ معظّمہ سے انہیں محبت وعقیدت اپنے اکابر اور اساتذہ سے ورثہ میں ملی۔

جناب ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن صاحب رقم طراز ہیں کہ حضرت شیخ بنوری رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ مکے کی سرزمین پر جب قدم رکھو تو کسی کو حقیر نہ سمجھنا، یاد رکھنا کعبہ مرکز تجلیات ہے۔ اس کے قرب و جوار میں رہنے والا خواہ کس حال میں ہو، تم سے بہتر اور درجہ ایمان وتوحید میں تم سے ہزار درجہ بہتر ہیں۔ ہوسکتا ہے تم شہر میں جگہ جگہ گندگی دیکھو یا لوگوں کی بعض عادات تمہاری ناگواری کا باعث ہوں مگر دل پر میل نہ لانا اور تنقید (طعن وتشنیع) سے گریز کرنا۔ ❶

حضرت مولانا مصباح اللہ شاہ صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

---

❶ ماہنامہ بینات خصوصی نمبر: اِک پیکر محبوبی ،ص ۴۴۳

حضرت شیخ بنوری رحمہ اللہ کے مدرسہ کی اس قدر عظمت ومقبولیت کے متعدد اسباب تھے۔ان میں سب سے پہلا اوراصل سبب حضرت کا اخلاص،تقوی،تعلق مع اللہ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق ومحبت تھی۔چنانچہ حضرت والا کا یہ مقولہ کہ یہ مدرسہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ہم تو خادم ہیں،سب کے کانوں میں آج بھی سنائی دے رہا ہے۔❶

روضہ رسول پر عشق ومحبت سے لبریز قصیدہ پڑھنا

حضرت شیخ بنوری رحمہ اللہ کے سفر وحضر کے رفیق شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب رحمہ اللہ،حضرت شیخ بنوری کی حرمین شریفین سے محبت اور عقیدت کے مناظر بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

جب آپ نے پہلی بار روضۂ اقدس پر حاضری دی تو اپنے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں ایک ابیات کا طویل اور جامع قصیدہ فصیح وبلیغ عربی زبان میں بنا کر ساتھ لے گئے اور روضہ اقدس پر اسے پڑھا،اس کے بعد جب مصر تشریف لے گئے تو مصر کے اسلامی مجلّہ ’’الاسلام‘‘ ۲۸ رجب ۱۳۵۷ھ مطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۳۸ء میں شائع ہوا۔اس قصیدہ کا عنوان تھا:’’**شذرات الأدب فی مدح سید العجم والعرب**‘‘ اور مدیر مجلّہ نے اس پر یہ عبارت لکھی جس کا اردو ترجمہ یہ ہے یہ ’’قصیدہ شیخ محمد یوسف بنوری کا ہے جنہوں نے اسے ہندوستان میں لکھا اور حجاز مقدس میں مسجد نبوی کے اندر روضۂ اقدس پر پڑھا‘‘۔

مدینہ منورہ کے آثار اور متعلقات سے محبت

مدینہ منورہ کے آثار کا وسیع علم رکھتے تھے۔فرمایا کہ جب میں پہلی بار حاضر ہوا تو مدینہ

❶ ماہنامہ بینات خصوصی نمبر: حضرت الاذستاذ،ص ۵۳۵

منورہ میں ایک ایسے بزرگ سے ''مکتبہ عارف حکمت'' میں ملاقات ہوگئی جو آثار مدینہ منورہ کے بہت بڑے عالم تھے، وہ دوست بن گئے اور مجھے یہ پیشکش فرمائی کہ میں آپ کو مدینہ منورہ کے آثار دکھلاؤں گا۔ چنانچہ ہم نے ایک خچر گاڑی والے سے معاملہ طے کرلیا جو ہمیں صبح ناشتہ کے بعد لے جاتا اور ظہر کے قریب واپس حرم پہنچا دیتا۔ اس وقت گاڑیاں اور ٹیکسیاں نہیں تھیں۔ جس جانب ہمارا جانا ہوتا وہاں بیٹھ جاتے اور کتاب ''وفاء الوفاء'' کھول کر پڑھتے اور اس کے مطابق وہ شیخ آثار بتلاتے، خاص کر غزوہ احد، غزوہ خندق، قبا وغیرہ کے آثار، ساتھ میں ان شیخ کا خادم بھی ہوتا جو چائے وغیرہ کا انتظام کرتا۔ ❶

شاعر اختر شیرانی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ومحبت

اختر شیرانی اردو کے مشہور شاعر گزرے ہی، لاہور کے عرب ہوٹل میں ایک دفعہ کمیونسٹ نوجوان نے جو بلا کے ذہین تھے اختر شیرانی سے مختلف موضوعات پر بحث چھیڑ دی، اس وقت ہوش قائم نہ تھے، تمام بدن پر رعشہ طاری تھا، حتی کہ الفاظ بھی ٹوٹ ٹوٹ کر زبان سے نکل رہے تھے، ادھر ''انا'' کا شروع سے یہ حال تھا کہ اپنے سوا کسی کو نہیں مانتے تھے، جانے کیا سوال زیر بحث تھا، فرمایا: مسلمانوں میں تین شخص اب تک ایسے پیدا ہوئے جو ہر اعتبار سے بہتر بھی ہیں اور کامل الفن بھی، پہلے ابوالفضل، دوسرے اسد اللہ خان غالب، تیسرے ابوالکلام آزاد، شاعر وہ تو شاذ ہی کسی کو مانتے تھے، ہمعصر شعراء میں جو واقعی شاعر تھا اسے بھی اپنے سے کمتر خیال کرتے تھے، کمیونسٹ نوجوان نے ''فیض'' کے بارے میں سوال کیا، طرح دے گئے ''جوش'' کے متعلق پوچھا، کہا: وہ ناظم ہے ''سردار جعفری'' کا نام لیا، مسکرائے ''فرمایا: مشق کرنے

❶ ماہنامہ بینات خصوصی نمبر: حضرت شیخ اور بلاد عربیہ: ص ۵۴۹

دو، ''ظہیر کاشمیری'' کے بارے میں کہا، نام سنا ہے احمد ندیم قاسمی؟ فرمایا: میرا شاگرد ہے۔ نوجوان نے دیکھا کہ ترقی پسند تحریک ہی کے منکر ہیں تو بحث کا رخ پھیر دیا۔ حضرت! فلاں پیغمبر کے بارے میں کیا خیال ہے؟ آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں، نشہ میں چور تھے زبان پر قابو نہیں تھا، لیکن چونک کر فرمایا ''کیا بکتے ہو؟ ادب وانشاء یا شعر و شاعری کی بات کرو'' کسی نے فوراً ہی افلاطون کی طرف رخ موڑ دیا ان کے مکالمات کی بابت کیا خیال ہے؟ ارسطو اور سقراط کے بارے میں سوال کیا؟ مگر اس وقت وہ اپنے موڈ میں تھے فرمایا: 'اجی' پوچھو یہ کہ ہم کون ہیں، یہ ارسطو افلاطون یا سقراط آج ہوتے تو ہمارے حلقے میں بیٹھتے، ہمیں ان سے کیا کہ ان کے بارے میں رائے دیتے پھریں، اس لڑکھڑائی ہوئی آواز سے فائدہ اٹھا کر ایک ظالم قسم کے کمیونسٹ نے سوال کیا آپ کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا خیال ہے؟

اللہ، للہ! ایک شرابی جیسے کوئی برق تڑپی ہو، بلور کا گلاس اٹھایا اور اس کے سر پر دے مارا بد بخت! ایک عاصی سے سوال کرتا ہے، ایک سیہ رو سے پوچھتا ہے، ایک فاسق سے کیا کہلوانا چاہتا ہے؟ تمام جسم کانپ رہا تھا، رونا شروع کیا ہچکی لگ گئی، ایسی حالت میں تم نے یہ نام کیوں لیا۔ تمہیں جرأت کیسے ہوئی؟ گستاخ! بے ادب، باخدا دیوانہ باش، اس شریر سوال پر توبہ کرو، تمہاری خبث باطن سمجھتا ہوں، خود قہر و غضب کی تصویر ہو گئے، اس نے بات کو موڑنا چاہا مگر اختر کہاں سنتے تھے اسے اٹھایا پھر خود اٹھ کر چلے گئے، تمام رات روتے رہے کہتے تھے، یہ لوگ اتنے نڈر ہو گئے ہیں کہ آخری سہارا بھی ہم سے چھین لینا چاہتے ہیں، گنہگار ضرور ہوں لیکن یہ مجھے کافر بنا دینا چاہتے ہیں، نشے کی حالت میں بھی کیا غیرت وحمیت تھی، ہم ہوش وحواس میں ہوتے ہوئے بھی اپنے آخری سہارے کی حفاظت بھی نہیں کر سکتے۔ [1]

[1] عجیب وغریب واقعات: ص ۱۳۷، ۱۳۸

ایک یتیم بچے کی روضہ رسول سے عقیدت ومحبت

شیخ الاسلام حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس زمانہ میں حج کے بعد مدینہ منورہ گیا، ہم لوگوں نے کھانا کھانے کے بعد دستر خوان کو لے کر ایک ڈھیر پر جھاڑ دیا تاکہ روٹی کے بچے ٹکڑوں اور ہڈیوں کو جانور کھا جائیں، تھوڑی دیر کے بعد جب میں اپنے کمرے سے باہر نکلا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ایک خوبصورت نو سال کا بچہ ان ٹکڑوں کو چن چن کر کھا رہا ہے، مجھے سخت افسوس ہوا، بچے کو ساتھ لے کر قیام گاہ میں آیا اور اسے پیٹ بھر کے کھانا کھلایا، کیونکہ میں ایسی ہستی کے شہر میں تھا جو غریبوں کا والی اور غلاموں کا مولی تھا، میرے اس برتاؤ کو دیکھ کر بچہ بے حد متاثر ہوا، میں نے چلتے وقت اس سے کہا کہ بیٹے! تمہارے والد کیا کرتے ہیں؟ اس نے کہا: میں یتیم ہوں، میں نے کہا: بیٹے میرے ساتھ ہندوستان چلو گے؟ وہاں میں تم کو اچھے اچھے کھانے کھلاؤں گا، عمدہ عمدہ کپڑے پہناؤں گا، اپنے مدرسے میں تعلیم دوں گا، جب تم عالم فاضل ہو جاؤ گے تو میں خود تم کو یہاں لے کر آؤں گا اور تمہیں تمہاری والدہ کے سپرد کردوں گا، تم جاؤ اپنی والدہ سے اجازت لے کر آؤ۔

لڑکا بہت خوش ہوا اور اچھلتا کودتا اپنی والدہ کے پاس واپس گیا، وہ بیچاری بیوہ دوسرے بچوں کے اخراجات سے پہلے ہی پریشان تھی، اس نے فوراً اجازت دے دی، یہ فوراً آیا اور مولانا کو بتایا کہ میں آپ کے ساتھ جاؤں گا، میری ماں نے اجازت دے دی ہے، پھر پوچھنے لگا کہ آپ کے شہر میں چنے ملتے ہیں؟ مولانا عثمانی نے بتایا: یہ ساری چیزیں وافر مقدار میں تمہیں ملیں گی، مولانا کا بیان ہے کہ میری انگلی پکڑے پکڑے مسجد نبوی میں وہ میرے ساتھ آیا اور ٹھٹک کر رہ گیا، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کو دیکھا اور مسجد کے دروازے کو اور پوچھا کیا یہ دروازہ اور روضہ رسول صلی

اللہ علیہ وسلم بھی وہاں ملے گا؟

میں نے اس سے کہا کہ بیٹا! اگر یہ وہاں مل جاتا تو میں یہاں کیوں آتا؟ لڑکے کے چہرے کا رنگ بدل گیا، میری انگلی چھوڑ دی بابا تم جاؤ، اگر یہ نہیں ملے گا تو میں ہرگز ہرگز اس دروازے کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گا، بھوکا رہوں گا، پیاسا رہوں گا، اس دروازہ کو دیکھ کر میں اپنی بھوک اور پیاس بجھاتا رہوں گا، جس طرح آج تک بجھاتا رہا ہوں۔ یہ کہہ کر بچہ رونے لگا اور اس کے عشق کو دیکھ کر میں بھی رونے لگ گیا۔ ❶

---

❶ عجیب وغریب واقعات: ص۱۱۰، ۱۱۱

۲۵......اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت وفضیلت، حضراتِ صحابہ کرام اور اسلافِ امت کے ایمان افروز واقعات

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلا هَادِيَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

أَمَّابَعْدُ:فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾(آل عمران: ۳۱)

وَفِي مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾(النساء: ۵۹)

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ،وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ.❶

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى،قَالُوا:يَا رَسُولَ اللّٰهِ،وَمَنْ يَأْبَى؟ قَالَ:مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ،وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى.❷

---

❶مسند أحمد:مسند الشاميين:ج۲۸ص۳۷۳،رقم الحديث:۱۷۱۴۴

❷صحيح البخاري:كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة:باب الاقتداء بسنن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم،رقم الحديث:۷۲۸۰

میرے انتہائی واجب الاحترام، قابل صد احترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں!
میں نے جن آیات اور احادیث مبارکہ کا ذکر کیا ان میں اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی ترغیب دی گئی ہے، اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں معمولی سا فرق ہے۔ اطاعتِ رسول کے معنی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کی فرمانبرداری کی جائے اور اتباع کے معنی ہیں کہ جو افعال آپ نے جس طرح سے انجام دیئے ان کی اسی طرح سے پیروی کی جائے۔ یعنی جو کچھ آپ نے کیا اور جس طرح سے کیا اُسی طرح سے ہم بھی کریں۔ اس میں فرائض، سنن، مستحبات سب آ جاتے ہیں، تو اتباع اور اطاعت رسول کی قرآن وحدیث میں بڑی ترغیب آئی ہے۔

قرآنِ کریم کی روشنی اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت وفضیلت

اتباع رسول سے انسان اللہ رب العزت کا محبوب بن جاتا ہے

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (آل عمران: ۳۱)

ترجمہ: (اے پیغمبر! لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو، تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خاطر تمہارے گناہ معاف کر دے گا، اور اللہ بہت معاف کرنے والا، بڑا مہربان ہے۔

اللہ اور رسول کی اطاعت رحمتِ الٰہی کا باعث ہے

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ (آل عمران: ۱۳۲)

ترجمہ: اور اللہ اور رسول کی بات مانو، تا کہ تم سے رحمت کا برتاؤ کیا جائے۔

اے ایمان والو اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾ (النساء: ۵۹)

ترجمہ: اے ایمان والوں! اللہ کی اطاعت کرو اور اسکے رسول کی بھی اطاعت کرو اور تم میں سے جو لوگ صاحب اختیار ہوں ان کی بھی، پھر اگر تمہارے درمیان کسی چیز میں اختلاف ہو جائے تو اگر واقعی تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اسے اللہ اور رسول کے حوالے کردو۔ یہی طریقہ بہترین ہے اور اس کا انجام بھی سب سے بہتر ہے۔

باہمی جھگڑوں میں آپ کے فیصلے کو تسلیم کرنا ضروری ہے

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (النساء: ۶۵)

ترجمہ: نہیں، (اے پیغمبر) تمہارے پروردگار کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک یہ اپنے باہمی جھگڑوں میں تمہیں فیصل نہ بنائیں، پھر تم جو کچھ فیصلہ کرو اس کے بارے میں اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور اس کے آگے مکمل طور پر سر تسلیم خم کردیں۔

اس آیت کے تحت ایک واقعہ ہے کہ ایک انصاری نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حرہ کی نہر کے متعلق جھگڑا کیا، جس سے اپنی کھجوروں کو سیراب کرتے تھے، انصاری نے کہا کہ پانی آنے دو، (لیکن حضرت زبیر نے انکار کر دیا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مقدمہ پیش ہوا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر سے فرمایا کہ اے زبیر! اپنی زمین کو سیراب کرلو پھر اپنے پڑوسی کیلئے پانی چھوڑ دو، انصاری کو غصہ آیا اور کہا کہ وہ آپ کے پھوپھی کے بیٹے ہیں (اسلئے معاذ اللہ آپ نے اُن کی طرف داری کی ہے۔) یہ سنتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کا رنگ بدل گیا۔ پھر فرمایا: اے زبیر! پانی روک لو یہاں تک کہ منڈیر تک نہ پہنچ جائے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں گمان کرتا ہوں کہ یہ آیت اسی کے متعلق نازل ہوئی:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (النساء: ٦٥)

ترجمہ: نہیں، (اے پیغمبر) تمہارے پروردگار کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک یہ اپنے باہمی جھگڑوں میں تمہیں فیصل نہ بنائیں، پھر تم جو کچھ فیصلہ کرو اس کے بارے میں اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور اس کے آگے مکمل طور پر سر تسلیم خم کر دیں۔ ❶

اسی طرح یہ بھی ایک واقعہ مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ ایک منافق اور یہودی کے درمیان ایک زمین کے مسئلہ میں اختلاف و جھگڑا ہو گیا، یہودی کا کہنا تھا کہ یہ زمین میری ہے اور منافق کا دعویٰ تھا کہ میری ہے، یہودی نے کہا کہ تم مسلمان ہو تو چلو

❶ صحيح البخاري: كتاب المساقاة، باب سكر الأنهار، رقم الحديث: ۲۳۵۹

تمہارے نبی کے پاس ہی فیصلہ کرا لیتے ہیں، اب دونوں یہ مسئلہ لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اپنے مابین اس زمین کے متعلق فیصلہ طلب کرنے لگے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کی گفتگو سننے اور دونوں کے دلائل کا جائزہ لینے کے بعد یہودی کے حق میں فیصلہ کیا کہ یہ زمین یہودی کی ہے، اس مسلمان کی نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فیصلہ منافق کو پسند نہیں آیا۔ وہ یہودی سے کہنے لگا کہ یہ فیصلہ صحیح نہیں ہوا۔ لہٰذا ہم حضرت عمر کے پاس اس کا دوبارہ فیصلہ کرائیں گے، اس پر بھی یہودی تیار ہو گیا۔ منافق دراصل یہ سمجھ رہا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ چوں کہ کافروں، یہودیوں کے متعلق سخت ہیں، وہ اس یہودی کو برداشت نہیں کریں گے اور معاملہ سنتے ہی میرے حق میں فیصلہ کریں گے۔

چنانچہ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے اور اپنے مسئلے کی تفصیل سنائی اور فیصلہ چاہا، اور یہودی نے یہ بھی کہہ دیا کہ حضرت! اس کا فیصلہ آپ کے پیغمبر میرے حق میں کر چکے ہیں، مگر پھر بھی یہ مسلمان (منافق) ماننے کو تیار نہیں، اور اس نے دوبارہ آپ سے فیصلہ کرانے کے لیے مجھے یہاں آپ کے پاس لایا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کر دیا ہے؟

جواب دیا گیا کہ ہاں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَكَانَكُمَا حَتَّى أَخْرُجَ إِلَيْكُمَا فَأَخَذَ سَيْفَهُ ثُمَّ خَرَجَ فَضَرَبَ بِهِ عُنُقَ الْمُنَافِقِ حَتَّى بَرَدَ وَ قَالَ هٰكَذَا أَقْضِي لِمَنْ لَمْ يَرْضَ بِقَضَاءِ اللّٰهِ وَقَضَاءِ رَسُوْلِهٖ. (1)

تم لوگ یہیں بیٹھے رہو میں ابھی آتا ہوں، یہ کہہ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر گئے اور

(1) تفسیر البیضاوی: سورۃ النساء آیت نمبر ۶۰ کے تحت، ج ۲ ص ۸۰/ تفسیر أبو السعود، سورۃ النساء آیت نمبر ۶۰ کے تحت، ج ۲ ص ۱۹۴

تلوار لاکر اس منافق کی گردن اڑا دی، اور فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور حضور کے فیصلہ سے راضی نہ ہو اس کے حق میں عمر کا فیصلہ یہی ہے۔

اس کے بعد منافقوں نے شور مچایا کہ عمر نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا، حضور کی خدمت میں شکایت لے کر آئے، اسی واقعہ کے متعلق اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

معلوم ہوا کہ دین کی بعض باتوں کو ماننا اور بعض کا انکار کرنا منافقوں کی علامت ہے، اور کامل مؤمن وہ ہے جو ہر بات میں رسول کی اطاعت کرے۔

اللہ اور رسول کی اطاعت کرنے والوں کا مقام ومرتبہ

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا﴾(النساء: ۶۹)

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے تو وہ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے، یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین۔ اور وہ کتنے اچھے ساتھی ہیں۔

رسول کی اطاعت درحقیقت اللہ کی اطاعت ہے

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا﴾ (النساء: ۸۰)

ترجمہ: جو رسول کی اطاعت کرے، اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جو (اطاعت سے) منہ پھیر لے تو (اے پیغمبر) ہم نے تمہیں ان پر نگراں بنا کر نہیں بھیجا (کہ تمہیں ان کے عمل کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے)۔

اتباع رسول میں ہی ہدایت ہے

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ﴾(النور: ۵۴)

ترجمہ: (ان سے) کہو کہ: اللہ کا حکم مانو اور رسول کے فرمانبردار بنو، پھر بھی اگر تم نے منہ پھیرے رکھا تو رسول پر تو اتنا ہی بوجھ ہے جس کی ذمہ داری ان پر ڈالی گئی ہے، اور جو بوجھ تم پر ڈالا گیا ہے اس کے ذمہ دار تم خود ہو۔ اگر تم ان کی فرمانبرداری کرو گے تو ہدایت پا جاؤ گے، اور رسول کا فرض اس سے زیادہ نہیں ہے کہ وہ صاف صاف بات پہنچا دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا﴾(الأحزاب: ۲۱)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ سے اور یوم آخرت سے امید رکھتا ہو، اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔

روز قیامت کفار کو اطاعت نہ کرنے پر افسوس ہوگا

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا. خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا لَا يَجِدُونَ

وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا. يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا. وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَ نَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا. رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا﴾ (الأحزاب: ۶۴تا۶۸)

ترجمہ: اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ نے کافروں کو رحمت سے دور کردیا ہے اور ان کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کی ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ اس طرح رہیں گے کہ انہیں نہ کوئی حمایتی مل سکے گا، اور نہ کوئی مددگار۔ جس دن ان کے چہروں کو آگ میں الٹا پلٹا جائے گا، وہ کہیں گے کہ اے کاش! ہم نے اللہ کی اطاعت کرلی ہوتی اور رسول کا کہنا مان لیا ہوتا۔ اور کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کا کہنا مانا، اور انہوں نے ہمیں راستے سے بھٹکا دیا۔ اے ہمارے پروردگار! ان کو دوگنا عذاب دے، اور ان پر ایسی لعنت کر جو بڑی بھاری لعنت ہو۔

جس چیز سے رسول منع کریں اُس سے باز آجاؤ

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ (الحشر: ۷)

ترجمہ: اور رسول تمہیں جو کچھ دیں، وہ لے لو، اور جس چیز سے منع کریں اس سے رک جاؤ، اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

احادیث مبارکہ کی روشنی اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت وفضیلت

دو چیزوں کو تھام لیں کبھی گمراہ نہ ہوں گا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ. ❶

ترجمہ: میں دو چیزیں تمہارے درمیان چھوڑ کر جا رہا ہوں، تم کبھی بھی گمراہ نہیں ہوں گے جب تک تم ان دو چیزوں کو تھام کے رکھو، نمبرا: قرآن کریم اور نمبر۲: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں۔

اتباع رسول نہ کرنے والا نافرمان ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى.

ترجمہ: میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اس شخص کے جو انکار کرے۔

صحابہ کرام نے پوچھا: یا رسول اللہ!

وَمَنْ يَّأْبَى ؟

یہ انکار کرنے والا کون ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى. ❷

ترجمہ: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی وہ انکار کرنے والا ہے۔

میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

❶ موطأ مالک: کتاب القدر، النهی عن القول بالقدر، ج۵ ص ۱۳۲۳، رقم الحدیث: ۳۳۳۸

❷ صحیح البخاری: کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة: باب الاقتداء بسنن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، رقم الحدیث: ۷۲۸۰

ہمیں بلیغ نصیحت کی اور فرمایا:

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ. ❶

ترجمہ: تم پر میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت پر عمل لازمی ہے، اس کو تھام لو اور اس پر مضبوطی اختیار کرو۔

خواہشات پر چلنے والا مؤمن نہیں

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ. ❷

ترجمہ: تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اسکی خواہشات اس کے تابع نہ ہوجائیں جسکو میں لیکر آیا ہوں۔

ہر ایک شخص کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع لازم ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک کتاب لے کر حاضر ہوئے، جو انہیں کسی اہلِ کتاب سے ہاتھ لگی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اُسے پڑھنا شروع کردیا، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کا رنگ تبدیل ہوگیا، آپ نے ارشاد فرمایا:

❶ مسند أحمد: مسند الشاميين، ج ٢٨ ص ٣٧٣، رقم الحديث: ١٧١٤٤

❷ السنة لابن أبي عاصم: باب مايجب أن يكون هوى المرء تبعالماجاء به النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، ج ١ ص ١٢، رقم الحديث: ١٥ / شرح السنة للبغوي: كتاب الإيمان: باب رد البدع والأهواء، ج ١ ص ٢١٣

أَمُتَهَوِّكُونَ فِيهَا يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِهَا بَيْضَاءَ نَقِيَّةً،لا تَسْأَلُوهُمْ عَنْ شَيْءٍ فَيُخْبِرُوكُمْ بِحَقٍّ فَتُكَذِّبُوا بِهِ،أَوْ بِبَاطِلٍ فَتُصَدِّقُوا بِهِ،وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ مُوسَى كَانَ حَيًّا،مَا وَسِعَهُ إِلَّا أَنْ يَتَّبِعَنِي. ❶

ترجمہ:اے ابن خطاب! کیا تم اس میں گھسنا چاہتے ہو،اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! میں تمہارے پاس ایک ایسی شریعت لے کر آیا ہوں جو روشن اور صاف ستھری ہے،تم ان اہل کتاب سے کسی چیز کے متعلق سوال نہ کیا کرو اور کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں صحیح بات بتائیں اور تم اس کی تکذیب کرو اور غلط بتائیں تو تم اس کی تصدیق کرو،اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! اگر موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری پیروی کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ ہوتا۔

اتباع کرنے والے نجات پاگئے

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمًا فَقَالَ:يَا قَوْمِ،إِنِّي رَأَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ،وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيَانُ،فَالنَّجَاءَ،فَأَطَاعَهُ طَائِفَةٌ مِنْ قَوْمِهِ،فَأَدْلَجُوا،فَانْطَلَقُوا عَلَى مَهَلِهِمْ فَنَجَوْا،وَكَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ،فَأَصْبَحُوا مَكَانَهُمْ، فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَأَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ،

❶ مسند أحمد: مسند المكثرين من الصحابة، ج۲۳ ص ۳۴۹،رقم الحديث: ۱۵۱۵۶ /قال الألباني:لكن الحديث قويفإن له شواهد كثير.

فانظر: إرواء الغليل: ج۶ ص ۳۴،رقم الحديث: ۱۵۸۹

فَذٰلِکَ مَثَلُ مَنْ أَطَاعَنِی فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهِ،وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِی وَكَذَّبَ بِمَا جِئْتُ بِهِ مِنَ الحَقِّ. ❶

ترجمہ: میری اوراس کی مثال جواللہ نے مجھ کو دے کر بھیجا ہے، اس شخص کی مثال ہے جوایک قوم کے پاس آئے اور کہے کہ میری قوم! میں نے اپنی آنکھ سے فوج کو دیکھا ہےاور میں تمہیں واضح ڈرانے والا ہوں، اس لئے نجات کی جگہ تلاش کرو، اس کی قوم کے کچھ لوگوں نے اس کا کہا مانا اور راتوں رات نکل گئے اور اپنی پناہ کی جگہ چلے گئے، چنانچہ نجات پائی، ایک گروہ نے اسے جھوٹ سمجھا اور اپنی جگہ پر ہی رہے، صبح کولشکر نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں ہلاک کر دیا اور قتل و غارت کیا، یہ اس شخص کی مثال ہے جس نے میری اطاعت کی اور جو میں لے کر آیا ہوں اس کی پیروی کی اور اس شخص کی مثال جس نے میری نافرمانی کی اور جو میں لے کر آیا ہوں اس کو جھٹلایا۔

اتباع رسول کے سواء تمام راستے گمراہی ہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا:

هَذَا سَبِيلُ اللَّهِ،ثُمَّ خَطَّ خُطُوطًا عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ،ثُمَّ قَالَ هَذِهِ سُبُلٌ مُتَفَرِّقَةٌ،عَلَى كُلِّ سَبِيلٍ مِنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُو إِلَيْهِ. ❷

ترجمہ: یہ اللہ کا راستہ ہے، پھر اس کے دائیں بائیں کچھ اور لکیریں کھینچیں اور فرمایا کہ یہ مختلف راستے ہیں جن میں سے ہر راستے پر شیطان بیٹھا ہے اور ان راستوں پر چلنے کی دعوت دے رہا ہے۔

❶ صحيح البخاري: كتاب الاعتصام بالسنة والكتاب،باب الاقتداء بسنن رسول الله صلى الله عليه وسلم ،رقم الحديث: ٦٧٨٣

❷ مسند أحمد: مسند المكثرين من الصحابة، ج٧ ص ٢٠٧، ٢٠٨ رقم الحديث: ٤١٤٢

اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ، فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ﴾ (الأنعام: ۱۵۳)

ترجمہ: اور (اے پیغمبر! ان سے) یہ بھی کہو کہ یہ میرا سیدھا سیدھا راستہ ہے، لہذا اس پیچھے چلو اور دوسروں راستوں کے پیچھے نہ پڑو، ورنہ وہ تمہیں اللہ کے راستے سے الگ کردیں گے۔

اتباع کے لیے کتاب اللہ کے ساتھ حدیث ضروری ہے

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ مُتَّكِئًا عَلَى أَرِيكَتِهِ يَأْتِيهِ الْأَمْرُ مِنْ أَمْرِي مِمَّا أَمَرْتُ بِهِ أَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ فَيَقُولُ لَا نَدْرِي مَا وَجَدْنَا فِي كِتَابِ اللَّهِ اتَّبَعْنَاهُ. ❶

ترجمہ: میں تم میں سے ہرگز کسی کو نہ پاؤں کہ وہ اپنی مسند سے تکیہ لگائے بیٹھا ہو اس کے پاس میرے حکموں میں سے کوئی حکم آجائے، ان باتوں میں سے جن کا میں نے حکم دیا یا جن سے میں نے منع کیا ہے، تو وہ کہے کہ ہم نہیں جانتے ہم نے کتاب اللہ میں جو کچھ پایا ہے اس کی ہم نے پیروی کی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت کے داعی ہیں

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اس وقت آپ سوئے ہوئے تھے، بعض نے کہا: وہ سوئے ہوئے ہیں اور بعض نے کہا کہ آنکھ سوتی ہے اور قلب بیدار رہے، انہوں نے ایک دوسرے سے کہا: آپ کی ایک مثال ہے وہ بیان کریں، بعض نے کہا: وہ سوئے ہوئے ہیں، بعض نے

❶ سنن أبی داود: کتاب السنة، باب فی لزوم السنة، رقم الحدیث: ۴۶۰۵

کہا کہ آنکھ سوتی ہے اور دل بیدار ہے، چنانچہ ان لوگوں نے کہا کہ ان کیلئے ایک دستر خوان بچھایا اور ایک شخص بلانے والے کو بھیجا جس نے بلانے والے کی دعوت قبول کی تو وہ گھر میں داخل ہوا اور دستر خوان سے کھایا اور جس نے بلانے والے کی دعوت قبول نہ کی وہ نہ تو گھر میں داخل ہوا اور نہ ہی دستر خوان سے کھایا، ان لوگوں نے کہا کہ وہ تو سوئے ہوئے ہیں اور بعض نے کہا کہ آنکھ سوتی ہے اور قلب بیدار ہوتا ہے، پھر فرمایا:

فَالدَّارُ اَلْجَنَّةُ، وَالدَّاعِي مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ،وَمَنْ عَصَى مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ،وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ. ❶

ترجمہ: گھر تو جنت ہے اور بلانے والے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، چنانچہ جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی، جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اور اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور آپ (نافرمانوں اور فرمابرداروں) کے درمیان حد فاصل ہیں، (جو آپ کی پیروی کریں گے وہ نجات پائیں گے۔)

وسعت کے مطابق اتباع رسول کرو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دَعُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ،إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ،فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ،وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوا

❶ صحیح البخاری: کتاب الاعتصام بالسنة والکتاب، باب الاقتداء بسنن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ،رقم الحدیث: ۷۲۸۱

مِنۡهُ مَا اسۡتَطَعۡتُمۡ. ❶

ترجمہ: تم مجھے چھوڑ دو جب تک کہ میں تم کو چھوڑ دوں (یعنی بغیر ضرورت کے مجھ سے سوال نہ کرو) تم سے پہلے کی قومیں کثرتِ سوال اور انبیاء سے اختلاف کے سبب ہلاک ہوگئیں، جب میں تم کو کسی چیز سے منع کروں تو اس سے پرہیز کرو اور تم کو کسی بات کا حکم دوں تو اس کو کرو جس قدر تم سے ممکن ہوسکے۔

ان آیات اور احادیث مبارکہ میں بڑی تاکید کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور اطاعت کا حکم دیا گیا ہے، اور آپ کی پیروی ہی راہِ نجات ہے، اِس سے ہٹ کر تمام راہیں گمراہی کی ہیں، اسلئے کوشش ہو کہ زندگی کے ہر ہر شعبے میں آپ کے مکمل اسوہ حسنہ پر عمل ہو، یہ اللہ رب العزت کی خوشنودی اور نجات کا راستہ ہے۔

اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق اسلافِ امت کے زریں اقوال

دین عقل نہیں اتباع سنت پر چلنے کا نام ہے

۱......حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَوۡ كَانَ الدِّينُ بِالرَّأۡيِ لَكَانَ أَسۡفَلُ الۡخُفِّ أَوۡلَى بِالۡمَسۡحِ مِنۡ أَعۡلَاهُ، وَقَدۡ رَأَيۡتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ يَمۡسَحُ عَلَى ظَاهِرِ خُفَّيۡهِ. ❷

ترجمہ: اگر دین عقل کے تابع ہوتا تو موزہ کے نچلے حصہ پر مسح کرنا زیادہ بہتر ہوتا بہ نسبت اس کے اوپر والے حصہ پر مسح کرنے سے، حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں کے اوپر والے حصہ پر مسح کرتے دیکھا ہے۔

❶ صحيح البخاري: كتاب الاعتصام بالسنة والكتاب، باب الاقتداء بسنن رسول الله صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث: ۷۲۸۸

❷ سن أبي داود: كتاب الطهارة، باب كيف المسح، رقم الحديث: ۱۶۲

سنت پر عمل کی مثال سفینہ نوح کی ہے

۲......امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِنَّ السُّنَّةَ مِثْلُ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ،مَنْ رَكِبَهَا نَجَا،وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ. ❶

ترجمہ: سنت مثلِ سفینہ نوح ہے، جو سوار ہوا نجات پا گیا، جو پیچھے رہا غرق ہو گیا۔

سنت پر عمل کرنے میں نجات ہے

۳......امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ مَنْ مَضَى مِنْ عُلَمَائِنَا يَقُولُونَ: اَلْاِعْتِصَامُ بِالسُّنَّةِ نَجَاةٌ. ❷

ترجمہ: ہم سے پہلے علماء کہا کرتے تھے کہ سنت کو مضبوطی سے پکڑنا نجات ہے۔

صحابہ وسلف پانچ چیزوں پر عمل پیرا تھے

۴......امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

خَمْسٌ كَانَ عَلَيْهَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعُونَ بِإِحْسَانٍ: لُزُومُ الْجَمَاعَةِ، وَاتِّبَاعُ السُّنَّةِ، وَعِمَارَةُ الْمَسَاجِدِ، وَتِلَاوَةُ الْقُرْآنِ، وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. ❸

ترجمہ: پانچ چیزیں ایسی ہیں جس پر صحابہ اور تابعین اچھی طرح عمل پیرا تھے: ایک جماعت سے جڑے رہنا، اتباع سنت، مسجدوں کی تعمیر (وآبادی)، قرآن کریم کی تلاوت اور جہاد فی سبیل اللہ۔

---

❶ تزكية النفوس: باب متابعة النفوس، ص ۱۳

❷ سنن الدارمي: كتاب العلم، باب اتباع السنة، ج ۱ ص ۲۳۰، الرقم: ۹۷

❸ شعب الإيمان: الصلاة، فضل المشي إلى المساجد، ج ۴ ص ۳۸۴، رقم الحديث: ۲٦۹٦

ہم سنت کے ساتھ چلتے ہیں

۵......امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نَدُوْرُ مَعَ السُّنَّةِ حَيْثُ دَارَتْ. ❶

ترجمہ: ہم سنت کے ساتھ گھومتے ہیں سنت جہاں بھی گھومے۔

سنت پر عمل سے حکمت ودانش مندی بڑھ جاتی ہے

٦......امام ابوعثمان الحیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ أَمَّرَ السُّنَّةَ عَلَى نَفْسِهِ قَوْلًا وَفِعْلًا نَطَقَ بِالْحِكْمَةِ، وَمَنْ أَمَّرَ الْهَوَى عَلَى نَفْسِهِ نَطَقَ بِالْبِدْعَةِ. ❷

جس نے قول وفعل میں اپنے نفس کو سنت کا عادی بنایا تو وہ دانش مندی والی باتیں کرے گا، اور جس نے (قول وفعل) میں اپنے نفس کو خواہشات کا عادی بنایا تو وہ بدعت کی بات کرے گا۔

دین عقل کے تابع نہیں

۷......امام ابوزناد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ السُّنَنَ وَوُجُوهَ الْحَقِّ لَتَأْتِي كَثِيرًا عَلَى خِلَافِ الرَّأْيِ، فَمَا يَجِدُ الْمُسْلِمُونَ بُدًّا مِنَ اتِّبَاعِهَا، مِنْ ذَلِكَ أَنَّ الْحَائِضَ تَقْضِي الصِّيَامَ وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ. ❸

ترجمہ: سنتیں حق کی راہیں ہیں، جو اکثر رائے کے خلاف آتی ہیں۔ پس مسلمانوں کے

---

❶ نضرة النعيم: الاتباع، ج۲ ص ۴۰

❷ حلية الأولياء: ترجمة: أبوعثمان سعيدبن إسماعيل، ج۱۳ ص ۲۴۴

❸ صحيح البخاري: كتاب الصوم، باب: الحائض تترك الصوم والصلاة، ج۳ ص ۳۵

لیے اس کی اتباع کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہے،اسی وجہ سے حائضہ عورت روزوں کی قضا کرتی ہے اور نماز کی قضا نہیں کرتی۔

اپنے اقوال وافعال کو سنت کے مطابق کرو

۸......امام ابو حفص رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ لَمْ يَزِنْ أَفْعَالَهُ وَأَحْوَالَهُ فِي كُلِّ وَقْتٍ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ،وَلَمْ يَتَّهِمْ خَوَاطِرَهُ،فَلَا تَعُدَّهُ فِي دِيوَانِ الرِّجَالِ. ❶

ترجمہ: جس نے افعال واحوال کو ہر وقت سنت پر نہ پرکھا اور نہ ہی اس کے نفس نے اس کا اہتمام کیا،تو اس کو مردوں کی صف میں شمار نہ کرو۔

بلند ہمتی اور استقامت اتباع سنت سے حاصل ہوتی ہے

۹......امام ابوبکر ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَجِدْ أَحَدٌ تَمَامَ الْهِمَّةِ بِأَوْصَافِهَا إِلَّا أَهْلُ الْمَحَبَّةِ،وَإِنَّمَا أَخَذُوا ذٰلِكَ بِاتِّبَاعِ السُّنَّةِ وَمُجَانَبَةِ الْبِدْعَةِ،فَإِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَعْلَى الْخَلْقِ كُلِّهِمْ هِمَّةً،وَأَقْرَبُهُمْ زُلْفَى. ❷

ترجمہ: صرف اور صرف اہل محبت ہی تمام اوصاف میں بلند ہمت ہوتے ہیں اور وہ یہ بلند ہمتی سنت کی اتباع اور بدعت سے اجتناب کے ذریعہ حاصل کرتے ہیں،اس لیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق میں سب سے اعلی ہمت والے اور سب سے زیادہ قریب ہیں۔

---

❶ حلية الأولياء: ترجمة: أبو حفص عمرو بن سلمة، ج ۱۳ ص ۲۳۰

❷ الاعتصام للشاطبی: الباب الثانی، فصل ماجاء عن الصوفية فی ذم البدع وأهلها، ج ۱ ص ۱۲۳

حضرت بشر حافی رحمہ اللہ کو بلند درجہ کن اوصاف کے سبب ملا

۱۰......حضرت بشر حافی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے خواب میں آئے اور پوچھا: اے بشر! کیا تو جانتا ہے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے ہم نشینوں میں کیسے بلند مرتبہ عطا کیا؟ میں نے کہا: نہیں یا رسول اللہ! فرمایا:

لِاتِّبَاعِکَ سُنَّتِی، وَحُرْمَتِکَ لِلصَّالِحِینَ، وَنَصِیحَتِکَ لِإِخْوَانِکَ، وَمَحَبَّتِکَ لِأَصْحَابِی وَأَهْلِ بَیْتِی، هُوَ الَّذِی بَلَّغَکَ مَنَازِلَ الْأَبْرَارِ. ❶

ترجمہ: میری سنتوں کی اتباع، نیک لوگوں کا احترام، اپنے بھائیوں کی خیرخواہی، میرے صحابہ اور میرے اہل بیت کی محبت، ان اوصاف کی وجہ سے اللہ رب العزت نے تجھے نیک لوگوں کے مرتبہ کو پہنچا دیا۔

قرب الٰہی اور قرب پیغمبر کن اوصاف سے حاصل ہوتا ہے

۱۱......حضرت ابوعثمان حیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلصُّحْبَةُ مَعَ اللّٰهِ تَعَالَى بِحُسْنِ الْأَدَبِ وَدَوَامِ الْهَيْبَةِ وَالْمُرَاقَبَةِ، وَالصُّحْبَةُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاتِّبَاعِ سُنَّتِهِ وَلُزُومِ ظَاهِرِ الْعِلْمِ. ❷

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا قرب حسن ادب اور ہمیشہ کی ہیبت اور مراقبہ سے حاصل ہوگا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب اتباع سنت سے حاصل ہوگا اور ظاہری علم کو لازم پکڑنے سے حاصل ہوگا۔

مسنون اعمال چھوڑنے سے دین رفتہ رفتہ ختم ہو جاتا ہے

۱۲......امام عبداللہ بن دیلمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

❶ الاعتصام للشاطبی: الباب الثانی، ج ۱ ص ۱۲۲

❷ شعب الإيمان: حسن الخلق، ج ۱۰ ص ۴۳۲، رقم الحدیث: ۷۷۵۴

بَلَغَنِي أَنَّ أَوَّلَ ذَهَابِ الدِّينِ تَرْكُ السُّنَّةِ، يَذْهَبُ الدِّينُ سُنَّةً سُنَّةً، كَمَا يَذْهَبُ الْحَبْلُ قُوَّةً قُوَّةً. ❶

ترجمہ: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ دین اس وقت نکلنا شروع ہو جاتا ہے جب سنت کو چھوڑ دیا جاتا ہے، پھر ایک ایک سنت کر کے سارا دین چلا جاتا ہے، جیسے رسی کا ایک ایک بٹ نکالنے سے رسی ختم ہو جاتی ہے۔

ایک مردہ کا غسل دینے والے کو اتباع سنت پر عمل کرانا

۱۳......ابراہیم بن شیبان رحمہ اللہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نیک شخص میرا ہم سفر ہوا، راستہ میں اس کا انتقال ہو گیا اور میں اس کی تجہیز و تکفین میں مشغول ہوا گیا، میں نے جب اس کو غسل دینا شروع کیا تو خوف کے مارے میں نے بائیں ہاتھ سے غسل دینا شروع کر دیا:

فَأَخَذَهَا مِنِّي وَنَاوَلَنِي يَمِينَهُ فَقُلْتُ: صَدَقْتَ يَابُنَيَّ أَنَا غَلَطْتُ. ❷

ترجمہ: اس مردہ نے مجھ سے بایاں ہاتھ چھڑا کر دایاں ہاتھ بڑھا دیا۔ میں نے کہا بیٹا! تو نے سچ کہا، میں ہی غلطی پر تھا کہ بائیں ہاتھ سے شروع کر رہا تھا۔

موت کے بعد افضل مسنون اعمال کو پایا

۱۴......شیخ عبدالوہاب بن یزید کندی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ابوعمر ضریر رحمہ اللہ کو میں نے خواب میں دیکھا اور پوچھا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ انہوں نے کہا: مجھ پر رحم فرمایا اور مجھے بخش دیا۔ میں نے پوچھا: تم نے کس چیز کو افضل اور کس چیز کو برا پایا؟ انہوں نے کہا: سنت کو افضل پایا اور قدری، جبری

❶ سنن الدارمي: كتاب العلم، باب اتباع السنة، ج ۱ ص ۲۳۰، الرقم: ۹۸

❷ الرسالة القشيرية: باب الزهد، ج ۲ ص ۵۴۹

معتزلہ کی بدعتوں کو بدتر پایا۔ ❶

مسنون اعمال کے سبب اللہ رب العزت کا دیدار

۱۵......محمد بن عوف رحمہ اللہ کہتے ہیں:

میں نے محمد بن مصفی حمصی رحمہ اللہ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا: تم کس طرف گئے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں خیر اور بھلائی کی طرف گیا اور مزید برآں میں ہر روز اپنے رب کے دیدار سے مشرف ہوتا ہوں۔ میں نے یہ سن کر کہا آپ سنت کے شیدائی دنیا میں بھی رہے اور آخرت میں بھی سنت آپ کے ساتھ ہے۔ یہ سن کر محمد بن مصفی حمصی رحمہ اللہ مسکرا دیئے۔ ❷

سنتوں کی نشر و اشاعت کرنے والے کے لئے جنت کی بشارت

۱۶......امام ابو العباس مرادی رحمہ اللہ سے روایت ہے:

میں نے امام ابو زرعہ رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا، ان سے پوچھا کیا حال ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوا، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَاأَبَازُرْعَةَ، إِنِّيْ أُوْتِيَ بِالطِّفْلِ فَآمُرَ بِهِ إِلَى الْجَنَّةِ، فَكَيْفَ بِمَنْ حَفِظَ السُّنَنَ عَنْ عِبَادِيْ؟ تَبَوَّأْمِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْتَ. ❸

ترجمہ: اے ابوزرعہ! میرے پاس ایک بچہ آتا ہے، میں اسے جنت میں داخل کرتا ہوں، تو پھر اس شخص کا کیا حال ہوگا جس نے میرے بندوں میں سنتوں کو یاد رکھا (اور اس پر عمل کیا) جاؤ جنت میں جہاں تمہارا دل چاہے ٹھکانہ بنا لو۔

❶ شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: في نبذمن أخبارمن رأى الموتى في منامنه، ص ۲۷۳

❷ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: محمدبن مصفى الحمصى، ج۵۵ ص ۴۱۴/تهذيب الكمال: ج۲۶ ص ۴۶۹

❸ تاريخ بغداد: ترجمة: عبيدالله بن عبدالكريم بن يزيد، ج۱۰ ص ۳۳۵، رقم الترجمة: ۵۴۶۹

ہوا میں اڑنا کمال نہیں دین پر استقامت کمال ہے

۱۷......امام ابو یزید البسطامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَوْ نَظَرْتُمْ إِلَى رَجُلٍ أُعْطِيَ مِنَ الْكَرَامَاتِ حَتَّى يُرْفَعَ فِي الْهَوَاءِ فَلَا تَغْتَرُّوا بِهِ حَتَّى تَنْظُرُوا كَيْفَ تَجِدُونَهُ عِنْدَ الْأَمْرِ وَالنَّهْيِ وَحِفْظِ الْحُدُودِ وَأَدَاءِ الشَّرِيعَةِ. ❶

ترجمہ: اگر تم ایسے شخص کو دیکھو کہ اسکو کرامات دی گئی ہیں یہاں تک کہ ہوا میں اڑتا ہو تو اس سے دھوکہ مت کھاؤ، یہاں تک کہ امر، نہی اور حدود شریعت میں اُس کو دیکھ نہ لو (یعنی ہوا میں اڑنا کمال نہیں مکھی اور پرندے بھی ہوا میں اڑتے ہیں، اصل کمال دین پر عمل اور استقامت ہے۔)

بدعت کے سبب مسنون اعمال اٹھالیے جاتے ہیں

۱۸......حضرت حسان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا ابْتَدَعَ قَوْمٌ بِدْعَةً فِي دِينِهِمْ إِلَّا نَزَعَ اللَّهُ مِنْ سُنَّتِهِمْ مِثْلَهَا ثُمَّ لَا يُعِيدُهَا إِلَيْهِمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. ❷

ترجمہ: کوئی قوم اپنے دین میں بدعت ایجاد نہیں کرتی مگر اللہ تعالی ان سے اس کے بقدر سنتیں چھین لیتا ہے، پھر وہ مسنون اعمال اُن کی طرف قیامت تک نہیں لوٹتے، (مگر یہ کہ توبہ کرلیں)

اتباع رسول ہاتھ میں انگارہ لینے کے مثل ہے

۱۹......امام ابو عبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

❶ حلية الأولياء: ترجمة: أبويزيد البسطامى، ج ۱۰ ص ۴۰/ تاريخ الإسلام للذهبى: ج ۲۰ ص ۱۱۱

❷ سنن الدارمى: كتاب العلم، باب إتباع السنة، ج ۱ ص ۲۳۱، الرقم: ۹۹

اَلْمُتَّبِعُ لِلسُّنَّةِ كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمَرِ،وَهُوَ الْيَوْمَ عِنْدِىْ أَفْضَلُ مِنْ ضَرْبِ السَّيْفِ فِي سَبِيْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ. ❶

ترجمہ: اتباع رسول کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ ہاتھ میں انگارہ لینے والا ، میرے نزدیک اللہ کے راستے میں تلوار چلانے سے (اتباع رسول) افضل ہے۔

اسلام اتباع سنت کا نام ہے

۲۰......حضرت بشر بن حارث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْإِسْلَامُ هُوَ السُّنَّةُ،وَالسُّنَّةُ هِيَ الْإِسْلَامُ. ❷

ترجمہ: اسلام ہی (اتباع) سنت کا نام ہے اور (اتباع) سنت ہی اسلام کا نام ہے۔

متبع سنت اور بدعتی کی مثال

۲۱......حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَارَأَيْتُ رَجُلًامِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ فَكَأَنَّمَارَأَيْتُ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِذَارَأَيْتُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبِدْعَةِ فَكَأَنَّمَا رَأَيْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ. ❸

ترجمہ: جب میں کسی سنت پر عمل کرنے والے کو دیکھتا ہوں تو گویا میں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہوں، اور جب میں کسی بدعتی کو دیکھتا ہوں تو گویا میں منافقین میں سے کسی کو دیکھتا ہوں۔

سنت کولازم پکڑو بدعت سے بچو

۲۲......امام ابن عون رحمہ اللہ نے وفات کے وقت فرمایا:

❶تاریخ بغداد: باب القاف، ترجمة: قاسم بن سلام أبو عبيد، ج ۱۲ ص ۴۰۷، رقم الترجمة: ۶۸۶۸

❷شرح السنة للبربهاری: ج ۱ ص ۱۳۳

❸طبقات الحنابلة: ترجمة: الحسن بن علی بن خلف، ج ۲ ص ۴۲

اَلسُّنَّةَ السُّنَّةَ، وَإِيَّاكُمْ وَالْبِدَعَ، حَتّٰى مَاتَ. ❶

ترجمہ: سنت کو لازم پکڑو، سنت کو لازم پکڑو، اور بدعت سے بچو، یہ کہہ کر وفات پا گئے۔

مجھ سے سب سے پہلا سوال سنت کے متعلق ہوا

٢٣......امام حمد بن احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرا ایک ساتھی فوت ہوا، مجھے خواب میں آیا اور کہا کہ لوگوں سے کہو:

عَلَيْكَ بِالسُّنَّةِ، فَإِنَّ أَوَّلَ مَاسَأَلَنِي اللّٰهُ سَأَلَنِي عَنِ السُّنَّةِ. ❷

ترجمہ: سنت کو لازم پکڑو، اس لیے کہ سب سے پہلے اللہ تعالی نے مجھ سے جو پوچھا وہ سنت کے متعلق پوچھا۔

ہر شخص کی ہر بات کو نہیں لیا جاتا سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

٢٤......امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ أَحَدٌ إِلَّا يُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِهِ وَيُتْرَكُ إِلَّا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ❸

ترجمہ: نہیں ہے کوئی ایک کہ اُس کی ہر بات کو لیا جائے اور چھوڑا جائے سوائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم (کے آپ کی ہر بات کو لیا جائے گا۔)

خلفائے راشدین کا اتباعِ سنت اور اطاعتِ رسول

فرمانِ رسول کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جیش اسامہ کو روانہ کرنا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ظاہری حیات میں ہی حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں شام کی طرف ایک لشکر روانہ کیا تھا، جو ابھی مقام جرف میں پہنچا

❶ طبقات الحنابلة: ترجمة: الحسن بن علی بن حلف، ج ٢ ص ٤٢

❷ طبقات الحنابلة: ترجمة: الحسن بن علی بن حلف، ج ٢ ص ٤٢

❸ حلية الأولياء: الطبقة الاولى من التابعين، ج ٣ ص ٣٠٠

تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید علالت کی خبر پہنچی اور وہ وہیں ٹھہر گیا، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔ اب سوال یہ تھا کہ اس لشکر کو جس مہم پر بھیجا گیا تھا اس پر اسے جانے دیا جائے یا پہلے مرتدین کی سرکوبی کی جائے؟ جو صورتِ حال پیدا ہوگئی تھی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس بارے میں حیرت زدہ تھے، انہوں نے نومنتخب خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ لے دے کے اب یہی مسلمان ہیں جو آپ کے سامنے ہیں اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ عرب کا کیا حال ہے؟ وہ آپ سے ٹوٹتے جارہے ہیں، اس لیے مناسب نہیں کہ آپ اس وقت مسلمانوں کو الگ الگ کر دیں، لیکن وہ جو خلیفہ رسول تھا وقت کے دریا میں ان ابھرنے والی مواج حوادث سے کہیں سراسیمہ ہو سکتا تھا؟ اس کے سامنے سب سے پہلا کام جو کرنے کا تھا اور ضروری تھا یہی ہو سکتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی کے آخری لمحات میں جو مہم روانہ فرما گئے تھے وہ تکمیل کو پہنچے اور ادھوری نہ رہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر مدینہ اس طرح خالی ہو جائے کہ میں اکیلا رہ جاؤں تب بھی میں اسامہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق اس مہم پر ضرور روانہ کروں گا۔

خلیفہ رسول کا قطعی فیصلہ معلوم ہو جانے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انصار کی نمائندگی کرتے ہوئے عرض کیا کہ اس لشکر میں سن رسیدہ اور تجربہ کار صحابہ شامل ہیں اور اسامہ تو جوان ہیں، اس لیے بہتر یہ ہے کہ امیر لشکر کسی معمر آدمی کو بنا دیجئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سنتے ہی غصہ میں قابو سے باہر ہو گئے اور فرمایا: اے خطاب کے بیٹے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اسامہ کو امیر لشکر مقرر فرمایا اور اب تم کہتے ہو کہ میں ان کو معزول کر دوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر واپس گئے اور لوگوں کو برا

بھلا کہا کہ ان کی وجہ سے حضرت ابو بکر سے سخت سست سننا پڑا۔
بہر حال حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اعلان عام کر دیا کہ جیش اسامہ میں جانے کے لیے جو لوگ نامزد کے گئے تھے ان میں سے کوئی بھی باقی نہ رہے، سب مقام جرف میں پہنچ جائیں اور خود وہاں پہنچ کر لشکر کو روانگی کا حکم دیا، لشکر روانہ ہوا تو پا پیادہ اس کی مشایعت کو چلے۔ حضرت اسامہ جو گھوڑے پر سوار تھے بولے ''یا تو آپ بھی سوار ہو جائیں ورنہ میں بھی پا پیادہ ہوا جاتا ہوں،'' فرمایا: تم کو خدا کی قسم جو اترو اور میں بھی ہرگز سوار نہیں ہوں گا، کیا ہوا اللہ کی راہ میں کچھ دیر کے لیے میرے پاؤں غبار آلود ہو گئے، غازی کے ہر ہر قدم کے عوض سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اس کے بعد حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اگر تم نامناسب نہ سمجھو تو حضرت عمر کو میرے پاس چھوڑ جاؤ مجھ کو ان کے مشورہ کی ضرورت ہوگی۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اس پر بخوشی رضامند ہو گئے، اب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لشکر کو روک کر نہایت قیمتی ہدایات دیں اور لشکر روانہ ہو گیا۔ ❶

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور اتباع رسول

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت اللہ میں گئے ہیں، مسجدِ حرام میں داخل ہو کر بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں، طواف کے دوران جب حجر اسود کے سامنے آئے، تو حجر اسود کو مخاطب کر کے ایک جملہ کہا:

❶ تاریخ الطبری: سنة إحدى عشرة، ذكر أمر أبي بكر في أول خلافته، ج۳ص ۲۲۵، ۲۲۶/تاریخ مدینة دمشق: باب ذکر بعث النبی صلی اللّٰه علیه وسلم أسامة قبل الموت و إمره أیاه، ج۲ ص ۴۹، ۵۰، ۵۱/البدایة والنهایة: خلافة أبی بکر الصدیق، فصل فی تنفیذ جیش أسامة بن زید، ج۶ ص ۳۰۴، ۳۰۵

إِنِّى أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ، لاَ تَضُرُّ وَلاَ تَنْفَعُ، وَلَوْلاَ أَنِّى رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ. ❶

ترجمہ: مجھے معلوم ہے تو ایک پتھر ہے، تو کسی کو نقصان بھی نہیں دے سکتا، نفع بھی نہیں پہنچا سکتا اگر میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا ہوتا کہ انہوں نے تیرا بوسہ لیا ہے میں کبھی تیرا بوسہ نہ لیتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور اطاعتِ رسول

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہمیشہ یہ کوشش رہتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کام جس طرح کرتے دیکھا اسی طرح وہ عمل پیرا ہوں، ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں دو رکعت نماز پڑھی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب اس طرف سے گزرے تو اس جگہ دو رکعت نماز ادا کر لیتے تھے، ایک شخص نے پوچھا: یہ نماز کیسی؟ آپ نے فرمایا:

إِنَّمَا أَفْعَلُ كَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ. ❷

ترجمہ: میں نے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا اس لئے میں نے بھی پڑھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سادگی اور اتباع رسول

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ نئی قمیص زیب تن فرمائی، پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو چھری لانے کا کہا اور جو حصہ انگلیوں کے پوروں سے زیادہ تھا اس کو کاٹ ڈالا، تو آستینیں چھوٹی بڑی ہوگئیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی نے عرض کی:

---

❶ صحيح البخاری: كتاب الحج: باب ما ذكر فى الحجر الأسود، رقم الحديث: ۱۵۹۷

❷ صحيح مسلم: كتاب صلاة المسافرين وقصرها، رقم الحديث: ۶۹۲

ابا جان! اس کو قینچی سے برابر کر دوں؟ تو آپ نے فرمایا کہ ایسے ہی رہنے دو، کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی دیکھا ہے۔ ❶

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حدیث سنتے ہی فوراً واپس ہو گئے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ شام کی طرف چلے، جب مقام سرغ پہنچے تو لشکر والوں میں سے حضرت عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ شام میں وبا پھیل چکی ہے، ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے پاس مہاجرین اولین کو بلاؤ، میں نے ان کو بلالایا، آپ نے ان سے مشورہ کیا اور انہیں خبر دی کہ شام میں وبا پھیل چکی ہے، پس انہوں نے اختلاف کیا، ان میں سے بعض نے کہا: آپ جس کام کے لئے نکل چکے ہیں ہمارا خیال ہے کہ آپ واپس نہ ہوں، اور بعض نے کہا: آپ کے ساتھ بعض متقدمین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں، ہمارے خیال میں آپ کا انہیں اس وبا کی طرف لے جانا مناسب نہیں، آپ نے کہا: اچھا تم جاؤ، پھر کہا: میرے پاس انصار کو بلاؤ، میں نے آپ کے لئے انہیں بلایا، آپ نے ان سے مشورہ کیا تو وہ بھی مہاجرین کے راستہ پر چلے اور ان کے اختلاف کی طرح انہوں نے بھی اختلاف کیا، آپ نے کہا: میرے پاس سے تشریف لے جائیں، پھر آپ نے کہا: میرے پاس مہاجرین فتح مکہ سے قریشی بزرگوں کو لاؤ، میں نے ان کو بلالیا، ان میں سے دو آدمیوں نے بھی اختلاف نہ کیا سب حضرات نے کہا کہ ہمارا خیال ہے کہ آپ لوگوں کے ساتھ واپس چلے جائیں اور ان کو اس وبا میں نہ لے جائیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں اعلان کر دیا کہ میں سواری کی

❶ حلیة الأولیا: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج ۱ ص ۴۵

حالت میں صبح کرنے والا ہوں پس لوگ بھی سوار ہو گئے، تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم اللہ کی تقدیر سے فرار ہو رہے ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابوعبیدہ! کاش یہ بات کہنے والا آپ کے سوا کوئی اور ہوتا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اِن سے اختلاف کرنے کو پسند نہ کرتے تھے۔ کہا: ہاں! ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر ہی کی طرف جا رہے ہیں، آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر آپ کے پاس اونٹ ہوں اور آپ ایسی وادی میں اتریں جس کی دو گھاٹیاں ہوں ان میں سے ایک سرسبز اور دوسری خشک اور ویران و بنجر، اگر آپ انہیں سرسبز و شاداب وادی میں چرائیں، تو کیا یہ اللہ کی تقدیر سے نہ ہوگا اور اگر انہیں بنجر و ویران میں چرائیں تو کیا یہ بھی تقدیر الٰہی سے نہ ہوگا۔ اتنے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی آ گئے جو کہ اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے موجود نہ تھے، انہوں نے کہا میرے پاس اس بارے میں علم ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ، فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا، فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ. ❶

ترجمہ: جب تم کسی علاقہ کے بارے میں اس اطلاع کو سنو تو وہاں مت جاؤ اور جب یہ کسی علاقہ میں پھیل جائے اور تم وہاں موجود ہو تو اس سے فرار اختیار کرتے ہوئے مت نکلو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا: پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد بیان کی اور لوٹ گئے۔

---

❶ صحيح مسلم: كتاب الآداب، باب الطاعون والطيرة والكهانة ونحوها، رقم الحديث: ٢٢١٩

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دوسروں کو بھی اتباع سنت کا حکم دینا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اتباع سنت پر عمل پیرا ہونا صرف اپنی ذات تک محدود نہ تھا بلکہ وہ چاہتے تھے کہ ہر کسی کا دل اتباع سنت کے جذبے سے معمور ہو جائے، ایک دفعہ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عین خطبہ کی حالت میں اس کی طرف دیکھا اور کہا: آنے کا یہ کیا وقت ہے؟ انہوں نے کہا کہ بازار سے آرہا تھا کہ اذان سنی وضو کر کے فوراً حاضر ہوا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وضو پر کیوں اکتفاء کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کو غسل کا حکم دیا کرتے تھے۔ ❶

دیکھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جمعہ میں تاخیر سے آنے والے کو فرمایا کہ تم نے وضو پر کیوں اکتفاء کیا غسل کیوں نہیں کیا، جمعہ کے دن غسل کرنا مسنون عمل ہے۔ ہمیں بھی چاہئے کہ ہر معاملے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی پیروی کریں، دین میں کوئی نئی بات ایجاد نہ کریں، یہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اتباع رسول

جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سے اس محبت وارادت کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے ہر قول وفعل یہاں تک کہ حرکات وسکنات اور اتفاقی باتوں میں بھی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو پیش نظر رکھتے تھے، ایک دفعہ وضو کرتے ہوئے متبسم ہوئے، لوگوں نے اس بے موقع تبسم کی وجہ پوچھی، فرمایا میں نے ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کر کے ہنستے دیکھا تھا۔ ایک دفعہ سامنے سے جنازہ گزرا تو کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا

❶ صحیح مسلم: کتاب الجمعة، باب وجوب غسل یوم الجمعة، رقم الحدیث: ۸۴۵

ہی کیا کرتے تھے۔ایک دفعہ عصر کے وقت سب کے سامنے وضوکر کے دکھایا کہ آپ اسی طرح وضو کیا کرتے تھے۔ایک بار مسجد کے دوسرے دروازہ پر بیٹھ کر بکری کا پٹھا منگوایا اور کھایا اور بغیر تازہ وضو کیے نماز کے لیے کھڑے ہو گئے، پھر فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی جگہ بیٹھ کر کھایا تھا۔حج کے موقع پر آپ رضی اللہ عنہ اور ایک صحابی طواف کررہے تھے، طواف میں انھوں نے رکن یمانی کا بھی بوسہ لیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایسا نہیں کیا تو انہوں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر اس کا استلام کرنا چاہا، حضرت عثمان نے کہا یہ کیا کرتے ہو؟ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طواف نہیں کیا؟ انھوں نے کہا، ہاں! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا استلام کرتے تم نے دیکھا؟ کہا نہیں! فرمایا پھر کیا رسول اللہ کی اقتداء مناسب نہیں؟ انھوں نے جواب دیا بے شک۔ ❶

ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد کے ایک دروازہ پر بیٹھ کر بکری کا پٹھا منگوایا، اسے تناول فرمایا اور تجدید وضو کے بغیر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔فراغت کے بعد ارشاد ہوا (لوگوں کے تعجب سے دیکھنے پر کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک مرتبہ اسی جگہ بکری کا پٹھا نوش فرمایا تھا اور (پھر تازہ وضو کئے بغیر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے تھے۔) ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور عملی طور پر دین سکھانا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت حارث کہتے ہیں کہ ایک دن

❶ مسند أحمد: مسند عثمان بن عفان، ج ۱ ص ۴۷۴، رقم الحديث: ۴۱۵/ ج ۱ ص ۵۳۶، رقم الحديث: ۵۱۲

❷ مسند أحمد: ج ۱ ص ۵۳۲، رقم الحديث: ۵۰۵

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں مؤذن آیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک برتن میں پانی منگوایا۔ میرا خیال یہ ہے کہ اس میں ایک مد (تقریباً چودہ چھٹانک) پانی آتا ہوگا، اس سے وضو کیا، پھر فرمایا کہ جیسا میں نے اب وضو کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے ایسا ہی وضو کرتے ہوئے دیکھا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَمَنْ تَوَضَّأَ وُضُوئِی هَذَا، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى صَلاةَ الظُّهْرِ، غُفِرَ لَهُ مَا كَانَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الصُّبْحِ، ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ صَلاةِ الظُّهْرِ، ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ صَلاةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ صَلاةِ الْمَغْرِبِ، ثُمَّ لَعَلَّهُ أَنْ يَبِيتَ يَتَمَرَّغُ لَيْلَتَهُ، ثُمَّ إِنْ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى الصُّبْحَ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ صَلاةِ الْعِشَاءِ، وَهُنَّ الْحَسَنَاتُ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ.

ترجمہ: جو میرے اس وضو جیسا وضو کرے گا پھر کھڑے ہوکر ظہر کی نماز پڑھے گا تو اس کے ظہر اور عصر کے درمیان کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ پھر وہ عصر کی نماز پڑھے گا تو اس کے عصر اور ظہر کے درمیان کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ پھر وہ مغرب پڑھے گا تو مغرب اور عصر کے درمیان کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ پھر وہ ساری رات بستر پر کروٹیں بدلتے گزار دے گا، پھر وہ اٹھ کر وضو کر کے فجر کی نماز پڑھے گا تو اس کے فجر اور عشاء کے درمیان کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ یہی وہ نیکیاں ہیں جو گناہوں کو دور کردیتی ہیں۔

مجلس کے ساتھیوں نے پوچھا: اے عثمان! یہ تو حسنات ہوگئیں تو باقیات صالحات کیا ہوں گی؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: باقیات صالحات یہ کلمات ہیں: ''لَا اِلٰـهَ

اِلَّا اللّٰہُ، وَسُبْحَانَ اللّٰہِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ، وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ“ ❶

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کفار کے سامنے اتباع رسول کو فخر سے بیان کرنا

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کے موقع پر معاملات طے کرنے کے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی بن کر مکہ مکرمہ تشریف لے گئے، وہاں جا کر اپنے چچازاد بھائی کے گھر ٹھہر گئے، اور جب صبح کے وقت مکہ کے سرداروں سے مذاکرات کے لئے گھر سے جانے لگے تو اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا پاجامہ ٹخنوں سے اوپر آدھی پنڈلی تک تھا۔ چونکہ شریعت میں ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانا جائز نہیں ہے، اگر ٹخنوں سے اوپر ہو تو جائز ہے، چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی نے کہا کہ جناب! عربوں کا دستور یہ ہے کہ جس شخص کا ازار اور تہبند جتنا لٹکا ہوا ہو، اتنا ہی اس آدمی کو بڑا سمجھا جاتا ہے، اور سردار قسم کے لوگ اپنی ازار کو لٹکا کر رکھتے ہیں، اس لئے اگر آپ اپنی ازار اس طرح اونچی پہن کر ان لوگوں کے پاس جائیں گے تو اس صورت میں ان کی نظروں میں آپ کی وقعت نہیں ہوگی، اور مذاکرات میں جان نہیں پڑے گی، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب اپنے چچازاد بھائی کی باتیں سنیں تو ایک ہی جواب دیا، فرمایا کہ:

نہیں میں اپنا ازار اس سے نیچا نہیں کرسکتا، میرے آقا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ازار ایسا ہی ہے، یعنی اب یہ لوگ مجھے اچھا سمجھیں یا برا سمجھیں، میری عزت کریں یا بے عزتی کریں، جو چاہیں کریں مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں، میں تو حضور اقدس صلی

❶ مسند أحمد: ج ۱ ص ۵۳۷، رقم الحدیث: ۵۱۳/ قال الهيثمي في مجمع الزوائد (۲۹۷/۱): رجاله رجال الصحيح

اللہ علیہ وسلم کا ازار دیکھ چکا ہوں، اور آپ کا جیسا ازار ہے ویسا ہی میرا رہے گا، اسے میں تبدیل نہیں کرسکتا۔ ❶

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اتباع رسول

حضرت علی بن ربیعہ سے روایت ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، پس ان کے لئے ایک سواری لائی گئی تا کہ اس پر سوار ہوں، جب انہوں نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو فرمایا: "بِسْمِ اللّٰهِ"، جب اس کی پیٹھ پر بیٹھ گئے تو فرمایا "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" پھر کہا:

سُبْحَانَ الَّذِی سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ.

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے ان جانوروں کو ہمارے قابو میں کر دیا اور ہم ان پر قابو پانے والے نہ تھے اور بلاشبہ ہمیں اپنے رب ہی کے پاس واپس جانا ہے۔

پھر تین مرتبہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہا اس کے بعد تین مرتبہ "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہا پھر کہا:

سُبْحَانَكَ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ.

ترجمہ: پاک ہے تیری ذات بیشک میں نے اپنے اوپر خود ہی ظلم کیا ہے پس تو مجھ کو بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی نہیں جو گناہوں کو بخش سکتا ہو۔

یہ کہہ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہنس پڑے، لوگوں نے پوچھا: امیر المومنین! آپ کس بات پر ہنسے؟ انہوں نے کہا:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ كَمَا فَعَلْتُ، ثُمَّ ضَحِكَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مِنْ أَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ؟ قَالَ: إِنَّ رَبَّكَ يَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهِ

❶ الرياض النضرة فى مناقب العشرة: الباب الثالث، الفصل السادس فى خصائصه، ج۳ ص ۲۴

إِذَا قَالَ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ غَيْرِي.❶

ترجمہ: میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا تھا جیسا کہ میں نے اس وقت کیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے تھے تو میں نے بھی آپ سے یہی پوچھا تھا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کس بات پر ہنسے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرا رب اپنے بندے سے خوش ہوتا ہے جب وہ کہتا ہے میرے گناہ بخش دے، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کے سوا کوئی گناہ نہیں معاف کرسکتا۔

حضراتِ صحابہ کرام کا اتباع سنت اور اطاعت رسول

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا اتباع رسول

حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں میدان عرفات میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، جب وہ قیام گاہ سے چلے تو میں بھی ان کے ساتھ چلا، وہ امام حج کی جگہ پر پہنچے اور اس کے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز ادا کی، پھر انہوں نے جبلِ رحمت پر وقوف فرمایا، میں اور میرے ساتھی بھی ان کے ساتھ چلے یہاں تک کہ (غروب کے بعد) جب امام عرفات سے مزدلفہ کی طرف روانہ ہوا تو ہم بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہاں سے چل پڑے، جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ مأزمین مقام سے پہلے ایک تنگ جگہ پہنچے تو انہوں نے اپنی سواری بٹھائی تو ہم نے بھی اپنی سواریاں بٹھا دیں، ہمارا خیال تھا کہ یہ نماز پڑھنا چاہتے ہیں، تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے غلام نے جو سواری کو تھامے ہوئے تھے اس نے کہا:

إِنَّهُ لَيْسَ يُرِيدُ الصَّلَاةَ، وَلَكِنَّهُ ذَكَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا

❶ سنن أبي داود: كتاب الجهاد، باب ما يقول الرجل إذا ركب، رقم الحديث: ٢٦٠٢

انْتَهَى إِلَى هَذَا الْمَكَانِ قَضَى حَاجَتَهُ، فَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يَقْضِيَ حَاجَتَهُ. ❶

ترجمہ: آپ نماز نہیں پڑھنا چاہتے بلکہ انھیں یاد آ گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب اس جگہ پہنچے تھے تو آپ قضائے حاجت کے لیے رکے تھے اس لیے یہ بھی یہاں قضائے حاجت کرنا چاہتے ہیں۔

سنت پر عمل اور سلام کے رواج کے لئے بازار جانا

مسلمان کو سلام کرنا بھی بڑی عظیم سنّت ہے اور صحابہ کرام اس پر عمل کا بھی بڑا عظیم جذبہ رکھتے تھے، چنانچہ حضرت طفیل بن ابی کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس جاتا تو وہ مجھے ساتھ لے کر بازار کی طرف چل پڑتے۔ جب ہم بازار پہنچ جاتے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جس ردی فروش، دکاندار اور مسکین یا کسی شخص کے پاس سے گزرتے تو سب کو سلام کرتے۔ حضرت طفیل کہتے ہیں ایک دن جب بازار جانے لگے تو میں نے پوچھا: آپ بازار جا کر کیا کریں گے؟ وہاں نہ تو خریداری کے لئے رُکتے ہیں، نہ سامان کے متعلق کچھ پوچھتے ہیں، نہ بھاؤ کرتے ہیں اور نہ بازار کی کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں۔ میری تو گزارش یہ ہے کہ یہیں ہمارے پاس تشریف رکھیں۔ ہم باتیں کریں گے، فرمایا: ہم صرف سلام کی غرض سے جاتے ہیں، ہم جس سے ملتے ہیں اُسے سلام کہتے ہیں۔ ❷

حدیث نبوی کے معارضہ پر بیٹے کو نہایت برا بھلا کہنا اور ناراض ہو جانا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

❶ مسند أحمد: عبدالله بن عمر رضی الله عنه، ج ۱۰ ص ۲۹۴، رقم الحدیث: ۶۱۵۱/ الترغیب والترهیب: ج ۱ ص ۴۳ رقم الحدیث: ۷۶

❷ موطأ مالک: جامع السلام، ج ۵ ص ۱۴۰۰، رقم الحدیث: ۳۵۳۳/ الأدب المفرد: باب من خرج يُسَلِّمُ وَيُسَلَّمُ عليه، ج ۱ ص ۳۴۸، رقم الحدیث: ۱۰۰۶

فرمایا: تم اپنی عورتوں کو مساجد سے نہ روکو، جب وہ تم سے اس کی اجازت طلب کریں، بلال بن عبداللہ نے عرض کیا: اللہ کی قسم! ہم ان کو ضرور منع کریں گے، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ انکی طرف متوجہ ہوئے، اتنا برا بھلا کہا کہ کسی کو اتنا برا بھلا کہتے ہوئے نہیں سنا اور فرمایا:

أُخْبِرُكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُولُ: وَاللَّهِ لَنَمْنَعُهُنَّ. ❶

ترجمہ: میں تجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی خبر دیتا ہوں اور تو کہتا ہے کہ ہم ان کو ضرور منع کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا اطاعت رسول

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے ہیں، اس دوران کچھ صحابہ اردگرد کھڑے تھے، آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ! تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ مسجد کے دروازے پر بیٹھ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا، عبداللہ اندر آجاؤ! اندر آ گئے۔ (تو گویا کہ اطاعت رسول کے پیش نظر کہ اگر میں ایک قدم آگے رکھوں تو کہیں آپ کے حکم کی نافرمانی نہ ہوجائے، حالانکہ حضور نے اِن سے نہیں فرمایا تھا لیکن پھر بھی اطاعت رسول کا ایسا جذبہ تھا۔) ❷

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اتباع رسول

ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور سلطنت روم کے درمیان جنگ بندی کا ایک

❶ صحیح مسلم: کتاب الصلاة، بَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ إِذَا لَمْ يَتَرَتَّبْ عَلَيْهِ فِتْنَةٌ، وَأَنَّهَا لَا تَخْرُجُ مُطَيَّبَةً، رقم الحديث: ۴۴۲

❷ سنن أبي داود: كتاب الصلاة، باب الإمام يكلم الرجل في خطبة، رقم الحديث: ۱۰۹۱ / تاريخ مدينة دمشق لابن عساكر: حرف العين: ترجمة: عبد اللّٰه بن مسعود رضى اللّٰه عنه، ج۳۳ ص ۱۲۸

معاہدہ ہوا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے صلح کی مدت کے دوران ہی فوجوں کو سرحد کی طرف روانہ کرنا شروع کر دیا، مقصد یہ تھا کہ جونہی صلح کی مدت ختم ہوگی فوراً حملہ کر دیا جائے گا، رومی حکام اس خیال میں ہوں گے کہ ابھی تو مدت ختم ہوئی ہے، اتنی جلدی مسلمانوں کا ہم تک پہنچنا ممکن نہیں، اس لئے وہ حملہ کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار نہیں ہوں گے اور اس طرح فتح آسان ہو جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور جیسے ہی مدت پوری ہوئی آپ نے فوراً پوری قوت سے رومیوں پر یلغار کر دی، ظاہر ہے کہ رومی اس ناگہانی حملے کی تاب نہ لا سکے اور پسپا ہونے لگے، عین اسی حالت میں جبکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا لشکر فتح کی اُمنگیں دل میں لئے آگے بڑھ رہا تھا۔

پیچھے سے ایک شہسوار آتا دکھائی دیا جو پکار پکار کر یہ کہہ رہا تھا ''اللّٰہُ أَکْبَرُ، اللّٰہُ أَکْبَرُ وَفَاءٌ لَا غَدَرَ'' (اللہ اکبر اللہ اکبر مؤمن کا شیوہ وفا ہے غدر و خیانت نہیں) یہ شہسوار قریب پہنچا تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت عمرو بن عنبسہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذاتی رائے میں یہ چیز غدر و خیانت نہیں تھی کیونکہ حملہ جنگ بندی کی مدت ختم ہونے کے بعد ہو رہا تھا، لیکن حضرت عمرو بن عنبسہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

مَنْ کَانَ بَیْنَهُ وَبَیْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلَا یَشُدُّ عُقْدَةً وَلَا یَحُلُّهَا حَتَّی یَنْقَضِیَ أَمَدُهَا أَوْ یَنْبِذَ إِلَیْهِمْ عَلَی سَوَاءٍ. ❶

ترجمہ: جس شخص کا کسی قوم سے کوئی معاہدہ ہو تو وہ اس عہد کو نہ کھولے نہ باندھے (یعنی اس کے خلاف کوئی حرکت نہ کرے) تا وقتیکہ اس معاہدے کی مدت گزر جائے یا کھلم کھلا معاہدے کے اختتام کا اعلان کر دیا جائے۔

---

❶ سنن أبی داود: کتاب الجهاد، بَابٌ فِي الْإِمَامِ یَکُونُ بَیْنَهُ وَبَیْنَ الْعَدُوِّ عَهْدٌ فَیَسِیرُ إِلَیْهِ، رقم الحدیث: ۲۷۵۹

حضرت عمرو بن عنبسہ رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ اس حدیث کی رو سے جنگ بندی کے دوران جس طرح حملہ کرنا ناجائز ہے اسی طرح دشمن کے خلاف فوجیں لے کر روانہ ہونا بھی جائز نہیں، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کیلئے وہ مرحلہ کس قدر نازک تھا، اس کا اندازہ بھی شاید ہم آپ اس وقت نہ کرسکیں، حضرت عمرو بن عنبسہ رضی اللہ عنہ کی نصیحت اور مطالبہ پر عمل کرنے سے بظاہر ان کی ساری اسکیم فیل ہو رہی تھی، ان کا وہ منصوبہ پیوند زمین ہو رہا تھا جو انہوں نے نہ جانے کب سے سوچ رکھا ہوگا، ساری فوج کے مشقت آمیز سفر کی محنت اکارت جا رہی تھی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ لشکر کی فتح کی امنگیں مجروح ہو رہی تھیں، لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سننے کے بعد ان تمام مصلحتوں کو قربان کر کے لشکر کو فوراً واپسی کا حکم دے دیا۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اور اطاعت رسول

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک دن حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ دے رہے تھے، حضرت عبداللہ نے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں: بیٹھ جاؤ، یہ وہیں مسجد سے باہر اسی جگہ بیٹھ گئے اور خطبہ ختم ہونے تک وہیں بیٹھے رہے، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پتہ چلا تو آپ نے ان سے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنی اور اپنے رسول کی اِطاعت کا شوق تمہیں اور زیادہ نصیب فرمائے۔ (۱)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور اطاعت رسول

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

(۱) تاریخ مدینة دمشق، ترجمة: عبد اللّٰہ بن رواحة بن ثعلبة، ج۲۸ ص۸۷

عشاء کی نماز کے وقت مدینہ کی زمین حرہ میں چل رہا تھا، اور ہم احد کو دیکھ رہے تھے تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! میں نے عرض کیا: لبیک اے اللہ کے رسول! میں یہ پسند نہیں کرتا کہ احد پہاڑ میرے پاس سونے کا ہو اور تیسری شب تک میرے پاس اس میں سے ایک دینار بھی بچ جائے، سوائے اس دینار کے جس کو میں اپنے قرض کی ادائیگی کے لئے روک رکھوں، بلکہ میں اللہ کے بندوں کو اس طرح بانٹوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سامنے ایک لپ بھر کر اشارہ کیا، اور اسی طرح دائیں اور اسی طرح اپنے بائیں طرف، پھر ہم چلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! میں نے کہا: لبیک اے اللہ کے رسول! فرمایا کثرت مال والے ہی قلیل مال والے ہوں گے قیامت کے دن، سوائے ان لوگوں کے جو اس طرح اور اس طرح دیتے ہیں جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی مرتبہ کیا۔ پھر ہم چلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! تم یہاں ہی رہنا جب تک میں تمہارے پاس نہ آؤں، آپ اتنے دور چلے گئے کہ مجھ سے چھپ گئے پھر میں نے کچھ گنگناہٹ اور آواز سنی تو میں نے کہا شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی امر پیش آ گیا ہو ''فَهَمَمْتُ أَنْ أَتَّبِعَهُ، قَالَ: ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَهُ لَا تَبْرَحْ حَتَّى آتِيَكَ'' میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے جانے کا ارادہ کیا تو مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یاد آ گیا کہ جب تک میں تمہارے پاس نہ آ جاؤں تم اپنی جگہ پر ہی رہنا، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے اس کا ذکر کیا جو میں نے سنا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے فرمایا کہ آپ کی امت میں سے جو فوت ہوا اس حال میں کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرتا ہو تو جنت میں داخل ہوگا، حضرت ابوذر کہتے ہیں میں نے کہا:

اگر اس نے زنا کیا یا چوری کی، فرمایا: اگر چہ اس نے زنا یا چوری کی۔ ❶

حضرت جثامہ بن مساحق رضی اللہ عنہ کا اطاعت رسول

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت جثامہ بن مُساحق رضی اللہ عنہ کو ہرقل بادشاہ روم کے پاس ایلچی بنا کر بھیجا، وہ ہرقل کے دربار میں پہنچے تو ان کے اکرام کیلئے ہرقل نے انہیں سونے کی ایک کرسی پر بٹھایا۔ حضرت جثامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں شروع میں بے خیالی کے عالم میں اس کرسی پر بیٹھ گیا، لیکن جب احساس ہوا کہ یہ سونے کی کرسی ہے تو اس سے فوراً اتر کر کھڑا ہو گیا، ہرقل نے میرے اس عمل پر ہنس کر پوچھا کہ ہم نے تو اس کرسی کے ذریعہ تمہارا اکرام کیا تھا، تم اتر کیوں گئے؟ میں نے جواب میں کہا:

إِنِّی سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هَذَا. ❷

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جیسی (سونے کی چیز) پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

صحابی رسول کا اطاعت رسول میں قبہ گرا دینا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تو آپ نے ایک بلند گنبد دیکھا، آپ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: فلاں انصاری صحابی کا ہے، آپ خاموش ہو رہے اور دل ہی میں یہ بات رکھی، یہاں تک کہ اس گنبد کا مالک آپ کے پاس آیا اور آپ کو لوگوں کے درمیان سلام کیا، آپ نے ان سے منہ پھیر لیا، اس طرح کئی بار کیا حتی کہ وہ صاحب جان گئے آپ کی ناراضگی اور اعراض کو، تو انہوں نے صحابہ کرام سے اس کی

❶ صحیح مسلم: کتاب الکسوف، باب الترغیب فی الصدقة، رقم الحدیث: ۹۴، ۹۹۱

❷ معرفة الصحابة لأبی نعیم: ترجمة: جثامة بن مساحق بن الربیع، ج ۲ ص ۶۴۸، الرقم: ۱۷۲۹ / أسد الغابة: ج ۱ ص ۵۱۹، الرقم: ۷۰۳

شکایت کی کہ اللہ کی قسم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدلا ہوا دیکھ رہا ہوں، صحابہ کرام نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تھے تو آپ کے گنبد کو دیکھا تھا، پھر وہ صحابی واپس گئے اور اپنے گنبد کو گرا دیا اور بالکل زمین کے برابر کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن پھر نکلے اس گنبد کی طرف تو اُسے نہ دیکھا، آپ نے فرمایا کہ گنبد کے ساتھ کیا گیا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم سے گنبد کے مالک نے آپ کے اعراض کی شکایت کی تھی تو ہم نے اسے بتلا دیا تھا، چنانچہ اس نے اسے منہدم کر دیا، آپ نے فرمایا:

أَمَا إِنَّ كُلَّ بِنَاءٍ وَبَالٌ عَلَى صَاحِبِهِ إِلَّا مَا لَا، إِلَّا مَا لَا يَعْنِي مَا لَا بُدَّ مِنْهُ. ❶

ترجمہ: یاد رکھو ہر عمارت اپنے مالک کے لئے وبال ہے سوائے اس کے جس کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ صحابہ کرام میں اتباع اور اطاعت کتنی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعراض سے سمجھ گئے اور فوراً جا کر گنبد گرا دیا، اور آ کر بتلایا بھی نہیں کہ میں نے یہ کارنامہ کیا ہے، بلکہ ایک مرتبہ اس جگہ سے حضور کا گزر ہوا اور آپ نے جب پوچھا تو صحابہ نے بتایا، اس سے اندازہ کریں کہ اطاعت رسول کس قدر ہے کہ آپ کی بے رخی پر عمارت گرا دی۔

حضرت خریم الاسدی رضی اللہ عنہ کا اتباع رسول

حضرت خریم الاسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بال بہت بڑے تھے کندھوں تک بال تھے اور ان کے پائنچے ٹخنوں سے نیچے لٹکتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَيْمٌ الْأَسَدِيُّ لَوْ قَصَّرَ مِنْ شَعَرِهِ، وَشَمَّرَ إِزَارَهُ. ❷

❶ سنن أبي داود: كتاب الأدب: باب ما جاء في البناء، رقم الحديث: ۵۲۳۷

❷ مسند احمد: مسند الشاميين، حديث سهل بن الحنظلية، ج ۲۹ ص ۱۶۴، رقم الحديث: ۱۷۶۲۲

ترجمہ: خریم الاسدی بہترین انسان ہے اگر بالوں کو چھوٹا کرے اور پائنچے کو اوپر اٹھائے۔

حضرت خریم الاسدی رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا، اسی وقت بال بھی کاٹ دیئے اور پائنچے آدھی پنڈلی تک اوپر کر لئے، (نصف پنڈلی سے زائد ازار کاٹ لی۔)

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا اطاعت رسول

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہ وہ ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو اپنا دستورُ العمل رکھتے، ایک مرتبہ چند اعراب نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ یا نبی اللہ! آپ کے بعض صدقہ وصول کرنے والے ہم پر ظلم کرتے ہیں، فرمایا کہ ان کو راضی رکھو، اعراب نے کہا: اگر وہ ظلم کریں، تب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے صدقہ وصول کرنے والوں کو راضی رکھو:

قَالَ جَرِيرٌ: مَا صَدَرَ عَنِّي مُصَدِّقٌ، مُنْذُ سَمِعْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِلَّا وَهُوَ عَنِّي رَاضٍ. (1)

ترجمہ: حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس دن کے بعد سے کوئی بھی صدقہ وصول کرنے والا جب لوٹتا تو حضرت جریر سے خوش ہو کر لوٹتا تھا، (یعنی اِن کی پوری کوشش ہوتی تھی کہ اطاعت رسول کی وجہ سے انہیں راضی کر کے واپس لوٹائیں۔)

اطاعت رسول میں آدھا قرض معاف کر دیا

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے ابن ابی حدرد سے اپنے قرض کی واپسی کا مسجد میں مطالبہ کیا جو ابن ابی حدرد کے ذمے لازم تھا، ان دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اپنے گھر میں موجود تھے، آپ نے آواز سن لی،

(1) صحيح مسلم: كتاب الكسوف، باب إثم مانع الزكاة، رقم الحديث: ٩٨٩

آپ ان دونوں کے پاس تشریف لائے اور بلند آواز سے کہا: اے کعب! انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں حاضر ہوں، آپ نے فرمایا:

ضَعُ مِنُ دَيُنِکَ هٰذَا وَأَوُمَأَ إِلَيُهِ:أَيِ الشَّطُرَ. ❶

ترجمہ: تم اپنا اتنا قرض معاف کردو، آپ نے اشارے کے ذریعے انہیں حکم دیا کہ نصف قرض معاف کردو۔

حضرت کعب نے عرض کیا: "**لَقَدُ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ**" میں نے ایسا ہی کیا اے اللہ کے رسول! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی حدرد سے ارشاد فرمایا: اٹھو اور تم بقیہ قرض ادا کردو۔

اطاعت رسول میں صحابہ کرام کا مستحق افراد کے ساتھ بھرپور تعاون کرنا

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ ایک روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ابھی دن کا آغاز ہی ہوا تھا، اس دوران کچھ لوگ ننگے جسم، ننگے پاؤں اور تلواروں کو لٹکائے ہوئے آئے قبیلہ مضر میں سے، بلکہ تمام کے تمام لوگ قبیلہ مضر کے تھے۔ ان کی غربت کی کیفیت دیکھ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک تبدیل ہوگیا، پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لے گئے اور پھر باہر تشریف لائے، پھر نماز کے وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کہنے کا حکم فرمایا، چنانچہ انہوں نے اذان دی اور نماز تیار ہوگئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی پھر خطبہ پڑھا اور ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ،وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا، وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً،وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَ لُونَ بِهِ

❶صحيح البخاری: كتاب الصلاة،باب التقاضی والملازمة فی المسجد،رقم الحديث:۴۵۷

وَالْأَرْحَامَ،إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾(النساء: ١)

ترجمہ:اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، اور اسی سے اس کی بیوی پیدا کی، اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں (دنیا میں) پھیلا دیئے۔ اور اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حقوق مانگتے ہو، اور رشتہ داریوں (کی حق تلفی سے) ڈرو۔ یقین رکھو کہ اللہ تمہاری نگرانی کر رہا ہے۔

پھر فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾(الحشر:١٨)

ترجمہ:اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل کے لیے کیا آگے بھیجا ہے۔

تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِنْ دِينَارِهِ مِنْ دِرْهَمِهِ مِنْ ثَوْبِهِ،مِنْ صَاعِ بُرِّهِ مِنْ صَاعِ تَمْرِهِ،حَتَّى قَالَ:وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ.

ترجمہ: صدقہ خیرات انسان کا دینار سے ہے، رقم سے ہے اور کپڑے سے ہے، ایک صاع گیہوں سے ہے، ایک صاع جَو سے ہے یہاں تک کہ ایک کھجور کے ٹکڑے سے۔ پھر ایک انصاری آدمی ایک تھیلی لے کر آیا جو کہ اشرفیوں سے بھری ہوئی تھی، تھیلی اتنی بھری ہوئی تھی کہ وہ اٹھانے سے عاجز آ گیا تھا، پھر لوگوں نے مسلسل پے در پے لانا شروع کر دیا، یہاں تک کہ کھانے اور کپڑوں کے دو ڈھیر جمع ہو گئے، تو صحابہ کرام کے اس تعاون کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ خوشی میں یوں چمک رہا تھا جس طرح سونے کا ٹکڑا چمکتا ہے، اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ سَنَّ فِی الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً، فَلَهُ أَجْرُهَا، وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ سَنَّ فِی الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً، فَعَلَيْهِ وِزْرُهَا، وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا. ❶

ترجمہ: جو شخص اسلام میں نیکی اور بھلائی کے راستے کی طرف رہنمائی کی تو اس شخص کو اس نیک راستہ پر چلنے کا اجر وثواب ملے گا اور ان لوگوں کا ثواب بھی اس کو ملے گا جو کہ اس پر عمل کرتے جائیں گے، اور ان کے اجور میں سے بھی کچھ کم نہیں ہوگا، اور جو شخص اسلام میں کوئی برا طریقہ جاری کرے (کہ جس کی وجہ سے مذہب اسلام کو نقصان ہوتا ہو یا بدعت کا راستہ ہو) تو اس پر اس راستہ کے نکالنے کا عذاب ہے اور ان لوگوں کا عذاب بھی اس شخص پر ہے جو کہ اس پر چلیں گے، اور اُن کے عذاب میں سے بھی کچھ کمی نہیں ہوگا، (یعنی انہیں بھی پورا پورا عذاب ہوگا، اور جس نے برے کام کی بنیاد رکھی وہ بھی عذاب میں اِن کے ساتھ پورا شریک ہوگا۔)

اطاعت رسول میں گلیوں میں شراب بہادی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے مکان میں لوگوں کو شراب پلا رہا تھا، (اس وقت تک شراب کی حرمت نہیں آئی تھی) اس زمانہ میں لوگ فضیخ شراب استعمال کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ اعلان کردے، "أَلَا إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ" سن لو شراب حرام کردی گئی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھ سے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

فَأَهْرِقْهَا، فَخَرَجْتُ فَهَرَقْتُهَا، فَجَرَتْ فِی سِكَكِ الْمَدِينَةِ.

❶ سنن النسائی: كتاب الزكوة، باب التحريض على الصدقة، رقم الحديث: ٢٥٥٤

ترجمہ: باہر جاؤ اور اس شراب کو بہا دو، چنانچہ میں باہر نکلا اور اس کو بہا دیا، اس دن مدینہ کی گلیوں میں شراب بہنے لگی۔ (یعنی لوگوں نے اتنی کثرت سے بہائی کہ ایسا لگتا تھا کہ گلیوں میں پانی بہہ رہا ہے، دیکھیں فروخت نہیں کی بہادی، چاہتے تو کسی غیر مسلم کو دے دیتے کہ کچھ رقم مل جاتی لیکن صحابہ میں اطاعت کا بڑا جزبہ تھا۔) بعض لوگوں نے کہا کہ ایک قوم قتل کی گئی اور شراب ان کے پیٹ میں تھی، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا﴾ (المائدہ: ۹۳)

ترجمہ: ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور نیک کام کئے کوئی گناہ نہیں اس چیز میں جو وہ کھا چکے ہیں۔ ❶

اطاعت رسول میں غلام کو اپنے جیسا لباس پہنانا

حضرت معرور بن سوید فرماتے ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو اور ان کے غلام کو ایک ہی قسم کی چادر اوڑھے ہوئے دیکھا، تو میں نے کہا کہ کاش! آپ اس چادر کو لے کر پہنتے اور اس غلام کو دوسرا کپڑا دے دیتے، تو آپ کے لئے ایک جوڑا ہو جاتا، تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے اور ایک آدمی کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی، اس کی ماں عجمی تھی، میں نے اس کو برا بھلا کہا، تو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میری شکایت کی، آپ نے مجھ سے فرمایا کہ تو نے فلاں فلاں کو گالی دی ہے، میں نے کہا جی ہاں، فرمایا کیا تو نے اس کی ماں کو گالی دی ہے، میں نے کہا جی ہاں، آپ

❶ صحیح البخاری: کتاب المظالم والغصب، باب فی صب الخمر فی الطریق، رقم الحدیث: ۲۴۶۴

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو ایسا آدمی ہے جس میں اب تک جاہلیت کی بات باقی ہے، میں نے پوچھا کہ میری اس بڑی عمر میں بھی؟ آپ نے فرمایا: ہاں!

هُمْ إِخْوَانُكُمْ، جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ جَعَلَ اللَّهُ أَخَاهُ تَحْتَ يَدِهِ، فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلا يُكَلِّفُهُ مِنَ الْعَمَلِ مَا يَغْلِبُهُ، فَإِنْ كَلَّفَهُ مَا يَغْلِبُهُ فَلْيُعِنْهُ عَلَيْهِ. ❶

ترجمہ: وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ نے ان کو تمہارے ہاتھوں میں دے دیا ہے اور جس کے ہاتھوں میں اس کے بھائی کو دے دے، تو جو خود کھاتا ہے اُسے کھلائے اور جو خود پہنتا ہے اُس کو پہنائے، اور اس کو ایسے کام کی تکلیف نہ دے جو اُس سے نہ ہو سکے، اور اگر تکلیف دے تو پھر اس کے کرنے میں خود بھی اُس کی مدد کرے۔

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ اور اطاعت رسول

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ طلب کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عنایت فرمایا اور پھر دوسری مرتبہ مانگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عنایت فرمایا، پھر آپ نے ارشاد فرمایا:

يَا حَكِيمُ! إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ، بُورِكَ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ، لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ، وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى.

ترجمہ: اے حکیم! یہ مال سرسبز اور میٹھا ہے، جو اس کو لالچ کے بغیر لے گا تو اس کے مال میں برکت ہوگی، اور جو کوئی اس کو اپنے نفس وخواہش کی سیرابی کے لئے حاصل کرے

❶ صحیح البخاری: کتاب الأدب، باب ما ینھی من السباب واللعن، رقم الحدیث: ۶۰۵۰

گا تو اس کے مال میں کسی قسم کی کوئی برکت نہ ہوگی ،اور اس کی مثال ایسی ہوگی جو کھائے گا شکم سیر نہیں ہوگا، اور (سنو) دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے زیادہ بہتر ہوتا ہے۔

میں (حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: یارسول اللہ!

وَالَّذِی بَعَثَکَ بِالْحَقِّ لاَ أَرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَکَ شَیْئًا حَتّٰی أُفَارِقَ الدُّنْیَا. ❶

ترجمہ: قسم ہے اس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، میں آپ کے بعد دنیا سے روانہ ہونے تک کسی کے آگے دست سوال دراز نہیں کروں گا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے زمانہ میں حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو بلاتے رہے تا کہ ان کو عطایا اور وظائف دیں مگر وہ اس کے لینے سے انکار کرتے رہے، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں آپ کو رقم دینے کے لئے طلب کیا مگر آپ نے ان کے سامنے جانے سے بھی انکار کیا، تو فاروق اعظم نے مسلمانوں کے مجمع میں کہا کہ اے مسلمانو! حکیم بن حزام کو ان کا وہ حق جو فئے میں سے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مقرر کر دیا ہے ان کو دینا چاہ رہا ہوں لیکن وہ اس کے لینے سے انکار کر رہے ہیں۔

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد کبھی بھی اپنی زندگی کی آخری سانس تک کسی سے کوئی چیز طلب نہیں کی۔ (یعنی اطاعتِ رسول اس قدر کہ پھر زندگی بھر کسی سے کوئی سوال نہیں کیا، سوال تو دور کی بات اپنا حق وصول کرنے کے لئے بھی نہیں گئے۔)

---

❶ صحیح البخاری: کتاب الوصایا، بَابُ تَأْوِیلِ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَی: مِنْ بَعْدِ وَصِیَّةٍ یُوصِی بِهَا أَوْ دَیْنٍ......الخ، رقم الحدیث: ۲۷۵۰

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا اطاعت رسول میں لوٹ جانا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہیں کہ میں انصار کی ایک مجلس میں تھا، تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ گھبرائے ہوئے آئے اور کہا: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تین بار اجازت مانگی مگر اجازت نہیں ملی تو میں واپس لوٹ گیا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہیں اندر آنے سے کس چیز نے روکا؟ میں نے کہا:

اِسۡتَـأۡذَنۡـتُ ثَلاثًا فَلَمۡ یُؤۡذَنۡ لِی فَرَجَعۡتُ، وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: إِذَا اسۡتَأۡذَنَ أَحَدُكُمۡ ثَلاثًا فَلَمۡ يُؤۡذَنۡ لَهُ فَلۡيَرۡجِعۡ. [1]

ترجمہ: میں نے اجازت مانگی لیکن آپ نے اجازت نہ دی اس لئے میں واپس لوٹ گیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص تین بار اجازت مانگے اور اس کو اجازت نہ ملے تو اس کو لوٹ جانا چاہیے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: (ازراہِ تاکید احتیاط) تم کو اس پر گواہ پیش کرنا ہوگا، تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم میں سے کسی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو سنا ہے؟ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ تیری گواہی کے لئے قوم کا کمسن شخص کھڑا ہوگا۔ میں (حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ) اس وقت سب سے کمسن تھا، میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑا ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فرمایا ہے۔

صحابہ کرام کا حضور کی خواہش کے مطابق حضرت زینب کا ہار واپس کرنا

غزوہ بدر سن (۲ھ) کے اسیران مکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم وفا شعار داماد ابوالعاص بن ربیع بھی تھے جو ابھی تک بوجوہ اسلام نہیں لائے تھے اور جنہوں نے بادل نخواستہ

[1] صحیح البخاری: کتاب الاستئذان، باب التسلیم والاستئذان ثلاثا، رقم الحدیث: ٦٢٤٥

اپنی قوم کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلے میں آنا پڑا تھا، جس کی دلیل یہ ہے کہ میدان میں ان کا کسی مسلمان کے خلاف نکلنا منقول نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام سے باہمی مشورہ کے بعد جب یہ طے ہوا کہ اسیران جنگ کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے تو اپنے اپنے قیدیوں کی رہائی کے لیے اہلِ مکہ نے فدیہ کی مقررہ رقم (چار ہزار درہم) بھجوائی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہ (جو ابھی تک مکہ میں تھیں) انہوں نے اپنے شوہر کی رہائی کے لیے جو مال بھجوایا اس میں وہ یادگار ہار بھی تھا جو ان کی مرحومہ ماں ام المؤمنین سیدہ خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا نے انہیں ابوالعاص سے شادی کے وقت عنایت فرمایا تھا، اور جسے حضرت زینب محترمہ رضی اللہ عنہا زیب تن فرمایا کرتی تھیں۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر بے اختیار شدید رقت طاری ہوگئی، آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے اور کمال عدل وانصاف اور مساوات کا مظاہرہ کرتے ہوئے صحابہ کرام سے اس خواہش کا اظہار فرمایا:

إِنْ رَأَيْتُمْ أَنْ تُطْلِقُوا لَهَا أَسِيرَهَا، وَتَرُدُّوا عَلَيْهَا الَّذِي لَهَا. (1)

ترجمہ: اگر تم مناسب خیال کرو تو میری لخت جگر کے قیدی کو رہا کر دو اور اس کی یادگار (ہار) اس کو لوٹا دو۔

جان نثار صحابہ کرام نے اس خواہش نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اور وہ ہار سیدہ زینب کو واپس لوٹا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالعاص سے بیٹی زینب کو مدینہ منورہ بھیج دینے کا وعدہ لیا اور انہیں ہار دے کر چھوڑ دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناپسندیدگی پر حُلّہ پھاڑ دینا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

(1) سنن أبي داود: كتاب الجهاد، باب في فداء الأسير بالمال، رقم الحديث: ٢٦٩٢

میں ایک دھاری دار ریشمی جوڑا (جوتہبند اور چادر پر مشتمل تھا) بطورِ ہدیہ پیش کیا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو میرے پاس بھیج دیا اور میں نے اس کو پہن لیا، لیکن میں نے دیکھا کہ (اس جوڑے کو میرے بدن پر دیکھ کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر غصہ کے آثار پیدا ہو گئے ہیں، تو میں نے اسے اپنے گھر کی عورتوں کے درمیان پھاڑ کر تقسیم کر دیا۔ ❶

اطاعت رسول میں چاندی کے برتن میں پانی نہ پینا

حضرت عبداللہ بن عکیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ علاقہ مدائن میں تھے، تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پانی طلب کیا، اس علاقہ کا ایک آدمی چاندی کے برتن میں پانی لے آیا، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے وہ پانی پھینک دیا اور فرمایا:

إِنِّی أُخْبِرُکُمْ أَنِّی قَدْ أَمَرْتُهُ أَنْ لَا یَسْقِیَنِی فِیهِ، فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَشْرَبُوا فِی إِنَاءِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَلَا تَلْبَسُوا الدِّیبَاجَ وَالْحَرِیرَ، فَإِنَّهُ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا وَهُوَ لَکُمْ فِی الْآخِرَةِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ. ❷

ترجمہ: میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ میں تمہیں حکم دے چکا تھا کہ مجھے چاندی کے برتن میں نہ پلانا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ پیو اور نہ ہی باریک اور موٹا ریشم کا کپڑا پہنو، کیونکہ یہ کافروں کے لئے دنیا میں ہیں اور تمہارے لئے قیامت کے دن آخرت میں ہے۔

---

❶ صحیح البخاری: کتاب الهبة وفضلها والتحریض علیها، باب هدیة ما یکره لبسها، رقم الحدیث: ۲٦۱۴

❷ صحیح مسلم: کتاب اللباس والزینة، بَابُ تَحْرِیمِ اسْتِعْمَالِ إِنَاءِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ عَلَى الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، رقم الحدیث: ۲۰٦۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناگواری پرانگوٹھی پھینک دی

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص پیتل کی انگوٹھی پہنے آیا، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:

مَا لِي أَجِدُ مِنكَ رِيحَ الْأَصْنَامِ.

ترجمہ: مجھے کیا ہوا کہ میں تیرے اندر سے بتوں کی بو محسوس کرتا ہوں۔

تو اس نے وہ انگوٹھی پھینک دی، پھر ایک مرتبہ وہ لوہے کی انگوٹھی پہنے آیا، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا لِي أَرَى عَلَيْكَ حِلْيَةَ أَهْلِ النَّارِ. ❶

ترجمہ: مجھے کیا ہوا کہ میں تجھ پر اہل دوزخ کا زیور دیکھ رہا ہوں۔

اس نے اسے بھی پھینک دیا اور کہا کہ یا رسول اللہ! میں کس چیز کی انگوٹھی بنواؤں، فرمایا کہ چاندی کی انگوٹھی بنواؤ اور مثقال (ایک خاص وزن ہے) پورا مت کرنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھینکی ہوئی انگوٹھی کو کبھی نہیں اٹھاؤں گا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ انگوٹھی اتار کر پھینک دی اور فرمایا: ”يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ إِلَى جَمْرَةٍ مِنْ نَارٍ فَيَجْعَلُهَا فِي يَدِهِ“ کیا تم میں سے کوئی آدمی چاہتا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ میں دوزخ کا انگارہ رکھ لے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد اس آدمی سے کہا گیا کہ اپنی انگوٹھی پکڑ لو اور اسے (بیچ کر) فائدہ اٹھاؤ، وہ آدمی کہنے لگا:

لَا وَاللَّهِ، لَا آخُذُهُ أَبَدًا وَقَدْ طَرَحَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ❷

❶ سنن أبي داود: كتاب الخاتم، باب ما جاء في خاتم الحديد، رقم الحديث: ۴۲۲۳

❷ صحيح مسلم: كتاب اللباس والزينة، باب طرح خاتم الفضة، رقم الحديث: ۲۰۹۰

ترجمہ: نہیں، اللہ کی قسم! میں اسے کبھی بھی ہاتھ نہیں لگاؤں گا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینک دیا ہو۔

اتباع رسول میں بانسری کی آواز نہ سننے کے لئے کانوں میں انگلیاں دینا

حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک بار کہیں موسیقی کی آواز سنی تو آپ نے اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال دیں اور اس راستہ سے دور ہو گئے، اور مجھ سے کہا کہ اے نافع! کیا تجھے کچھ سنائی دیتا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ پھر آپ نے اپنی انگلیاں کانوں سے ہٹالیں اور کہا:

كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ مِثْلَ هَذَا فَصَنَعَ مِثْلَ هَذَا. (1)

ترجمہ: میں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو آپ نے ایسی ہی آواز سنی تو آپ نے یہی عمل کیا۔

حدیث نبوی کے عدم اطاعت پر صحابی رسول کا قطع تعلق

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو کنکری مارتے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا:

لاَ تَخْذِفْ،فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الخَذْفِ،أَوْ كَانَ يَكْرَهُ الخَذْفَ وَقَالَ:إِنَّهُ لاَ يُصَادُ بِهِ صَيْدٌ وَلاَ يُنْكَى بِهِ عَدُوٌّ،وَلَكِنَّهَا قَدْ تَكْسِرُ السِّنَّ،وَتَفْقَأُ العَيْنَ.

ترجمہ: تم ایسا نہ کرو کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکری سے کھیلنے سے منع کیا ہے یا اس بات کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کے

(1) سنن أبي داود: كتاب الأدب،باب كراهية الغناء والزمر،رقم الحديث: ۴۹۲۴

ذریعے نہ دشمن کو مارا جاسکتا ہے اور نہ کسی چیز کو شکار کیا جاسکتا ہے، البتہ اس کے ذریعے آنکھ کو پھوڑا جاسکتا ہے اور دانت کو توڑا جاسکتا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے پھر اس نوجوان کو کنکریوں سے کھیلتے ہوئے دیکھا، تو اس سے کہا:

أُحَدِّثُکَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنِ الخَذْفِ أَوْ كَرِهَ الخَذْفَ، وَأَنْتَ تَخْذِفُ لاَ أُكَلِّمُکَ كَذَا وَكَذَا. ❶

ترجمہ: میں نے تمہیں بتایا نہیں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے، میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم پھر اس کے ساتھ کھیل رہے ہو، اللہ کی قسم! میں اب تمہارے ساتھ کبھی بھی بات نہیں کروں گا۔

صحابہ کرام نے اطاعت رسول میں ہنڈیاں الٹ دیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! گدھے کھا لئے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے، پھر اس نے آکر دوبارہ عرض کیا کہ گدھے کھا لئے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہ دیا، پھر اس نے تیسری مرتبہ آکر عرض کیا کہ (اب تو) گدھے ختم ہو گئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منادی کو حکم دیا جس نے لوگوں میں یہ اعلان کیا:

إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الأَهْلِيَّةِ، فَأُكْفِئَتِ الْقُدُورُ وَإِنَّهَا لَتَفُورُ بِاللَّحْمِ. ❷

❶ صحیح البخاری: کتاب الذبائح والصید، باب الخزف والبندقة، رقم الحدیث: ۵۴۷۹

❷ صحیح البخاری: کتاب المغازی، باب غزوة خیبر، رقم الحدیث: ۴۱۹۹

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول تمہیں پالتو گدھوں کے گوشت سے منع کرتے ہیں، (تو یہ سنتے ہی) ہانڈیاں الٹ دی گئیں حالانکہ ان میں گوشت خوب پک رہا تھا۔

صحابہ کرام کا اتباع رسول میں جوتے اتار دینا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جوتے اتارے اور اپنی بائیں طرف رکھ لئے، جب لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے بھی اپنے جوتے نکال ڈالے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''**مَا حَمَلَكُمْ عَلَى إِلْقَاءِ نِعَالِكُمْ**'' تم نے اپنے جوتے کیوں اتارے؟ لوگوں نے جواب دیا: ''**رَأَيْنَاكَ أَلْقَيْتَ نَعْلَيْكَ فَأَلْقَيْنَا نِعَالَنَا**'' ہم نے آپ کو جوتے اتارتے ہوئے دیکھا تو ہم نے بھی اتار دیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل میرے پاس آئے اور بتایا کہ تمہارے جوتوں میں نجاست لگی ہے، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلْيَنْظُرْ: فَإِنْ رَأَى فِي نَعْلَيْهِ قَذَرًا أَوْ أَذًى فَلْيَمْسَحْهُ وَلْيُصَلِّ فِيهِمَا. ❶

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو دیکھ لے، اگر جوتوں میں گندگی یا نجاست لگی ہو تو ان کو زمین پر رگڑ دے اور اس میں نماز پڑھ لے۔

خلاف سنت دعا پڑھنے پر صحابی رسول کا سرزنش کرنا

حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے

❶ سنن أبی داود: کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ فی النعل، رقم الحدیث : ٦٥٠

پہلو میں چھینک آئی، جس پر اس نے کہا:"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ،وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُولِ اللّٰہِ"اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

وَأَنَا أَقُولُ:اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُولِ اللّٰہِ،وَلَیْسَ ھٰکَذَا عَلَّمَنَا رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، عَلَّمَنَا أَنْ نَقُولَ:اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ. ❶

ترجمہ: میں بھی کہتا ہوں"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُولِ اللّٰہ"مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اسطرح تعلیم نہیں دی بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم دی کہ ہم کہیں:اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ.

صحابیات کا اطاعت رسول اور اتباعِ سنت

امہات المؤمنین کا شدتِ غم میں بھی اطاعت رسول

ازواجِ مطہرات احکام کی نہایت شدت کے ساتھ پابندی کرتی تھیں، شریعت نے شوہر کے علاوہ دیگر عزیز واقارب کے سوگ میں تین دن مقرر فرمائے تھے، صحابیات نے اس کی اس شدت کے ساتھ پابندی کی کہ جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بھائی کا انتقال ہوا تو چوتھے دن کچھ عورتیں ان سے ملنے آئیں، انہوں نے ان سب کے سامنے خوشبو لگائی اور کہا:

مَا لِی بِالطِّیبِ مِنْ حَاجَةٍ،غَیْرَ أَنِّی سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ یَقُولُ: لَا یَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ،تُحِدُّ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰی زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا. ❷

❶سنن الترمذی:أبواب الأدب،باب ما یقول العاطس إذا عطس،رقم الحدیث:۲۷۳۸

❷صحیح البخاري: کتاب الجنائز،باب إحداد المرأة علی غیر زوجها، رقم الحدیث: ۱۲۸۰،۱۲۸۲

ترجمہ: مجھے خوشبو کی ضرورت نہ تھی، لیکن میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منبر پر سنا ہے کہ کسی مسلمان عورت کو شوہر کے سوا تین دن سے زیادہ کسی کا سوگ کرنا جائز نہیں، شوہر کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔

اسی حکم کی تعمیل تھی جب حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے والد کا انتقال ہوا، تو انہوں نے تین روز کے بعد تیل لگایا خوشبو لگائی اور کہا کہ مجھے اس کی ضرورت نہ تھی، صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل مقصود تھی۔

صحابیات کا اطاعت رسول میں محبوب زیورات صدقہ کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن نکلے اور دو رکعت اس طرح نماز پڑھی کہ نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد نماز پڑھی، پھر آپ عورتوں کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے، چنانچہ آپ نے عورتوں کو نصیحت کی اور انہیں حکم دیا کہ صدقہ کریں، تو (زبانِ نبوی سے یہ بات سننے کی دیر تھی کہ)

فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْقُلْبَ وَالْخُرْصَ. ❶

عورتیں اپنی بالیاں اور کنگن جھولی میں ڈالنے لگیں۔

حضرت ام حمید ساعدیہ رضی اللہ عنہا کی اطاعت رسول

حضرت ام حمید رضی اللہ عنہا زوجہ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ کی معیت میں نماز پڑھنا محبوب رکھتی ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ تم میرے ساتھ نماز پڑھنے کو پسند کرتی ہو لیکن تمہارا اپنے

❶ صحيح البخاري: كتاب الزكوة، باب التحريض على الصدقة والشفاعة فيها، رقم الحديث: ۱۴۳۱

کمرے میں نماز پڑھنا حجرے میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور اپنی قوم کی مسجد میں نماز پڑھنا میری مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے:

فَأَمَرَتْ فَبُنِيَ لَهَا مَسْجِدٌ فِي أَقْصَى شَيْءٍ مِنْ بَيْتِهَا وَأَظْلَمِهِ، فَكَانَتْ تُصَلِّي فِيهِ حَتَّى لَقِيَتِ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ. ❶

ترجمہ: چنانچہ ان کے حکم پر ان کے گھر کے سب سے آخری کونے میں جہاں سب سے زیادہ اندھیرا ہوتا تھا نماز پڑھنے کے لئے جگہ بنادی گئی اور وہ آخری دم تک وہیں نماز پڑھتی رہیں۔

صحابیہ کا کمالِ اطاعت میں زیور پھینک دینا

ایک موقعے پر بیعت کے وقت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی خالہ بھی شریک تھیں، جو سونے کے کنگن اور انگوٹھیاں پہنے ہوئے تھیں، آپ نے فرمایا ان کی زکوۃ دیتی ہو؟ بولیں نہیں، فرمایا کیا تم کو یہ پسند ہے کہ خدا آگ کے کنگن اور انگوٹھیاں پہنائے؟ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا خالہ ان کو اتار دو، چنانچہ فوراً تمام چیزیں اُتار کر پھینک دیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتیں ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ کس نے وہ زیور اٹھائے، اور ہم میں سے کسی خاتون نے اِن زیورات کی طرف توجہ نہیں کی (باوجود یہ کہ عورتوں کو زیورات سے بڑی محبت ہوتی ہے۔) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ! ہم زیور نہ پہنیں گے تو شوہر بے وُقعت سمجھے گا۔ آپ نے فرمایا: تو پھر چاندنی کے زیور بنواؤ اور ان پر زعفران مل لو تا کہ سونے کی چمک پیدا ہو جائے۔ غرض ان باتوں کے بعد جب بیعت کا وقت آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زبانی چند اقرار کرائے، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ! ہم آپ سے بیعت کرتے

❶ مسند أحمد: مسند النساء، ج۴۵ ص۳۷، رقم الحديث: ۲۷۰۹۰

ہیں اپنا ہاتھ بڑھایئے، فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔ ❶

نوجوان دوشیزہ کا اطاعت رسول میں رشتہ پر راضی ہو جانا

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ انصار میں سے تھے، انصار کی عادت تھی کہ وہ کسی بیوہ عورت کی شادی اس وقت تک نہیں کرتے تھے جب تک نبی علیہ السلام کو اس سے مطلع نہ کر دیتے کہ نبی علیہ السلام کو تو اس سے کوئی ضرورت نہیں ہے، چنانچہ نبی علیہ السلام نے ایک انصاری آدمی سے کہا کہ اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کر دو، اس نے کہا: زہے نصیب یا رسول اللہ! بہت بہتر، نبی علیہ السلام نے فرمایا: میں اپنی ذات کے لئے اس کا مطالبہ نہیں کر رہا، اس نے پوچھا: یا رسول اللہ! پھر کس کے لئے؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا: جلیبیب کے لئے، اس نے کہا: یا رسول اللہ! میں لڑکی کی ماں سے مشورہ کر لوں، چنانچہ وہ اس کی ماں کے پاس پہنچا اور کہا کہ نبی علیہ السلام تمہاری بیٹی کو پیغام نکاح دیتے ہیں، اس نے کہا: بہت اچھا، ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی، اس نے کہا کہ نبی علیہ السلام اپنے لئے پیغام نہیں دے رہے بلکہ جلیبیب کے لئے پیغام دے رہے ہیں، اس نے فوراً انکار کرتے ہوئے کہہ دیا بخدا! کسی صورت میں نہیں، نبی علیہ السلام کو جلیبیب کے علاوہ اور کوئی نہیں ملا، ہم نے تو فلاں فلاں رشتے سے انکار کر دیا تھا، ادھر وہ لڑکی اپنے پردے میں سے سن رہی تھی، باہم صلاح مشورے کے بعد جب وہ آدمی نبی علیہ السلام کو اس سے مطلع کرنے کے لئے روانہ ہونے لگا، تو لڑکی نے پردے کے پیچھے سے کہا: مَنْ خَطَبَنِی إِلَيْكُمَا؟ کس نے تمہارے پاس نکاح کا پیغام بھیجا ہے؟ ماں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، تو وہ لڑکی کہنے لگی:

---

❶ مسند أحمد: مسند النساء، من حديث أسماء بنت يزيد، ج ۴۵ ص ۵۵۳، رقم الحديث: ۲۷۵۷۲/حلية الأولياء: ترجمة: أسماء بنت يزيد، ج ۲ ص ۷۶، ۷۷

فَتَرُدُّونَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرَهُ ادْفَعُونِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ فَإِنَّهُ لا يُضَيِّعُنِي. ❶

ترجمہ: کیا آپ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو رد کریں گے؟ آپ مجھے رسول اللہ کے حوالہ کر دیں وہ یقیناً مجھے ضائع نہیں کریں گے۔

یہ کہہ کر اس نے اپنے والدین کی آنکھیں کھول دیں اور وہ کہنے لگے کہ تم سچ کہہ رہی ہو، چنانچہ اس کا باپ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ اگر آپ اس رشتے سے راضی ہیں تو ہم بھی راضی ہیں، نبی علیہ السلام نے فرمایا میں راضی ہوں، چنانچہ نبی علیہ السلام نے جلیبیب سے اس لڑکی کا نکاح کر دیا۔

کچھ ہی عرصے بعد اہلِ مدینہ پر حملہ ہوا، جلیبیب بھی سوار ہو کر نکلے۔ جب جنگ سے فراغت ہوئی تو لوگوں سے پوچھا کہ تم کسی کو غائب پا رہے ہو؟ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! فلاں فلاں لوگ ہمیں نہیں مل رہے، نبی علیہ السلام نے فرمایا لیکن مجھے جلیبیب غائب نظر آ رہا ہے، اسے تلاش کرو، لوگوں نے انہیں تلاش کیا تو وہ سات آدمیوں کے پاس مل گئے، حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ نے ان ساتوں کو قتل کیا تھا بعد میں خود بھی شہید ہو گئے، نبی علیہ السلام تشریف لائے اور ان کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا: اس نے سات آدمیوں کو قتل کیا ہے، بعد میں مشرکین نے اسے شہید کر دیا، یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، یہ جملے دو مرتبہ دہرائے، پھر جب اسے نبی علیہ السلام کے سامنے اٹھایا گیا تو نبی علیہ السلام نے اسے اپنے بازوؤں پر اٹھا لیا اور تدفین تک نبی علیہ السلام کے دونوں بازو ہی تھے جو ان کے لئے جنازے کی چارپائی تھی۔

حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ بظاہر سیاہ فام تھے، اعلیٰ حسب ونسب، دولت وثروت نہیں

❶ مسند أحمد: مسند البصريين، حديث أبي برزة الأسلمي، ج۳۳ص۲۵، رقم الحديث: ۱۹۸۱۰

تھا،لیکن پھر بھی نوجوان لڑکی اُن سے رشتہ پرآمادہ ہوگئی کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہوکر اِس لڑکی کے لئے دعا کی تھی اے اللہ !اس پرخوب خیر برسااورغم اور پریشانی سے اس کی حفاظت فرما،اللہ رب العزت نے اس لڑکی کو پھر اتنا نوازا کہ اس سے زیادہ انصار کی عورتوں میں کرنے خرچ کونی والی نہیں تھی۔ ❶

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد تابعین و تبع تابعین سے لے کر ہندو پاک کے اکابرینِ امت تک ہر فرد اتباعِ سنت کا شیدائی تھا، ان کا اوڑھنا، بچھونا، دل کا سکون، آنکھوں کا نور اور سینہ کی ٹھنڈک اتباعِ سنت میں تھی، ان کے شب و روز کا ایک ایک عمل، زبان کا ایک ایک قول اور زندگی کا ایک ایک معمول سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سانچہ میں ڈھلا ہوا تھا۔ معاملات سے لے کر عبادات تک اور اخلاق و عادات سے لے کر معاشرت تک، ہر ہر شعبے میں ان کی زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا نمونہ تھی، وہ اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے سوتے چلتے پھرتے بے شمار طبعی امور میں بھی نہ صرف سنتوں کا خیال رکھتے تھے، بلکہ پابندی کے ساتھ عمل پیرا ہوتے تھے۔ ہمارے اکابر اور اسلاف اتباع سنت اور اطاعتِ رسول کے شیدائی تھے، اُن کی ہر ممکنہ کوشش ہوتی تھی کہ کوئی سنتِ رسول ہم سے نہ چھوٹے۔

اسلافِ امت کے اتباع سنت اور اطاعت رسول کے ایمان افروز واقعات

خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ کو ترک سنت پر تنبیہ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ اپنے ملفوظات میں تحریر فرماتے

❶ الإستیعاب فی معرفة الأصحاب: ترجمة: جلیبیب، ج ا ص ۲۷۲

ہیں کہ میں نے بزرگانِ سلف کے تذکرے دیکھے ہیں، ان کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ان کی حالت اور طرز وہ نہ تھا جو آج کل کے اکثر مشائخ کا ہے۔

ان مشائخ کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ اتباع شریعت کو وصول الیٰ اللہ کے لئے چنداں ضروری نہیں سمجھتے اوران کا اعتقاد ہے کہ شریعت اور ہے طریقت اور ہے، بلکہ بزرگانِ سلف کا حال تقویٰ طہارت اور اتباع سنت میں صحابہ کا سا تھا۔

چنانچہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ کا قصہ لکھا ہے کہ ایک بار آپ وضو کرنے میں انگلیوں کا خلال کرنا بھول گئے، تو غیب سے آواز آئی کہ محبت رسول کا دعویٰ اور سنت کا ترک؟ آپ نے فوراً توبہ کی کہ آئندہ ایسی حرکت نہیں کروں گا۔

یہ بھی لکھا ہے کہ جہاں آپ آگ کو دیکھتے تو کانپ اٹھتے کہ کہیں قیامت کے روز اس کی سزا نہ ہو، تو اتباع سنت میں ان حضرات کا وہی حال تھا جو حضراتِ صحابہ کرام کا تھا۔ ❶

حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ اور اتباع سنت

حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ جن سے بیعت لیتے تھے اُن کو اتباع سنت کی بہت تاکید کرتے تھے، مولانا عبدالحئ صاحب رحمہ اللہ سے ایک دفعہ کہا کہ اگر کوئی امر خلافِ سنت مجھ سے ہوتا دیکھو تو مجھے اطلاع کر دینا، مولانا عبدالحی رحمہ اللہ نے کہا: جب کوئی مخالف سنت فعل آپ سے عبدالحی دیکھے گا تو عبدالحی آپ کے ساتھ ہوگا ہی کہاں؟ یعنی ہمراہی چھوڑ دے گا۔ مولانا عبدالحی صاحب رحمہ اللہ کے اتباع سنت کی نگرانی کا یہ عالم تھا کہ اپنے شیخ کو بھی خلاف سنت پر ٹوک دیتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت سید صاحب کی نئی شادی ہوئی تھی، نماز میں اپنے معمول سے کچھ دیر سے تشریف لائے،

❶ تاریخ مشائخ چشت: تذکرہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ، ص ۱۶۷

پہلے دن تو مولانا عبدالحئی صاحب رحمہ اللہ نے سکوت کیا، دوسرے دن بھی دیر ہوئی کہ تکبیر اولی فوت ہوگئی، مولانا عبدالحی صاحب رحمہ اللہ نے سلام پھیر کر فرمایا کہ: عبادتِ الٰہی ہوگی یا شادی کی عشرت؟ سید صاحب رحمہ اللہ نے اپنی غلطی کا اعتراف فرمالیا۔ ❶

حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ اور اتباع سنت

حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ کا قصہ ہے کہ اکبری مسجد میں پہلی صف میں ایک پتھر بیٹھ گیا تھا، جس کی وجہ سے وہاں گارہ ہو جاتا تھا، اور لوگ اس کی وجہ سے اس جگہ کو چھوڑ کر دوسری صف میں کھڑے ہو جاتے تھے، حضرت مولانا شہید رحمہ اللہ تشریف لائے اور وہ زمانہ اُن کے بہت عمدہ کپڑا پہننے کا تھا، مگر وہ آ کر صف اوّل میں اُسی جگہ کھڑے ہوئے جہاں کیچڑ تھی، یہ اتباع سنت کے شوق کے سوا کیا ہوسکتا ہے؟ ❷

علامہ قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا اتباع رسول

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب رحمہ اللہ، علامہ قاسم نانوتوی رحمہ اللہ، علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوگئے تھے کہ تھانہ بھون کے فساد میں شاملی کی تحصیل پر حملہ کرنے والے یہی لوگ تھے۔ تھانہ کی بستی کی دُکانوں کے چھپراتیوں نے تحصیل کے دروازے پر چھپر جمع کیے اور ان پر آگ لگادی۔ یہاں تک کہ جس وقت آدھے کواڑ جل گئے، ابھی آگ بجھنے نہ پائی تھی کہ ان نڈر مولویوں نے جلتی آگ میں گھس کر خزانہ لوٹ لیا۔ حضرت حاجی امداد اللہ رحمہ اللہ نے اسی قصبہ میں علامہ قاسم نانوتوی رحمہ اللہ، علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کو الوداع کہا اور حجاز جانے

---

❶ ارواح ثلاثہ: حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کی حکایات، حکایت نمبر: ۱۲۱، ص ۱۴۲

❷ ارواح ثلاثہ: مولانا محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی حکایات، حکایت نمبر: ۶۵، ص: ۸۷

کے لیے روانہ ہو گئے۔ ان ایام میں علامہ قاسم نانوتوی رحمہ اللہ احباب کے اصرار پر تین دن تک روپوش رہے۔

تین دن پورے ہوتے ہی ایک دم باہر نکل آئے اور کھلے بندوں چلنے پھرنے لگے، لوگوں نے پھر روپوشی کے لیے عرض کیا تو فرمایا کہ تین دن سے زائد روپوش رہنا سنت کے خلاف ہے، کیوں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے وقت غار ثور میں تین ہی دن تک روپوش رہے۔ ❶

اتباع سنت میں سفر سے واپس پر پہلے مسجد آتے

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ جب سفر سے نانوتہ تشریف لاتے تو دستور تھا کہ گھر سے پہلے کچھ دیر کے لئے مسجد میں قیام فرماتے، نفل ادا کرتے اور جب قصبے والوں کو آپ کے آنے کی خبر پہنچتی تو سب مسجد کی طرف دوڑ جاتے۔ ❷

علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ اور اتباع سنت

علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ چوں کہ بہت متبع سنت تھے، ایک مرتبہ لوگوں نے کہا کہ مسجد سے بایاں پاؤں نکالنا اور جوتا سیدھے پاؤں میں پہننا سنت ہے، دیکھیں حضرت ان دونوں سنتوں کو کیسے جمع فرماتے ہیں، لوگوں نے اس کا اندازہ کیا، جب حضرت مسجد سے نکلنے لگے تو آپ نے پہلے بایاں پاؤں نکال کر جوتے کے اوپر رکھا، پھر سیدھا پاؤں نکالا تو جوتے کے اندر ڈالا، اس کے بعد بایاں پاؤں میں جوتا پہنا، سبحان اللہ! کیسے دونوں سنتوں کو جمع فرمایا ہے۔ ❸

❶ سوانح قاسمی: ج ۲ ص ۱۷۲، ۱۷۳

❷ سوانح قاسمی: ص ۴۸۸

❸ حکایاتِ اولیاء: ص ۲۱۵

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کا اتباع سنت کا نہایت اہتمام

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے وصیت نامہ میں بہت زور دے کر لکھا ہے کہ اپنی آل اولاد سب دوستوں کو تاکیدی وصیت کرتا ہوں کہ اتباع سنت کو بہت ضروری جان کر شرع کے موافق عمل کریں، معمولی مخالفت کو بھی اپنا بہت سخت دشمن جانیں۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ کا اتباع سنت میں وہ ثبات قدم جس کو استقامت کہتے ہیں، ایسا واضح اور عالم آشکارا ہے کہ محتاج دلیل بنانا بے ادبی کے علاوہ گویا سورج کو چراغ دکھانا ہے۔ سنت کے ساتھ محبت رکھنے والے دُنیا میں اور بھی ہیں، مگر اصل حبۃ القلب اور سودائے دل میں اس محبت کا وہ رُسوخ بہت ہی کم نظر آئے گا، جس کو محویت اور فنائیت کہہ سکیں، اور جس کا جسم پر یہ ثمرہ ظاہر ہو کہ کبھی بھول کر بھی بلاقصد امر خلاف شرع صدور نہ ہو۔ ❶

اطاعت رسول میں مدح کرنے والے پر خاک ڈالنا

مولوی حکیم محمد اسماعیل صاحب گنگوہی اجمیری رحمہ اللہ نے ایک قصیدہ آپ گنگوہی رحمہ اللہ کی مدح میں لکھا اور چونکہ مورد عنایات ہونے کی وجہ سے بے تکلف زیادہ تھے، اس لئے ہر چند حضرت رحمہ اللہ نے سننے سے تنفر فرمایا، مگر انہوں نے باصرار سنایا، جب ختم کر چکے تو آپ جھکے اور زمین سے خاک اُٹھا کر اُن پر ڈال دی۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت! میرے کپڑے خراب ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کہ منہ پر مدح کرنے والے کی یہی جزا ہے، میں کیا کروں؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ ❷

---

❶ تذکرۃ الرشید: معنوی کمالات، ج ۲ ص ۱۶۲

❷ تذکرۃ الرشید: معنوی کمالات، ج ۲ ص ۱۶۶

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ اور اتباع سنت

حضرت شیخ الہند نور اللہ مرقدہ کا معمول تھا کہ وتروں کے بعد بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے تھے، کسی شاگرد نے عرض کیا: حضرت! بیٹھ کر پڑھنے کا ثواب تو آدھا ہے۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: ہاں بھائی! یہ تو مجھے بھی معلوم ہے، مگر بیٹھ کر پڑھنا حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

''حیاتِ شیخ الہند'' میں لکھا ہے کہ کوئی قول وفعل خلافِ شریعت ہونا تو درکنار، مدتوں خدمت میں رہنے والے خادم بھی یہ نہیں بتلا سکتے وہ کوئی ادنی سا فعل بھی آپ رحمہ اللہ سے خلافِ سنت سرزد ہوا۔ دن ہو یا رات، صحت ہو یا مرض، سفر یا حضر، خلوت ہا یا جلوت، ہر حالت میں حضرت رحمہ اللہ کو اتباعِ سنت کا خیال تھا، خود بھی عمل کرتے اور اپنے متبعین متوسلین کو بھی قولاً وعملاً اسی کی ترغیب دیتے، اور رفتہ رفتہ عمل بالسنۃ حضرت رحمہ اللہ کے لئے ایک امر طبعی ہو گیا تھا، جس میں کسی تکلف وتحریک کی ضرورت ہی نہ تھی، نہایت سہولت ومتانت سے سنن ومستحبات کو ملحوظ رکھتے تھے، مگر یہ نہیں کہ ہر وقت ہر ہر فعل پر حاضرین کے بتلانے یا اُن سے داد لینے کے لئے حدیث پڑھ کر سنائیں یا عمل کریں۔ نیا پھل کسی نے پیش کیا تو خوشبو سونگھی، آنکھوں سے لگایا، پھر کسی بچے کو پکارا اور اس کو دے دیا۔ اور کبھی کبھی یہ دیکھنے کے حیلے سے کہ کہ بارش ختم ہوگئی یا نہیں، دو چار قطرے سر اور جسم پر لے کر ''**لِاَنَّـهُ حَـدِيْثُ عَهْدٍ بِرَبِّهٖ تَعَالٰی**'' کا لطف اٹھالیا۔ (1)

ایک روز احقر (مولانا میاں اصغر حسین صاحب) کی عیادت کو تشریف لائے اور صرف مصافحہ کر کے واپس ہونے لگے، میں نے عرض کیا کہ: حضرت! آپ کو آج بھی

(1) صحيح مسلم: كتاب صلاة الاستسقاء، باب رفع اليدين بالدعاء في الصلاة، رقم الحديث: ۸۹۸

حدیث پر عمل کرنا تھا، تبسم فرما کر فوراً پڑھ دیا۔ ''اَلْعِیَادَۃُ فُوَاقَ نَاقَۃٍ'' ❶ غرض چلنا، پھرنا، لیٹنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، سونا، جاگنا جو کچھ بھی تھا کمال اتباع کے ساتھ تھا۔ ❷

مالٹا کی جیل میں سنت رسول کا اہتمام

مالٹا کی حراست کے زمانے میں اگر چہ مسافر پر قربانی نہیں اور قیدی پر تو ذبح کرنے کی بھی اجازت نہیں تھی، مگر حضرت رحمہ اللہ کا معمول ہندوستان میں کئی کئی قربانیاں کرنے کا تھا، ہ جذبہ حضرت رحمہ اللہ کو پیش آیا اور محافظانِ جیل کو اطلاع کی کہ ہمیں قربانی کی اجازت دی جائے اور جانور مہیا کیا جائے، دل کی نکلی ہوئی آہ تاثر کئے بغیر نہیں رہتی ،محافظوں پر اثر ہوا اور ایک دُنبہ سات گنا قیمت میں خرید کر دیا، جس کی قیمت حضرت رحمہ اللہ نے بہت طیب خاطر سے ادا کی اور اس دارالکفر میں جہاں زوالِ سلطنتِ اسلامیہ کے بعد کبھی اس سنت ابراہیمی کے ادا ہونے کی نوبت نہ آئی ہوگی، دسویں ذی الحجہ کو بلند آواز سے تکبیر کہہ کر قربانی کرکے واضح کر دیا کہ علوّ ہمت ہو تو زنداں میں مستحبات بھی ادا ہو سکتے ہیں۔ ❸

اتباع سنت میں سرکہ کا اہتمام

حدیث پاک میں سرکہ کے متعلق آیا ہے کہ بہترین سالن ہے، حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے یہاں جب بھی دسترخوان پر سرکہ ہوتا تو سب چیزوں سے زیادہ اُس کی طرف رغبت فرماتے ،اور کبھی گھونٹ بھی بھر لیتے ۔ایک مرتبہ بدن پر پھنسیاں وغیرہ نکل

❶ شعب الإيمان: عيادة المريض، ج ١١ ص ٤٣٢، رقم الحديث: ٨٧٨٦

❷ حیات شیخ الہند: حضرت کے اخلاق وعادات، تواضع وانکساری، ص ۲۱۲، ۲۱۳

❸ حیات شیخ الہند: مالٹا کے حالات اور زمانہ اسیری کے واقعات، ص ۱۱۸، ۱۱۹

آئیں، اطباء نے سرکہ کو منع کر دیا، پھر بھی حضرت رحمہ اللہ سرکہ نوش فرما ہی لیتے۔ ❶

اتباع سنت میں نہایت سادگی سے اولاد کی شادیاں

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے اپنی چاروں صاحبزادیوں کی شادی اپنے استاذ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کے طرز پر ایسی ہی سادگی اور اتباع سنت سے کی جو حضرت رحمہ اللہ جیسے محدثِ اعظم اور عاشق سنت کے شایانِ شان تھی۔ کبھی جامع مسجد میں نماز کے بعد اعلان کر کے داماد کو بٹھا کر نکاح پڑھ دیا۔ کبھی مدرسے میں علماء اور طلباء کے مجمع میں بطریق مسنون عقد کر دیا اور معمولی کپڑے پہنا کر معمولی ڈولی میں بٹھا کر رخصت کر دیا۔ ❷

علامہ خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ اور اتباعِ سنت

منی کے قیام میں کھچا کھچ اسباب کے گرد برابر برابر شغدف لگے ہوئے تھے کہ قبیل صبح صادق مطوف آیا اور شور مچایا کہ تیار ہو جاؤ عرفات کے لئے، دیکھتا ہوں تو حضرت دو شغدفوں کے بیچ میں گلی نما جو تنگ جگہ چھٹتی ہے اُس میں کھڑے ہوئے اپنے مولیٰ کے ساتھ راز و نیاز میں مشغول ہیں، اور پارہ ہائے قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ مطوف اور جمالین نے بہت شور مچایا مگر حضرت کے طویل قیام میں ایک آیت کا بھی فرق نہ آیا، تلاوت قرآن جس سکون کو چاہتی ہے اُس کا حق ادا فرما کر جب آپ رحمہ اللہ نے سلام پھیرا تو اللہ کے شیر پر غصے کے آثار نمودار تھے، اور تند و تیز لہجے میں آپ نے مطوّف سے کہا: تم بھول گئے، ہم نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ سنت کے خلاف ہم ہرگز نہ کریں گے، اور تم نے اقرار کیا تھا کہ جس طرح کہو گے اُسی طرح کروں گا، پھر

❶ حیات شیخ الہند: اولاد وغیرہ اور بعض دیگر حالات، ص ۲۰۸

❷ حیات شیخ الہند: اولاد وغیرہ اور بعض دیگر حالات، ص ۲۰۶

قبل طلوع آفتاب لے چلنے پر ہم سے کہنے کا تم کو کیا حق ہے کہ فضول پریشان کررہے ہو؟ مطوف نے کہا: میں کیا کروں جمال نہیں مانتے، جن پر کسی کا زور نہیں اور یہ اونٹ لے کر چل دیئے تو حج فوت ہو جائے گا، سنت کی خاطر فرض کو خطرے میں ڈالنا تو اچھا نہیں۔ اس جواب پر حضرت رحمہ اللہ کا غصہ تیز ہو گیا، بھرائی ہوئی آواز میں فرمایا: ہم نے تم کو مطوف قرار دیا ہے اُستاذ اور پیر قرار نہیں دیا ہے کہ علمی مشورہ لیں، جاؤ اپنا کام کرو، ہم شروقِ آفتاب سے ایک منٹ پہلے بھی نہیں اُٹھیں گے، ہمارا مال خرچ اور صعوبت برداشت کر کے آنا حج کو بطریقِ سنت ادا کرنے کے شوق میں ہوتا ہے نہ کہ تمہارے اور جمالوں کے غلام بننے کے لئے، جمالوں کو اپنے اونٹوں کا اختیار ہے، اُن کا جی چاہے وہ اُن کو لے جاویں، باقی ہم پر اُن کو کوئی اختیار نہیں کہ اٹھنے پر مجبور کریں، تم نے ناوقت شور مچا کر ہم کو پریشان کر دیا، اور نماز تک نہیں پڑھنے دی، اس لئے ہم تم کو بھی آزاد کرتے ہیں، اپنے دوسرے حاجیوں کو سنبھالو، ہم کو ہمارے حال پر چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے ہم لولے لنجے نہیں ہیں، اور نہ عرفات کچھ زیادہ دُور ہے، اونٹ چلے جائیں گے تو پیدل بھی ہم ان شاء اللہ پہنچ جائیں گے، مگر تم یہ چاہو کہ سنت چھوڑ کر تمہارا کہنا مانیں سواس کی ہرگز ہم سے توقع مت رکھو۔ ❶

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کا اتباع سنت

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ جمعہ کے روز نمازِ فجر میں مطابق سنت پہلی رکعت میں سورہ ''حم سجدہ'' اور دوسری میں سورہ ''دہر'' معمولاً تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ جو شوافع کے نزدیک تو واجب ہے، لیکن احناف سنت کے قائل ہیں۔ ٹانڈہ میں فجر کی نماز عموماً قاری مہدی صاحب بخاری رحمہ اللہ پڑھایا کرتے تھے جو کلکتہ کی کسی

❶ تذکرۃ الخلیل: منیٰ میں معمولات پر عمل، اتباع سنت کا خاص اہتمام، ص ۵۸

بڑی مسجد کے پیش امام تھے اور رمضان المبارک کے سلسلہ میں ٹانڈہ آئے ہوئے تھے، ایک جمعہ کو موصوف نے دوسری سورتوں کی تلاوت کی بعد نماز حضرت ان پر بے حد خفا ہوئے کہ مسنون سورتیں کیوں ترک کی گئیں۔ مولانا الحاج قاری اصغر علی صاحب رحمہ اللہ نے جو حضرت کے مزاج میں بہت دخیل تھے عرض کیا کہ:

''اب تو عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ حضرت جمعہ کے دن ان سورتوں کی تلاوت کی فرضیت کے قائل ہیں۔''

فرمایا کہ:

''یہ بات نہیں ہے چونکہ لوگوں نے اس سنت کو کلیتاً ترک کر دیا ہے اس لئے میں اس مردہ سنت کو زندہ کرنا چاہتا ہوں۔'' ❶

شب بیداری میں اتباع سنت اور خشیت

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی نوراللہ مرقدہ کے اتباع سنت کے واقعات اس قدر مشہور اور زباں زد ہیں کہ ان سب کا لکھوانا تو بہت مشکل ہے اور اس کے دیکھنے والے ابھی تک بہت موجود ہیں۔ اس ناکارہ نے اپنے اکابر میں اخیر شب میں رات کو گڑگڑاتے ہوئے رونے والا دو کو دیکھا، ایک اپنے والد صاحب رحمہ اللہ کو اور دوسرے حضرت شیخ الاسلام رحمہ اللہ کو، ایسی ہچکیاں اور سسکیاں لیتے تھے جیسے کوئی بچہ پٹ رہا ہو، قاری محمد میاں صاحب مدرس مدرسہ فتح پوری دہلی لکھتے ہیں:

تہجد میں اوّل دو رکعتیں مختصر پڑھتے اور اس کے بعد دو رکعتیں طویل، جن میں ڈیڑھ دو پارے قراءت فرماتے، تہجد کی قراءت قدرے جہر سے ادا فرماتے، پاس بیٹھا ہوا آدمی غور سے سنے تو پوری قراءت سن سکے۔ قراءت کرتے وقت اس قدر خشوع،

❶ روزنامہ نئی دنیا دہلی: ص ۲۰۵

اتنا گریہ، سینۂ مبارک سے ایسے کھولتے ہوئے گرم سانس، جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی کیفیت احادیث میں کی گئی ہے: "يُصَلِّي وَفِي صَدْرِهِ أَزِيزٌ كَأَزِيزِ الْمِرْجَلِ مِنَ الْبُكَاءِ" (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ایسی پڑھا کرتے تھے کہ آپ کے سینے سے رونے کی وجہ سے ہانڈی کے جوش مارنے کی آواز کی طرح آواز آتی تھی، وہ منظر میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا ہے۔)❶

تہجد کی نماز سے فارغ ہوکر پہلے دُعا مانگتے، پھر مصلے پر استغفار کرنے کے لئے بیٹھ جاتے تسبیح ہاتھ میں ہوتی، جیب میں سے رُومال نکال کر آگے رکھ لیتے، اُس وقت رونے کا جو منظر بارہا دیکھنے میں آیا ہے وہ کسی اور وقت نہیں آیا۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں مسلسل جاری، رُومال سے صاف کرتے جاتے اور "اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ" جھوم جھوم کر پڑھتے جاتے، کبھی کبھی اور بھی کلمات پڑھتے، بعض اوقات اسی کرب وبے چینی کے عالم میں فارسی یا اُردو کا کوئی شعر بھی پڑھا کرتے، فجر کی نماز تک یہی معمول رہتا۔❷

اتباعِ سنت میں کیکر کا درخت لگوانا

عبادتِ خداوندی کا یہ ذوق کہ شدید مرض کی حالت میں بھی نماز فجر میں طوالِ مفصل ہی پڑھا کرتے تھے، سنت کی شیدائیت اتنے کمال کو پہنچی ہوئی تھی کہ جن امور کو ادنیٰ تعلق بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو اُن پر عمل کرتے تھے۔ دنیا کو حیرت ہوگی کہ دارالعلوم کے چمن میں کیکر کا درخت لگوایا، لوگوں کو خیال ہوا کہ اس درخت سے نہ زینتِ چمن، پھر کیوں لگوایا؟ تحقیق سے پتہ چلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیکر

❶ مختصر قیام اللیل للمروزی: ج ۱ ص ۱۴۲

❷ الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر: ص ۸۰

کے درخت کے نیچے بیٹھ کر صحابہ سے بیعت لی تھی جو بیعت رضوان کے نام سے زباں زدِ خاص و عام ہے، یہ درخت اس کی یادگار ہے۔ ❶

حضرت مدنی رحمہ اللہ کا اطاعت رسول

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے مہمان خانہ میں ایک صاحب تقریباً دو ماہ سے مقیم تھے، نہ نماز پڑھتے تھے اور نہ حضرت کی مجلس میں شریک ہوتے تھے۔ خادم مہمان خانہ نے ان سے کہا تم دو ماہ سے مقیم ہو۔ حضرت سے کوئی مقصد بھی عرض نہیں کرتے۔ نماز نہیں پڑھتے اگر تمھارا کوئی کام نہیں ہے تو جاؤ اپنا گھر بار دیکھو! اتفاق سے جس وقت خادم یہ کہہ رہا تھا مولانا سید فرید الوحیدی صاحب مدظلہ بھی وہاں موجود تھے، بات رفت گذشت ہوگئی، وہ مہمان بھی رخصت ہو گئے۔ مہینوں کے بعد کسی موقع پر حضرت مدنی رحمہ اللہ کو اس واقع کا علم ہوا جب مولانا سید فرید الوحیدی حاضر ہوئے ایک دم ڈانٹنا شروع فرمادیا:

”کس نے مہمان سے کہا چلے جاؤ! گدھے تو اسی لئے پیدا ہوا تھا“

جب مولانا فرید الوحیدی صاحب نے نہایت صفائی کے ساتھ اپنا بے قصور ہونا ثابت کیا تو فرمایا:

”تو وہاں موجود تو تھا تو نے روکا کیوں نہیں“

مولانا فرید الوحیدی نے عرض کیا کہ:

حضرت! وہ مہمان دو ماہ سے مقیم تھے، تارک الصلوۃ تھے اس لئے میرا خیال تھا کہ صوفی جی کچھ بے جا نہیں کر رہے ہیں۔

یہ سن کر فرمایا:

❶ الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص: ۵۲

ترک صلوۃ ہمارا نہیں خدا کا قصور ہے، اس پر ان کو سمجھانا چاہیے تھا اور دو ماہ رہے کوئی مہمان چاہے سو ماہ رہے کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ کوئی ٹیڑھی نظر سے دیکھے، یہ نہ سمجھنا کہ میں سفر پر رہتا ہوں مجھے علم نہیں ہوتا، اگر کسی نے مہمانوں کو تکلیف پہنچائی تو میں قیامت کے دن دامن گیر ہوں گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ مہمان کا اکرام کرے۔

دیکھیں: اتباعِ سنت اور اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا کس قدر غلبہ تھا۔ ❶

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ اور اتباع سنت

ہم بہت سی سنتیں حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ سے عمل کو دیکھ کر معلوم کرلیا کرتے تھے۔ کھانا کھانے کے بعد دھو کر رومال سے ہاتھ پونچھنے کے بجائے پاؤں کے تلووں سے پونچھ لیتے تھے۔ اکڑوں بیٹھ کر کھانے کھاتے تھے۔ کھانے میں ہمیشہ تین انگلیاں استعمال فرماتے تھے اور دونوں ہاتھ مشغول رکھتے تھے۔ بائیں ہاتھ میں روٹی، داہنے ہاتھ سے اُسے توڑ توڑ کر استعمال کرتے تھے۔ لقمے ہمیشہ چھوٹے چھوٹے استعمال کرتے تھے۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ پاجامہ استعمال کرتے تھے اور پاجامہ نیم ساق (پنڈلی) سے کبھی نیچا نہ ہوتا تھا۔ عمامہ کا استعمال زیادہ ہوتا تھا۔ جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے جاتے تو ''فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ'' کا منظر سب کو نظر آتا، سعی اور دوڑ کی شان، تیز رفتاری اور لمبے لمبے قدم چال سے نمایاں ہوتے تھے، ''حَسْبُنَا اللّٰہُ'' تکیہ کلام تھا۔ اٹھتے بیٹھتے اکثر وبیشتر ''حَسْبُنَا اللّٰہُ'' فرماتے رہتے۔ ایسے ہی موقع بموقع اللہ رب العزت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ فرماتے رہتے۔ ❷

❶ حکایات وعملیات مدنی رحمہ اللہ: ص۵۲

❷ جمال انور: ص۲۷

حقیقی تصوف اتباع سنت ہے

ایک مرتبہ دارالعلوم دیوبند میں ایک جلسہ ہونے والا تھا جس کے انتظام میں مدرسہ کا پورا عملہ لگا ہوا تھا، مگر مہتمم مدرسہ حضرت مولانا رفیع الدین صاحب کو دیکھا گیا کہ نہایت اطمینان سے اپنے معمولات میں مشغول ہیں۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے عرض کیا کہ:

حضرت پر اس وقتی انتظام اور اس کے متفرق معاملات کا کوئی اثر محسوس نہیں ہوتا جو عام لوگوں کی عادت کے خلاف ہے۔

حضرت مولانا رفیع الدین صاحب مہتمم مدرسہ نے فرمایا کہ:

''یہ انتظام ہی کیا ہے اگر سلطنت کا انتظام ہمارے سپرد کر دیا جائے تو اس کو بھی ان شاء اللہ تعالیٰ اسی شان سے اطمینان کے ساتھ انجام دیں گے۔''

فائدہ: حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ حقیقی تصوف سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کا اتباع ہے کہ سب تعلقات کے حقوق ادا کئے جائیں جیسا کہ صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں تشریف فرما ہوتے تھے تو عام لوگوں کی طرح گھر کے کام کاج میں لگے رہتے تھے لیکن اذان کی آواز سنتے تو اس طرح سب کو چھوڑ کر اٹھ جاتے تھے گویا آپ ہمیں پہچانتے بھی نہیں۔ ❶

حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب کی امیر شریعت کو اتباع سنت کی نصیحت

امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ اپنے آغاز شباب میں حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑہ شریف قدس سرہ العزیز کی خدمت میں بیعت

---

❶ مجالس حکیم الامت: ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ، ص ۳۴۳

کے لئے حاضر ہوئے (پیر صاحب متبع شریعت اور بدعات سے مجتنب تھے) تو کئی دن تک آستانے میں رکنا پڑا۔ لوگ آتے بیعت ہوتے اور چلے جاتے۔ حضرت پیر صاحب شاہ جی کی طرف راجع ہی نہ ہوئے، تو ایک دن حضرت پیر صاحب گھوڑے پر سوار ہوکر گاؤں سے باہر جارہے تھے۔ شاہ جی پیچھے پیچھے ہوگئے۔ حضرت نے مڑکر دیکھا تو شاہ جی پیچھے چلے آرہے تھے، پیر صاحب نے فرمایا:

آپ کہاں جارہے ہیں؟

حضرت شاہ جی نے عرض کیا: اتنے روز سے یہاں پڑا ہوں اس اثناء میں آپ نے سینکڑوں لوگ بیعت کئے مجھے یہ عزت نہ بخشی، بیعت فرمالیجئے۔

حضرت نے فرمایا: کچھ دن ٹھہرو، جاتے کہاں، ٹھہرے رہے حتی کہ حضرت نے بیعت فرمالیا اور بعض قرآنی وظائف پڑھنے کی ہدایت فرمادی۔

شاہ جی نے عرض کیا کہ:

''آپ اکثر قصیدہ غوثیہ پڑھنے کے لئے ہدایت فرماتے ہیں مجھے نہیں بتایا''

حضرت نے تبسم فرمایا اور کہا:

شاہ جی! میں نے آپ کو وہ چیز بتائی ہے جسے پڑھ کر غوث، غوث ہوگئے ہیں۔

پھر فرمایا:

شاہ جی! قدرت نے آپ کو لسان پیدا کیا ہے اس میدان میں آپ کبھی پیچھے نہیں رہیں گے:

حضرت پیر صاحب کا آخری وقت تھا شاہ جی حاضر ہوئے عرض کیا:

''کوئی نصیحت فرمایئے۔''

عالمِ جذب میں تھے فرمایا:

”اتباع شریعت“ ❶

اتباع سنت کے سبب دنیاوی تمام نعمتیں مل گئیں

ملتان میں چند روز ہوئے ایک تبلیغی جماعت آئی ہوئی تھی، ایک نوجوان نے یہ واقعہ اس طرح سنایا کہ لاہور سے ایک بارات کراچی گئی، ابھی نکاح مسنون منعقد نہ ہوا تھا کسی طرح ہونے والی دلہن کی دولہا پر نظر پڑ گئی، اس نے دیکھا کہ دولہا میاں تو داڑھی والا ہے، دلہن کو شدید دھچکا لگا اس نے اپنی والدہ وغیرہ سے بات کی۔

چنانچہ دلہن والوں نے دولہا کے والد پر زور ڈالا کہ یہ شادی صرف اس صورت میں ہوگی جب دولہا اپنی داڑھی صاف کرلے، دولہا کے والد نے دولہا سے بات کی اس نے صاف انکار کردیا، اس کے والد نے بالآخر دولہا سے کہا: کہ ”طرفین“ کی عزت کا معاملہ ہے، فی الحال داڑھی صاف کروالو، نکاح کے بعد بے شک رکھ لینا، دولہا نے پھر انکار کردیا لیکن اس کا باپ اس کے پیچھے ہی پڑ گیا۔

تنگ آکر دولہا نے کہا کہ اچھا میں حجام کے پاس جاکر اس معاملے میں کوشش کرتا ہوں، چنانچہ وہ اکیلا ہی شادی کی تقریب سے علیحدہ ہوگیا اور غائب ہوگیا، وہ سیدھا کراچی ریلوے اسٹیشن گیا اور لاہور کا ٹکٹ لے کر کراچی سے روانہ ہوگیا، وہ لاہور پہنچ کر پریشان پھرتا رہا کہ کرے تو کیا کرے، سوچنے لگا کہ اگر گھر گیا تو دلہن کے بغیر جانے پر گھر والے مذاق بناتے رہا کریں گے، چنانچہ وہ ایک مسجد میں قیام پذیر ہوگیا۔

رات کو خواب میں ایک نیک دل سیٹھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں سیٹھ صاحب سے فرمایا کہ لاہور کی فلاں مسجد میں ہمارا ایک مہمان نوجوان ٹھہرا ہوا ہے، اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کردو، سیٹھ

❶ شاہ جی کے علمی وتقریری جواہر پارے: ص ۱۱۹

صاحب کے لئے اس سے بڑی سعادت بھلا اور کیا ہوسکتی تھی، صبح اٹھ کر وہ اس مسجد میں گئے نوجوان کو وہاں تلاش کیا لیکن مطلوبہ نوجوان ان کو نہ ملا، تلاش بسیار کے بعد انہوں نے محسوس کیا کہ لپٹی ہوئی صف میں کوئی شخص چھپا ہوا ہے، سردیوں کے دن تھے وہ نوجوان سردی سے بچنے کے لیے صف کے اندر گھسا ہوا تھا۔

سیٹھ صاحب اس نوجوان کو اپنے گھر لے آئے اس کو غسل کرایا کپڑے پہنائے اور اپنا خواب سنایا، تھوڑی دیر بعد سیٹھ صاحب نے اپنی بیٹی کا نکاح اس نوجوان سے منعقد کرایا اور تحفے میں کوٹھی کار اور دیگر جائیداد بھی دی، وہ نوجوان اپنی دلہن کو لے کر اپنے گھر آ گیا۔

ادھر کراچی میں شادی کی تقریب میں دولہا کی گمشدگی کی خبر پھیل گئی، لڑکی والوں کی بڑی سبکی ہوئی اور لڑکے والے بھی بے نیل ومراد واپس لاہور آ گئے۔

انہوں نے دیکھا کہ دلہن تو وہاں پہلے سے موجود ہے، بڑے حیران ہوئے نوجوان نے ان کو سارا واقعہ سنایا، یہ واقعہ سن کر کئی مردوں پر خوشگوار اثر ہوا اور ان میں سے چند ایک خوش نصیب حضرات نے داڑھی کو اپنے چہروں پر سجالیا۔ ❶

حضرت مولانا عبدالرحمٰن کاملپوری رحمہ اللہ اور اتباع سنت

حضرت مولانا عبدالغنی دائمی مظاہری ناظم مکتب خانہ دارالعلوم کراچی نے ایک واقعہ تحریر فرمایا کہ:

غالباً ماہ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ میں ترمذی شریف کے سبق میں ”بَابُ الْوُضُوْءِ بِالْمُدِّ“ کا ذکر تھا۔ اس حدیث میں جب حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کاملپوری رحمہ اللہ نے تقریر فرمائی کہ غالباً دو رطل تقریباً اڑسٹھ تولہ پانی سے وضو ہوسکتا ہے، تو میں

---

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: ۴۶۰، ۴۶۱

نے عرض کیا کہ زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ سلم یا متقدمین میں تو ہوسکتا ہوگا، مگر اب اگر کوئی کرے گا تو بہ تکلف ہی شاید صحیح کر سکے۔ فرمایا ہوسکتا ہے اللہ کے بندے اب بھی اسی طرح بے تکلف کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں ہوسکتا، اگر حضرت کر کے بتادیں تو شاید مجھے شرح صدر ہو جائے۔ حضرت نے نہایت شفقت وخوشی سے فرمایا کہ اچھا جاؤ پانی وزن کر کے لاؤ۔ چنانچہ میں بغایتِ احتیاط پانی وزن کر کے لایا کہ زیادہ نہ ہو، حضرت رحمہ اللہ نے سبق میں سب کے سامنے اسی قدر پانی سے وضو کر کے دکھلایا اور کچھ بچ بھی گیا، اس کے بعد جب کبھی بھی غور کیا حضرت رحمہ اللہ کے وضو یا غسل میں اسراف فی الماء کا شائبہ نہیں ہوا۔ مقدارِ مسنونہ کے مطابق ہی ہمیشہ پانی استعمال ہوتا دیکھا۔ اکثر حضرت لوٹے ہی سے وضو فرماتے تھے اور حوض پر بھی وضو فرماتے تو پانی زیادہ صرف نہ ہوتا تھا۔ اسی طرح ہر عمل میں اتباعِ سنت اور اعتدال حضرت رحمہ اللہ کی طبیعت ثانیہ تھی۔ غرضیکہ حضرت رحمہ اللہ وضو، غسل اور دیگر جزوی امور میں بھی سنت کی اتباع سختی سے کرتے تھے۔ (۱)

ہم سے قریب وہ ہیں جو ہماری سنت پر عمل پیرا ہیں

دیوبند میں ایک بزرگ تھے حضرت سید عابد حسین رحمہ اللہ، گرمی میں مشکیزہ بھر کر سڑکوں پر لوگوں کو پانی پلاتے پھرتے تھے، حالانکہ بڑے رئیس تھے خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لیجارہے ہیں اور بہت مخلوق پیچھے ہے ان میں حضرت گنگوہی رحمہ اللہ علیہ بھی ہیں، سب لوگ تو دوڑ رہے ہیں مگر حضرت گنگوہی رحمہ اللہ علیہ آہستہ آہستہ چل رہے ہیں۔

میں نے کہا حضرت آپ بھی دوڑئیں، فرمایا کہ نہیں میں تو نشانِ قدم ڈھونڈھ کر چل رہا

(۱) تجلیاتِ رحمانی: باب ششم خصوصی کمالات، علمی مقام خصائل وعادات اور معمولات، ص ۴۶۱، ۴۶۲

ہوں، دیر میں پہنچوں وہ بات الگ ہے مگر اتباع اصل بنیادی چیز ہے، رات بھر جاگ کر عبادت کرنا اور ہے اور ایک لمحہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع بہت بلند چیز ہے، فرمایا کہ ایک بیت الخلاء میں جانے کی دعا ہزاروں نفلی عبادتوں سے بہتر ہے، اس میں نور اور برکت ہے۔ ایک صاحب روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر تھے، دل میں نادم تھے ان پر رعب تھا، روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب نہ جا سکے دور کھڑے رہے، جو لوگ مرتبہ جانتے ہیں وہ ادب کا معاملہ سمجھتے ہیں دوڑ کر جالی کا چومنا اور چیز ہے اور ہیبت دربار صلی اللہ علیہ وسلم سے قدم آگے نہ بڑھنا اور چیز ہے، جس کو جتنا تعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگا اتنی ہی اس پر جلال کی کیفیت اور ہیبت دل پر ہوگی، لوگ دھکے دے کر آگے بڑھتے رہے یہ بیچارے پیچھے کھڑے سلام پڑھتے رہے، دل میں حسرت بھی تھی کہ لوگ آگے بڑھ رہے ہیں دل میں فوراً ایک ندا ہوئی سن لو ہم سے قریب وہ ہیں جو ہماری سنت پر عمل کرتے ہیں، جو ہماری سنت پر عمل نہیں کرتے وہ چاہے ہماری جالیوں سے چمٹے ہوئے ہوں دور ہیں اور یہ بھی سنا کہ لوگوں سے کہہ دو ہماری قربت اور دوری ہماری اتباع میں ہے، حق تعالیٰ جس کو عشق دیتا ہے اس کو اتباع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم عطا کر دیتا ہے۔ ❶

حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفی رحمہ اللہ اور اتباع سنت

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں:

حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفی صاحب قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے سالہا سال اس بات کی مشق ہے۔ مثلاً گھر میں داخل ہوا اور کھانے کا وقت آیا اور دستر خوان پر بیٹھے کھانا سامنے آیا اب بھوک شدید ہے اور کھانا بھی لذیذ ہے، دل چاہ رہا ہے کہ

❶ ہمارے اسلاف: ص ۲۵۴

فوراً کھانا شروع کر دوں لیکن ایک لمحے کیلئے کھانے سے رک گیا اور دل سے کہا کہ یہ کھانا نہیں کھائیں گے۔اس کے بعد دوسرے لمحے یہ سوچا کہ یہ کھانا اللہ کی عطا ہے اور جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے، یہ میرے قوتِ بازو کا کرشمہ نہیں ہے اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب کھانا سامنے آتا تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر کے اس کو کھالیا کرتے تھے۔اس لئے میں بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں اس کھانے کو کھاؤں گا۔اس کے بعد بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرتا۔

گھر میں داخل ہوئے اور بچہ کھیلتا ہوا اچھا معلوم ہوا دل چاہا کہ اس کو گود میں اٹھا کر پیار کریں۔لیکن ایک لمحے کیلئے رک گئے اور سوچا کہ محض دل کے چاہنے پر بچے کو گود میں نہیں لیں گے، پھر دوسرے لمحے یہ خیال لائے کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں سے محبت فرمایا کرتے تھے اور ان کو گود میں لے لیا کرتے تھے اب میں بھی آپ کی سنت کی اتباع میں بچے کو گود میں اٹھاؤں گا،اس کے بعد بچے کو اٹھالیا۔حضرت والا فرمایا کرتے تھے کہ میں نے سالہا سال تک اس عمل کی مشق کی ہے اور یہ شعر سنایا کرتے تھے:

جگر پانی کیا ہے مدتوں غم کی کشاکشی میں
کوئی آسان ہے کیا خوگر آزاد ہو جاتا

سالہا سال کی مشق کے بعد یہ چیز حاصل ہوئی ہے اور الحمدللہ اب مختلف نہیں ہونا،اب جب بھی اس قسم کی کوئی نعمت سامنے آتی ہے تو پہلے ذہن اس طرف جاتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور پھر اس پر شکر ادا کر کے بسم اللہ پڑھ کر اس کام کو کر لیتا ہوں اور اب عادت پڑ گئی ہے،اور اسی کو زاویہ نگاہ کی تبدیلی کہتے ہیں،اس کے نتیجے میں دنیاوی چیز

دین بن جاتی ہے۔ ❶

اتباع سنت سے متاثر ہوکر غیر مسلم کا قبولِ اسلام

ملتان کی ایک جماعت کافی عرصہ پہلے امریکہ گئی، کام سے فارغ ہوکر کھانا کھانے کے لیے دستر خوان لگایا، اسی عرصہ میں ایک حبشی امریکن آیا، اس نے انگریزی میں کہا کہ میں آپ سے چند سوالات کرنے آیا ہوں، جماعت کے ساتھیوں نے اسے کھانے میں شریک کیا اور کافی اکرام کیا، میٹھا کھلایا، جب وہ کھانے سے فارغ ہوا تو کہا کہ مجھے مسلمان بنا دیں، جماعت کے ساتھیوں نے کہا کہ آپ سوالات پوچھنے آئے ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ جس سادگی اور محبت سے آپ نے کھانا کھلایا ہے آج تک تو میری ماں نے بھی کبھی نہیں کھلایا۔ گھر میں ہر ایک کی علیحدہ پلیٹ، علیحدہ چمچہ اور گلاس ہے، جس کو میں ہی ہاتھ لگاتا ہوں اور اس میں صرف میں ہی کھاتا ہوں۔ گھر کے تمام افراد حتی کہ والدین بھی میری چیزوں سے دور رہتے ہیں، یہاں تو ہم سب نے ایک ہی پلیٹ میں کھایا اور ایک ہی گلاس سے پانی پیا۔ اگر اسلام یہی ہے تو مجھے قبول ہے۔ چنانچہ اس نے مسلمان ہوکر جماعت کے ساتھ کچھ وقت لگایا اور بہت خوش تھا کہ اللہ کی ذات نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی برکت سے ایمان کی دولت سے نوازا۔ ❷

شوہر کے اتباع سنت اور عمل کے سبب بیوی مسلمان ہوگئی

امریکہ میں ایک جماعت جس میں ملتان کے کچھ ساتھی تھے، انہوں نے واپس آکر ایک عجیب کارگزاری سنائی، امریکہ میں قیام کے دوران ایک پاکستانی نے جو وہاں نوکری کر رہا تھا جماعت کی گھر بلا کر ضیافت کی اور گزارش کی کہ اس کی بیوی غیر مسلم ہے، کئی دفعہ اس کے کہنے کے باوجود مسلمان نہیں ہوئی، چنانچہ ان ساتھیوں نے اس کی

❶ اصلاحی خطبات: کھانے کے آداب، جلد۵ ص ۱۴۹، ۱۵۰

❷ ناقابل یقین سچے واقعات: ص ۳۰۱

بیوی سے پردے کے پیچھے اسلام کی خوبیاں بیان کیں، مگر اس محترمہ نے مسلمان ہونے سے انکار کیا اور اس کی وجہ یہ بتائی کہ میں اپنے شوہر اور غیر مسلم مردوں میں کوئی فرق نہیں پاتی۔ یہ غیر عورتوں سے تعلق رکھتے ہیں، شراب اور خنزیر کھاتے ہیں اور میں نے اپنے شوہر میں کوئی اسلام کی خوبی نہیں دیکھی۔

چنانچہ جماعت کے ساتھی مایوس ہوکر واپس چلے گئے، مگر اس پاکستانی کے دل میں بیوی کو مسلمان کرنے کی بڑی تڑپ دیکھ کر جماعت کے ساتھیوں نے اس کو اللہ کے راستے میں نکل کر دین سیکھنے کی ترغیب دی، چنانچہ اس کی بیوی نے بھی اس کو جماعت کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی۔ کچھ دن جماعت کے ساتھ لگا کر جب یہ صاحب گھر واپس آئے تو اس کی بیوی نے اس کی موجودہ اور ماضی کی زندگی میں نمایاں فرق دیکھا۔ تو اس بی بی نے اپنے خاوند کو بھیج کر جماعت کے ساتھیوں کو اپنے گھر ازخود بلایا اور کہا کہ میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں۔ جماعت کے ساتھیوں نے وجہ پوچھی تو بی بی نے بتایا کہ چند دن جماعت میں گزارنے سے میرا خاوند تو بالکل بدل گیا ہے۔ غیر عورتوں کے ساتھ میل جول تو کیا ان کو دیکھتا ہی نہیں۔ شراب اور خنزیر سے بالکل تنفر ہو گیا ہے، نماز جو اس نے کبھی نہیں پڑھی تھی پابندی سے پڑھ رہا ہے۔ میرے ساتھ بحیثیت خاوند اس کا رویہ اب بہت ہمدردانہ ہے، اگر یہی اسلام ہے تو مجھے بھی اس کی ضرورت ہے۔ جماعت کے ساتھیوں نے بتایا کہ ہم کوشش کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اپنے اندر لے آئیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک عمل میں اللہ تعالیٰ نے نورانیت رکھی ہے، یہ نمایاں تبدیلی جو آپ اپنے شوہر میں دیکھ رہی ہیں یہ اسی ماحول کا نتیجہ ہے۔ ❶

❶ ناقابل یقین سچے واقعات: ص ۳۰۳، ۳۰۴

ان واقعات سے اندازہ لگائیں کہ اسلاف میں کس قدر اطاعتِ رسول اور اتباع سنت کا غلبہ تھا، اس لئے انسان جو بھی کام کرے تو اتباع رسول کے مطابق کرے، اس سے جہاں اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی حاصل ہوگی وہیں انسان کے اجر وثواب میں بھی اضافہ ہوگا، اتباع سنت سے محبت رسول حاصل ہوتی ہے، اتباع رب العالمین کی خوشنودی کا اور خاتمہ بالخیر کی دلیل ہے اور دوسروں کو دین پر لانے کا موثر ذریعہ اتباع سنت ہے، متبع سنت شخص کا قول وفعل، چال ڈھال، وضع قطع، حلیہ اور لباس ہر ایک چیز دعوت کا ذریعہ ہوتی ہے، اس کے عمل سے متاثر ہوکر لوگ دین سے جڑتے ہیں، اللہ رب العزت ہم سب کو اتباع سنت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

۲۶......درود شریف کی اہمیت وفضیلت، فوائد وبرکات اور اسلاف امت کے ایمان افروز واقعات

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلا هَادِيَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. أَمَّابَعْدُ: فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

قَالَ اللّٰهُ تبارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ:

﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾(الأحزاب ٥٦)

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلاةً. ❶

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ مِنْ أُمَّتِكَ صَلاةً كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ، وَمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ، وَرَفَعَ لَهُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ، وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَهَا. ❷

میرے انتہائی واجب الاحترام، قابل صد احترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں!

میں نے جن آیات اور احادیث کا تذکرہ کیا ان میں درود شریف کا حکم اور فضائل کا بیان ہے، درود کا معنی رحمت یا طلب رحمت ہے۔

❶ سنن الترمذی: أبواب الوتر، بَابُ مَا جاءَ فِي فَضْلِ الصَّلاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رقم الحديث: ۴۸۴

❷ مسند أحمد: مسند المدينيين: ج ۲۶ ص ۲۷۲، رقم الحديث: ۱۶۳۵۲

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجنا ایک مقبول ترین عمل ہے۔ یہ سنت الٰہیہ ہے، اس نسبت سے یہ جہاں آپ کی شان بے مثل ہونے کی دلیل ہے، وہاں اس عمل خاص کی فضیلت بھی حسین پیرائے میں اجاگر ہوتی ہے کہ یہ وہ مقدس عمل ہے جو ہمیشہ کے لیے لازوال، لافانی اور تغیر کے اثرات سے محفوظ ہے، کیونکہ نہ خدا کی ذات کے لیے فنا ہے نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام کی انتہاء ہے۔

قرآنِ کریم کی روشنی میں درود شریف کی اہمیت وفضیلت

اللہ اور اس کے فرشتے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت بھیجتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ جیسے بہت سے احکامات ارشاد فرمائے ہیں اور بہت سے انبیاء کرام علیہم السلام کی توصیف وتعریف بھی کی ہے، اُنہیں مختلف اعزازات سے نوازنے کا تذکرہ بھی ملتا ہے، مثلاً حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو فرشتوں کو حکم فرمایا کہ ان کو سجدہ کیا جائے، حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی سازی کے متعلق "وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَ وَحْيِنَا" فرمایا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں "إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً" فرمایا، لیکن کسی حکم یا کسی کے اعزاز واکرام میں یہ نہیں فرمایا کہ میں بھی یہ کام کرتا ہوں تم بھی کرو، یہ اعزاز صرف سید الکونین فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ صرف خود اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجتا ہے بلکہ اس نے فرشتوں اور اہل ایمان کو بھی پابند فرما دیا ہے کہ سب میرے محبوب پر درود وسلام بھیجیں۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (ألأحزاب: ۵۶)

ترجمہ: بیشک اللہ اوراس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو، اور خوب سلام بھیجا کرو۔

آیت کی تشریح وتوضیح

آیت شریفہ میں جوصلوٰۃ کا لفظ وارد ہوا ہے، اس کی نسبت اللہ جل شانہ کی طرف اور اس کے فرشتوں کی طرف اور مؤمنین کی طرف کی گئی ہے، یہ ایک ایسا مشترک لفظ ہے جوصلہ کی تبدیلی کے ساتھ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔صلوٰۃ کے ایک معنی دعا کے ہیں، دوسرا معنی استغفار کے ہیں، تیسرا معنی برکت کے ہیں، چوتھا معنی قراءت کے ہیں،، پانچواں معنی رحمت اور مغفرت کے ہیں، چنانچہ اس جگہ صلوۃ کے جومعنی اللہ، فرشتے اور مؤمنین کے حال کے مناسب ہوں گے وہ مراد ہوں گے۔

علامہ محمد بن یوسف صالحی شامی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) آیت کی تشریح کرتے ہوئےنقل کرتے ہیں کہ اس بات پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو بیان کیا، اوراس آیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی تعظیم کا ذ ہے، جواس کے علاوہ کسی آیت میں نہیں ہے،اور یہ آیت مدنی ہے،اوراس آیت سے مقصوداللہ تعالی کا اپنے بندوں کواپنے پیغمبر کے مقام ومرتبہ کی خبر دینا ہے، جوآپ کا مقام ملاءاعلی میں اللہ تعالی کے ہاں ہے، بایں طور پر کہ اللہ تعالی نے آپ کی اپنے ملائکہ مقربین میں ثناء بیان کی ہے اورملائکہ آپ پردرود بھیجتے ہیں، پھراللہ تعالی نے عالم سفلی والوں کوآپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درودسلام بھیجنے کاحکم دیا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر عالمین علوی اور سفلی سب کی ثناء جمع ہوجائے ۔اللہ تعالی کا فرمان، ''یُصَلُّوْنَ'' فعل مضارع کا صیغہ ہے، جودوام اوراستمرار پر دلالت کرتا ہے، تاکہ اس بات پر دلالت ہو کہ اللہ تعالی اور تمام فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم پر ہمیشہ درود وسلام اور رحمتیں بھیجتے ہیں۔ آیت میں رب تعالی کی صلوۃ سے مراد رحمت ہے، ملائکہ کی صلوۃ استغفار ہے۔ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ اور دیگر اہلِ علم کی یہی رائے ہے۔ امام قرافی رحمہ اللہ نے اس کو ترجیح دی ہے کہ اللہ تعالی کی صلوۃ سے مراد مغفرت ہے۔

اور کہا گیا ہے کہ اللہ تعالی کی صلوٰۃ "سُبُّــوحٌ قُــدُّوسٌ، رَبُّ الْــمَلَائِــكَةِ وَالــرُّوحِ" ہے۔ اسے امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے حوالے سے اس آیت کے ذیل میں نقل کیا ہے۔

امام ماوردی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، اللہ تعالی کی صلوۃ سے مراد سب وجوہ سے زیادہ ظاہر "رحمت" ہے اور ملائکہ کی صلوۃ سے مراد "استغفار" ہے اور مؤمنین کی صلوۃ سے مراد "دعا" ہے۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے امام ابوبکر قشیری رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ سے آپ کے مقام ومرتبہ اور اعزاز واکرام میں اضافہ کرنا ہے۔

اور بندوں کی صلاۃ سے مراد ان الفاظ کے ساتھ تعظیم بجالانا ہے جو اللہ تعالی نے آپ کی شان کے مطابق آپ کو عطا فرمائی ہے۔ ❶

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علماء نے لکھا کہ صلوٰۃ علی النبی کا مطلب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء وتعظیم، رحمت وعطوفت کے ساتھ ہے، پھر جس کی طرف یہ صلوٰۃ منسوب ہوگی اس کی شان ومرتبہ کے لائق ثناء وتعظیم مراد لی جائے گی، جیسا کہ کہتے ہیں کہ باپ بیٹے پر، بیٹا باپ پر، بھائی بھائی پر مہربان ہے تو ظاہر ہے کہ جس طرح کی مہربانی باپ کی بیٹے پر ہے، اس نوع کی بیٹے کی

❶ سبل الهدى والرشاد: جماع أبواب الصلاة والسلام عليه صلى الله عليه وسلم، الباب الأول، ج ۱۲ ص ۴۰۹، ۴۱۰

باپ پر نہیں اور بھائی کی بھائی پر دونوں سے جدا ہے، اسی طرح یہاں بھی اللہ جل شانہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں، یعنی رحمت وشفقت کے ساتھ آپ کی ثناء واعزاز واکرام کرتے ہیں اور فرشتے بھی بھیجتے ہیں، مگر ہر ایک کی صلوٰۃ اور رحمت وتکریم اپنی شان ومرتبہ کے موافق ہوتی ہے، آگے مؤمنین کو حکم ہے کہ تم بھی صلوٰۃ ورحمت بھیجو۔ ❶

مجلس میں ایک بار درود پڑھنا واجب ہے

درود شریف پڑھنا اہل ایمان پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے، چنانچہ بالغ ہونے کے بعد پوری زندگی میں کم ازکم ایک بار درود پڑھنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں:

وَلَا خِلَافَ فِي أَنَّ الصَّلَاةَ عَلَيْهِ فَرْضٌ فِي الْعُمُرِ مَرَّةً. ❷

نیز کسی مجلس میں جب ایک سے زیادہ بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو تو کم ازکم ایک بار درود پڑھنا واجب ہے اور ہر بار درود پڑھنا افضل اور بہتر ہے:

وَحَاصِلُهُ أَنَّ الْوُجُوبَ يَتَدَاخَلُ فِي الْمَجْلِسِ فَيَكْتَفِي بِمَرَّةٍ لِلْحَرَجِ كَمَا فِي السُّجُودِ إِلَّا أَنَّهُ يُنْدَبُ تَكْرَارُ الصَّلَاةِ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ. ❸

احادیث مبارکہ کی روشنی میں درود شریف پڑھنے کے چودہ فضائل

ا......درود شریف پڑھنے والوں پر رحمتوں کا نزول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

❶ فضائل درود شریف: فصل اول، ص ۷

❷ تفسیر قرطبی: سورة الأحزاب، ج ۱۴ ص ۲۳۳

❸ رد المحتار: كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، ج ۱ ص ۵۱۶

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا. ❶

ترجمہ: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا تو اللہ تعالی اس پر دس رحمتیں نازل فرمائیں گے۔

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مَنْ صَلَّى عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَمَلَائِكَتُهُ سَبْعِينَ صَلَاةً فَلْيُقِلَّ عَبْدٌ مِنْ ذٰلِكَ أَوْ لِيُكْثِرْ. ❷

ترجمہ: جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ اور اس کے فرشتے اس پر ستر مرتبہ رحمت بھیجتے ہیں، اب بندے کی مرضی ہے کہ درود کی کثرت کرے یا کمی۔

۲......درود شریف رفع درجات اور گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے

حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں صبح کی کہ آپ ہشاش بشاش اور آپ کے چہرہ مبارک پر خوشی کے آثار تھے، تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا، یارسول اللہ! آج آپ بہت ہشاش بشاش ہیں اور آپ کے چہرہ مبارک پر خوشی کے آثار ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا (فرشتہ) آیا اور اس نے کہا:

❶صحيح مسلم: كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبى صلى اللّٰه عليه وسلم بعد التشهد، رقم الحديث: ۴۰۸

❷مسند أحمد: مسند المكثرين من الصحابة، ج ۱۱ ص ۱۷۸، رقم الحديث: ۶۶۰۵/ قَالَ الْهَيْثَمِيُ: رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ. انظر: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: كتاب الأدعية، باب الصلاة على النبى صلى اللّٰه عليه وسلم فى الدعاء وغيره، ج ۱۰ ص ۱۶۰، رقم الحديث: ۱۷۲۸۳

مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ مِنْ أُمَّتِكَ صَلَاةً كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ، وَمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ، وَرَفَعَ لَهُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ، وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَهَا. ❶

ترجمہ: آپ کی امت میں سے جو آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دے گا، اوراس سے دس برائیاں مٹا دے گا، اوراس کے دس درجے بلند کردے گا، اوراسی جیسا بدلہ عطا فرمائے گا۔

۳......درود شریف پریشانیوں اور غموں کو دور کرنے کا ذریعہ ہے

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں آپ پر بہت صلاۃ (درود) پڑھا کرتا ہوں، سو اپنے وظیفے میں آپ پر درود پڑھنے کے لیے کتنا وقت مقرر کرلوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جتنا تم چاہو، میں نے عرض کیا: چوتھائی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جتنا تم چاہو اور اگر اس سے زیادہ کرلو تو تمہارے حق میں بہتر ہے، میں نے عرض کیا: آدھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جتنا تم چاہو اور اگر اس سے زیادہ کرلو تو تمہارے حق میں بہتر ہے، میں نے عرض کیا: دو تہائی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جتنا تم چاہو اور اگر اس سے زیادہ کرلو تو تمہارے حق میں بہتر ہے، میں نے عرض کیا: وظیفے میں پوری رات آپ پر درود پڑھا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذًا تُكْفَى هَمَّكَ، وَيُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ. ❷

ترجمہ: اب یہ درود تمہارے سب غموں کے لیے کافی ہوگا اوراس سے تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

---

❶ مسند أحمد: مسند المدينيين: ج ۲۶ ص ۲۷۲، رقم الحديث: ۱۶۳۵۲/ قال الألباني: صحيح. /انظر: صحيح الجامع الصغير: ج ۱ ص ۲۷، الرقم: ۵۷

❷ سنن الترمذی: أبواب صفة القيامة والرقاق والورع، باب ماجاء في صفة أواني الحوض، باب، رقم الحديث: ۲۴۵۷

۴......درود شریف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا سبب ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ، فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلاةً صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا اللَّهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ، فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ، لا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ،وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ لِي الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ. ❶

ترجمہ: مؤذن کی اذان کا جواب دو، جیسے کلمات وہ کہتا ہے،تم بھی کہو، پھر مجھ پر درود پڑھو، جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر اپنی دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، پھر میرے لئے وسیلہ طلب کرو، وہ جنت کی ایک منزل ہے جو تمام مخلوق الٰہیہ میں سے ایک ہی شخص کو ملے گی، مجھے امید ہے کہ وہ مجھے ہی عنایت ہوگی، جو شخص میرے لئے اللہ سے اس وسیلے کی طلب کرے اس کیلئے میری شفاعت روز قیامت حلال ہوگی۔

۵......درود شریف پڑھنے والے کا نام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا جاتا ہے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ،فَإِنَّ اللهَ وَكَّلَ بِي مَلَكًا عِنْدَ قَبْرِي،فَإِذَا صَلَّى عَلَيَّ رَجُلٌ مِنْ أُمَّتِي،قَالَ لِي ذَلِكَ الْمَلَكُ:يَا مُحَمَّدُ،إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ صَلَّى عَلَيْكَ السَّاعَةَ. ❷

---

❶صحيح مسلم: كتاب الصلاة،باب قول مثل قول المؤذن لمن سمعه،رقم الحديث: ۳۸۴

❷الجامع الصحيح للسنن والمسانيد: ج ۱ ص ۴۰۵/سلسلة الأحاديث الصحيحة: ج۴ ص ۴۳،الرقم: ۱۵۳۰/صحيح الجامع الصغير: ج ۱ ص ۲۶۳،الرقم: ۱۲۰۷

ترجمہ: مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود پڑھا کرو، اس لیے اللہ تعالیٰ نے میرے قبر کے پاس ایک فرشتہ مقرر کیا ہے، جب امت میں سے کوئی مجھ پر درود پڑھتا ہے تو وہ فرشتہ مجھ سے کہتا ہے: اے محمد! فلاں بن فلاں نے آپ پر ابھی درود پڑھا ہے۔

۶......درود شریف مجلس کی لغویات سے پاکی کا ذریعہ ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا قَعَدَ قَوْمٌ مَقْعَدًا لَا يَذْكُرُونَ فِيهِ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ، وَيُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَإِنْ دَخَلُوا الْجَنَّةَ لِلثَّوَابِ. ❶

ترجمہ: جو لوگ کسی جگہ پر مجلس کریں لیکن اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجیں اور جدا ہو جائیں وہ ان کے لئے قیامت کے دن باعثِ حسرت ہوگی اگرچہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں۔

۷......درود شریف دعاؤں کی قبولیت کا سبب ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُلُّ دُعَاءٍ مَحْجُوبٌ حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ❷

ترجمہ: ہر دعا کو روک دیا جاتا ہے یہاں تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے آل پر درود بھیجے۔

❶ مسند أحمد: مسند الكثرين من الصحابه، ج۱۶ ص ۴۳، رقم الحديث: ۹۹۲۵

❷ المعجم الأوسط: باب الألف، ج ۱ ص ۲۲۰، رقم الحديث: ۷۲۱/قَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ. /مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: كتاب الأدعية، باب الصلاة على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم في الدعاء وغيره، ج ۱۰

یہ روایت موقوف ہے لیکن مرفوع روایت کے حکم میں ہے، اس لئے کہ اس طرح کی بات رائے سے نہیں کی جاتی جب تک کہ شارع سے اُسے سنا نہ ہو، جیسا کہ علامہ سخاوی رحمہ اللہ سے بھی منقول ہے اور انہوں نے یہ بات ائمہ حدیث اور اصول کے حوالے سے نقل کی ہے:

وهو في حكم المرفوع لأن مثله لا يقال من قبل الرأى كما قال السخاوي وحكاه عن أئمة الحديث والأصول. ❶

۸......درود شریف جنت کے راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ، خَطِئَ طَرِيقَ الْجَنَّةِ. ❷

ترجمہ: جو مجھ پر درود بھیجنا بھول گیا تو جنت کا راستہ بھول جائیگا۔

۹......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درود پڑھنے والے کو جواب عطا فرماتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ. ❸

ترجمہ: جب کوئی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تبارک تعالیٰ مجھے میری روح لوٹا دیتا ہے پھر میں اس سلام بھیجنے والے کو سلام کا جواب دیتا ہوں۔

---

❶سلسلة الأحاديث الصحيحة: ج۵ ص۵۵، ۵۶ الرقم: ۲۰۳۵

❷سنن ابن ماجة: كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث: ۹۰۸

❸سنن أبي داود: كتاب المناسك، باب زيارة القبور، رقم الحديث: ۲۰۴۱

۱۰......درود شریف کی کثرت دل کی پاکی کا ذریعہ ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاةً عَلَيَّ زَكَاةٌ لَكُمْ. ❶

ترجمہ: مجھ پر درود بھیجو بے شک تمہارا مجھ پر درود بھیجنا یہ تمہاری پاکیزگی (کا سبب) ہے۔

۱۱......قیامت کے دن درود شریف پڑھنے والا حضور کے قریب ہوگا

أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً. ❷

ترجمہ: قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو میرے اوپر کثرت کے ساتھ درود پڑھتا ہو۔

۱۲......درود پڑھنے والے کے لئے اللہ رب العزت کی طرف سے سلام کی خوشخبری

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنِّي لَقِيتُ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَبَشَّرَنِي وَقَالَ: إِنَّ رَبَّكَ يَقُولُ: مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ، وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَسَجَدْتُ لِلَّهِ شُكْرًا. ❸

---

❶ مصنف ابن أبی شیبة: کتاب الفضائل، باب ما أعطی اللّٰه محمد صلی اللّٰه علیه وسلم، ج۶ ص۳۰۳، رقم الحدیث: ۳۱۷۸۴

❷ سنن الترمذی: أبواب الوتر، بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رقم الحدیث: ۴۸۴/صحیح ابن حبان: ج۳ص ۱۹۲، رقم الحدیث: ۹۱۱/ صحیح الترغیب والترهیب: ج۲ص ۲۹۴، رقم الحدیث: ۱۶۶۸

❸ المستدرک علی الصحیحین: کتاب الدعاء والتکبیر والتهلیل والتسبیح والذکر، ج۱ ص۷۳۵، رقم الحدیث: ۲۰۱۹

ترجمہ: بے شک میں جبرئیل علیہ السلام سے ملا تو اس نے مجھے یہ خوشخبری دی کہ بے شک آپ کا رب فرماتا ہے کہ اے محمد! جو شخص آپ پر درود وسلام بھیجتا ہے میں بھی اس پر درود وسلام بھیجتا ہوں، پس اس بات پر میں اللہ عزوجل کے حضور سجدہ شکر بجالایا۔

۱۳......درود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا جاتا ہے

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ،فِيهِ خُلِقَ آدَمُ،وَفِيهِ قُبِضَ،وَفِيهِ النَّفْخَةُ،وَفِيهِ الصَّعْقَةُ،فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ،فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَي.

ترجمہ: تمہارے بہتر دنوں میں سے ایک جمعہ کا دن ہے، اسی دن آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی دن ان کا انتقال ہوا، اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اس دن سب لوگ بیہوش ہوں گے، اس لئے اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو کیونکہ تمہارا درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

صحابہ کرام نے عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللَّهِ!وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرِمْتَ يَقُولُونَ: بَلِيتَ؟

ترجمہ: یارسول! ہمارا درود آپ پر کس طرح پیش کیا جائے گا جب کہ (وفات کے بعد) آپ کا جسم (دیگر میتوں کی طرح) گل کر مٹی ہو جائے گا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ. [1]

---

[1] سنن أبي داود: كتاب الصلاة،باب فضل يوم الجمعة وليلة الجمعة، رقم الحديث:١٠٤٧

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے جسموں کو زمین پر حرام قرار دیدیا ہے (یعنی زمین باقی تمام لوگوں کی طرح انبیاء کے اجسام کو نہیں کھاتی اور وہ محفوظ رہتے ہیں۔)

۱۴......درود شریف قائم مقام صدقہ کے ہے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَيُّمَا رَجُلٍ كَسَبَ مَالًا مِنْ حَلَالٍ، فَأَطْعَمَ نَفْسَهُ، أَوْ كَسَاهَا فَمَنْ دُونَهُ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ، فَإِنَّهُ لَهُ زَكَاةٌ، وَأَيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ لَمْ يَكُنْ لَهُ عِنْدَهُ صَدَقَةٌ فَلْيَقُلْ فِي دُعَائِهِ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ، وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ، فَإِنَّهَا لَهُ زَكَاةٌ. ①

ترجمہ: جو بھی کوئی حلال مال کمائے اور خود کو کھلائے اور پہنائے اور اللہ کے مخلوق میں سے کسی کو پہنائے تو یہ اس کے لیے زکوۃ ہے، اور کسی کے پاس صدقہ نہ ہو تو اپنی دعا میں یہ پڑھا کرے: "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ، وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ" یہ اس کے لیے زکوۃ ہے۔

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں درود شریف نہ پڑھنے والوں کے لئے وعیدیں

۱......درود شریف نہ پڑھنے والے کے لئے لسانِ نبوت سے بدعا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے، آپ نے منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا فرمایا: آمین، دوسری سیڑھی پر قدم رکھا فرمایا: آمین، تیسری سیڑھی پر قدم رکھا فرمایا: آمین۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ سے پوچھا: یا رسول اللہ! ہم نے

① المستدرک علی الصحیحن: کتاب الأطعمة، ج۴ ص ۱۴۴، رقم الحدیث: ۷۱۷۵، قال الحاکم هذا حدیث صحیح الإسناد

آپ سے ایسی چیز سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل امین آئے تھے، جب میں نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا:

بُعُدًا لِمَنُ أَدُرَکَ رَمَضَانَ فَلَمُ یغُفَرُ لَهُ.

ترجمہ: وہ شخص تباہ وبرباد ہوجائے کہ رمضان المبارک کا مہینہ پائے اور وہ اپنی مغفرت نہ کرواسکے، تو میں نے کہا آمین۔

جب دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا:

بُعُدًا لِمَنُ ذُکِرُتُ عِنُدَهُ فَلَمُ یُصَلِّ عَلَیُکَ.

ترجمہ: وہ شخص تباہ وبرباد ہوجائے جسکے سامنے آپ کا تذکرہ کیا جائے اور وہ آپ پر درود شریف نہ پڑھے، میں نے کہا آمین۔

جب میں نے تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا:

بُعُدًا لِمَنُ أَدُرَکَ أَبَوَاهُ الْکِبَرَ عِنُدَهُ أَوُ أَحَدُهُمَا فَلَمُ یُدُخِلَاهُ الُجَنَّةَ. ❶

ترجمہ: وہ شخص تباہ وبرباد ہوجائے جس کے والدین میں سے ایک یا دونوں بوڑھے ہوجائے وہ انکی خدمت کر کے خود کو جنت میں داخل نہ کرے، میں نے کہا آمین۔

۲......درود شریف نہ پڑھنے والا بخیل ہے

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلُبَخِیلُ الَّذِیُ مَنُ ذُکِرُتُ عِنُدَهُ فَلَمُ یُصَلِّ عَلَیَّ. ❷

ترجمہ: بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا تذکرہ کیا جائے اور وہ مجھ درود نہ بھیجے۔

❶ المستدرک علی الصحیحین: کتاب البر والصلة، ج۴ص ۱۷۰، رقم الحدیث: ۷۲۵۶/ قَالَ الُحَاکِمُ: هَذَا حَدِیثٌ صَحِیحُ الُإِسُنَادِ وَلَمُ یُخَرِّجَاهُ. وَوَافَقَهُ الذَّهَبِیُّ

❷ سنن الترمذی: أبواب الدعوات، باب ماجاء فی فضل التوبة والاستغفار، باب، رقم الحدیث: ۳۵۴۶

۳......درود شریف نہ پڑھنے والا جنت کے راستے سے بھٹک جاتا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ،خَطِئَ طَرِيقَ الْجَنَّةِ. ❶

ترجمہ: جو مجھ پر درود بھیجنا بھول گیا تو جنت کا راستہ بھول جائیگا۔

۴......درود شریف نہ پڑھنے والا بے وفا ہے

حضرت محمد بن علی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مِنَ الْجَفَاءِ أَنْ أُذْكَرَ عِنْدَ الرَّجُلِ فَلَا يُصَلِّي عَلَيَّ. ❷

ترجمہ: یہ جفا (بے وفائی) ہے کہ کسی کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

یہ روایت مرسل ہے لیکن سنداً صحیح ہے، علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "قلت: وهذا إسناد صحيح مرسل" ❸

۵......درود شریف کے بغیر مجلس قابلِ حسرت ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا قَعَدَ قَوْمٌ مَقْعَدًا لَا يَذْكُرُونَ فِيهِ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ،وَيُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ

❶سنن ابن ماجة: كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها،باب الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم ،رقم الحديث: ۹۰۸

❷مصنف عبد الرزاق: كتاب الصلاة،باب الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم ، ج۲ ص۲۱۶ ،رقم الحديث: ۳۱۲۱

❸سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة: ج۱۰ ص۲۲ ،رقم الحديث: ۴۵۱۶

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَإِنْ دَخَلُوا الْجَنَّةَ لِلثَّوَابِ. ❶

ترجمہ: جو لوگ کسی جگہ پر مجلس کریں لیکن اس میں اللہ کا ذکر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجیں اور جدا ہو جائیں وہ ان کے لئے قیامت کے دن باعثِ حسرت ہوگی اگرچہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں۔

٦......درود پڑھے بغیر مجلس برخاست کرنا مردار گدھے کی مانند ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ ثُمَّ تَفَرَّقُوا عَنْ غَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ، وَصَلَاةٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِلَّا قَامُوا عَنْ أَنْتَنِ جِيفَةٍ. ❷

ترجمہ: کوئی قوم جمع ہوتی پھر اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے بغیر جدا ہو جائیں تو وہ مرداد گدھے کی طرح مجلس سے اٹھتے ہیں۔

درود شریف پڑھنے کے ستائیس مستحب اوقات اور مقامات

ا......نماز میں تشہد اخیرہ میں درود شریف پڑھنا

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز میں دعا کرتے ہوئے سنا، اس حال میں کہ اس نے نہ تو اللہ کی حمد و ثنا کی تھی اور نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے جلد بازی سے کام لیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے پاس بلایا اور

❶مسند أحمد: مسند الكثرين من الصحابه، ج١٦ ص ٤٣، رقم الحديث: ٩٩٦٥

❷مسند أبي داود للطيالسي: ج٣ص ٣١٤، رقم الحديث: ١٨٦٣/شعب الإيمان: تعظيم النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، ج٣ص ١٣٣، رقم الحديث: ١٤٦٩/قال الألباني: صحيح. انظر: صحيح الجامع الصغير: ج٢ ص ٩٦٧، الرقم: ٥٥٠٧

اس سے کہا (یا کسی اور سے کہا کہ):

إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ، فَلْيَبْدَأْ بِتَمْجِيدِ رَبِّهِ جَلَّ وَعَزَّ، وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ، ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَدْعُو بَعْدُ بِمَا شَاءَ. ❶

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنے رب کی حمد و ثنا سے آغاز کرے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، پھر اس کے بعد جو چاہے دعا مانگے۔

۲......نمازِ جنازہ میں دوسری تکبیر کے بعد درود شریف پڑھنا

حضرت ابوامامہ بن سہل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی نے خبر دی کہ نمازِ جنازہ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے:

أَنْ يُكَبِّرَ الْإِمَامُ، ثُمَّ يُصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيُخْلِصَ الصَّلَاةَ فِي التَّكْبِيرَاتِ الثَّلَاثِ، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا خَفِيًّا حِينَ يَنْصَرِفُ، وَالسُّنَّةُ أَنْ يَفْعَلَ مِنْ وَرَائِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ اِمَامُهُ. ❷

ترجمہ: امام تکبیر کہے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، اور تیسری تکبیر میں نماز خالص کرے (یعنی مسنون دعا پڑھے) اور پھر ہلکا سا سلام پھیر دیں، اور سنت یہ ہے کہ مقتدی وہی کرے جو امام کرے۔

۳......ہر خطبہ میں حمد و ثناء کے بعد درود شریف پڑھیں

عون بن ابو جحیفہ فرماتے ہیں کہ میرا والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گارڈ تھا، وہ منبر کے پاس ہوتے، انہوں نے مجھے بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب منبر پر چڑھتے:

فَحَمِدَ اللَّهَ تَعَالَى وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَصَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

❶ سنن أبي داود: كتاب الصلاة، باب الدعاء، رقم الحديث: ١٤٨١

❷ المستدرك على الصحيحين: كتاب الجنائز، ج ١ ص ٥١٢، رقم الحديث: ١٣٣١

وَقَالَ: خَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ، وَالثَّانِي عُمَرُ، وَقَالَ: يَجْعَلُ اللَّهُ تَعَالَى الْخَيْرَ حَيْثُ أَحَبَّ.❶

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے اور ثناء کرتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے اور فرماتے: اس امت میں پیغمبر کے بعد سب سے بہتر حضرت ابوبکر ہیں اور دوسرے نمبر پر حضرت عمر ہیں، اور فرماتے: اللہ تعالیٰ خیر کو جہاں پسند کرتا ہے رکھ دیتا ہے۔

۴......اذان کے بعد درود شریف پڑھیں

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ، فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا اللَّهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ، فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ، لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ، وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ.❷

ترجمہ: مؤذن کی اذان کا جواب دو، جیسے کلمات وہ کہتا ہے، تم بھی کہو، پھر مجھ پر درود پڑھو، جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر اپنی دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، پھر میرے لئے وسیلہ طلب کرو، وہ جنت کی ایک منزل ہے، جو تمام مخلوق الٰہیہ میں سے ایک ہی شخص کو ملے گی، مجھے امید ہے کہ وہ مجھے ہی عنایت ہوگی، جو شخص میرے لئے اللہ سے اس وسیلے کو طلب کرے اس کیلئے میری شفاعت روزِ قیامت حلال ہوگئی۔

❶ مسند أحمد: مسند الخلفاء الراشدين، ج ۲ ص ۲۰۲، رقم الحديث: ۸۳۷

❷ صحيح مسلم: كتاب الصلاة، باب قول مثل قول المؤذن لمن سمعه، رقم الحديث: ۳۸۴

۵......دعا کے وقت درود پڑھنا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نماز پڑھ رہے تھے، نماز کے بعد جب میں دعا کے لیے بیٹھا تو پہلے اللہ تعالی کی حمد کی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا پھر اپنے لیے دعا مانگی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "**سَلْ تُعْطَهْ، سَلْ تُعْطَهْ**" مانگو تمہیں عطا کیا جائیگا، مانگو تمہیں عطا کیا جائیگا۔ ❶

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ دعا میں درود پڑھنے کے سلسلے میں تین قسم کی روایات ہیں:

اول: پہلے اللہ تعالی کی حمد وثناء کرنا پھر درود شریف پڑھنا اور آخر میں دعا کرنا۔

دوم: دعا کے شروع، درمیان اور آخر میں درود شریف پڑھنا۔

سوم: دعا کے شروع اور آخر میں درود پڑھنا، درمیان میں اپنی دعا کرنا۔

ان میں سے جس پر چاہیں عمل کر سکتے ہیں، تاہم دوسری صورت بہتر ہے کہ دعا کے شروع، درمیان اور آخر میں درود ہو۔

۶......مسجد میں داخل ہونے کے وقت اور نکلتے وقت درود پڑھنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ لِيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، فَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي

❶ سنن الترمذی: أبواب السفر، باب ما ذکر فی الثناء علی اللّٰہ والصلاۃ علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قبل الدعاء، رقم الحدیث: ۵۹۳

أَسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ. ❶

ترجمہ: جب تم سے کوئی مسجد میں داخل ہوتو اُسے چاہیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درودوسلام بھیجے اور یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِکَ. (اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔) اور نکلے تو اُسے چاہیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درودوسلام بھیجے اور کہے: اَللّٰھُمَّ أَجِرْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ. (اے اللہ! مجھے شیطان مردود کے شر سے محفوظ فرما۔)

۷......صفاومروہ پر درود پڑھنا

حضرت وہب بن اجدع فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا:

إِذَا قَدِمْتُمْ فَطُوفُوا بِالْبَيْتِ سَبْعًا، وَصَلُّوا عِنْدَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ ائْتُوا الصَّفَا، فَقُومُوا مِنْ حَيْثُ تَرَوْنَ الْبَيْتَ، فَكَبِّرُوا سَبْعَ تَكْبِيرَاتٍ بَيْنَ كُلِّ تَكْبِيرَتَيْنِ حَمْدٌ لِلَّهِ، وَثَنَاءٌ عَلَيْهِ، وَصَلَاةٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَسْأَلَةٌ لِنَفْسِكَ، وَعَلَى الْمَرْوَةِ مِثْلُ ذَلِكَ. ❷

ترجمہ: جب تم (مکہ) آؤ تو بیت اللہ کے سات چکر لگاؤ، اور مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھو، پھر صفا آؤ، پس وہاں کھڑے ہو جاؤ جہاں سے تمہیں بیت اللہ نظر آتا ہو، پس سات تکبیرات کہو، ہر تکبیر کے درمیان اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور اپنے لیے دعا کرو، اور مروہ پر بھی اسی طرح کرو۔

---

❶ صحیح ابن حبان: کتاب الصلاۃ، باب الإمامة والجماعة، ج۵ ص ۳۹۵، رقم الحدیث: ۲۰۴۷/ سنن أبی داود: کتاب الصلاۃ، باب فیمایقوله الرجل عنددخوله المسجد، رقم الحدیث: ۴۶۵

❷ فضل الصلاة علی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم للأزدی: ص ۷۳، الرقم: ۸۱/قال الالبانی: صحیح. تحقیق فضل الصلاة علی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم: ص ۷۳، الرقم: ۸۱

۸......مجلس میں درود شریف پڑھنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا قَعَدَ قَوْمٌ مَقْعَدًا لَا يَذْكُرُونَ فِيهِ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ، وَيُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَإِنْ دَخَلُوا الْجَنَّةَ لِلثَّوَابِ. ❶

ترجمہ: جو لوگ کسی جگہ پر مجلس کریں لیکن اس میں اللہ کا ذکر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجیں اور جدا ہو جائیں تو وہ ان کے لئے قیامت کے دن باعثِ حسرت ہوگی اگر چہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں۔

۹......نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آئے تو درود شریف پڑھنا

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْبَخِيلُ الَّذِي مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ. ❷

ترجمہ: بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا تذکرہ کیا جائے اور وہ مجھ درود نہ بھیجے۔

۱۰......صبح وشام درود شریف پڑھنا

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ حِينَ يُصْبِحُ عَشْرًا وَحِينَ يُمْسِي عَشْرًا أَدْرَكَتْهُ شَفَاعَتِي

❶ مسند أحمد: مسند الكثرين من الصحابه، ج١٦ ص٤٣، رقم الحديث: ٩٩٦٥

❷ سنن الترمذي: أبواب الدعوات، باب في فضل التوبة والاستغفار، باب منه، رقم الحديث: ٣٥٤٦

يَوْمَ الْقِيَامَةِ.❶

ترجمہ: جو صبح کے وقت مجھ پر دس بار درود پڑھتا ہو اور شام کے وقت دس بار درود پڑھتا ہو تو قیامت کے دن میری شفاعت اس کو پالے گی۔

۱۱......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر درود شریف پڑھنا

حضرت عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقِفُ عَلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَلَى أَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ.❷

ترجمہ: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر کے پاس کھڑے ہوتے دیکھا، آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے لیے دعا کرتے تھے۔

۱۲......بازار کی طرف جاتے وقت یا کسی دعوت میں شرکت کے وقت درود پڑھنا

حضرت ابووائل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَارَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ جَلَسَ فِيْ مَأْدُبَةٍ وَلَاجَنَازَةٍ وَلَاغَيْرَ ذَلِكَ، فَيَقُوْمُ حَتَّى يَحْمَدَ اللَّهَ، وَيَثْنِيْ عَلَيْهِ، وَيُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَدْعُوْ بِدَعَوَاتٍ، وَإِنْ كَانَ يَخْرُجُ إِلَى السُّوْقِ، فَيَأْتِيْ أَغْفَلَهَا مَكَانًا، فَيَجْلِسُ، فَيَحْمَدُ

---

❶ قَالَ الْهَيْثَمِيُ: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ بِإِسْنَادَيْنِ، وَإِسْنَادُ أَحَدِهِمَا جَيِّدٌ، وَرِجَالُهُ وُثِّقُوا. انظر: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: كتاب الأذكار، باب ما يقول إذا آوى إلى فراشه وإذا انتبه، ج۱۰ ص ۱۲۰، رقم الحديث: ۱۷۰۲۳/قال الألباني: حسن، انظر: صحيح الجامع الصغير وزيادته: ج۲ ص ۱۰۸۸، رقم الحديث: ۶۳۵۷

❷ موطأ مالك: كتاب السهو، ما جاء في الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، ج۲ ص ۲۳۱، رقم الحديث: ۵۷۴

اللّٰہ،وَیُصَلِّی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،وَیَدْعُوْ بِدَعَوَاتٍ. ❶

ترجمہ: میں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھا کہ کسی دسترخوان پر یا جنازہ یا دوسرے کسی کام میں ہوتے ، پس کھڑے ہوتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے اور مختلف دعائیں کرتے ،اگر بازار کی طرف نکلتے تو سنسان جگہ آتے تو بیٹھتے تو اللہ کی تعریف کرتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے اور دعائیں کرتے ۔

۱۳......عید کے دن درود شریف پڑھنا

حضرت علقمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ولید بن عقبہ حضرت ابن مسعود، حضرت ابوموسیٰ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہم کے پاس عید سے ایک دن پہلے آئے اور ان سے کہا: عید قریب ہے اس میں تکبیر کیسے پڑھیں؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تَبْدَأُ فَتُکَبِّرُ تَکْبِیرَۃً تُفْتَتَحُ بِالصَّلَاۃِ،وَتَحْمَدُ رَبَّکَ،وَتُصَلِّی عَلَی النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،ثُمَّ تَدْعُو أَوْ تُکَبِّرُ وَتَفْعَلُ مِثْلَ ذٰلِکَ،ثُمَّ تُکَبِّرُ وَتَفْعَلُ مِثْلَ ذٰلِکَ،ثُمَّ تُکَبِّرُ وَتَفْعَلُ مِثْلَ ذٰلِکَ،ثُمَّ تَقْرَأُ ثُمَّ تُکَبِّرُ وَتَرْکَعُ،ثُمَّ تَقُومُ فَتَقْرَأُ وَتَحْمَدُ رَبَّکَ وَتُصَلِّی عَلَی النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،ثُمَّ تَدْعُو وَتُکَبِّرُ اللّٰہَ وَتَفْعَلُ مِثْلَ ذٰلِکَ،ثُمَّ تُکَبِّرُ وَتَفْعَلُ مِثْلَ ذٰلِکَ،ثُمَّ تَرْکَعُ. ❷

ترجمہ: نماز شروع کرو تو تکبیر سے افتتاح کرو، اپنے رب کی حمد وثناء کرو، پھر دعا کرو، پھر تکبیر کہو اور اسی طرح کرو، پھر تکبیر کہو اور اسی طرح کرو، پھر قرأت کرو پھر تکبیر کہو اور

❶ إمتاع الأسماع بماللنبی من الأحوال والأموال والحفدۃ والمتاع: ج ۱۱ ص ۱۳۲، ۱۳۳

❷ فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم للأزدی: ص۷۷، رقم الحدیث: ۸۸/ قال الحافظ ابن کثیر: إسنادہ صحیح، انظر: تفسیر ابن کثیر: ج ۶ ص ۴۱۷

رکوع کرو، پھر کھڑے ہو جاؤ پس قرأت کرو اور اپنے رب کی حمد وثناء کرو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو، پھر دعا کرو اور اللہ کی بڑھائی بیان کرو اور اسی طرح کرو، پھر تکبیر کہو اور اسی طرح کرو، پھر رکوع کرو۔

۱۴......ختم قرآن کے وقت درود شریف پڑھنا

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مِنْ مَوَاطِنِ الصَّلَاةِ عَلَيْهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقْبَ خَتْمِ الْقُرْآنِ،وَهَذَا لِأَنَّ الْمَحَلَّ مَحَلُّ دُعَاءٍ وَقَدْ نَصَّ الْإِمَامُ أَحْمَدُ رَحِمَهُ اللّٰه تَعَالَى عَلَى الدُّعَاءِ عَقِيْبَ الْخَتْمَةِ، فَقَالَ فِي رِوَايَةِ أَبِي الْحَارِثِ كَانَ أَنَسُ إِذَاخَتَمَ الْقُرْآنَ جَمَعَ أَهْلَهُ وَلَدَهُ. ❶

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے مواقع میں سے ختم قرآن کے بعد بھی درود پڑھنا ہے، اور یہ اس وجہ سے کہ یہ مقام دعا کا مقام ہے اور امام احمد رحمہ اللہ نے ختم قرآن کے بعد دعا کی صراحت کی ہے، ابوالحارث کی روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ جب ختم قرآن فرماتے تو اپنے اہل وعیال کو جمع کرتے (اور دعا فرماتے۔)

۱۵......نفل میں قرأت کے وقت درود پڑھنا

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَامَرَّ الْمُصَلِّي بِآيَةٍ فِيهَاذِكْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنْ كَانَ فِيْ نَفَلٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ❷

ترجمہ: جب نماز پڑھنے والا کسی ایسے آیت پر سے گزرے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو تو اگر نفلی نماز ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے۔

---

❶ جلاء الأفهام: الفصل العاشر، ج ۱ ص ۴۰۲

❷ جلاء الأفهام: الفصل العاشر، ص ۴۳۷

۱۶...... پیغام نکاح کے وقت درود پڑھنا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اللہ تعالی کے اس ارشاد ''إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَا ئِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ'' کے متعلق فرماتے ہیں:

يَعْنِي أَنَّ اللّٰه تَعَالَى يُثْنِيُ عَلَى نَبِيُّكُمْ وَيَغْفِرُ لَهُ وَأَمَرَ الْمَلَا ئِكَةَ بِالْاِسْتِغْفَارِ لَهُ......أَثْنَوْا عَلَيْهِ فِيْ صَلَا تِكُمْ وَفِيْ مَسَاجِدِكُمْ وَفِيْ كُلِّ مَوْطِنٍ وَفِيْ خُطْبَةِ النِّسَاءِ فَلَا تَنْسَوْهُ. ❶

ترجمہ: یعنی اللہ تعالی اپنے نبی کی تعریف کرتا ہے اور اُن کی مغفرت کرتا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ آپ کے لیے استغفار کرو، لہٰذا تم بھی اپنی نمازوں میں اور مسجدوں میں اور ہر مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرو، اور عورتوں کو پیغام نکاح کے وقت آپ کی تعریف اور درود وسلام کو مت بھولو۔

۱۷...... جہاں کہیں بھی ہوں درود پڑھیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا، وَلَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا، وَصَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُ كُنْتُمْ. ❷

ترجمہ: اپنے گھروں کو قبریں مت بناؤ اور میری قبر کو عرس کی جگہ مت بناؤ (کہ جس پر میلہ لگے اور خلافِ شرع افعال ہوں) بلکہ مجھ پر درود بھیجو، تم جہاں کہیں بھی ہو تمہارا درود مجھ تک پہنچایا جاتا ہے۔

❶ جلاء الأفهام: الفصل العاشر، ص ۴۲۲

❷ سنن أبي داود: كتاب المناسك، باب زيارة القبور، رقم الحديث: ۲۰۴۲

۱۸......تلبیہ سے فارغ ہوتے وقت درود پڑھنا

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ تَلْبِيَتِهِ سَأَلَ اللَّهَ تَعَالَى مَغْفِرَتَهُ وَرِضْوَانَهُ وَاسْتَعَاذَ بِرَحْمَتِهِ مِنَ النَّارِ. قَالَ صَالِحٌ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، يَقُولُ: كَانَ يُسْتَحَبُّ لِلرَّجُلِ إِذَا فَرَغَ مِنْ تَلْبِيَتِهِ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ❶

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب تلبیہ سے فارغ ہوتے تو اللہ تعالی سے مغفرت اورخوشنودی کا سوال کرتے اوراسی کی رحمت سے آگ سے پناہ مانگتے۔صالح فرماتے ہیں کہ میں نے قاسم بن محمد سے سنا وہ فرماتے ہیں: آدمی کے لیے مستحب ہے کہ جب تلبیہ سے فارغ ہوں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے۔

۱۹......غم و پریشانی کے وقت درود پڑھنا

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب دوتہائی رات گزرجاتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے اورفرماتے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ! اذْكُرُوا اللَّهَ اذْكُرُوا اللَّهَ جَاءَتِ الرَّاجِفَةُ.

ترجمہ: اے لوگو! اللہ کو یاد کرو، اللہ کو یاد کرو، کھڑکھڑانے دینے والی آگئی ہے(اور آپ موت کا تذکرہ فرماتے۔)

میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں آپ پر بہت درود پڑھا کرتا ہوں،سواپنے وظیفے میں آپ پر درود پڑھنے کے لیے کتنا وقت مقرر کرلوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جتنا تم چاہو، میں نے عرض کیا: چوتھائی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جتنا تم

❶ سنن الدار قطنی: کتاب الحج، باب المواقیت، ج۳ص۲۵۷، رقم الحدیث:۲۵۰۷

چاہو اور اگر اس سے زیادہ کرلو تو تمہارے حق میں بہتر ہے، میں نے عرض کیا: آدھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جتنا تم چاہو اور اگر اس سے زیادہ کرلو تو تمہارے حق میں بہتر ہے، میں نے عرض کیا: دو تہائی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جتنا تم چاہو اور اگر اس سے زیادہ کرلو تو تمہارے حق میں بہتر ہے، میں نے عرض کیا: وظیفے میں پوری رات آپ پر درود پڑھا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذًا تُكْفَى هَمَّكَ، وَيُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ. ❶

ترجمہ: اب یہ درود تمہارے سب غموں کے لیے کافی ہوگا اور اس سے تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

۲۰......استلام حجر کے وقت درود پڑھنا

حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب استلام حجر کا ارادہ کرتے تو پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ إِيمَانًا بِكَ، وَتَصْدِيقًا بِكِتَابِكَ وَسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَسْتَلِمُهُ. ❷

ترجمہ: اے اللہ! تجھ پر ایمان لے کر آیا اور تیری کتاب اور تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر ایمان لایا ہوں، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے اور استلام کرتے۔

۲۱......رات کو نیند سے اٹھتے وقت درود پڑھنا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

❶ سنن الترمذی: أبواب صفة القيامة والرقاق والورع، باب ماجاء فی صفة أوانی الحوض، باب، رقم الحديث: ۲۴۵۷

❷ المعجم الأوسط: باب الميم، ج۵ ص ۳۳۸، رقم الحديث: ۵۴۸۶

يَضْحَكُ اللَّهُ إِلَى رَجُلَيْنِ: رَجُلٍ لَقِيَ الْعَدُوَّ وَهُوَ عَلَى فَرَسٍ مِنْ أَمْثَلِ خَيْلِ أَصْحَابِهِ فَانْهَزَمُوا وَثَبَتَ، فَإِنَّ قُتِلَ اسْتُشْهِدَ، وَإِنْ بَقِيَ فَذَلِكَ الَّذِي يَضْحَكُ اللَّهُ إِلَيْهِ، وَرَجُلٍ قَامَ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ لَا يَعْلَمُ بِهِ أَحَدٌ، فَتَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ حَمِدَ اللَّهَ وَمَجَّدَهُ، وَصَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاسْتَفْتَحَ الْقُرْآنَ، فَذَلِكَ الَّذِي يَضْحَكُ اللَّهُ إِلَيْهِ يَقُولُ: اُنْظُرُوا إِلَى عَبْدِي قَائِمًا لَا يَرَاهُ أَحَدٌ غَيْرِي. ❶

ترجمہ: دو شخصوں سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں: ایک وہ شخص جو دشمن سے ملے اور وہ اپنے ساتھیوں سے بہترین گھوڑے پر ہو، پس اس کے ساتھی شکست کھائیں اور یہ ڈٹا رہے، اگر اس کو مارا گیا تو شہید ہے، اگر باقی رہا تو یہی وہ شخص ہے جس سے اللہ خوش ہوتے ہیں۔ دوسرا وہ شخص جو رات کو جاگے اور کسی کو اسکا علم نہ ہو، پس یہ وضو کرے اور مکمل وضو کرے، پھر اللہ کی تعریف و بزرگی بیان کرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور قرآن کریم کی تلاوت کرے، پس یہی وہ شخص ہے جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں: دیکھو! میرے اس کھڑے ہوئے بندے کی طرف، میرے علاوہ کوئی اور اس کو نہیں دیکھ رہا ہے۔

۲۲......مجلس سے اٹھتے وقت درود پڑھنا

حضرت عثمان بن عمر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت سفیان بن سعید رحمہ اللہ جب مجلس سے اٹھتے تو میں نے کئی بار آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ''صَلَّى اللَّهُ وَمَلَائِكَتُهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَنْبِيَاءِ اللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ. ❷

---

❶ السنن الكبرى للنسائی: كِتَابُ عَمَلِ الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ، ج ۹ ص ۳۲۰، رقم الحدیث: ۱۰۶۳۷

❷ إمتاع الأسماع: ج ۱۱ ص ۱۳۵ / جلاء الأفهام: فی المراسیل والموقوفات، ص ۱۸۷

۲۳......مسجد کے پاس سے گزرتے وقت درود پڑھنا

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِذَامَرَرْتُمْ عَلَى الْمَسَاجِدِفَصَلُّوْاعَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ❶

ترجمہ: جب تم مساجد کے پاس سے گزروتو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھو۔

۲۴......نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لکھتے وقت درود پڑھنا

حضرت عبداللہ بن صالح الصوفی رحمہ اللہ سے منقول کہ ایک محدث کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا گیا۔ پوچھا گیا: اللہ نے آپ سے کیا برتاؤ کیا۔؟ فرمایا: میری مغفرت فرمادی، کہا گیا: کس سبب سے؟ فرمایا:

بِصَلَا تِيْ فِيْ كُتُبِيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ❷

میں اپنی کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ جو درود وسلام لکھا کرتا تھا اس کے سبب سے۔

ایک محدث کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا گیا تو پوچھا گیا: اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا؟ فرمایا: میری مغفرت فرمادی، پوچھا گیا: کس سبب سے؟ فرمایا:

بِكَثْرَةِ مَا كَتَبْتُ بِهَاتَيْنِ الْإِصْبَعَيْنِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ❸

ترجمہ: اس لئے کہ میں نے ان دوانگلیوں سے بکثرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ درود "صلی اللہ علیہ وسلم" لکھا کرتا تھا۔

۲۵......گناہ ہوجانے کے بعد درود پڑھنا

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

❶ إمتاع الأسماع: ج ١١ ص ١٣٥

❷ القول البديع: الباب الخامس، ص ٢٥٢

❸ القول البديع: الباب الخميس، ص ٢٥٢

فرمایا کہ میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا (فرشتہ) آیا اور اس نے کہا:

مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ مِنْ أُمَّتِكَ صَلَاةً كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ، وَمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ، وَرَفَعَ لَهُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ، وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَهَا. ❶

ترجمہ: آپ کی امت میں سے جو آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دے گا، اور اس سے دس برائیاں مٹا دے گا، اور اس کے دس درجے بلند کردے گا، اور اسی جیسا بدلہ عطا فرمائے گا۔

۲٦......کان بجتے وقت درود پڑھنا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا طَنَّتْ أُذُنُ أَحَدِكُمْ فَلْيَذْكُرْنِي، وَلْيُصَلِّ عَلَيَّ، وَلْيَقُلْ: ذَكَرَ اللَّهُ بِخَيْرٍ مَنْ ذَكَرَنِي. ❷

ترجمہ: جب تم میں سے کسی کا کان بجنے لگے تو اُسے چاہیے کہ مجھے یاد کرے اور مجھ پر درود پڑھے، اور کہے: اللہ نے خیر کے ساتھ یاد کیا جس نے مجھے یاد کیا۔

۲۷...... ہر نماز کے بعد درود پڑھنا

حضرت ابوبکر بن محمد بن عمر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ابوبکر بن احمد بن موسیٰ رحمہ اللہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اسی دوران امام شبلی رحمہ اللہ آئے، تو ابوبکر بن احمد بن موسیٰ رحمہ

---

❶ مسند أحمد: مسند المدنيين: ج۲٦ ص ۲۷۲، رقم الحديث: ۱٦۳۵۲/قال الألباني: صحيح. انظر: صحيح الجامع الصغير: ج ۱ ص ۷۲، الرقم: ۵۷

❷ المعجم الكبير: باب الالف، ج ۱ ص ۳۲۱، رقم الحديث: ۹۵۸/قَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الثَّلَاثَةِ، وَالْبَزَّارُ بِاخْتِصَارٍ كَثِيرٍ، وَإِسْنَادُ الطَّبَرَانِيِّ فِي الْكَبِيرِ حَسَنٌ. انظر: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: كتاب الأذكار، باب ما يقول إذا نظر في المرآة، ج ۱۰ ص ۱۳۸، رقم الحديث: ۱۷۱۴۲

اللہ کھڑے ہوئے اوران سے معانقہ کیا اور ماتھے پر بوسہ دیا۔ میں نے ابوبکر بن احمد سے کہا: تم امام شبلی رحمہ اللہ کے ساتھ ایسا معاملہ کرتے ہو حالانکہ تم اور سب بغداد اس کو مجنون سمجھتے ہو۔ تو ابوبکر بن احمد بن موسیٰ رحمہ اللہ نے کہا:

فَعَلْتُ كَمَارَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ بِهِ وَذٰلِكَ أَنِّيْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ وَقَدْ أَقْبَلَ الشِّبْلِيُّ فَقَامَ إِلَيْهِ وَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ!أَتَفْعَلُ هَذَابِالشِّبْلِيْ،قَالَ لِيْ نَعَمْ، هَذَايَقْرَأُبَعْدَ صَلَاتِهِ "لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ "اَلْآيَةَ وَيَتْبَعُهَابِالصَّلَاةِ عَلَيَّ. ❶

ترجمہ: میں نے وہی کیا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے دیکھا، واقعہ یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، اسی دوران حضرت شبلی آئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور شبلی کے ماتھے کو بوسہ دیا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ شبلی کے ساتھ ایسا معاملہ کرتے ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں، یہ نماز کے بعد یہ آیت "**لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ**" پڑھتا ہے اور اس کے بعد مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے۔

درود شریف کے ممنوع اوقات ومقامات

بعض مواقع اور اوقات ایسے ہیں کہ جن میں شریعت نے درود پڑھنے سے منع کیا ہے، ان میں بعض درج ذیل ہیں:

۱......تاجر کا سامان تجارت کھول کر دکھانے کے وقت درود پڑھنا

۲......مباشرت کے وقت

❶تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: أبوبكر الشبلي، ج ٦٦ ص ٥٥، رقم الترجمة: ٨٣٩٩

۳......قضائے حاجت کے وقت

۴......تجارت کوشہرت دینے کے غرض سے درود پڑھنا

۵......تعجب کے وقت

۶......ذبح کے وقت

۷......چھینک کے وقت

۸......خطبہ کے دوران درود پڑھنا

وَحَرَامًا عِنْدَ فَتْحِ التَّاجِرِ مَتَاعَهُ وَنَحْوِهِ.

تُكْرَهُ الصَّلَاةُ عَلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَبْعَةِ مَوَاضِعَ: الْجِمَاعِ، وَحَاجَةِ الْإِنْسَانِ، وَشُهْرَةِ الْمَبِيعِ وَالْعَثْرَةِ، وَالتَّعَجُّبِ، وَالذَّبْحِ، وَالْعُطَاسِ ...... وَقْتَ الْخُطْبَةِ لِوُجُوبِ الْإِنْصَاتِ وَالِاسْتِمَاعِ فِيهِمَا. ❶

درود شریف سے متعلق بعض اہم مسائل وفوائد

۱......ہر مسلمان پر عمر میں کم از کم ایک مرتبہ درود پڑھنا فرض ہے:

(وَهِيَ فَرْضٌ) عَمَلًا بِالْأَمْرِ ......(مَرَّةً وَاحِدَةً) اتِّفَاقًا (فِي الْعُمُرِ). ❷

۲......نماز میں تشہد کے بعد قعدہ اخیرہ میں درود شریف کا پڑھنا سنتِ مؤکدہ ہے:

وَسُنَّةٌ فِي الصَّلَاةِ. ❸

۳......مجلس میں یا کسی موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی آجائے تو درود شریف کا ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے۔ اگر ایک ہی مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی کئی مرتبہ آئے تو امام طحاوی رحمہ اللہ کے نزدیک ہر بار درود پڑھنا واجب ہے،

❶حاشية ابن عابدين: كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ١ ص ٥١٨، ٥١٩

❷الدر المختار: كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ١ ص ٥١٥

❸الدر المختار: كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ١ ص ٥١٨

اگر چہ ایک مجلس ہو، اصح قول کے مطابق۔ مفتی بہ قول یہ ہے کہ ایک مجلس میں بار بار درود پڑھنا مستحب ہے:

(وَاخْتَلَفَ)الطَّحَاوِيُّ وَالْكَرْخِيُّ (فِي وُجُوبِهَا)عَلَى السَّامِعِ وَالذَّاكِرِ (كُلَّمَا ذُكِرَ)صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(وَالْمُخْتَارُ)عِنْدَ الطَّحَاوِيِّ (تَكْرَارُهُ) أَيُ الْوُجُوبُ (كُلَّمَا ذُكِرَ) وَلَوُ اتَّحَدَ الْمَجْلِسُ فِي الْأَصَحِّ... (وَالْمَذْهَبُ اسْتِحْبَابُهُ)اَيْ اَلتَّكْرَارُوَعَلَيْهِ الْفَتْوَى. ❶

۴......جو صیغے صلاۃ وسلام کے ساتھ احادیث میں مذکور ہیں ان میں کسی اور کلمے کا اضافہ کرنا ممنوع ہے۔

۵......اگر کوئی قرآن پاک کی تلاوت کر رہا ہو اور اس دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سن لے تو درود شریف پڑھنا واجب نہیں۔ ہاں اگر تلاوت سے فارغ ہونے کے بعد پڑھ لے تو بہت اچھا ہے:

وَلَوْ سَمِعَ اسْمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْرَأُ لَا يَجِبُ أَنْ يُصَلِّيَ،وَإِنْ فَعَلَ ذٰلِكَ بَعْدَ فَرَاغِهِ مِنَ الْقُرْآنِ فَهُوَ حَسَنٌ. ❷

۶......قرآنِ پاک کی تلاوت کرتے وقت ایسی آیت آگئی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک ہو تو درود تلاوت کے درمیان نہ پڑھے، ہاں اگر تلاوت کے بعد پڑھ لے تو افضل ہے، ورنہ کوئی حرج کی بات نہیں:

وَلَوْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَمَرَّ عَلَى اسْمِ نَبِيٍّ فَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ عَلَى تَأْلِيفِهِ وَنَظْمِهِ أَفْضَلُ مِنَ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذٰلِكَ الْوَقْتِ،

❶الدر المختار: كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ا ص ۵۱۶

❷حاشية ابن عابدين: كتاب الصلاة ،باب صفة الصلاة، ج ا ص ۵۱۹

فَإِنْ فَرَغَ فَفَعَلَ فَهُوَ أَفْضَلُ وَإِلَّا فَلَاشَيْءَ عَلَيْهِ. ❶

۷......نوافل نمازوں کے قعدہ اولی میں درود پڑھنا درست ہے۔

۸......درود پڑھتے وقت آواز کا بلند کرنا اور اعضاء کو حرکت دینا جہالت ونادانی ہے، اس سے اجتناب کیا جائے۔

وَإِزْعَاجُ الْأَعْضَاءِ بِرَفْعِ الصَّوْتِ جَهْلٌ. ❷

۹......درود پاک کے پورے صیغے کو لکھنا لازم ہے۔بعض لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے بعد درود کی جگہ لفظِ ''ص'' یا ''صلعم'' لکھتے ہیں یہ کافی نہیں ہے۔اس سے نہ درود کا حکم ادا ہوا ہوگا اور نہ ہی ثواب ملے گا،اس سے اجتناب کیا جائے ،جب بھی آپ کا اسم گرامی آئے تو درود پڑھیں اور اگر تحریر کے دوران آئے تو مکمل درود لکھیں، یہ بے وفائی ،احسان فراموش اور آپ کے حقوق کی عدم ادائیگی اور محبت رسول میں کمی کی علامت ہے جو آپ پر پورا درود نہیں لکھتا،اس لئے اہتمام کریں کہ جب بھی آپ کا نام نامِی اور اسم گرامی آئے تو درود شریف پڑھیں۔

درود شریف پڑھنے کے آداب

ہر کام کو اگر اس کے آداب کے ساتھ کیا جائے تو اس کام میں خوبی آجاتی ہے۔ درود شریف کے بھی چند آداب ہیں، کچھ کا تعلق درود شریف لکھنے کے ساتھ ہے اور کچھ کا تعلق درود پڑھنے کے ساتھ ہے۔درود شریف کے لکھنے کے آداب میں سے یہ ہے کہ درود شریف کو مکمل اور واضح لکھا جائے ،جس طرح زبان سے ذکر مبارک کرتے وقت زبانی درود سلام واجب ہے، اسی طرح قلم سے لکھتے وقت درود سلام کا قلم سے لکھنا بھی واجب ہے،اور جو لوگ حروف کا اختصار کرکے ''صلعم'' یا صرف (ص) لکھ

❶حاشية ابن عابدين: كتاب الصلاة ،باب صفة الصلاة، ج ا ص ۵۱۹

❷الدر المختار: كتاب الصلاة ،باب صفة الصلاة، ج ا ص ۵۱۹

دیتے ہیں، یہ کافی نہیں بلکہ پورا درود وسلام لکھنا چاہیے۔

درود شریف پڑھتے وقت درج ذیل آداب کا لحاظ رکھیں:

۱......اپنے دل کو تمام گناہوں سے پاک صاف کریں۔

۲......کپڑے، بدن اور جگہ پاک ہو۔

۳......مسواک وغیرہ سے منہ اور دانتوں کو صاف کریں۔

۴......باوضو ہو کر درود پڑھیں۔

۵......قبلہ رخ مصلے پر بیٹھ کر درمیانی آواز سے شوق ذوق سے پڑھیں۔

۶......دل دھیان اور توجہ کے ساتھ پڑھیں۔

۷......نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی امید میں پڑھتے رہیں۔

۸......زبان کے ساتھ دل کو بھی اس ورد کے ساتھ منور کریں۔

۹......روضہ اقدس کے علاوہ دیگر مقام پر یہ خیال کریں کہ فرشتوں کے ذریعہ درود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔

۱۰......درود پڑھتے وقت کسی سے بات چیت نہ کریں۔

۱۱......درود پڑھتے وقت عمدہ خوشبو سے خود بھی معطر ہوں اور جگہ کو بھی معطر کریں۔

سب سے افضل درودِ ابراہیمی ہے

درود شریف کے بہت سے صیغے اور الفاظ منقول ہیں، علماء نے اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں، البتہ یہ ضروری نہیں کہ وہ تمام کلمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بعینہ منقول ہوں، بلکہ کسی بھی درست مفہوم پر مشتمل کلمات سے درود پڑھ سکتے ہیں اور اس سے حکم کی تعمیل اور درود وسلام پڑھنے کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے، مگر ظاہر ہے کہ جو الفاظ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں وہ زیادہ بابرکت وباعث

اجر ہیں، تو درودِ ابراہیمی دوسرے درودوں کی بہ نسبت افضل ترین کلمات پر مشتمل ہے، اوراس کے صیغے تمام درودوں سے زیادہ فضیلت رکھتے ہیں، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازوں کے لیے اس درورد کا انتخاب فرمایا ہے، لہذا نمازوں میں اور نماز کے باہر اس درود پاک کا وِرد زیادہ افضل ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی، انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ کیا میں تجھے ہدیہ دوں؟ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ تو ہمیں معلوم ہوگیا کہ آپ پر کن الفاظ میں سلام بھیجا کریں، لیکن آپ پر درود کس طرح بھیجا کریں؟ ارشاد فرمایا کہ یوں کہا کرو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی آلِ إِبْرَاھِیمَ، إِنَّکَ حَمِیدٌ مَجِیدٌ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی آلِ إِبْرَاھِیمَ، إِنَّکَ حَمِیدٌ مَجِیدٌ. ❶

درود شریف پڑھنے کے ۱۰۰ دنیاوی واخروی فوائد وثمرات

۱......اللہ تعالی کی فرمانبرداری اور حکم کی تعمیل

۲......اللہ رب العزت کے ساتھ درود میں موافقت

۳......درود پڑھنے میں فرشتوں کے ساتھ موافقت

یہ تینوں باتیں قرآنِ کریم کی درج ذیل آیت سے ماخوذ ہیں:

﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (ألأحزاب: ۵۶)

❶ صحیح البخاری: کتاب الدعوات: باب الصلوة علی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم، رقم الحدیث: ۶۳۵۷

ترجمہ: بیشک اللہ اوراس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو، اور خوب سلام بھیجا کرو۔

۴......ایک باردرود پڑھنے پردس رحمتوں کانزول

۵......ایک باردرود پڑھنے پردس گناہوں کی معافی

۶......ایک باردورد پڑھنے پردس درجات کی بلندی

یہ تینوں فوائداس حدیث میں موجود ہیں، حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حال میں صبح کی کہ آپ ہشاش بشاش اور آپ کے چہرہ مبارک پر خوشی کے آثار نظر آرہے تھے، تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا، یارسول اللہ! آج آپ بہت ہشاش بشاش ہیں اور آپ کے چہرہ مبارک پر خوشی کے آثار ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا (فرشتہ) آیا اوراس نے کہا:

مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ مِنْ أُمَّتِكَ صَلَاةً كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ، وَمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ، وَرَفَعَ لَهُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ، وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَهَا. ❶

ترجمہ: تیری امت میں سے جو تجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دے گا، اوراس سے دس برائیاں مٹا دے گا، اوراس کے دس درجے بلند کردے گا، اوراسی جیسا بدلہ عطا فرمائے گا۔

۷......درود شریف دعاؤں کی قبولیت کاذریعہ ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

❶مسند أحمد: مسند المدنيين: ج۲۶ ص ۲۷۲، رقم الحديث: ۱۶۳۵۲ /قال الألباني: صحيح. انظر: صحيح الجامع الصغير: ج۱ ص ۷۲، الرقم: ۵۷

كُلُّ دُعَاءٍ مَحْجُوبٌ حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ❶

ترجمہ: ہر دعا کو روک دیا جاتا ہے یہاں تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے آل پر درود بھیجے۔

۸......درود پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت پانے کا سبب ہے

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ حِينَ يُصْبِحُ عَشْرًا وَحِينَ يُمْسِي عَشْرًا أَدْرَكَتْهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ❷

ترجمہ: جو صبح کے وقت مجھ پر دس بار درود پڑھتا ہو اور شام کے وقت دس بار درود پڑھتا ہو تو قیامت کے دن میری شفاعت اس کو پالے گی۔

۹......درود شریف سے بندہ کے رنج و غم اور تکالیف دور ہوتی ہیں

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں

❶ المعجم الأوسط: باب الألف، ج ۱ ص ۲۲۰، رقم الحديث: ۷۲۱ قَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ. انظر: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: كتاب الأدعية، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم في الدعاء وغيره، ج ۱۰ ص ۱۶۰، رقم الحديث: ۱۷۲۷۸

❷ قَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ بِإِسْنَادَيْنِ، وَإِسْنَادُ أَحَدِهِمَا جَيِّدٌ، وَرِجَالُهُ وُثِّقُوا. انظر: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: كتاب الأذكا، باب ما يقول اذا آوى الى فراشه واذا انتبه، ج ۱۰ ص ۱۲۰، رقم الحديث: ۱۷۰۲۳/ قال الألباني: حسن. انظر: صحيح الجامع الصغير وزيادته: ج ۲ ص ۱۰۸۸، الرقم: ۶۳۵۷

آپ پر بہت درود پڑھا کرتا ہوں سو اپنے وظیفے میں آپ پر درود پڑھنے کے لیے کتنا وقت مقرر کرلوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جتنا تم چاہو، میں نے عرض کیا: چوتھائی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جتنا تم چاہو اور اگر اس سے زیادہ کرلو تو تمہارے حق میں بہتر ہے، میں نے عرض کیا: آدھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جتنا تم چاہو اور اگر اس سے زیادہ کرلو تو تمہارے حق میں بہتر ہے، میں نے عرض کیا: دو تہائی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جتنا تم چاہو اور اگر اس سے زیادہ کرلو تو تمہارے حق میں بہتر ہے، میں نے عرض کیا: وظیفے میں پوری رات آپ پر درود پڑھا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذًا تُكْفَى هَمَّكَ، وَيُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ. ❶

ترجمہ: اب یہ درود تمہارے سب غموں کے لیے کافی ہوگا اور اس سے تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

۱۰...... درود شریف پڑھنا قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کا سبب ہے

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ القِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً. ❷

ترجمہ: قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو میرے اوپر کثرت کے ساتھ درود پڑھتا ہو۔

---

❶ سنن الترمذی: أبواب صفة القيامة والرقاق والورع، باب ماجاء فی صفته أوانی الحوض، باب، رقم الحديث: ۲۴۵۷

❷ سنن الترمذی: أبواب الوتر، بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رقم الحديث: ۴۸۴/صحيح ابن حبان: ج۳ص ۱۹۲، رقم الحديث: ۹۱۱/ صحيح الترغيب والترهيب: ج۲ ص ۲۹۴، رقم الحديث: ۱۶۶۸

۱۱......تنگ دست شخص کیلئے درود قائم مقام صدقہ کے ہے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ لَمْ يَكُنْ لَهُ صَدَقَةٌ فَلْيَقُلْ فِي دُعَائِهِ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ فَإِنَّهَا لَهُ زَكَاةٌ. ❶

ترجمہ: جس کے پاس صدقہ دینے کے لیے کچھ نہ ہوتو وہ اپنی دعا میں یوں کہے: اے اللہ! تو اپنے رسول اور بندے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیج اور تمام مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں پر رحمتیں نازل فرما یہی اس کا صدقہ ہوجائے گا۔

۱۲......درود شریف دنیا اور آخرت کی حاجتوں کے پورا ہونے کا ذریعہ ہے

جو شخص درود شریف کا اہتمام کرتا ہے اللہ رب العزت اس کی دنیا اور آخرت کی حاجات پوری کردیتا ہے، اور جو ضرورت ہو اُس کا خزانہ غیب سے انتظام فرما دیتا ہے، ایسا شخص مجبور، بے بس اور لاچار نہیں ہوتا، اُس کی ضروریات وہاں سے پوری ہوجاتیں جہاں اُس کا وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔

۱۳......درود شریف اللہ تعالی کی رحمت، فرشتوں کی دعا اور مغفرت کا سبب ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

مَنْ صَلَّى عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلاةً صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ

❶ المستدرک علی الصحیحین: کتاب الأطعمة، ج۴ص ۱۴۴، رقم الحديث: ۷۱۷۵

وَمَلائِکَتُهُ سَبْعِینَ صَلاۃً فَلْیُقِلَّ عَبْدٌ مِنْ ذَلِکَ أَوْ لِیُکْثِرْ. ❶

ترجمہ: جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ اور اس کے فرشتے اس پر ستر مرتبہ رحمت بھیجتے ہیں، اب بندے کی مرضی ہے کہ درود کی کثرت کرے یا کمی۔

۱۴...... درود شریف کی کثرت دل کی پاکی کا ذریعہ ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صَلُّوا عَلَیَّ فَإِنَّ صَلَاۃً عَلَیَّ زَکَاۃٌ لَکُمْ. ❷

ترجمہ: مجھ پر درود بھیجو بے شک تمہارا مجھ پر درود بھیجنا یہ تمہاری پاکیزگی (کا سبب) ہے۔

۱۵...... درود شریف کی کثرت برائی سے نفرت اور نیک کام کے رغبت کا سبب ہے

یعنی جو آدمی کثرت سے درود شریف پڑھتا ہے اُس کے دل میں گناہوں کی نفرت آجاتی ہے اور نیک اعمال کا شوق پیدا ہوجاتا ہے، پھر عبادت میں دل لگتا ہے اور برائی سے آہستہ آہستہ طبعاً نفرت ہوجاتی ہے۔

۱۶...... جنت کے بلند درجات پانے کا سبب ہے

امام ابو العباس احمد بن منصور رحمہ اللہ کا جب انتقال ہوگیا تو اہلِ شیراز میں سے ایک شخص نے اِن کو خواب میں دیکھا کہ وہ شیراز کی جامع مسجد میں محراب میں کھڑے ہیں، اور اُن پر ایک جوڑا ہے، اور سر پر ایک تاج ہے جو جواہر اور موتیوں سے لدا

❶ مسند أحمد: مسند المکثرین من الصحابة، ج ۱۱ ص ۱۷۸، رقم الحدیث: ۶۶۰۵/قَالَ الْهَیْثَمِیُ: رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ. انظر: مجمع الزوائد ومنبع الفوئد: کتاب الأدعیة، باب الصلاۃ علی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فی الدعاء وغیرہ، ج ۱۰ ص ۱۶۰، رقم الحدیث: ۱۷۲۸۳

❷ مصنف ابن أبی شیبة: کتاب الفضائل، باب ما أعطی اللّٰه محمد صلی اللّٰه علیه وسلم، ج ۶ ص ۳۰۳، رقم الحدیث: ۳۱۷۸۴

ہوا ہے، خواب دیکھنے والے نے اُن سے پوچھا، اُنھوں نے کہا: اللہ رب العزت نے میری مغفرت فرمادی، اور میرا بہت اکرام فرمایا، اور مجھے تاج عطا فرمایا، اور یہ سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرتِ درود کی وجہ سے ہے۔ ❶

۱۷......قیامت کی ہولناکیوں سے نجات دلانے کا سبب ہے

امام شافعی رحمہ اللہ کو انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا، اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ فرمایا؟ وہ بولے: مجھے بخش دیا، اور حکم فرمایا کہ مجھ کو تعظیم واحترام کے ساتھ بہشت میں لے جائیں، اور یہ سب برکت ایک درود کی ہے جس کو میں نے اپنی کتاب "الرسالة" میں لکھا تھا، خواب دیکھنے والے نے پوچھا وہ کون سا درود ہے؟ فرمایا: یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ، وَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ كُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ. ❷

۱۸......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درود پڑھنے والے کو جواب عطا فرماتے ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ. ❸

ترجمہ: جب کوئی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تبارک تعالیٰ مجھے میری روح لوٹا دیتا ہے پھر میں اس سلام بھیجنے والے کو سلام کا جواب دیتا ہوں۔

❶ القول البدیع: ص ۱۲۳

❷ القول البديع في الصلاة على الحبيب الشفيع: ص ۲۵

❸ سنن أبي داود: كتاب المناسك، باب زيارة القبور، رقم الحديث: ۲۰۴۱

۱۹......درود شریف بھولی ہوئی چیز یاد دلانے کا سبب ہے

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ جب انسان کوئی بات بھول جائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھے تو اللہ رب العزت اُسے وہ چیز یاد دلا دیتے ہیں۔

جلاء الأفهام: ص ۴۲۹

۲۰......درود شریف کے بغیر مجلس ناتمام اور باعثِ حسرت ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا قَعَدَ قَوْمٌ مَقْعَدًا لَا يَذْكُرُونَ فِيهِ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ،وَيُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ،وَإِنْ دَخَلُوا الْجَنَّةَ لِلثَّوَابِ. (۱)

ترجمہ: جو لوگ کسی جگہ پر مجلس کریں لیکن اس میں اللہ کا ذکر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجیں اور جدا ہو جائیں وہ ان کے لئے قیامت کے دن باعثِ حسرت ہوگی اگر چہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں۔

۲۱......درود شریف پڑھنے والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے محفوظ ہو جاتا ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے، آپ نے منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا فرمایا: آمین، دوسری سیڑھی پر قدم رکھا فرمایا: آمین، تیسری سیڑھی پر قدم رکھا فرمایا: آمین۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ سے پوچھا: یا رسول اللہ! ہم نے

(۱) مسند أحمد: مسند الكثرين من الصحابه، ج۱۶ ص۴۳، رقم الحديث: ۹۹۶۵

آپ سے ایسی چیز سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل امین آئے تھے، جب میں نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا:

بُعْدًا لِمَنْ أَدْرَکَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ.

ترجمہ: وہ شخص تباہ و برباد ہو جائے کہ رمضان المبارک کا مہینہ پائے اور وہ اپنی مغفرت نہ کروا سکے، تو میں نے کہا آمین۔

جب دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا:

بُعْدًا لِمَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْکَ.

ترجمہ: وہ شخص تباہ و برباد ہو جائے جسکے سامنے آپ کا تذکرہ کیا جائے اور وہ درود شریف نہ پڑھے، میں نے کہا آمین۔

جب میں نے تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا:

بُعْدًا لِمَنْ أَدْرَکَ أَبَوَاهُ الْكِبَرَ عِنْدَهُ أَوْ أَحَدُهُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ. (۱)

ترجمہ: وہ شخص تباہ و برباد ہو جائے جس کے والدین میں سے ایک یا دونوں بوڑھے ہو جائیں وہ انکی خدمت کر کے خود کو جنت میں داخل نہ کر سکے، میں نے کہا آمین۔

۲۲......درود شریف سے فقر و فاقہ اور تنگدستی دور ہو جاتی ہے

محمد بن مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں بغداد گیا تا کہ قاری ابوبکر بن مجاہد رحمہ اللہ کے پاس کچھ پڑھوں، ہم لوگوں کی ایک جماعت اُن کی خدمت میں حاضر تھی اور قراءت ہو رہی تھی، اِتنے میں ایک بڑے میاں اُن کی مجلس میں آئے، جن کے سر پر بہت ہی پُرانا عمامہ تھا، ایک پُرانا کُرتا تھا، ایک پُرانی چادر تھی، ابوبکر اُن کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے

(۱) المستدرک على الصحيحين: كتاب البر والصلة، ج۴ص ۱۷۰، رقم الحديث: ۷۲۵۶/ قَالَ الْحَاكِمُ: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ. وَوَافَقَهُ الذَّهَبِيُّ

اور اُن کو اپنی جگہ بٹھایا، اور اُن سے اُن کے گھر والوں کی، اہل وعَیال کی خیریت پوچھی، اُن بڑے میاں نے کہا: رات میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا، گھر والوں نے مجھ سے گھی اور شہد کی فرمائش کی۔ شیخ ابوبکر کہتے ہیں کہ میں اُن کا حال سن کر بہت ہی رنجیدہ ہوا، اور اُسی رنج وغم کی حالت میں میری آنکھ لگ گئی، تو میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِتنا رنج کیوں ہے؟ علی بن عیسیٰ وزیر کے پاس جا، اور اُس کو میری طرف سے سلام کہنا، اور یہ علامت بتانا کہ تو ہر جمعہ کی رات کو اُس وقت تک نہیں سوتا جب تک کہ مجھ پر ایک ہزار مرتبہ درود نہ پڑھ لے، اور اِس جمعہ کی رات میں تو نے سات سو مرتبہ پڑھا تھا کہ تیرے پاس بادشاہ کا آدمی بُلانے آ گیا تو وہاں چلا گیا، اور وہاں سے آنے کے بعد تو نے اُس مقدار کو پورا کیا، یہ علامت بتانے کے بعد اُس سے کہنا کہ اِس نومولود کے والد کو سو دینار (اشرفیاں) دے دے، تاکہ یہ اپنی ضرورت میں خرچ کر لے۔ قاری ابوبکر اُٹھے اور اُن بڑے میاں نومولود کے والد کو ساتھ لیا، اور دونوں وزیر کے پاس پہنچے، قاری ابوبکر رحمہ اللہ نے وزیر سے کہا: اِن بڑے میاں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے پاس بھیجا ہے، وزیر کھڑے ہو گئے اور اُن کو اپنی جگہ بٹھایا، اور اُن سے قصہ پوچھا، شیخ ابوبکر نے سارا قصہ سنایا جس سے وزیر کو بہت ہی خوشی ہوئی، اور اپنے غلام کو حکم دیا کہ ایک صندوق نکال کر لائے، جس میں دس ہزار کی مقدار ہوتی ہے، اُس میں سے سو دینار اُس نومولود کے والد کو دیے، اِس کے بعد سو اور نکالے تاکہ شیخ ابوبکر کو دیں، شیخ نے اُن کے لینے سے انکار کیا، وزیر نے اِصرار کیا کہ اِن کو لے لیجیے اِس لیے کہ یہ اُس بشارت کی وجہ سے ہے جو آپ نے مجھے اِس واقعے کے متعلق سُنائی، اِس لیے کہ یہ واقعہ یعنی ایک ہزار درود والا ایک راز ہے، جس کو میرے اور اللہ تعالیٰ کے سِوا

کوئی نہیں جانتا، پھر سو دینار اور نکالے اور یہ کہا کہ اُس خوش خبری کے بدلے میں ہیں کہ تم نے مجھے اِس کی بشارت سنائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے درود شریف پڑھنے کی اطلاع ہے، اور پھر سَو اشرفیاں اور نکالیں، اور یہ کہا کہ یہ اُس مشقّت کے بدلے میں ہے جو تم کو یہاں آنے میں ہوئی، اور اِسی طرح سو سو اشرفیاں نکالتے رہے، یہاں تک کہ ایک ہزار اشرفیاں نکالیں مگر اُنھوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہم اُس مقدار یعنی سو دینار سے زائد نہیں لیں گے جن کا حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا۔ ❶

۲۳......درود شریف بخل سے نجات کا سبب ہے

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْبَخِیلُ الَّذِی مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ. ❷

ترجمہ: بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا تذکرہ کیا جائے اور وہ مجھ درود نہ بھیجے۔

۲۴......درود شریف کی کثرت دخولِ جنت کا سبب ہے

عبیداللہ بن عمر قواریری رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ایک کاتب میرا ہمسایہ تھا وہ مر گیا، میں نے اُس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کہا: مجھے بخش دیا، میں نے سبب پوچھا، کہا: میری عادت تھی کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی کتاب میں لکھتا تو صلی اللہ علیہ وسلم بھی بڑھاتا، اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ایسا کچھ دیا کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا، نہ کسی دل پر اس کا خیال گزرا۔ ❸

❶ القول البدیع: ص ۱۶۶، ۱۶۷

❷ سنن الترمذی: أبواب الدعوات، باب فی فضل التوبة والاستغفار، باب، رقم الحدیث: ۳۵۴۶

❸ القول البدیع: ص ۲۵۰

۲۵......درود شریف پڑھنے والا جنت کے راستے سے نہیں بھٹکے گا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ نَسِیَ الصَّلَاۃَ عَلَیَّ، خَطِئَ طَرِیقَ الْجَنَّۃِ. ❶

ترجمہ: جو مجھ پر درود بھیجنا بھول گیا تو جنت کا راستہ بھی بھول جائے گا۔

۲۶......درود شریف عذابِ قبر سے نجات کا ذریعہ ہے

شیخ المشائخ حضرت شبلی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ میرے پڑوس میں ایک آدمی مر گیا، میں نے اُس کو خواب میں دیکھا، میں نے اُس سے پوچھا: کیا گزری؟ اُس نے کہا بہت ہی سخت سخت پریشانیاں گزریں، اور مجھ پر مُنکر نکیر کے سوال کے وقت گڑبڑ ہونے لگی، میں نے اپنے دل میں سوچا کہ یا اللہ! یہ مصیبت کہاں سے آرہی؟ کیا میں اسلام پرنہیں مرا؟ مجھے ایک آواز آئی کہ یہ دنیا میں تیری زبان کی بے احتیاطی کی سزا ہے، جب اُن دونوں فرشتوں نے میرے عذاب کا ارادہ کیا تو فوراً ایک نہایت حسین شخص میرے اور اُن کے درمیان حائل ہوگیا، اُس میں سے نہایت ہی بہتر خوشبو آرہی تھی، اُس نے مجھ کو فرشتوں کے جوابات بتادیے، میں نے فوراً کہہ دیے، میں نے اُن سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے، آپ کون صاحب ہیں؟ اُنہوں نے کہا: میں ایک آدمی ہوں جو تیرے کثرتِ دُرود سے پیدا کیا گیا ہوں، مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں ہر مصیبت میں تیری مدد کروں۔ ❷

❶ سنن ابن ماجة: کتاب إقامة الصلاة والسنة فیھا، باب الصلاة علی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم، رقم الحدیث: ۹۰۸

❷ القول البدیع: ص ۱۲۷

۲۷......درود شریف کاموں کی تکمیل کا سبب ہے

یعنی اللہ رب العزت کی حمد وثناء اور درود شریف کے ساتھ کسی کام کا آغاز کیا جائے تو غیبی مدد اس میں شاملِ حال ہوتی ہے، اور وہ کام بروقت ہو جاتا ہے، موانع اور رکاوٹیں ختم ہو جاتی ہیں۔

۲۸......درود شریف فرشتوں کی رفاقت پانے کا سبب ہے

امام جعفر بن عبداللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے (مشہور محدِّث) امام ابوزُرعہ رازی رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ آسمان پر ہیں، اور فرشتوں کی امامتِ نماز کر رہے ہیں، میں نے پوچھا کہ یہ عالی مرتبہ کس چیز سے ملا؟ اُنھوں نے کہا کہ میں نے اپنے اِس ہاتھ سے دس لاکھ حدیثیں لکھی ہیں، اور جب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لکھتا تو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نامِ نامی پر صَلوٰۃ وسلام لکھتا، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے اللہ تعالیٰ اُس پر دس دفعہ درود (رحمت) بھیجتے ہیں۔❶

۲۹......درود شریف اعمال کی قبولیت اور نورانیت کا سبب ہے

امام ابوالقاسم مروزی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں اور میرے والد رات میں حدیث کی کتاب کا تقابل کیا کرتے تھے، خواب میں دیکھا گیا کہ جس جگہ ہم بیٹھتے تھے اُس جگہ ایک نور کا ستون ہے، جو اِتنا اُونچا ہے کہ آسمان تک پہنچ گیا، کسی نے پوچھا: یہ ستون کیسا ہے؟ تو یہ بتایا گیا کہ وہ درود شریف ہے جس کو یہ دونوں کتاب کے تقابل کے وقت پڑھا کرتے تھے۔❷

---

❶ القول البدیع: ص ۲۵۰

❷ القول البدیع: ص ۲۵۲

۳۰......درود شریف سے اعراض حضور کی ناراضگی کا سبب ہے

امام حسن بن موسیٰ خضرمی رحمہ اللہ جو ابن عُجینہ کے نام سے مشہور ہیں کہتے ہیں کہ میں حدیث پاک نقل کیا کرتا تھا، اور جلدی کے خیال سے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام پر درود لکھنے میں چوک ہو جاتی تھی، میں نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تو حدیث لکھتا ہے تو مجھ پر درود کیوں نہیں لکھتا جیسا کہ ابو عمرو طبری لکھتے ہیں؟ میری آنکھ کھلی تو مجھ پر بڑی گھبراہٹ سوار تھی، میں نے اُسی وقت عہد کر لیا کہ اب سے جب کوئی حدیث لکھوں گا تو ''صلی اللہ علیہ وسلم'' ضرور لکھوں گا۔ ❶

امام ابوعلی حسن بن علی عطّار رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے ابو طاہر نے حدیث پاک کے چند اَجزاء لکھ کر دیے، میں نے اُن میں دیکھا کہ جہاں بھی کہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام آیا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام کے بعد ''صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْماً كَثِيْراً كَثِيْراً كَثِيْراً'' لکھا کرتے تھے، میں نے پوچھا کہ اِس طرح کیوں لکھتے ہو؟ اُنہوں نے کہا کہ میں اپنی نوعمری میں حدیث پاک لکھا کرتا تھا، اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر درود نہیں لکھا کرتا تھا، میں نے ایک مرتبہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی، میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور میں نے سلام عرض کیا، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ پھیر لیا، میں نے دوسری جانب ہو کر سلام عرض کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُدھر سے بھی منہ پھیر لیا، میں تیسری دفعہ چہرہ انور کی طرف حاضر ہوا، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مجھ سے رُوگردانی کیوں فرما رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

❶ القول البدیع: ص ۲۵۲

نے ارشاد فرمایا کہ اِس لیے کہ جب تو اپنی کتاب میں میرا نام لکھتا ہے تو مجھ پر درود نہیں بھیجتا، اُس وقت سے میرا یہ دستور ہوگیا کہ جب میں حضورِاقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام لکھتا ہوں تو ''صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْماً کَثِیْراً کَثِیْراً کَثِیْراً'' لکھتا ہوں۔❶

۳۱......درود شریف مال میں کثرت اور برکت کا سبب ہے

امام ابوحفص سمرقندی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''رونقُ المجالس'' میں لکھتے ہیں کہ بَلخ میں ایک تاجر تھا، جو بہت زیادہ مال دار تھا اُس کا انتقال ہوا، اُس کے دو بیٹے تھے، میراث میں اُس کا مال آدھا آدھا تقسیم ہوگیا، لیکن ترکے میں تین بال بھی حضورِاقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے موجود تھے، ایک ایک دونوں نے لے لیا، تیسرے بال کے متعلق بڑے بھائی نے کہا کہ اِس کو آدھا آدھا کرلیں، چھوٹے بھائی نے کہا: ہرگز نہیں، خدا کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مُوئے مبارک نہیں کاٹا جاسکتا، بڑے بھائی نے کہا: کیا تو اِس پر راضی ہے کہ یہ تینوں بال تو لے لے اور یہ مال سارا میرے حصے میں لگادے؟ چھوٹا بھائی خوشی سے راضی ہوگیا، بڑے بھائی نے سارا مال لے لیا اور چھوٹے بھائی نے تینوں مُوئے مبارک لے لیے، وہ اُن کو اپنی جیب میں ہروقت رکھتا اور بار بار نکالتا، اُن کی زیارت کرتا، اور دُرود شریف پڑھتا، تھوڑا ہی زمانہ گزرا تھا کہ بڑے بھائی کا سارا مال ختم ہوگیا، اور چھوٹا بھائی بہت زیادہ مال دار ہوگیا، جب اِس چھوٹے بھائی کی وفات ہوئی تو صلحاء میں سے بعض نے حضورِاقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی کو کوئی ضرورت ہو اِس کی قبر کے پاس بیٹھ کر اللہ تعالیٰ شانہ سے دُعا کیا کرے۔ (تو اللہ رب العزت نے

❶ القول البدیع: ص ۲۵۳

اُس چھوٹے بھائی کی حضور کے ساتھ محبت کی وجہ سے اُس کی قبر کو مستجاب الدعوات بنادیا تھا، جو وہاں دعا کرتا رب العالمین اُس کی دعا کو قبول فرماتا۔ یاد رہے دعا صرف اللہ رب العزت سے مانگی جاتی ہے غیر اللہ سے مانگنا شرک ہے۔) ❶

"نُزهة المجالس" میں بھی یہ قصہ مختصر نقل کیا ہے لیکن اتنا اِس میں اضافہ ہے کہ بڑا بھائی جس نے سارا مال لے لیا تھا بعد میں فقیر ہوگیا، تو اُس نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے فقر وفاقہ کی شکایت کی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں فرمایا: او محروم! تُو نے میرے بالوں سے بے رغبتی کی اور تیرے بھائی نے اُن کو لے لیا، اور وہ جب اُن کو دیکھتا ہے مجھ پر درود بھیجتا ہے، اللہ جل شانہ نے اُس کو دنیا اور آخرت میں سعید (نیک بخت) بنادیا۔ جب اُس کی آنکھ کھلی تو آخر چھوٹے بھائی کے خادموں میں داخل ہوگیا۔ ❷

۳۲...... درود شریف مغفرت اور جنت کے بلند درجات کا سبب ہے

ایک عورت حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس آئی، اور عرض کیا کہ میری بیٹی کا انتقال ہوگیا، میری یہ تمنا ہے کہ میں اُس کو خواب میں دیکھوں، حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عشا کی نماز پڑھ کر چار رکعت نفل نماز پڑھ، اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد "اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ" پڑھ، اور اُس کے بعد لیٹ جا، اور سونے تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتی رہ، اُس نے ایسا ہی کیا، اُس نے لڑکی کو خواب میں دیکھا کہ، نہایت ہی سخت عذاب میں ہے، تارکول کا لباس اُس پر ہے، دونوں ہاتھ اُس کے جکڑے ہوئے ہیں، اور اُس کے پاؤں آگ کی زنجیروں میں بندھے ہوئے ہیں، میں صبح کو اُٹھ کر پھر حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس گئی، حسن بصری رحمہ اللہ

---

❶ القول البدیع: ص ۲۵۳

❷ نزهة المجالس: ج ۲ ص ۸۶، ۸۷

نے فرمایا کہ اُس کی طرف سے صدقہ کرو، شاید اللہ جل شانہ اِس کی وجہ سے تیری لڑکی کو مُعاف فرمادے، اگلے دن حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے خواب میں دیکھا کہ جنت کا ایک باغ ہے، اور اُس میں ایک بہت اُونچا تخت ہے، اور اُس پر ایک بہت نہایت حسین جمیل خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی ہے، اُس کے سر پر ایک نور کا تاج ہے، وہ کہنے لگی: حسن! تم نے مجھے پہچانا؟ میں نے کہا: نہیں، میں نے تو نہیں پہچانا، کہنے لگی: میں وہی لڑکی ہوں جس کی ماں کو تم نے درود شریف پڑھنے کا حکم دیا تھا، (یعنی عشا کے بعد سونے تک) حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تیری ماں نے تو تیرا حال اُس کے بالکل برعکس بتایا تھا جو میں دیکھ رہا ہوں، اُس نے کہا کہ میری حالت وہی تھی جو ماں نے بیان کی تھی، میں نے پوچھا: پھر یہ مرتبہ کیسے حاصل ہوگیا؟ اُس نے کہا کہ ہم سترّ ہزار آدمی اُسی عذاب میں مبتلا تھے جو میری ماں نے آپ سے بیان کیا، صُلَحاء میں سے ایک بزرگ کا گزر ہمارے قبرستان پر ہوا، اُنھوں نے ایک دفعہ درود شریف پڑھ کر اُس کا ثواب ہم سب کو پہنچا دیا، اُن کا درود اللہ تعالیٰ کے یہاں ایسا قبول ہوا کہ اُس کی برکت سے ہم سب اُس عذاب سے آزاد کردیے گئے، اور اُن بزرگ کی برکت سے یہ رُتبہ نصیب ہوا۔ ❶

۳۳......درود شریف کی کثرت دیدارِ نبوی اور خوشنودی کا باعث ہے

حضرت محمد بن سعید بن مُطرِّق رحمہ اللہ جو نیک لوگوں میں سے ایک بزرگ تھے، کہتے ہیں کہ میں نے اپنا یہ معمول بنا رکھا تھا کہ رات کو جب سونے کے واسطے لیٹتا تو ایک مقدارِ مُعیَّن درود شریف کی پڑھا کرتا تھا، ایک رات کو میں بالاخانے پر اپنا معمول پورا کرکے سوگیا، تو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی، میں نے

❶ القول البدیع: ص ۱۳۷

دیکھا کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بالا خانے کے دروازہ سے اندر تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے بالا خانہ سارا ایک دَم روشن ہوگیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف کو تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ اپنے منہ کو میرے قریب کرو، جس سے تم کثرت سے مجھ پر درود پڑھتے ہو، میں اُس کو چُوموں گا، مجھے اِس سے شرم آئی کہ میں دہنِ مبارک کی طرف منہ کروں، تو میں نے اُدھر سے اپنے منہ کو پھیرلیا، تو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے رُخسار پر پیار کیا، گھبراہٹ سے ایک دَم میری آنکھ کھل گئی، میری گھبراہٹ سے میری بیوی جو میرے پاس لیٹی ہوئی تھی، اُس کی بھی ایک دَم آنکھ کھل گئی، تو سارا بالا خانہ مُشک کی خوشبو سے مہک رہا تھا، اور مُشک کی خوشبو میرے رُخسار میں سے آٹھ دن تک آتی رہی۔ ❶

۳۴......درود شریف بیماریوں سے راحت کا ذریعہ ہے

امام عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ غسل خانے میں گرنے کی وجہ سے میرے ہاتھ میں بہت ہی سخت چوٹ لگ گئی، اِس کی وجہ سے ہاتھ پر ورم ہوگیا، میں نے رات بہت بے چینی میں گزاری، میری آنکھ لگ گئی، تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی، میں نے اِتنا ہی عرض کیا تھا کہ یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تیرے کثرتِ درود نے مجھے گھبرادیا۔ میری آنکھ کھلی تو تکلیف بالکل جاتی رہی تھی، اور وَرم بھی جاتا رہا۔ ❷

۳۵......درود شریف کی کثرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی محبت اور شفقت کا سبب ہے

ابوالفضل قومانی رحمہ اللہ نے بیان کیا: میرے پاس ایک خراسانی آیا، اس نے بتایا کہ

❶ القول البدیع: ص ۱۴۰، ۱۴۱

❷ القول البدیع: ص ۱۶۷

میں شہر کی مسجد میں تھا کہ مجھے نیند میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ہمدان آ ؤ تو فضل بن زیرک کو میری طرف سے سلام کہنا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ کیوں؟ فرمایا: اس لئے کہ وہ روزانہ مجھ پر سومرتبہ درود وسلام پڑھتا ہے۔ پھراس شخص نے مجھ سے سوال کیا کہ مجھے بھی وہ درود شریف بتادو! میں نے کہا:

میں ہرروز کم وبیش سومرتبہ یہ درود شریف پڑھتا ہوں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ جَزَى اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنَّا بِمَا هُوَ اَهْلُهُ. ❶

ترجمہ: الٰہی! محمد نبی امی اوران کی آل پر رحمت نازل فرما، اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری طرف سے ایسی جزا عطا فرمائے جس کے آپ حقدار ہیں۔

اس شخص نے مجھ سے یہ نعمت لی اور میرے آگے قسم اٹھائی کہ نہ وہ مجھے پہچانتا تھا اور نہ میرا نام یہاں تک کہ اس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سب کچھ بتلا دیا۔ میں نے اس کی خدمت میں کچھ تحائف پیش کئے لیکن اس نے وہ قبول نہیں کئے اور کہا: میں دنیاوی مال و دولت کے عوض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام بیچتا نہیں، یہ کہہ کر وہ شخص چلا گیا اور پھر میں نے اب تک اسے کہیں نہ دیکھا۔

۳۶......درود شریف دنیا وآخرت میں معطر کرنے کا سبب ہے

ایک قبر کو کھودنے پر ساتھ والی قبر کھل گئی اس میں میت کے اوپر دائیں بائیں ہر طرف پھول ہی پھول تھے اور لاجواب خوشبو تھی۔ تحقیق پر پتہ چلا کہ یہ صاحب ہر وقت درود شریف پڑھتے تھے۔ ❷

❶ القول البدیع: ج ا ص ۱۶۶

❷ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور جدید سائنس: ص ۳۲۴

۳۷......درود شریف جنت کے انعام پانے کا سبب ہے

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ حسین بن احمد الشیر ازی فرماتے ہیں کہ جب احمد بن منصور الحافظ رحمہ اللہ کا انتقال ہوا تو میرے والد کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں نے خواب میں ان کو دیکھا کہ جامع شیراز میں محراب کے اندر ہیں اور آپ کے جسم پر ایک جوڑا ہے اور سر پر موتیوں سے آراستہ خوب صورت تاج ہے، میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انھوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی اور میرا اکرام کیا، میں نے پوچھا کہ اس کا سبب کیا ہوا؟ فرمایا کہ "بِكَثْرَةِ صَلَاتِيْ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" کثرت کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کی وجہ سے یہ مرتبہ مجھے حاصل ہوا۔ ❶

۳۸......درود شریف کی کثرت بیداری میں زیارت کا سبب ہے

ایسے کئی اکابر علماء، صلحاء اور بزرگانِ دین گزریں ہیں جنہیں بیداری میں مراقبہ کی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی تھی، اور وہ بسا اوقات آپ سے استفادہ بھی کرتے تھے، علامہ سیوطی رحمہ اللہ کو اللہ تعالی نے یہ شرف بخشا کہ ۲۲ مرتبہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جاگتے میں اور بیداری کی حالت میں زیارت ہوئی، کسی نے علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ حضرت! ہم نے سنا ہے کہ آپ کو کئی مرتبہ بیداری کی حالت میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی ہے؟ ہمیں بھی بتائیں کہ وہ کیا عمل ہے جسکی بدولت اللہ تعالی نے آپ کو اس دولت سے سرفراز فرمایا؟ جواب میں انہوں نے فرمایا کہ میں تو کوئی خاص عمل نہیں کرتا، البتہ اللہ تعالی کا مجھ پر یہ خاص فضل رہا ہے کہ میں ساری عمر درود شریف بہت کثرت سے

❶ سير أعلام النبلاء، ترجمة: أحمد بن منصور بن ثابت، ج١٦ ص ٤٧٢

پڑھتا رہا ہوں، چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے میری یہ کوشش ہوتی ہے کہ حضورِاقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا رہوں، شاید اسی عمل کی بدولت یہ دولت عطا فرمائی ہو۔ اس طرح حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اور آپ کے خاندان کے کئی حضرات ایسے گزرے ہیں جنہیں یہ شرف حاصل ہوا۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا ایک رسالہ ہے "الدر الثمین فی مبشرات النبی الأمین" یہ عربی زبان میں ہے، اس میں ان بشارتوں کا ذکر ہے جو آپ کو اور آپ کے بزرگوں کو بارگاہِ رسالت سے ملی ہیں۔

۳۹......درود شریف کی کثرت پریشانیوں اور تکلیفوں سے نجات کا سبب ہے

ایک بزرگ نیک صالح موسیٰ ضریر رحمہ اللہ گزرے ہیں، اِنھوں نے اپنا گزرا ہوا قصہ نقل کیا کہ ایک جہاز ڈوبنے لگا، اور میں اُس میں موجود تھا، اُس وقت مجھ کو غنودگی سی ہوئی، اِس حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یہ درود تعلیم فرما کر ارشاد فرمایا کہ جہاز والے اِس کو ہزار بار پڑھیں، ابھی تین سو بار نوبت پہنچی تھی کہ جہاز نے نجات پائی، اور وہ درود شریف یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَاةً تُنَجِّيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ، وَتَقْضِىْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ الْحَاجَاتِ، وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّئَاتِ، وَتَرْفَعُنَا بِهَا اَعْلَى الدَّرَجَاتِ، وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِى الْحَيَاةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ.[1]

۴۰......درود شریف سے آخرت میں نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا

چونکہ ہر مرتبہ درود شریف پڑھنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں اسلئے نیکیوں میں خوب

[1] القول البدیع: ص ۲۲۰

اضافہ ہوتا ہے اور گناہ مٹتے جاتے ہیں اور درجات بلند ہو جاتے ہیں، تو گویا درود کی کثرت نامہ اعمال کے وزنی ہونے کا سبب ہے۔

۴۱......درود شریف کی کثرت حوض کوثر سے سیرابی کا سبب ہے

امام شاذلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ نے میرا منہ چوما اور فرمایا: میں اس منہ کو چومتا ہوں جو مجھ پر دن میں ایک ہزار مرتبہ درود بھیجتا ہے اور ایک ہزار مرتبہ رات کو۔ اگر رات کے وقت سورہ ''إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ'' تمہارا ورد ہو جائے تو کیا ہی اچھا ہو اور تمہاری دعا یہ ہو جائے: ''اَللّٰهُمَّ فَرِّجْ كُرُبَاتِنَا، اَللّٰهُمَّ اَقِلْ عَثَرَاتِنَا، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ زَلَّاتِنَا'' (الٰہی! ہماری مصیبتیں دور فرما، الٰہی ہماری لغزشیں معاف فرما، الٰہی ہماری غلطیاں بخش دے) اور تم مجھ پر درود بھیجو اور یوں کہو: ''وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ'' (سب رسولوں پر سلام ہو اور تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔) ❶

۴۲......درود شریف کی کثرت جہنم سے آزادی کا سبب ہے

ایک بزرگ نے خواب میں ایک بہت ہی بُری بدہیئت صورت دیکھی، اُنھوں نے اُس سے پوچھا: تو کیا بلا ہے؟ اُس نے کہا: میں تیرے برے عمل ہوں، اُنھوں نے پوچھا: تجھ سے نجات کی کیا صورت ہے؟ اُس نے کہا: حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کی کثرت۔ ❷

ہم میں سے کونسا شخص ایسا ہے جو دن رات بداعمالیوں میں مبتلا نہیں ہے؟ اِس کے لیے درود شریف بہترین چیز ہے، چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے، جتنا بھی پڑھا جا سکے دریغ نہ

❶ سعادۃ الدارین: چوتھا باب: لطیفہ نمبر ۷۷، ص ۳۶۴

❷ القول البدیع: ص ۱۲۴

کیا جائے کہ اِکسیرِ اعظم ہے۔

۴۳......درود شریف غیبی نصرت اور مدد کا سبب ہے

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نے یہ حکایت بیان کی ہے کہ میں حج کے موقع پر ایک شخص کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت زیادہ درود وسلام پڑھتے دیکھا، میں نے اس سے کہا: یہ اللہ تعالی کی حمد وثناء کا مقام ہے۔ وہ کہنے لگا: کیا میں تمہیں نہ بتاؤں؟

میں اپنے شہر میں تھا کہ میرے بھائی پر آخری وقت آ گیا، میں نے دیکھا کہ اسکا چہرہ سیاہ ہو چکا ہے، یوں نظر آتا تھا کہ گھر تاریکی میں ڈوب گیا ہے، اس منظر کو دیکھ کر میں مغموم ہو گیا، اسی اثناء میں ایک شخص گھر میں داخل ہوا، میرے بھائی کے پاس آیا، اس شخص کا چہرہ چراغ کی طرح چمک رہا تھا، اس نے میرے بھائی کے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور چہرے پر ہاتھ پھیرا، پس وہ سیاہی جاتی رہی اور بھائی کا چہرہ اسطرح چمکنے لگا جیسے کہ چاند۔ یہ دیکھ کر میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی، میں نے اس شخص نے کہا:

''جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا'' آپ کون ہیں؟ آپ نے میرے ساتھ بڑی نیکی کی، فرمایا: میں وہ فرشتہ ہوں جسکو اسی کام پر مقرر کیا گیا ہے کہ جو کوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اسی طرح اسکے کام آؤں، تمھارا بھائی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود وسلام بھیجا کرتا تھا، اسکو گناہوں کی وجہ سے سیاہ رو ہونے کی سزا دی گئی، پھر اللہ تعالی نے درود وسلام کے طفیل اسکی دستگیری فرمائی، پس اسکی روسیاہی ختم فرما کر اُسے چمکا دیا۔❶

۴۴......درود شریف جان اور مال کی حفاظت کا سبب ہے

ابن الطحان نے احمد بن الطبرانی رحمہ اللہ سے روایت کی کہ میرے باپ نے مجھے یہ

❶القول البدیع: ص ۲۳۸

بات بتائی کہ میں احمد بن طولون کے پاس ایک دن بیٹھا تھا۔اس نے ایک شخص کو مناظرہ کرنے کیلئے منگوایا،اس نے مناظرہ کیا اور اپنے حاجب کو اسے قتل کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ اس کا سر کاٹ کر میرے پاس لاؤ،اس نے اسے پکڑا اور لے گیا۔کافی وقت گزار کر واپس خالی ہاتھ آ گیا۔اس نے پوچھا:اس کے ساتھ کیا گیا ہے؟حاجب نے کہا:

اے امیر!جان کی امان پاؤں تو عرض کروں؟امیر نے امان دے دی۔اس نے کہا: میں اس شخص کو آپ کے حکم کے مطابق قتل کرنے کیلئے ایک خالی مکان میں لے گیا، اس نے مکان کے اندر جا کر مجھ سے دو نفل ادا کرنے کی اجازت مانگی،مجھے اللہ سے شرم آئی کہ اسے اس سے منع کروں،لہذا میں نے اجازت دے دی۔وہ مکان کے اندر چلا گیا،جب زیادہ وقت گزر گیا تو میں مکان میں داخل ہو گیا لیکن مجھے وہاں کوئی انسان نہ ملا۔اس میں کوئی کھڑکی وغیرہ نہ تھی۔

امیر نے پوچھا:تم نے اس سے کوئی بات سنی تھی۔اس نے کہا:

ہاں!ہاتھ اٹھائے انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہہ رہا تھا:اے لطیف!جو تو چاہے، اے جو چاہے کر گزرنے والے!محمد اور ان کی آل پر درود بھیج اور اسی وقت مجھ پر لطف فرما اور اس کے ہاتھوں سے مجھے چھڑا دے۔احمد نے اس سے کہا:تو نے سچ کہا یہ دعا مقبول ہے۔

۴۵......درود شریف کی کثرت زبانِ رسالت سے مدح کا سبب ہے

حسن بن موسی خضرمی معروف ابن عجینہ کا بیان ہے کہ میں جب حدیث لکھتا تو نبی علیہ السلام پر درود وسلام چھوڑ دیتا،میرا مقصد اس سے یہ تھا کہ جلدی جلدی تحریر مکمل ہو جائے۔میں نے نبی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تو آپ نے فرمایا:

مَالَکَ لَا تُصَلِّیْ عَلَی إِذَا کَتَبْتَ کَمَا یُصَلِّیْ عَلَی أَبُوْ عَمْرِ وَالطَّبْرَانِیْ.
جب میں نام لکھتے ہوتو درود وسلام کیوں نہیں لکھتے ؟ جس طرح مجھ پر ابوعمر والطبر نی درود وسلام پڑھتا اور لکھتا ہے۔

اس پر میں بیدار ہو گیا، مجھ پر خوف طاری تھا، پس میں نے اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر گواہ کیا کہ آئندہ جب بھی حدیث میں حضور کا اسم گرامی آئے گا میں پورا درود وسلام لکھا کروں گا۔❶

۴۶......درود شریف قرض سے نجات کا سبب ہے

بغداد کا ایک بہت مالدار، امیر کبیر شخص خشکی اور سمندر میں تجارتی سفر کرتا تھا، یہاں تک کہ گردش دوراں نے اس کے احوال درہم برہم کر دیئے، اس کا تمام مال ودولت تباہ ہو گیا اور وہ لوگوں کے قرض کے بوجھ تلے دب گیا، اس کے ہاتھ زمین سے لگ گئے اور نہایت مجبور اور بے بس ہو گیا ایک قرض خواہ کا اس سے آمنا سامنا ہو گیا اس کا اس پر پانچ سو روپے قرض تھا، اس نے مانگا مگر کچھ نہ پایا، اس پر وہ کہنے لگا: ہم نے تم سے وفا کی لیکن تمہاری طرف سے وفا نہ دیکھی۔

اس پر مقروض نے کہا: میں تجھ سے اللہ کے نام پر سوال کرتا ہوں کہ مجھے رسوا نہ کرنا میں مقروض ہوں اور مجھ پر تیرے علاوہ دوسروں کا بھی قرض ہے، لوگ مجھ پر دباؤ ڈالتے ہیں مگر میرے پاس کچھ نہیں، میں حلف اٹھانے کو تیار ہوں، اس نے اسے قاضی کے سامنے جا کھڑا کیا، اس نے وہاں بھی اقرار کیا، قاضی نے کہا: اس کا مال دو، وہ کہنے لگا: میرے پاس کچھ نہیں، قاضی نے کہا: کوئی معتبر ضامن لازمی ہے یا تجھے قید خانے میں ڈال دیا جائے گا، یہ اسکے ہمراہ باہر آیا کہ کوئی قابل اعتبار ضامن نہ ملا، سرکاری

❶القول البدیع: ج ۱ ص ۲۵۲

ملازم نے کہا: قاضی کے فیصلے کے مطابق تجھے قید میں ڈالنا ضروری ہو گیا ہے، اس شخص نے قرض خواہ سے رعایت مانگی اور خدائے بزرگ کے نام پر سوال کیا کہ اسے اس رات چھوڑ دے تاکہ وہ اپنے بچوں کے ہمراہ آخری رات گزار سکے اور یہ کہ صبح سویرے وہ خود اس کے پاس حاضر ہو جائے گا اور قید خانے میں چلا جائے گا اور وہی اسی قبر بنے گی الا یہ کہ اللہ رب العزت اس پر کرم کر دے اور مصیبت دور فرما دے اور یہ بھی کہا کہ اس رات کے میرے ضامن محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے، اس پر قرض خواہ نے کہا: مجھے منظور ہے۔

وہ شخص قیدی مغموم، پریشان اور دل برداشتہ ہو کر اپنے گھر کو چلا گیا، بیوی نے پوچھا، کیا حالت بنا رکھی ہے؟ اور آج دن بھر کہاں رہے ہو؟ اس نے سارا ماجرا سنایا، قرض خواہ کی سختی، قید کا حکم، اس نے یہ بھی بتایا کہ میں نے قرضخواہ سے اللہ کا واسطہ دیکر آج رات گھر بسر کرنے اور الوداع کہہ کر صبح سویرے واپس آنے کا وعدہ کر کے آیا ہوں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کو اس پر ضامن بنایا ہے، تب کہیں اس نے مجھے چھوڑا اور میں آیا، بیوی بولی فکر نہ کریں، جس کے ضامن رسول اللہ ہوں وہ کیوں مغموم رہے۔

اب سوتے وقت اس نے نبی کریم علیہ السلام پر درود وسلام بھیجا یہاں تک کہ اس کی آنکھ لگ گئی، خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہوا، آپ نے فرمایا: صبح سویرے بادشاہ کے وزیر کے پاس جا کر کہو: تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام فرماتے ہیں اور تجھے حکم دیتے ہیں کہ میری طرف سے قرضہ جو کہ پانچ سو دینار ہے ادا کرو جس کے سبب سے قاضی نے مجھے قید کرنے کا حکم سنایا ہے اور میں تو صرف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کی ضمانت پر نکلا ہوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ایک نشانی بھی

بتائی ہے وہ یہ کہ تم ہر رات حضور علیہ السلام پر ایک ہزار مرتبہ درود وسلام بھیجتے ہوں، گذشتہ رات تم گنتی میں بھول گئے اور تمیں شک گزرا کہ نہ جانے گنتی پوری ہوئی یا نہیں حالانکہ فی الواقع گنتی پوری تھی۔

اس پر وہ آدمی خوشی خوشی بیدار ہوگیا، پھر جب وہ نماز فجر سے فارغ ہو کہ وزیر کی طرف چلا، دیکھتا کیا ہے کہ وزیر اپنے گھر کے دروازے پر کھڑا ہے اور سواری کا جانور سامنے ہے، اس نے وزیر کو سلام کیا اور کہا کہ مجھے تمہارے پاس بھیجا گیا ہے، اس نے کہا: تمہیں کس نے بھیجا ہے؟ کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، اور حضور نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میری طرف سے قرض ادا کرو، جو اتنا اتنا ہے، نشانی یہ ہے کہ تم ہر رات مجھ پر ہزار مرتبہ درود بھیجتے ہو، گذشتہ رات تم بھول گئے اور تمہیں شک گزرا کہ تعداد مکمل ہوئی ہے یا نہیں تا آنکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری تعداد مکمل ہے۔

وزیر نے جب یہ بات سنی تو اس پر اس کی سچائی ظاہر ہوگئی، وزیر اندر گیا اور اس کو بھی گھر کے اندر آنے کو کہا، وزیر نے کہا: ذرا اپنی بات پھر دہراؤ، اس نے اس کے روبرو پھر وہی بات دہرائی۔

وزیر بہت خوش ہوا اور اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، یہ سب عظمتِ رسول کے لئے تھا اور کہا: مرحبا اے قاصدِ رسول! اور اسے پانچ سو دینار ادائیگی قرض، پانچ سو دینار اہل وعیال کے لئے مزید پانچ سو دینار گھریلو اخراجات کے لئے، پانچ سو دینار خوشخبری سنانے کے، پانچ سو دینار سچا خواب بیان کرنے کے۔ اب خواب دیکھنے والا شخص خوشی خوشی گھر لوٹا، پانچ سو دینار گنے اور قرض خواہ کی طرف چل پڑا اور اس کو قاضی کے پاس چلنے کو کہا، وہاں پہنچا تو قاضی نے کھڑے ہو کر سلام کیا اور کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جواب میں حکم دیا ہے کہ یہ قرض یہ ہماری طرف سے خود ادا

کروں، علاوہ ازیں میرے مال سے اتنی ہی مزید رقم تمہیں دیجائے گی، اس پر قرضخواہ نے کہا میں تمہیں گواہ بنا کر سارا قرض بھی چھوڑتا ہوں اور اپنے مال سے مزید اتنی ہی رقم دیتا ہوں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے خواب میں دیکھا ہے اور آپ نے مجھے یہی وصیت فرمائی ہے۔

اب یہ شخص اس حال میں لوٹا کہ چار ہزار دینار کا مالک تھا، یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کی برکت کا ثمرہ ہے۔ ❶

۴۷......درود شریف کی کثرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور راحت کا سبب ہے

ابونعیم اور ابن بشکوال رحمہما اللہ نے امام سفیان ثوری رحمہ اللہ سے یہ حکایت بھی نقل کی ہے:

میں حج کے ارکان ادا کر رہا تھا کہ میری نظر ایک ایسے نوجوان پر پڑی جو ایک ایک قدم اٹھاتے اور رکھتے وقت یہ پڑھ رہا تھا "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ"، میں نے اس سے کہا: کیا دانستہ ایسے کہہ رہے ہو؟ اس نے کہا: ہاں! پھر مجھ سے کہنے لگا تم کون؟ میں نے کہا: سفیان ثوری! کہا: عراقی ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں! کہا: اللہ کی معرفت ہے؟ میں اثبات میں جواب دیا۔ کہا: اس کی معرفت کیسے حاصل ہوئی۔؟ میں نے کہا: اس طرح کہ وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا اور رحم مادر میں بچے کی تصویر بناتا ہے۔ کہا: اے سفیان! تو نے اللہ کی معرفت جیسے اس کا حق تھا حاصل نہ کی۔ میں نے کہا: آپ کو اللہ کی معرفت کیونکر حاصل ہوئی؟ کہا:

❶سعادة الدارين فى الصلوة على سيدالكونين: الباب الرابع، اللطيفة العشرون بعد المائة، ص ۱۶۱، ۱۶۲

نیتوں اور پختہ ارادوں کے ٹوٹنے سے، میں نے ایک کام کی نیت کی، پھر وہ ٹوٹ گئی، عزم کیا پھر وہ ٹوٹ گیا، پس میں سمجھ گیا کہ میرا کوئی رب ہے جو مجھے اپنی تدبیر پر چلا رہا ہے۔ پھر میں نے سوال کیا: تمہارا نبی علیہ السلام پر درود پڑھنا کیسا ہے؟ کہا: میں اپنی والدہ کے ہمراہ حج کے لئے نکلا، اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے بیت اللہ شریف کے اندر داخل کرو، میں نے اسے داخل کر دیا، وہ گر پڑی اور اس کے پیٹ پر ورم آ گیا اور چہرہ سیاہ ہو گیا، میں اس کے پاس مغموم ہو کر بیٹھ گیا، میں نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر دعا کی: الٰہی! جو کوئی تیرے گھر میں داخل ہو اس سے ایسا ہی کرتا ہے؟ کیا دیکھتا ہوں کہ اچانک تہامہ کی طرف سے بادل اٹھا، ایک سفید پوش بزرگ بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے، انہوں نے اپنا ہاتھ میری والدہ کے چہرے پر پھیرا، وہ چمکنے لگا، پھر پیٹ پر ہاتھ پھیرا، وہ بھی نورانی ہو گیا، بیماری سے سکون آ گیا، پھر وہ چلنے لگے۔ میں ان کے کپڑوں سے لپٹ گیا اور میں نے پوچھا: آپ کون ہیں کہ آپ نے میری ساری پریشانی دور فرما دی؟ فرمایا: میں تیرا نبی محمد ہوں جس پر درود وسلام بھیجا کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی وصیت فرمائیں، فرمایا: جو قدم اٹھاؤ اور جو قدم رکھو مجھ اور آل محمد پر درود وسلام ضرور بھیجو۔ ❶

۴۸......درود شریف سے محرومی ذلت ورسوائی کا سبب ہے

علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ ایک عالم نے موطا کا نسخہ لکھا اس نے یہ جدت کی کہ درود وسلام کو حذف کر کے اس کی جگہ صرف حرف ''ص'' لکھنا شروع کر دیا، پھر وہ اس نسخہ کو لے کر ایک رئیس کی خدمت میں پہنچا جسے ایسی چیزوں کی کافی رغبت تھی۔ اس رئیس نے اس کی کافی خاطر و مدارت کی اور بہت کچھ اظہار مسرت کیا اور اس عالم کو

❶ القول البدیع: ص ۲۳۸، ۲۳۹

صلہ جزیل دینے کا فیصلہ کر لیا، پھر کسی طرح رئیس اس کی اس حرکت پر متنبہ ہوا، پس اس عالم کو اپنے پاس سے نکال دیا، ہر قسم کے انعام واکرام سے محروم کر دیا اور اسے دور دراز مقام پر جلاوطن کر دیا، وہ شخص اسی طرح دردر کی ٹھوکریں کھاتا مر گیا، پس ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں اس ذلت اور وسوسہ شیطان سے۔ ❶

ابوزکریا یحیی بن مالک عائذی رحمہ اللہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں:

بصرہ میں ہمارا ایک دوست تھا، وہ ہم سے بیان کرتا تھا کہ ایک شخص حدیث لکھا کرتا تھا اور جہاں نبی علیہ السلام کا اسم گرامی آتا، دانستہ درود وسلام چھوڑ دیتا اور یہ بخل وہ کاغذ کی بچت کی خاطر کرتا تھا۔ میں اسکو ایک عرصہ سے جانتا ہوں اب اسکے دائیں ہاتھ میں اتنی شدید تکلیف ہے کہ گویا کٹ کٹ کر گر رہا ہے۔ ❷

ایک کاتب کا واقعہ ہے کہ وہ جب بھی ''صلی اللہ علیہ وسلم'' لکھنا چاہتا تو اس کی جگہ ''صلعم'' لکھ دیتا، تو وہ اس وقت تک نہ مرا جب تک اس کا ہاتھ کاٹ نہ دیا گیا۔ اس کاتب نے یہ بھی بتایا کہ ایک کاتب لفظ ''**صلعم**'' لکھا کرتا، تو مرنے سے پہلے اس کی زبان کاٹی گئی۔ اس کا بیان ہے کہ ایک کاتب جب درود وسلام لکھنا چاہتا تو یوں لکھتا ''**علیصم**'' سو وہ اس وقت تک نہیں مرا جب تک اس کا آدھا جسم بیکار نہیں ہو گیا۔ ایک اور کاتب کا طرز عمل بھی ایسا ہی تھا سو وہ ایک آنکھ سے اندھا ہو کر مرا، یہ شخص بازاروں میں بھیک مانگا کرتا تھا۔ ❸

۴۹......درود شریف غیبی رزق کا سبب ہے

مولانا مرحوم نشتر کالج میں خطیب رہے ہیں، کئی دفعہ انہوں نے بتایا کہ جب پاکستان

❶ القول البدیع: ج ۱ ص ۲۵۳، ۲۵۴

❷ القول البدیع: ۲۵۳

❸ القول البدیع: ۲۵۳

بنا تو انہوں نے پاکستان کی طرف ہجرت کی۔ جب ان کا قافلہ امرتسر کے قریب پہنچا تو سکھوں نے حملہ کر کے تقریباً تمام مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ مولانا صاحب اور ان کے تین ساتھی وہاں سے بھاگ کر ایک مکان کے غسل خانہ میں پناہ لینے میں کامیاب ہو گئے، اس غسل خانہ میں انہوں نے تیرہ دن گزارے۔ ہر وقت بھوک پیاس ستاتی تھی، مگر جب اللہ کا ذکر اور درود شریف پڑھتے تو بھوک پیاس ختم ہو جاتی۔ ہر وقت موت کا خطرہ تھا، سکھوں نے کئی دفعہ اس مکان کی تلاشی لی، مگر ذکر کی برکت سے وہ غسل خانے کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔

تیرہ دن بعد جب ہر طرف لاشوں کے گلنے سڑنے سے بدبو پھیل گئی تو چاروں ساتھی وہاں سے نکل کر پاکستان میں بڑی دقت کے ساتھ داخل ہوئے۔ اس طرح تیرہ دن انہوں نے بغیر کھائے پیئے گزار دیئے۔ درود شریف اور ذکر کی برکت پر اللہ تعالیٰ ہمیں یقین نصیب فرمائے۔ ❶

۵۰...... درود شریف روحانی قوت اور طاقت کا سبب ہے

ایک دفعہ ماہ رمضان میں جماعت کے ساتھ پہاڑوں پر جانا پڑا۔ ایک دن پہاڑوں پر لمبا سفر پیدل کرنا تھا، صبح کی نماز کے بعد سامان سر پر اٹھا کر پیدل چل دیئے۔ دوسری پہاڑی وہاں سے دس میل دور تھی پہاڑ خشک تھا اور دھوپ بہت تیز تھی۔ صبح نو بجے تک کچھ فاصلہ طے ہوا تھا کہ تمام ساتھیوں کو پیاس نے پریشان کر دیا چلنا محال ہو گیا۔ جماعت کے امیر صاحب سے کہا گیا، امیر جماعت کے ساتھ تو اللہ کی مدد ہوتی ہے اس نے ہم سب کو بٹھا کر ذکر اور دورد شریف کی ترغیب دی اور قرب قیامت کا حال بتایا تو جب ہم نے ذکر شروع کیا تو کمزوری جاتی رہی پیاس ختم ہوگئی اور ساری جماعت تازہ

❶ ناقابل یقین سچے واقعات: ص ۵۱۲، ۵۱۳

دم ہو کر چل پڑی۔

اسی طرح ہم نے ذکر اذکار سے شام پانچ بجے تک سفر جاری رکھا جب منزل مقصود پر پہنچے تو وہاں ٹھنڈے پانی کا چشمہ پا کر جان میں جان آئی، افطاری ہم نے اسی ٹھنڈے پانی سے کی۔ الحمد للہ! ❶

۵۱...... درود شریف ڈر، خوف اور بزدلی کے خاتمے کا سبب ہے

دو سال قبل پتوکی شہر میں جماعت کے ساتھ ٹھہرا ہوا تھا، شہر کے مغرب میں ایک بستی میں جو تین میل دور تھی ایک اور جماعت گئی، جب یہ جماعت بستی کے قریب پہنچی تو ایک بڑا کھالا آیا جس میں بڑی بڑی گھاس تھی۔ اس گھاس میں ایک اژدھا تھا جس نے کافی جانور مار ڈالے تھے، اور کئی آدمیوں کو بھی نقصان پہنچایا تھا۔ وہاں کے لوگ اس اژدھے سے بہت خوفزدہ تھے، کیوں کہ وہ کسی کے قابو میں نہیں آ رہا تھا اور گولی سے اس کو مارنا ناممکن تھا۔

جب یہ جماعت کھالا کے قریب پہنچی تو اژدھے نے ان کو ڈرایا۔ جماعت والوں نے ذکر اذکار شروع کر دیا اور اللہ سے دعا کی کہ جماعت اس کے شر سے بچ جائے۔ جماعت ابھی ذکر میں مشغول تھی کہ انہوں نے دیکھا کہ سانپ کا سر نیچے گرتا جا رہا ہے اور ایک ساتھی نے اس کو پتھر مارا تو اس نے جنبش نہ کی۔ تو پھر سارے ساتھیوں نے اس کو لاٹھیوں سے مار دیا۔ اللہ کے ذکر اور درود شریف کی برکت سے اژدھا بالکل ختم ہو گیا۔ یہ واقعہ وہاں کے سارے لوگ جانتے ہیں اور ان ہی کی زبانی سنا۔ ❷

۵۲...... درود شریف عذاب میں مبتلا شخص کے لئے نجات کا سبب ہے

جب منگلہ ڈیم پاکستان تعمیر ہو رہا تھا اور بند باندھا جا رہا تھا اور مٹی ادھر سے ادھر اکٹھی

❶ ناقابل یقین سچے واقعات: ص۵۱۳

❷ ناقابل یقین سچے واقعات: ص۵۱۳، ۵۱۴

کی جارہی تھی تو اس کام کے دوران بلڈوزر نے ایک قبر کو کھول دیا۔ اس قبر میں ایک مردہ لیٹا ہوا تھا اور اس کے منہ کے اوپر ایک سانپ بیٹھا ہوا وقفہ وقفہ سے ڈس رہا تھا۔ یہ نظارہ وہاں کے تمام لوگوں نے دیکھا چنانچہ کچھ اللہ والوں نے ذکر اذکار شروع کر دیا اور اس مردے کے لیے تخفیف عذاب کے لیے درود شریف اور قرآن مجید پڑھنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر کے بعد یہ سانپ کہیں غائب ہو گیا۔ یہ واقعہ وہاں کے ایک انجینئر نے بتایا جو ان دنوں بند کے بنانے پر مامور تھا۔ ❶

ایک عالم دوسرے عالم سے ملنے کے لئے گئے، وہاں ایک مٹی کا کورا پیالہ رکھا ہوا تھا، مہمان عالم نے کنویں سے پانی نکالا اور اس میں پانی ڈال کر پیا تو پانی کڑوا لگا، انہوں نے میزبان عالم سے کہا: کیا آپ کے کنویں کا پانی کڑوا ہے؟ جواب میں انہوں نے حیران ہو کر کہا: نہیں تو، پھر انہوں نے خود بھی پانی چکھا، انہیں بھی پانی کڑوا لگا، اس پر وہ بولے ظہر کی نماز کے بعد دیکھیں گے کہ پانی کڑوا کیوں ہے؟ کلمہ شریف اور درود شریف کا ورد کریں۔

سب کلمہ پڑھنے لگے، اس کے بعد میزبان عالم نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے، دعا کے بعد وہ برتن اٹھا کر پانی پیا تو پانی میٹھا تھا، مہمان عالم نے بھی پانی چکھا تو انہیں بھی پانی میٹھا لگا، بہت حیران ہوئے، تب میزبان عالم نے فرمایا اس برتن کی مٹی اس قبر کی ہے جس پر عذاب ہو رہا تھا، الحمد للہ اس ورد سے وہ عذاب ختم ہو گیا ہے۔ ❷

۵۳......درود شریف پڑھنے والا لوگوں کا محبوب ہو جاتا ہے

جو شخص درود شریف کا اہتمام کرتا ہے اللہ رب العزت لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت

❶ نا قابل یقین سچے واقعات: ص۳۲۷

❷ انمول واقعات: ص: ۱۲۹

ڈال دیتے ہیں اور اُسے محبوبیت اور مقبولیت عطا فرماتے ہیں۔

۵۴......درود شریف پڑھنا دشمن کے مقابلے میں مدد و نصرت کا سبب ہے

جو شخص درود شریف کا اہتمام کرتا ہے اللہ رب العزت دشمن کے مقابلے میں اُس کی مدد فرماتے ہیں، اور ایسے شخص کے ساتھ اللہ رب العزت کی غیبی نصرت اور مدد ہوتی ہے۔

۵۵......درود شریف سے دل نفاق اور میل کچیل سے پاک ہو جاتا ہے

درود شریف محبت رسول کی دلیل ہے ایسا شخص منافقت سے محفوظ ہو جاتا ہے، منافق شخص کو درود شریف کی توفیق نہیں ملتی، نیز درود شریف سے دل گناہوں اور میل کچیل سے پاک ہو جاتا ہے۔

۵۶......درود شریف اہل ایمان سے محبت اور دین پر پختگی کا ذریعہ ہے

درود شریف پڑھنے والے کو اہل ایمان سے محبت ہوتی ہے، کفر و نفاق اور گناہوں سے طبعی نفرت ہو جاتی ہے، اہلِ ایمان نے انس و محبت اور تعلق نصیب ہوتا ہے، دین پر پختگی اور استقامت نصیب ہوتی ہے، اور انسان تذبذب، وساوس اور شکوک و شبہات سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

۵۷......درود شریف نہ پڑھنا بے وفائی کا سبب ہے

امام محمد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو انتقال کے بعد خواب میں دیکھا، میں نے اُن سے پوچھا کہ اللہ تعالی شانہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ اُنھوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی، میں نے پوچھا: کس عمل پر؟ اُنھوں نے فرمایا کہ ہر حدیث میں، میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود لکھا کرتا تھا۔ (۱)

---

(۱) القول البدیع: ص ۲۵۰

۵۸......مقبول درود شریف بغیر حساب وکتاب کے نجات کا ذریعہ ہے

امام ابن بُنان اَصبہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضورِاقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی، میں نے پوچھا: یارسول اللہ! محمد بن ادریس یعنی امام شافعی رحمہ اللہ آپ کے چچا کی اولاد ہیں، (چچا کی اولاد اِس وجہ سے کہا کہ آپ کے دادے ہاشم پر جاکر اِن کا نسب مل جاتا ہے، وہ عبد یزید ابن ہاشم کی اولاد میں ہیں) آپ نے کوئی خصوصی اِکرام اُن کے لیے فرمایا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں! میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی ہے کہ قیامت میں اُس کا حساب نہ لیا جائے، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ اِکرام اُن پر کس عمل کی وجہ سے ہوا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے اوپر درود ایسے الفاظ کے ساتھ پڑھا کرتا تھا کہ جن الفاظ کے ساتھ کسی اور نے نہیں پڑھا، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ کیا الفاظ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ،وَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ كُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ. ❶

امام شرف الدین بوصیری رحمہ اللہ ایک بہت بڑے تاجر اور عالم تھے، وہ عربی ادب کے بہت بڑے فاضل اور شاعر بھی تھے، انہیں اچانک فالج ہوگیا۔ بستر پر پڑے پڑے انہیں خیال آیا کہ بارگاہِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی ایسا درد بھرا قصیدہ لکھوں جو درود وسلام سے معمور ہو۔ چنانچہ محبت وعشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوب کر (۱۶۶) اشعار پر مشتمل قصیدہ بردہ شریف جیسی شہرت دوام حاصل کرنے والی تصنیف تخلیق کر ڈالی۔ رات کو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب میں تشریف لائے

❶ القول البدیع: ص ۲۵۰

اور امام بوصیری رحمہ اللہ کو فرمایا: بوصیری یہ قصیدہ سناؤ، عرض کیا: یارسول اللہ! میں بول نہیں سکتا، فالج زدہ ہوں۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک امام بوصیری رحمہ اللہ کے بدن پر پھیرا جس سے انہیں شفا حاصل ہوگئی۔ پس امام بوصیری رحمہ اللہ نے قصیدہ سنایا۔ قصیدہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمال مسرت وخوشی سے دائیں بائیں جھوم رہے تھے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ حالت خواب میں امام بوصیری رحمہ اللہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر (بردہ) عطا فرمائی، اسی وجہ سے اس کا نام قصیدہ بردہ پڑ گیا۔ امام بوصیری رحمہ اللہ علیہ صبح اٹھے تو فالج ختم ہو چکا تھا۔ گھر سے باہر نکلے، گلی میں انہیں ایک مجذوب شیخ ابوالرجاء رحمہ اللہ ملے اور امام بوصیری رحمہ اللہ کو فرمایا کہ رات والا وہ قصیدہ مجھے بھی سناؤ۔ امام بوصیری رحمہ اللہ یہ سن کر حیرت زدہ ہو گئے اور پوچھا آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا؟ انہوں نے کہا: جب اُسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سن کر خوشی سے جھوم رہے تھے میں بھی دور کھڑا سن رہا تھا۔ ❶

۵۹......درود شریف پڑھنے والے کی زبان مؤثر ہوتی ہے

درود شریف کی برکت سے اللہ رب العزت زبان میں تاثیر ڈال دیتے ہیں، ایسے شخص کی گفتگو دلوں پر اثر کرتی ہے، اور سامعین کی زندگیوں میں حیرت انگیز تبدیلی آتی ہے، درود شریف کی برکت سے زبان معطر ہو کر مؤثر بن جاتی ہے۔

۶۰......درود سلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہات کو اپنی طرف مبذول کرنے کا سبب ہے

امام ابراہیم نَسَفی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ اپنے سے مُنقَبَض پایا، تو میں نے

❶ چند روز مصر میں: امام بوصیری رحمہ اللہ کی بارگاہ میں، ص ۲۱۸ تا ۲۲۰

جلدی سے ہاتھ بڑھا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کو بوسہ دیا، اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں تو حدیث کے خدمت گاروں میں ہوں، اہل سنت سے ہوں، مسافر ہوں، حضور صلی اللہ وسلم نے تبسّم فرمایا، اور یہ ارشاد فرمایا کہ جب تو مجھ پر دُرود بھیجتا ہے تو سلام کیوں نہیں بھیجتا؟ اِس کے بعد سے میرا معمول ہو گیا کہ میں ''صلی اللہ علیہ وسلم'' لکھنے لگا۔ ❶

۶۱......درود شریف کی برکت سے لاعلاج بیماریاں اور وبائیں ختم ہوتی ہیں

ایک نوجوان کعبہ کا طواف کر رہا تھا اور درود شریف کا شغل رکھتا تھا، کسی نے اس سے پوچھا تم کو اس درود کا کوئی اثر ظاہر ہوا؟ کہا ہاں! میں اور میرے والد دونوں حج کو چلے، راہ میں میرے باپ بیمار ہو کر مر گئے، اور اُس کا چہرہ سیاہ ہو گیا، پیٹ پھول گیا، میں رویا اور کہا ''إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ'' میرے باپ مسافرت میں مر گئے، جب رات ہوئی، مجھ پر نیند غالب ہوئی، خواب میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ نے سفید کپڑے پہنے ہیں، عمدہ عطر کی خوشبو آ رہی ہے، حضور میرے والد کے پاس آئے اور میرے والد کے منہ پر ہاتھ پھیرا، دودھ سے زیادہ سفید اور روشن چہرہ ہو گیا، پھر پیٹ پر ہاتھ پھیرا، جیسے تھا ویسا ہی ہو گیا، اور سوجن ختم ہو گئی، پھر آپ نے جانا چاہا، اٹھ کھڑے ہوئے تو میں نے آپ کی چادر مبارک پکڑ کر عرض کی اے میرے سردار! قسم اس ذات کی جس نے آپ کو اس حالت مسافرت میں میرے والد کے پاس بھیجا، آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا تو مجھے نہیں پہچانتا، میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں، یہ تیرا والد بڑا نافرمان گنہگار تھا، مگر مجھ پر درود بہت کثرت سے بھیجا کرتا تھا، جب اس پر یہ مصیبت نازل ہوئی مجھ سے فریاد کی، میں باذن اللہ اس کی فریاد کو

❶ القول البدیع: ص ۲۵۰

پہنچا اور میں ہر اُس شخص سے محبت اور تعلق رکھتا ہوں جو دنیا میں بکثرت مجھ پر درود بھیجتا ہو۔ ❶

۶۲......درود شریف رحمت الٰہی کو متوجہ کرنے والی عبادت ہے

ایک صاحب نے ابو حفص کاغذی رحمہ اللہ کو اُن کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا، اُن سے پوچھا کہ کیا معاملہ گزرا؟ اُنھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے مجھ پر رحم فرمایا، میری مغفرت فرمادی، مجھے جنت میں داخل کرنے کا حکم دے دیا، اِنھوں نے پوچھا: یہ کیسے ہوا؟ اُنھوں نے بتایا کہ جب میری پیشی ہوئی تو ملائکہ کو حکم دیا گیا، اُنھوں نے میرے گناہ اور میرے درود شریف کو شمار کیا، تو میرا درود شریف گناہوں پر بڑھ گیا، تو میرے مولیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے فرشتو! بس بس، آگے حساب نہ کرو اور اِس کو میری جنت میں لے جاؤ۔ ❷

۶۳......درود شریف سے باطن منور ہوتا ہے اور ظلمت دور ہوتی ہے

بنی اسرائیل میں ایک شخص بہت گنہگار تھا، جب وہ مرگیا تو لوگوں نے اُس کو ویسے ہی زمین پر پھینک دیا، اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اِس کو غسل دے کر اِس پر جنازے کی نماز پڑھیں، میں نے اُس شخص کی مغفرت کردی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: یا اللہ! یہ کیسے ہوگیا؟ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اِس نے ایک دفعہ تورات کو کھولا تھا، اُس میں ''محمد'' (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام دیکھا تھا، تو اُس نے اُن پر درود پڑھا تھا، تو میں نے اِس کی وجہ سے اس کی مغفرت کردی۔ ❸

❶ روض الریاحین: الحکایۃ الثامنۃ والثمانون، ص: ۱۲۵

❷ القول البدیع: ص ۱۲۴

❸ القول البدیع: ص ۱۲۴

۶۴......درود شریف کی کثرت محبت رسول اور اطاعت رسول کا سبب ہے

درود شریف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نصیب ہوتی ہے اور آپ کی سنتوں پر چلنے کی توفیق ملتی ہے، اتباع سنت زندگی میں آجاتی ہے، اور شریعت پر چلنا آسان ہوجاتا ہے، گناہوں سے طبعی طور پر کدورت ہوجاتی ہے اور مسنون اعمال کی طرف دل ودماغ خود رغبت کرتے ہیں۔

۶۵......درود شریف کی کثرت سے محبوبیت اور مقبولیت عطا ہوتی ہے

رشید عطّار رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ ہمارے یہاں مصر میں ایک بزرگ تھے، جن کا نام ابوسعید خَیّاط تھا، وہ بہت یکسور ہتے تھے، لوگوں سے مَیل جول بالکل نہیں رکھتے تھے، اِس کے بعد اُنھوں نے ابن رَشیق کی مجلس میں بہت کثرت سے جانا شروع کردیا، اور بہت اہتمام سے جایا کرتے، لوگوں کو اِس پر بہت تعجب ہوا، لوگوں نے اُن سے دریافت کیا، تو اُنھوں نے بتایا کہ اُنھوں نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی اور کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے خواب میں ارشاد فرمایا کہ ان کی مجلس میں جایا کرو، اِس لیے کہ یہ اپنی مجلس میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھتے ہیں۔ (۱)

۶۶......درود شریف دشمن کے مقابلے میں نصرت کا ذریعہ ہے

درود شریف کی کثرت ظاہری وباطنی دشمنوں سے حفاظت کا ذریعہ ہے، اللہ رب العزت اس کے بدولت دشمنوں ے مقابلے میں غیبی نصرت فرماتے ہیں، اور دشمنوں کے دلوں میں رعب ڈال دیتے ہیں۔

۶۷......درود شریف کی کثرت نیک اعمال میں اضافہ کا سبب ہے

امام ابوسلیمان حِرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضورِ اقدس صلی اللہ

---

(۱) القول البدیع: ص ۶۰

علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابوسلیمان! جب تو حدیث میں میرا نام لیتا ہے اور مجھ پر درود بھی پڑھتا ہے تو پھر ''وَسَلَّمَ'' کیوں نہیں کہا کرتا؟ یہ چار حروف ہیں، اور ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں، تو تو چالیس نیکیاں چھوڑ دیتا ہے، پھر انہوں نے ہمیشہ اِس کا معمول رکھا۔ ❶

۶۸......اگر متبع سنت شیخ میسر نہ ہو تو دورد شریف اس کے قائم مقام ہے

اگر متبع سنت شیخ جب تک میسر نہ ہو تو درود شریف اُس کے قائم مقام ہے، اس کی بدولت اللہ رب العزت انسان کو شیطان اور نفس کے شرور سے محفوظ رکھتا ہے، ایسے شخص کو روحانی طور پر قرب نبوی حاصل ہوتا ہے، اور آپ کی توجہات کے سبب وہ شخص بے رہ روی سے محفوظ رہتا ہے۔

۶۹......درود شریف سے دل معصیت، فسق و فجور اور نفاق سے پاک ہو جاتا ہے

صوفیاء میں سے ایک بزرگ نقل کرتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو کہ جس کا نام مِسطح تھا، اور وہ اپنی زندگی میں دِین کے اعتبار سے بہت ہی بے پرواہ اور بے باک تھا (یعنی گناہوں کی کچھ پرواہ نہیں کرتا تھا) مرنے کے بعد خواب میں دیکھا، میں نے اُس سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا؟ اُس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی، میں نے پوچھا کہ یہ کس عمل سے ہوئی؟ اُس نے کہا کہ میں ایک محدِّث کی خدمت میں حدیث نقل کررہا تھا، استاذ نے درود شریف پڑھا، میں نے بھی اُس کے ساتھ بلند آواز سے درود پڑھا، میری آواز سن کر سب مجلس والوں نے درود پڑھا، اللہ رب العزت نے اُس وقت ساری مجلس والوں کی مغفرت فرمادی۔ ❷

---

❶ القول البدیع: ص ۲۵۰

❷ القول البدیع: ص ۱۲۴

۷۰...... درود شریف امتی کا پیغمبر کے لئے بہترین تحفہ ہے

امام ابوسلیمان بن محمد بن الحسین حرانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہمارے پڑوس میں ایک صاحب تھے کہ جن کا نام فضل تھا، بہت کثرت سے نماز روزے میں مشغول رہتے تھے، انہوں نے بیان کیا کہ میں حدیث لکھا کرتا تھا، لیکن اُس میں درود شریف نہیں لکھتا تھا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضورِاقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تو میرا نام لکھتا ہے یا لیتا ہے تو درود شریف کیوں نہیں پڑھتا؟ (اِس کے بعد انہوں نے درود کا اہتمام شروع کردیا) اِس کے کچھ دنوں بعد حضورِاقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تیرا درود میرے پاس پہنچ رہا ہے، جب میرا نام لیا کرے تو (صلی اللہ علیہ وسلم) کہا کر۔ ❶

۷۱...... درود شریف کے سبب پڑھنے والے کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا جاتا ہے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ،فَإِنَّ اللَّهَ وَكَّلَ بِي مَلَكًا عِنْدَ قَبْرِي،فَإِذَا صَلَّى عَلَيَّ رَجُلٌ مِنْ أُمَّتِي،قَالَ لِي ذَلِكَ الْمَلَكُ:يَا مُحَمَّدُ،إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ صَلَّى عَلَيْكَ السَّاعَةَ. ❷

ترجمہ: مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود پڑھا کرو، اس لیے اللہ تعالی نے میری قبر کے پاس ایک فرشتہ مقرر کیا ہے، جب امت میں سے کوئی مجھ پر درود پڑھتا ہے تو وہ فرشتہ مجھ

❶ القول البدیع: ص ۲۵۰

❷ صحیح الجامع الصغیر: ج ۱ ص ۲۶۳، الرقم: ۱۲۰۷

سے کہتا ہے: اے محمد! فلاں بن فلاں نے آپ پر ابھی درود پڑھا ہے۔

۷۲......درود شریف کی کثرت سے پیغمبرانہ اعمال واخلاق نصیب ہوتے ہیں

درود شریف پڑھنے والے کو اللہ رب العزت پیغمبرانہ اعمال واوصاف اوراخلاق کی توفیق عطا فرماتے ہیں، دین پراور سنتوں پر چلنا آسان ہوجاتا ہے۔

۷۳......درود شریف کی فضیلت کی بشارت دینے جبرائیل علیہ السلام آئے

درود شریف وہ بابرکت عبادت ہے کہ جس کی فضیلت دینے اور بشارت سنانے کے لئے حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے ،جیسا کہ نمبر ۷۶ کے تحت وہ حدیث آگے آرہی ہے۔

۷۴......درود شریف کی کثرت جسم اور قبر سے خوشبو کا باعث ہے

''دلائل الخیرات'' کی وجہ تالیف مشہور ہے کہ مؤلف کو سفر میں وضو کے لیے پانی کی ضرورت تھی، اور ڈول رسّی کے نہ ہونے سے پریشان تھے، ایک لڑکی نے یہ حال دیکھ کر دریافت کیا، اور کنوئیں کے اندر تھوک دیا، پانی کنارے تک اُبل آیا، مؤلف نے حیران ہوکر وجہ پوچھی، اُس نے کہا: یہ برکت ہے درود شریف کی، جس کے بعد اُنھوں نے یہ کتاب ''دلائل الخیرات'' تالیف کی۔ ❶

شیخ زروق رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ مؤلف دلائل الخیرات کی قبر سے خوشبو مشک وعنبر کی آتی ہے، اور یہ سب برکت درود شریف کی ہے۔

۷۵......درود شریف کی کثرت سے انسان شکوک وشبہات اوروساوس سے محفوظ رہتا ہے

درود شریف کی کثرت سے شریعت پر اطمینان قلبی نصیب ہوجاتا ہے، شکوک وشبہات،

❶ فضائل درود شریف: پانچویں فصل، ص ۸۵

اعتراضات ووساوس ختم ہوجاتے ہیں، اور انسان شرح صدور کے ساتھ دین پر عمل پیرا ہوجاتا ہے۔

۷۶...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سلام بھیجنے والے پر اللہ تعالی سلام بھیجتا ہے

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنِّی لَقِیتُ جِبْرِیلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَبَشَّرَنِی وَقَالَ :إِنَّ رَبَّکَ،یَقُولُ:مَنْ صَلَّی عَلَیْکَ صَلَّیْتُ عَلَیْهِ،وَمَنْ سَلَّمَ عَلَیْکَ سَلَّمْتُ عَلَیْهِ، فَسَجَدْتُ لِلّٰهِ شُکْرًا. ❶

ترجمہ: بے شک میں جبرئیل علیہ السلام سے ملا تو اس نے مجھے یہ خوشخبری دی کہ بے شک آپ کا رب فرماتا ہے کہ اے محمد! جو شخص آپ پر درود وسلام بھیجتا ہے میں بھی اس پر درود وسلام بھیجتا ہوں، پس اس بات پر میں اللہ عز وجل کے حضور سجدہ شکر بجالایا۔

۷۷...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے سے بندہ بدبختی سے نکل جاتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بُعْدًا لِمَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیْکَ. ❷

ترجمہ: وہ شخص تباہ وبرباد ہوجائے جسکے سامنے میرا تذکرہ کیا جائے اور وہ مجھ درود شریف نہ پڑھے۔

---

❶ المستدرک علی الصحیحین: کتاب الدعاء والتکبیر والتهلیل والتسبیح والذکر، ج ۱ ص ۷۳۵،رقم الحدیث: ۲۰۱۹

❷ المستدرک علی الصحیحین: کتاب البر والصلة، ج۴ص ۱۷۰،رقم الحدیث: ۷۲۵۶/ قَالَ الْحَاکِمُ:هَذَا حَدِیثٌ صَحِیحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ یُخَرِّجَاهُ.وَوَافَقَهُ الذَّهَبِیُّ

۷۸......نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پیش کیا جاتا ہے

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ،فِيهِ خُلِقَ آدَمُ،وَفِيهِ قُبِضَ،وَفِيهِ النَّفْخَةُ،وَفِيهِ الصَّعْقَةُ،فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ،فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ.

ترجمہ: تمہارے بہتر دنوں میں سے ایک جمعہ کا دن ہے، اسی دن آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی دن ان کا انتقال ہوا، اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اس دن سب لوگ بیہوش ہوں گے، اس لئے اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو کیونکہ تمہارا درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

صحابہ کرام نے عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللَّهِ!وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرِمْتَ يَقُولُونَ:بَلِيتَ؟

ترجمہ: یا رسول! ہمارا درود آپ پر کس طرح پیش کیا جائے گا جب کہ (وفات کے بعد) آپ کا جسم (اوروں کی طرح) گل کر مٹی ہو جائے گا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ. ❶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے جسموں کو زمین پر حرام قرار دیدیا ہے (یعنی زمین باقی تمام لوگوں کی طرح انبیاء کے اجسام کو نہیں کھاتی اور وہ محفوظ رہتے ہیں۔)

۷۹......درود بھیجنے والے کا درود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی کا باعث ہے

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس

❶ سنن أبی داود: کتاب الصلاة، باب فضل یوم الجمعة و لیلة الجمعة، رقم الحدیث: ۱۰۴۷

حال میں صبح کی کہ آپ ہشاش بشاش اور آپ کے چہرہ مبارک پر خوشی کے آثار تھے،تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آج آپ بہت ہشاش بشاش ہیں اور آپ کے چہرہ مبارک پر خوشی کے آثار ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا:

مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ مِنْ أُمَّتِكَ صَلَاةً كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ، وَمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ،وَرَفَعَ لَهُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ،وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَهَا. ❶

ترجمہ: تیری امت میں سے جو تجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دے گا، اور اس سے دس برائیاں مٹا دے گا، اور اس کے دس درجے بلند کردے گا، اور اسی جیسا بدلہ عطا فرمائے گا۔

۸۰......نبی اکرم صلی اللہ علیہ سلم پر کثرت سے درود بھیجنا آپ کی معرفت، انابت اور قربت کا ذریعہ ہے

۸۱......درود شریف کی کثرت سے فہم حدیث اور معانی حدیث میں ملکہ حاصل ہوتا ہے

حضرات محدثین چونکہ ہر حدیث کے ساتھ درود شریف لکھے اور پڑھتے ہیں، اسلئے رب العزت نے انہیں قوتِ حافظہ،فہم حدیث اور معانی حدیث میں خوب ملکہ عطا کیا ہوتا ہے،ان کے سامنے تعارض دور ہو جاتا ہے، ہر روایت کے موقع محل پتہ چل جاتا ہے اور حدیث کا معنی بصیرت کے ساتھ معلوم ہو جاتا ہے۔

❶مسند أحمد: مسند المدنيين: ج۲۶ ص ۲۷۲،رقم الحديث: ۱۶۳۵۲ /قَالَ الْأَلْبَانِيُ: صَحِيحٌ. انظر: صحيح الجامع الصغير: ج ۱ ص ۷۲،الرقم:۵۷

۸۲......درود شریف کی کثرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفہ سلام کا باعث ہے

۸۳...... کثرت سے درود بھیجنے پر طبیعت و مزاج سے وحشت ختم ہوتی ہے، مزاج میں انس و محبت پیدا ہوتی ہے

۸۴......درود شریف کی کثرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ذریعہ ہے

شیخ عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ ہمارا ایک پڑوسی تھا جو بادشاہ کی خدمت کرتا تھا، اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل اور فتنہ وفساد پھیلانے میں مشہور تھا، ایک رات میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ اس کا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! یہ برا شخص تو ان لوگوں میں سے ہے جو اللہ تعالے سے منہ موڑے ہوئے ہے پھر آپ نے اپنا دست مبارک اس کے ہاتھ میں کیوں دیدیا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس کا علم ہے اور سنو! کہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی سفارش کرنے جارہا ہوں، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ اس مقام پر کس وسیلہ سے پہنچا ہے؟ فرمایا: مجھ پر کثرت سے درود وسلام پڑھنے کی وجہ سے، بیشک یہ شخص ہر رات سوتے وقت مجھ پر ہزار مرتبہ درود وسلام بھیجا کرتا تھا اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرمائے گا۔

عبدالواحد کا بیان ہے کہ جب صبح کے وقت میں مسجد میں داخل ہوا تو دیکھتا کیا ہوں کہ وہی نوجوان روتا ہوا مسجد میں داخل ہورہا ہے، اس وقت میں اپنے دوستوں کے سامنے جو کچھ اس کے متعلق میں نے دیکھا بیان کررہا تھا، جب وہ مسجد میں آیا تو اس نے سلام کیا اور میرے سامنے بیٹھ گیا اور بولا اے عبدالواحد! اپنا ہاتھ بڑھاؤ کہ تمہارے ہاتھ

پر تائب ہو جاؤں اور اس مقصد کے لئے مجھے رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم نے تمہارے پاس بھیجا ہے اور آپ نے مجھ سے اس مذاکرے کا ذکر فرمایا ہے جو تمہارے اور حضور کے درمیان گذشتہ رات ہوا ہے، جب اس نے توبہ کر لی تو میں نے اس سے خواب کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے کہا کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے، آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا میں اپنے رب کے ہاں ضرور تمہاری شفاعت کر دوں گا اس درود وسلام کے سبب جو تم مجھ پر بھیجتے ہو، جب میں حضور کے ہمراہ چلا تو آپ نے میری شفاعت فرمائی اور یہ بھی فرمایا: صبح سویرے عبدالواحد کے پاس جانا اور اس کے ہاتھ پر توبہ کرنا اور اس پر مضبوطی سے قائم رہنا۔ ❶

۸۵...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنے کے سبب حضور اور درود بھیجنے والے کے ہم نشین اس کی مجلس سے خوش ہوتے ہیں

ابوالعباس الخیاط اور محمد بن رشیق رحمہما اللہ کی مجلس میں حاضر ہوئے، شیخ نے ان کی تعظیم کی اور فرمایا: کیا شیخ کو کسی چیز کی طلب ہے جو پیش کی جائے؟ انہوں نے (ابوالعباس نے) فرمایا: پڑھتے جاؤ! پھر فرمایا:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: ابن رشیق کی مجلس میں حاضری دو کہ وہ اپنی مجلس میں مجھ پر اتنی اتنی مرتبہ درود وسلام بھیجتے ہیں۔ ❷

۸۶......درود شریف پڑھنا آسان اور مقبول ترین عبادت ہے

حضرت سفیان بن عُیینہ رحمہ اللہ حضرت خلف سے نقل کرتے ہیں کہ میرا ایک دوست

❶ سعادة الدارين فى الصلوة على سيدالكونين: الباب الرابع، اللطيفة التسعون، ص ۱۵۰، ۱۵۱

❷ القول البديع: ج ۱ ص ۲۵۲

تھا، جو میرے ساتھ حدیث پڑھا کرتا تھا، اُس کا انتقال ہوگیا، میں نے اُس کو خواب میں دیکھا کہ وہ نئے سبز کپڑوں میں دوڑتا پھر رہا ہے، میں نے اُس سے کہا کہ تو حدیث پڑھنے میں تو ہمارے ساتھ تھا، پھر یہ اِعزاز واِکرام تیرا کس بات پر ہو رہا ہے؟ اُس نے کہا: حدیثیں تو میں تمھارے ساتھ ہی لکھا کرتا تھا، لیکن جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی حدیث میں آتا میں اس کے نیچے (صلی اللہ علیہ وسلم) لکھ دیتا تھا، اللہ رب العزت نے اِس کے بدلے میں میرا یہ اکرام فرمایا جو تم دیکھ رہے ہو۔ ❶

۸۷...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود تمام اوقات واحوال میں بلاشرط جائز ہے

درود شریفکے لئے وقت، جگہ اور طہارت کی کوئی قید نہیں ہے۔ دیگر عبادات کے لئے اسباب وشرائط ہیں۔ یہ عبادت ہر وقت ادا ہے اس میں قضا نہیں ہے، جبکہ دیگر عبادات اس طرح نہیں ہیں۔

۸۸...... کثرت سے درود بھیجنا ولایت کی طرف لے جانے والا راستہ ہے

کثرت سے درود شریف کے سبب اللہ رب العزت ولایت کے دروازے کھول دیتا ہے، علوم وہبی اور لدنی عطا فرماتا ہے، اور اس کے سبب قرب وتقرب الٰہی کی منازل جلد طے ہوتی ہیں۔

۸۹...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنا دل کی سختی کو دور کرتا ہے

درود شریف کے سبب رقت قلب نصیب ہوتا ہے، دل کی سختی اور گناہوں کی ظلمت دور ہوجاتی ہے، بات بات پر رونا آتا ہے اور دل نرم ہوجاتا ہے۔

۹۰...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجتے رہنا بہت سی بدنی اور مالی طاعات کے قائم مقام ہے

---

❶ القول البدیع: ص ۲۴۹

۹۱......درود شریف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر وتعظیم کی علامت ہے

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاکَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا)لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلاً ﴾(الفتح: ۸، ۹)

ترجمہ: (اے پیغمبر!) ہم نے تمہیں گواہی دینے والا، خوشخبری دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ تا کہ (اے لوگو) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اور اس کی مدد کرو، اور اس کی تعظیم کرو، اور صبح وشام اللہ کی تسبیح کرتے رہو۔

۹۲......درود پڑھنے والے کو اللہ تعالی اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا﴾(الأحزاب: ۴۳)

ترجمہ: وہی ہے جو خود بھی تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی، تا کہ وہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے آئے، اور وہ مؤمنوں پر بہت مہربان ہے۔

۹۳......درود پڑھنے والا کا تذکرہ اچھے الفاظ میں باقی رہتا ہے

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَمَعْلُومٌ أَنَّ صَلاةَ الْعَبْدِ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَتْ هِيَ رَحْمَةٌ مِنَ الْعَبْدِ لِتَكُوْنَ صَلاةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ مِنْ جِنْسِهَا وَإِنَّمَا هِيَ ثَنَاءٌ عَلَى الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِرَادَةٌ مِنَ اللّٰهِ تَعَالَى أَن يَعْلَى ذِكْرُهُ وَيَزِيْدُهُ تَعْظِيْمًا وَتَشْرِيْفًا وَالْجَزَاءُ مِنْ جِنْسِ الْعَمَلِ فَمَنْ أَثْنَى عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَزَاهُ اللّٰهُ مِنْ جِنْسِ عَمَلِهِ بِأَن يُّثْنى

عَلَيْهِ وَيَزِيْدُ تَشْرِيْفَهٗ وَتَكْرِيْمَهٗ. ❶

ترجمہ: یہ بات معلوم ہے کہ بندے کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود یہ بندے کی طرف سے رحمت نہیں ہے تا کہ اس کی طرح اللہ کی رحمت بھی اس پر ہو، بلکہ یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ہے اور یہ اللہ تعالی سے یہ ارادہ ہے کہ آپ کے ذکر کو بلند اور تعظیم زیادہ کرے، اور بدلہ اس کے عمل کے جنس سے ہوتا ہے، پس جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی تو اللہ تعالی اس کے عمل کے جنس سے بدلہ دے گا، اس طور پر کہ اسکی تعریف، اسکی عزت و تعظیم کو برقرار رکھے گا۔

۹۴......درود شریف محبت رسول میں اضافہ کا سبب ہے

درود شریف آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت میں اضافہ کا سبب ہے، کیونکہ محبوب کا تذکرہ بار بار کیا جائے تو دل میں محبت بڑھ جاتی ہے اور اپنی جگہ بنا لیتی ہے۔

مَنْ أَحَبَّ شَيْئًا أَكْثَرَ ذِكْرَهٗ. ❷

ترجمہ: جس شخص کو کسی چیز سے محبت ہو وہ اُس کا تذکرہ بار بار کرتے ہیں۔

۹۵......درود شریف کی کثرت حافظے کی تیزی کا سبب ہے

حضراتِ محدثین کثرت سے درود پڑھتے اور لکھتے ہیں اسلئے ان کے حافظے ضرب المثل اور بے نظیر ہوتے ہیں۔

۹۶......درود شریف کی کثرت روضہ رسول پر حاضری کا سبب ہے

درود شریف پڑھنے والے کو اللہ رب العزت روضہ رسول کی حاضری کی توفیق نصیب

❶ جلاء الأفهام: الفصل الثاني، ص ۱۶۴

❷ بحر الفوائد: حديث آخر، ج ۱ ص ۲۳

کرتا ہے، اور روضہ اطہر کی جالیوں کے سامنے کھڑے ہو کر نذرانہ عقیدت ومحبت پیش کرتا ہے۔

۹۷......درود شریف وقت میں برکت کا سبب ہے

اسلافِ امت اور محدثین کرام کے وقت میں اللہ رب العزت نے بڑی برکت ڈالی ہے، اوران سے دین کا بہت کام لیا، خصوصاً تصنیفی میدان میں، وہ مختصر زندگی میں لکڑی کے قلموں سے چٹائیوں پر بیٹھ کر دیئے کی روشنی میں وہ کام کر کے چلے گئے مگر ہم ائیر کنڈیشن کمروں میں نرم گدوں پر بیٹھ کر بجلی کی تیز روشنی میں ان کا مطالعہ نہیں کر سکتے۔

۹۸......درود شریف کی کثرت سے شریعت طبیعت بن جاتی ہے

یعنی جس طرح کھانے اور پینے سے بھوک اور پیاس دور ہوتی ہے اس طرح عبادت کر کے روح کو تسکین ہوتی ہے۔

۹۹......درود شریف پڑھنے سے بندہ جفاء کی زد سے باہر آجاتا ہے

حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مِنَ الْجفَاءِ اَنْ اُذْكَرَ عِنْدَ الرَّجُلِ فَلَا يُصَلِّي عَلَيَّ. ❶

ترجمہ: یہ جفا (بے وفائی) ہے کہ کسی کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

۱۰۰......کثرت سے درود پڑھنے والے کا خاتمہ بالخیر ہوتا ہے

ایک محدث کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا گیا تو پوچھا گیا:
اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا؟ فرمایا: میری مغفرت فرمادی۔ پوچھا گیا: کس

❶ مصنف عبد الرزاق: كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، ج۲ ص ۲۱۶، رقم الحديث: ۳۱۲۱

سبب سے؟ فرمایا اس لئے کہ میں ان دو انگلیوں سے بکثرت درود شریف لکھا کرتا تھا۔ ❶

حضرت حسن بن رشیق رحمہ اللہ کو مرنے کے بعد بہت اچھی حالت میں دیکھا گیا تو پوچھا گیا کہ یہ مرتبہ آپ کو کیسے حاصل ہوا؟ کہا: ''بِکَثْرَۃِ صَلَاتِیْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ'' میں حضور اقدس علیہ السلام پر کثرت سے درود وسلام پڑھا کرتا تھا۔ ❷

اسلئے جو شخص کثرت سے درود شریف پڑھے گا اللہ رب العزت ایمان کی حالت میں کلمے والی موت نصیب فرمائے گا۔ اللہ رب العزت ہم سب کو کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھنے کی توفیق نصیب فرمائے اور دنیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آخرت میں آپ کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین

فائدہ: ان میں اکثر واقعات شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ کی کتاب ''فضائلِ درود شریف'' کی ''پانچویں فصل'' سے نقل کیے ہیں، البتہ ہر واقعہ میں اصل سے مراجعت کر کے ''القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع'' کا صفحہ نمبر ذکر کر دیا ہے تاکہ مراجعت میں آسانی ہو۔

درود شریف اعزاز واکرام اور شفاعت کا ذریعہ ہے

امام ابوسعید محمد بن سلمی رحمہ اللہ نے درود شریف کی اہمیت وفضیلت اور فوائد کو اشعار میں بیان کرتے ہیں:

أَمَّا الصَّلَاۃُ عَلَی النَّبِیِّ فَمُنِیْرَۃٌ مَرْضِیَّۃٌ تَمْحِیْ بِھَا الْآثَامَ

وَبِھَا یَنَالُ الْمَرْءُ عَزَّ شَفَاعَۃً یَثْنِیْ بِھَا الْإِعْزَازَ وَالْإِکْرَامَ

کُنْ لِلصَّلَاۃِ عَلَی النَّبِیِّ مُلَازِمًا فَصَلَاتُہُ لَکَ جَنَّۃٌ وَسَلَامٌ. ❸

❶القول البدیع: ج ۱ ص ۲۵۲

❷القول البدیع: ص ۲۵۲

❸سبل الھدی والرشاد: جماع أبواب الصلاۃ ولسلام، الباب الرابع، ج ۱۲ ص ۴۲۹

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف روشن اور پسندیدہ امر ہے جس کی وجہ سے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔

اوراس کی وجہ سے آدمی شفاعت کی عزت حاصل کرلیتاہے،اس کی وجہ سے اعزاز واکرام دگنا کردیا جاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنے کو لازم پکڑو، پس آپ پر درود سلام تیرے لیے ڈھال اور سلامتی ہے۔

شافع محشر احمد مجتبیٰ پر درود کی کثرت

حافظ رشید العطار رحمہ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ومرتبہ،آپ کے عالی نسب اور آپ پر درود شریف کی کثرت کو ان اشعار میں بیان کیا:

أَلاأَيُّهاالرَّاقِي الْمَثُوبَةَ وَالْأَجْرَا وَتَكْفِيرُ ذَنْبٍ سَالِفٍ أَنْقَضَ الظَّهْرَا

عَلَيْكَ بِإِكْثَارِالصَّلَاةِ مُوَاظِبًا عَلَى أَحْمَدَ الْهَادِى شَفِيعِ الْوَرَىٰ طَرًّا

وَأَفْضَلُ خَلْقِ اللَّهِ مِنْ نَسْلِ آدَمَ وَأَزْكَاهُمْ فَرْعًاوَأَشْرَفُهُمْ فَخْرًا

فَصَلَّى عَلَيْهِ اللَّهِ مَاجَنَّتِ الدُّجى وَأَطْلَعَتِ الْأَفْلَاكِ فِيْ أُفْقِهَافَجْرًا. [1]

ترجمہ:سن لے! اے اجر وثواب کی امید کرنے والے اور سابقہ گناہ کے کفارے جس نے کمر توڑ دی۔

تجھ پر احمد مجتبیٰ ہادی پوری مخلوق کے شفاعت کرنے والے پر ہمیشہ درود شریف کی کثرت کرنا لازم ہے۔

اور آدم علیہ السلام کی نسل سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے افضل اور ان میں قبیلہ

پس اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تاریکی چھا جانے کے وقت تک رحمت نازل

[1] سبل الهدى والرشاد: جماع أبواب الصلاة والسلام ،الباب الرابع، ج ۱۲ ص ۴۲۹

فرماتے رہیں، اور جب تک آسمان جب اپنی افق میں فجر کو طلوع کرتے رہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے لطف ومحبت پر مشتمل مناجات اور درود کی فضیلت

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ محبت الٰہی ،محبت رسول، عجز و نیاز مندی، عاجزی وتواضع، عفو درگزر، وسعتِ رحمت باری تعالی اور درود شریف کی اہمیت وفضیلت سے متعلق درد بھرے اشعار کہے:

يَقُوْلُ رَاجِيْ إِلٰهَ الْخَلْقِ أَحْمَدُ مِنْ　　أَمْلَى حَدِيْثَ نَبِيِّ الْخَلْقِ مُتَّصِلَا

تَدْنُوْ مِنَ الْأَلْفِ إِنْ عُدَّتْ مَجَالِسُهُ　　فَالسُّدْسُ مِنْهَا بَلَا قَيْدٍ لَهَا حَصَلَا

يَتْلُوْهُ تَخْرِيْجُ أَصْلِ الْفِقْهِ يَتْبَعُهَا　　تَخْرِيْجُ أَذْكَارِ رَبٍّ قَدْ دَنَا وَعَلَا

دَنَا بِوَحْشِهِ لِلْخَلْقِ يَرْزُقُهُمْ　　كَمَا عَلَا عَنْ سَمَّتِ الْحَادِثَاتُ عَلَا

فِيْ مُدَّةٍ نَحْوِ كَجٍّ قَدْ مَضَتْ هَمَلَا　　وَلِيْ مِنَ الْعُمْرِ فِيْ ذَا الْيَوْمِ قَدْ كَمُلَا

سِتًّا وَسَبْعِيْنَ عَامًا رَحْتُ أَحْسِبُهَا　　مِنْ سُرْعَةِ السَّيْرِ سَاعَاتٍ فَيَا خَجَلَا

إِذَا رَأَيْتُ الْخَطَايَا أَوْبَقَتْ عَمَلِيْ　　فِيْ مَوْقِفِ الْحَشْرِ لَوْلَا أَنَّ لِيْ أَمَلَا

تَوْحِيْدُ رَبِّيْ يَقِيْنًا وَالرَّجَاءُ لَهُ　　وَخِدْمَتِيْ وَلِإِكْثَارُ الصَّلَاةُ عَلَيَّ

مُحَمَّدٌ فِيْ صَبَاحِيْ وَالْمَسَاءَ وَفِيْ　　خَطِّيْ وَلُطْفِيْ عَسَاهَا تَمْحِيْهِ الزَّلَلَا

فَأَقْرَبُ النَّاسِ مِنْهُ فِيْ قِيَامَتِهِ　　مَنْ بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ كَانَ مُنْشَغِلَا

يَا رَبِّ حَقِّقْ رَجَائِيْ سَمِعُوْا　　مِنِّيْ جَمِيْعًا بِعَفْوٍ مِنْكَ قَدْ شَمُلَا . ❶

ترجمہ: مخلوق کے الہ سے امید رکھنے والا احمد کہتا ہے، جنہوں نے مخلوق کے نبی کی حدیث متصلاً روایت کی ہے۔

اگر اس کی مجالس شمار کی جائیں تو ہزار کے قریب ہو جائیں، پس ان مجالس کا چھٹا حصہ

---

❶ سبل الهدى والرشاد: جماع أبواب الصلاة والسلام، الباب الرابع، ج ١٢ ص ٤٢٩، ٤٣٠

بغیر کسی قید کے ثابت ہے۔

فقہ کے اصل کی تخریج اس کے بعد ہے، اس کے بعد اللہ جل شانہ کے اذکار ہیں۔

وہ اپنی دوری کے ساتھ مخلوق کے قریب ہوگیا، انہیں نفع دیتا ہے، جیسے بڑے حادثات کی جانب سے رفعت کے اعتبار سے بلند ہوا۔

ایسی مدت میں جولہوولعب کی طرح بے کار گزرگئی، اور میری عمر آج کے دن کامل ہوگئی۔

چھہترسال میں ساعات کی تیز رفتاری کے لمحات شمار کرنے لگا، پس ہائے شرمندگی۔

جب بھی خطاؤں کو دیکھتا ہوں تو حشر کے میدان میں میرے عمل کو ضائع کردیتی ہیں اگر مجھے کچھ امید نہ ہوتی۔

میرے رب کی توحید یقینی ہے، اوراسی سے امید ہے، اور میری خدمت ہے کثرت کے ساتھ لکھنا اور پڑھنا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کی کثرت صبح وشام کرنا میرا لکھنا اور لطف اندوز ہونا (اور یہ عمل) عنقریب میرے گناہوں کو مٹادے گا۔

لوگوں میں سب سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب قیامت کے دن وہ آدمی ہوگا، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف میں مشغول رہتا تھا۔

اے میرے رب! میری امید کو پورا کراوران لوگوں کی امید بھی جنہوں نے مجھ سے سنا اپنی طرف سے معافی کے ساتھ عام کردے۔

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کا درود شریف کا اہتمام

حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کو دیکھا کرتا کہ ہر وقت درود شریف کا ورد

فرماتے تھے اور بات بہت کم کرتے تھے۔ ❶

آپ نے اپنے مریدوں کو تاکید کی تھی کہ کم از کم تین سو مرتبہ درود شریف روزانہ پڑھا جائے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے قوت القلوب سے نقل کیا ہے کہ کثرت کی کم سے کم مقدار تین سو مرتبہ ہے اور حضرت اقدس گنگوہی بھی اپنے متوسلین کو تین سو مرتبہ بتایا کرتے تھے۔ ❷

حضرت اقدس گنگوہی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر اتنا ہو سکے تو ایک تسبیح میں تو کمی نہ ہونی چاہیے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا احسان ہے۔ پھر آپ کے درود بھیجنے میں بخل ہو تو یہ بڑی بے مروتی اور خسران کی بات ہے۔ درود شریف میں آپ کو درود ابراہیمی زیادہ پسند تھا جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ ❸

علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کو مدینہ منورہ سے محبت اور درود کا اہتمام

جناب ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن صاحب ایک واقعہ کے راوی ہیں، فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی میں اعتکاف کے دوران افطار اور سحری میں قسم قسم کے کھانے آتے تھے۔ اوّل اوّل میں نے کھانے میں کچھ تکلف کیا، حضرت علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ نے اس کو محسوس کر لیا، مجھ سے علیحدگی میں فرمایا، تنزیل الرحمٰن! اگر حضور زندہ ہوتے اور ہم یہاں آتے تو ہم آپ کے مہمان ہوتے۔ آج آپ ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں تو خادمانِ رسول جو مدینۃ النبی کے ساکن ہیں، ہماری میزبانی کرتے ہیں۔ ہم رسول اللہ کے مہمان ہیں اور یہ سب خادمانِ رسول ہیں۔ تم کھانے میں تکلف نہ کیا کرو،

---

❶ عشق رسول اور علمائے حق: ص ۱۴۷

❷ فضائل درود شریف: فصل اول، ص ۱۵

❸ بیس بڑے مسلمان: تلقین و تربیت، ص ۲۰۵

رغبت سے کھایا کرو۔ مولانا کا سمجھانے کا وہ پیار ومحبت بھرا انداز جب بھی یاد آتا ہے، آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔ ❶

مدینہ منورہ میں تو عجیب ہی کیفیت ہوتی، مسجد نبوی میں بہت زیادہ ادب کا خیال فرماتے، عموماً معمول یہ تھا کہ ہر نماز کے وقت سے پہلے ہی حرم میں تشریف لے جاتے اور خاص کر عصر سے عشاء کا وقت تو حرم میں ہی گزارتے۔ مواجہہ شریف میں سلام عرض کر کے سامنے ہی بائیں جانب صف اول میں بیٹھ جاتے اور یہ سارا وقت عبادت، تلاوت، ذکر اور درود شریف میں گزرتا اور کسی سے بات کرنا پسند نہ فرماتے۔ ❷

جب آپ نے پہلی بار روضہ اقدس پر حاضری دی تو اپنے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ سلم کی مدح میں ایک ۴۷ ابیات کا طویل اور جامع قصیدہ فصیح و بلیغ عربی زبان میں بنا کر ساتھ لے گئے اور روضہ اقدس پر اسے پڑھا۔ اور اس کے بعد جب مصر تشریف لے گئے تو مصر کے اسلامی مجلّہ ''الاسلام'' ۲۸ رجب ۱۳۵۷ھ مطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۳۸ء میں شائع ہوا، اس قصیدہ کا عنوان تھا:

''شذرات الأدب فی مدح سید العجم والعرب''

اور مدیر مجلّہ نے اس پر یہ عبارت لکھی جس کا اُردو ترجمہ یہ ہے۔ یہ قصیدہ شیخ محمد یوسف بنوری کا ہے جنھوں نے اسے ہندوستان میں لکھا، اور حجاز مقدس میں مسجد نبوی کے اندر روضہ اقدس پر اسے پڑھا۔ ماسوا ابتدائی چند اشعار ے جنہیں حیاء کی بناء پر چھوڑ دیا اور آج ہم مجلّہ ''الاسلام'' میں جبکہ مسلمان شب معراج منا رہے ہیں اسے شکریہ کے ساتھ نشر کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

❶ ماہنامہ بینات خصوصی نمبر: چند یادیں، ص ۴۴۶

❷ ماہنامہ بینات خصوصی نمبر: حضرت شیخ اور بلادِ عربیہ، ص ۵۴۸، ۵۴۹

حضرت بنوری رحمہ اللہ مدینہ منورہ کے آثار کا وسیع علم رکھتے تھے، فرمایا کہ جب میں پہلی بار حاضر ہوا تو مدینہ منورہ میں ایک ایسے بزرگ سے مکتبہ عارف حکمت میں ملاقات ہوگئی جو آثار مدینہ کے بہت بڑے عالم تھے، وہ دوست بن گئے، اور مجھے یہ پیشکش فرمائی کہ میں آپ کو مدینہ منورہ کے آثار دکھلاؤں گا، چنانچہ ہم نے ایک خچر گاڑی والے سے معاملہ طے کرلیا جو ہمیں صبح ناشتہ کے بعد لے جاتا اور ظہر کے قریب واپس حرم پہنچا دیتا، اس وقت گاڑیاں اور ٹیکسیاں نہیں تھیں جس جانب ہمارا جانا ہوتا، وہاں بیٹھ جاتے اور کتاب ''وفاء الوفا'' کھول کر پڑھتے اور اس کے مطابق وہ شیخ آثار بتلاتے۔ خاص کر غزوہ احد، غزوہ خندق، قباء وغیرہ کے آثار، ساتھ میں ان شیخ کا خادم بھی ہوتا جو چائے وغیرہ کا انتظام کرتا۔ ❶

ان احادیث، واقعات فوائد وبرکات اور ثمرات سے اندازہ لگائیں کہ درود شریف کتنی فضیلت والی عبادت ہے، اس لئے درود شریف کا خوب اہتمام ہونا چاہیے، اٹھتے، بیٹھتے، چلتے پھرتے ہمیشہ درود زبان پر ہو، اللہ رب العزت ہم سب کو کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

❶ ماہنامہ بینات خصوصی نمبر: حضرت شیخ اور بلادِ عربیہ، ص ۵۴۹

۲۷......امانت ودیانت کی اہمیت وفضیلت نصوص اورواقعات کے تناظر میں

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

أمّابعد:فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ﴾(المؤمنون: ۸)

وَفِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهُ﴾ (البقرة: ۲۸۳)

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا﴾(النساء:۵۸)

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ فَارَقَ الرُّوحُ الْجَسَدَ وَهُوَ بَرِيْءٌ مِنْ ثَلَاثٍ،دَخَلَ الْجَنَّةَ:مِنَ الْكِبْرِ، وَالْغُلُولِ،وَالدَّيْنِ.❶

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ،وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ.❷

❶مسند أحمد:تتمة مسند الأنصار، ج۳۷ ص۵۳،رقم الحديث: ۲۲۳۶۹

❷مسند أحمد:مسند المكثرين من الصحابة:مسند أنس بن مالك رضى الله عنه،ج۱۹ ص۳۷۶،رقم الحديث: ۱۲۳۸۳

میرے انتہائی واجب الاحترام، قابل صد احترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں!

میں نے جن آیات اور احادیث کا ذکر کیا، ان میں امانت داری وایمانداری کی ترغیب دی گئی ہے اور خیانت کی مذمت کی گئی ہے۔ امانت داری ایمان کا حصہ ہے، جو شخص اللہ اور آخرت پر یقین رکھتا ہے، وہ امانت میں خیانت نہیں کرسکتا۔ اسے اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ اگر میں نے کسی کا حق دبالیا یا اس کی ادائیگی میں کمی کوتاہی کی تو میرا رب مجھے دیکھ رہا ہے، وہ یقیناً اس کا حساب لے گا اور اس دن جب کہ ہر شخص ایک ایک نیکی کا محتاج ہوگا، حق تلفی کے عوض میری نیکیاں دوسروں کو تقسیم کردی جائیں گی، پھر میری مفلسی پر وہاں کون رحم کرے گا؟ اس طرح کے تصورات سے اہلِ ایمان کا دل کانپ اٹھتا ہے اور پھر بندہ خیانت یا حق تلفی کرنے سے باز آجاتا ہے، لیکن جس کے دل میں ایمان ہی نہ ہو یا ماحول اور حالات نے ایمان کی روشنی سلب کرلی ہو تو خیانت کرنے میں ایسے شخص کو کوئی تردد نہیں ہوتا۔

امانت ودیانت کی حقیقت اور وضاحت

انسانی زندگی کا ایک اہم وصف امانت داری ہے، عام طور سے لوگ امانت کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ کسی شخص نے کچھ پیسے یا اپنی کوئی چیز ہمارے پاس لاکر رکھ دی اور ہم نے اس کو حفاظت سے رکھ دیا، اس کو خود استعمال نہیں کیا، کوئی خیانت اس میں نہیں کی، جوں کی توں واپس کردی تو حق امانت ادا ہوگیا۔

بلاشبہ امانت کا ایک پہلو یہ بھی ہے، لیکن قرآن وحدیث میں جہاں امانت کا لفظ آیا ہے اس کے معنی اور مفہوم میں وسعت ہے، اس کے اندر بڑی کشادگی ہے، بہت ساری چیزیں اس کے دائرے میں آجاتی ہیں۔

سب سے پہلی چیز جو امانت کے اندر داخل ہے وہ ہماری زندگی ہے جو ہمیں ملی ہے، اسی طرح ہمارا پورا جسم سر سے لے کر پاؤں تک امانت ہے، ہم اس کے مالک نہیں یہ

آنکھیں جن سے ہم دیکھتے ہیں، یہ زبان جس سے ہم بولتے ہیں، یہ کان جن سے سماعت کا کام لیتے ہیں، یہ ناک جس سے سونگھتے ہیں، یہ ہاتھ جن کو مختلف کاموں کے لیے استعمال کرتے ہیں، یہ پیر جن سے چلنے کا کام لیا جاتا ہے، یہ سب امانت ہیں، جو اللہ رب العزت نے بلا کسی محنت ومشقت محض اپنے فضل سے عطا کیے ہیں، دینی ودنیوی منافع کی خاطر انھیں استعمال کرنا اور ان قوتوں سے فائدہ اُٹھانا یہ امانت ہے، اور ان اعضاء کو ایسے مواقع پر استعمال کرنا جس سے اللہ کی نافرمانی لازم آئے یہ خیانت ہوگی۔

اسی طرح زندگی کے یہ لمحات جو گذر رہے ہیں ان کا ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ کی امانت ہے، ان لمحات وساعات کو ایسے کام میں صرف کرنا جو دنیا وآخرت کے لحاظ سے فائدہ مند ہو یہ امانت داری ہے، اور اللہ کی نافرمانی اور ناراض کرنے والے کاموں میں زندگی گذارنا یہ امانت میں خیانت ہوگی۔

مقصد عرض کرنے کا یہ ہے کہ امانت ودیانت کا تعلق صرف کسی چیز سے یا پیسوں سے نہیں، بلکہ امانت میں ہر وہ چیز داخل ہے جس کے ساتھ کسی کا حق متعلق ہو، اور جس کی حفاظت اور مالک کی طرف ادائیگی انسان پر لازم ہو، اس بنا پر کہا جائے گا کہ عالم کے پاس علم امانت ہے، کسی مسجد ومدرسہ کے متولی ومہتمم کے پاس مسجد ومدرسہ امانت ہے، حاکم اور فرماں رواں کے پاس اقتدار امانت ہے، صاحبِ ثروت اور متمول لوگوں کے پاس دولت امانت ہے، مکتب ومدرسہ کے معلم، اُستاذ کے پاس شاگرد امانت ہیں، باپ کے پاس اولاد امانت ہے، بیوی کے پاس عزت وآبرو امانت ہے، ہر انسان کے پاس اس کی جان اور اس کے اعضاء امانت ہیں، ہماری زندگی اور اس کا ایک ایک لمحہ امانت ہے۔

قرآنِ کریم اور احادیثِ مبارکہ میں امانت داری کی بڑی ترغیب آئی ہے اور خیانت سے سختی سے روکا گیا ہے۔

قرآنِ کریم کی روشنی میں امانت داری کی اہمیت وفضیلت

کامیاب مؤمنین کا وصف امانت داری ہے

قرآنِ مجید میں اللہ تعالی نے کامیاب ایمان والوں کی صفات بیان کیں، ان میں ایک صفت امانت داری اور ایک وعدے کی پاسداری ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ ﴾ (المؤمنون: ۸)

ترجمہ: (مؤمنین وہ ہیں) جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس رکھنے والے ہیں۔

امانت کی ادائیگی ٹھیک طریقے سے کرو

قرآنِ کریم میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ﴾

(البقرة: ۲۸۳)

ترجمہ: اگر تم ایک دوسرے پر بھروسہ کرو تو جس پر بھروسہ کیا گیا ہے وہ اپنی امانت ٹھیک ٹھیک ادا کرے اور اللہ سے ڈرے جو اسکا پروردگار ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں امانت داری کو تقویٰ سے جوڑ دیا ہے، یعنی جس کو موت کے بعد کی زندگی حساب و کتاب اور عدالت الٰہی پر یقین ہو جس کے دل میں خوفِ خدا اور اس کی گرفت کا احساس ہو اُسے چاہیے کہ امانت میں خیانت نہ کرے، جس کا جو حق ہے پورا پورا ادا کردے، اس لیے کہ اس دنیا میں خیانت کرنے والا قیامت کے دن چین وسکون سے نہیں رہ سکتا، وہاں ایک ایک کا حق ادا کرنا ہوگا اور بڑی دشواریوں کا سامنا ہوگا، لیکن جس کو آخرت پر یقین نہیں وہ جو چاہے کرے، دنیا میں چندروزہ زندگی کے بعد آخر اپنے کیے ہوئے پر افسوس ہوگا اور بڑے خسارے میں ہوگا۔

امانتیں اُن کے اہل کوسپرد کرو

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا﴾(النساء:۵۸)

ترجمہ: یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حق داروں تک پہنچاؤ، اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ یقین جانو اللہ تم کو جس بات کی نصیحت کرتا ہے وہ بہت اچھی ہوتی ہے۔ بیشک اللہ ہر بات کو سنتا اور ہر چیز کو دیکھتا ہے۔

ایمان والے اپنی امانت اور عہد کا پاس رکھتے ہیں

﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ. وَالَّذِينَ هُمْ بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ. وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ. أُولَئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُكْرَمُونَ﴾(المعارج: ۳۲تا۳۵)

ترجمہ: اور جو اپنی امانتوں اور عہد کا پاس رکھنے والے ہیں، اور جو اپنی گواہیاں ٹھیک ٹھیک دینے والے ہیں، اور جو اپنی نماز کی پوری پوری حفاظت کرنے والے ہیں۔ وہ لوگ ہیں جو جنتوں میں عزت کے ساتھ رہیں گے۔

امانتوں میں خیانت نہ کرو

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾(الأنفال:۲۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے بیوفائی نہ کرنا اور نہ جانتے بوجھتے اپنی امانتوں میں خیانت کے مرتکب ہونا۔

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں امانت کی فضیلت اور خیانت کی مذمت

ایماندار جنت میں داخل ہوگا

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ فَارَقَ الرُّوحُ الْجَسَدَ وَهُوَ بَرِيءٌ مِنْ ثَلَاثٍ، دَخَلَ الْجَنَّةَ: مِنَ الْكِبْرِ، وَالْغُلُولِ، وَالدَّيْنِ. ❶

ترجمہ: جو روح جسم سے جدا ہوئی اور تین چیزوں سے بری تھی تو وہ جنت میں داخل ہوگی، وہ تیں چیزیں تکبر، خیانت اور قرض سے بری ہونا ہے۔

خائن کامل مؤمن نہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر خطبے میں فرمایا کرتے تھے:

لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ، وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ. ❷

ترجمہ: اس شخص کا ایمان نہیں جو امانت کی حفاظت نہیں کرتا، اور اس شخص کا دین نہیں جو عہد کی پاسداری نہیں کرتا۔

امانت کی ادائیگی کرو اور خیانت سے بچو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَدِّ الْأَمَانَةَ إِلَى مَنِ ائْتَمَنَكَ، وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ. ❸

ترجمہ: جس نے آپ کے پاس امانت رکھوئی اُسے ادا کرو، اور جس نے آپ کیساتھ خیانت کی تم اسکے ساتھ خیانت نہ کرو۔

---

❶ مسند أحمد: تتمة مسند الأنصار، ج۳۷ ص۵۳، رقم الحديث: ۲۲۳۶۹

❷ مسند أحمد: مسند المكثرين من الصحابة، مسند أنس بن مالك رضی اللّٰه عنه، ج۱۹ ص۳۷۶، رقم الحديث: ۱۲۳۸۳

❸ سنن أبي داود: كتاب البيوع، باب في الرجل يأخذ حقه من تحت يده، رقم الحديث: ۳۵۳۵

یعنی اگر کسی شخص نے تمہارے ساتھ خیانت کی ہے تو تم بھی اس کے ساتھ خیانت نہ کرو کیونکہ اگر تم بھی خیانت کروگے تو پھر جس طرح وہ خائن ہے اسی طرح تم بھی خائن قرار دیئے جاؤ گے۔

مشترکہ کاروبار میں ایک شریک کو دوسرے شریک کے ساتھ خیر خواہی کرنی چاہیے، مسلمان تاجر اگر کسی دوسرے سے شراکت میں کاروبار کرتا ہے تو شریک کی خیر خواہی کرتا ہے اور اسکو زیادہ نفع پہنچانے کی نیت سے محنت کرتا ہے، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کو ساتھ لے کر تجارت کرنا چاہتا ہے اور اس کے لئے شریک کی خیر خواہی کرنا اور اس کو دھوکہ نہ دینا، خیانت نہ کرنا ضروری ہے۔

خیانت کرنے سے برکت ختم ہو جاتی ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ: أَنَا ثَالِثُ الشَّرِيكَيْنِ مَا لَمْ يَخُنْ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، فَإِذَاخَانَهُ خَرَجْتُ مِنْ بَيْنِهِمَا. ❶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں دو شریکوں کے درمیان ایک تیسرا (نگہبان) ہوں جب تک کہ ان میں سے کوئی اپنے دوسرے شریک کے ساتھ خیانت نہیں کرتا اور جب وہ خیانت اور بد دیانتی پر اتر آتا ہے تو میں ان کے درمیان سے ہٹ جاتا ہوں۔

ایماندار تاجر قیامت کے دن نبیوں اور صدیقین کے ساتھ ہوگا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

❶ سنن أبي داؤد: كتاب البيوع، باب في الشركة، رقم الحديث: ۳۳۸۳/ المستدرك على الصحيحين: كتاب البيوع، ج۲ ص ۶۰، رقم الحديث: ۲۳۲۲. قال الحاكم: هذاحديث صحيح الإسنادووافقه الذهبي

اَلتَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ. ❶

ترجمہ: امانت دار، سچا تاجر قیامت کے دن نبیوں، صدیقین اور شہداء کیساتھ ہوگا۔

چار عمدہ اوصاف

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَرْبَعٌ إِذَا كُنَّ فِيكَ فَلَا عَلَيْكَ مَا فَاتَكَ مِنَ الدُّنْيَا: حِفْظُ أَمَانَةٍ، وَصِدْقُ حَدِيثٍ، وَحُسْنُ خَلِيقَةٍ، وَعِفَّةٌ فِي طُعْمَةٍ. ❷

ترجمہ: چار باتیں ایسی ہیں کہ اگر آپ کے اندر یہ چار خصلتیں پیدا ہو جائیں تو دنیا اور مافیہا کی تمام نعمتیں اگر آپ کو نہ بھی ملے تو کوئی حرج کی بات نہیں ہے، امانت کی حفاظت، سچ بولنا، اچھے اخلاق اور رزق میں پاکی۔

چھ چیزوں پر جنت کی ضمانت

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِضْمَنُوا لِي سِتًّا مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَضْمَنْ لَكُمُ الْجَنَّةَ: اُصْدُقُوا إِذَا حَدَّثْتُمْ، وَأَوْفُوا إِذَا وَعَدْتُمْ، وَأَدُّوا إِذَا اؤْتُمِنْتُمْ، وَاحْفَظُوا

---

❶ سنن الترمذي: أبواب البيوع، باب ما جاء في التجار، رقم الحديث: ١٢٠٩/سنن ابن ماجه: كتاب التجارات، باب الحث على المكاسب، رقم الحديث: ٢١٣٩/قال المحقق شعب الأرنؤوط في تعليقات سنن ابن جاجه(٣/٢٧٢)إسناده حسن في الشواهد/قال الألباني في صحيح الترغيب والترهيب(٢/٣٤٢)صحيح لغيره.

❷ مسند أحمد: مسند المكثرين من الصحابة، مسند عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهم، ج ١١ ص ٢٣٣، رقم الحديث: ٦٦٥٢/قال الهيثمي: رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَفِيهِ ابْنُ لَهِيعَةَ، وَحَدِيثُهُ حَسَنٌ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ رِجَالُ الصَّحِيحِ/مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: كتاب البيوع، باب في العارية، ج ٤ ص ١٤٥، رقم الحديث: ٦٧٠٦

فُرُوجَكُمْ، وَغُضُّوا أَبْصَارَكُمْ، وَكُفُّوا أَيْدِيَكُمْ. ❶

ترجمہ: تم لوگ اپنے بارے میں مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو میں تمہارے جنت میں جانے کا ضامن بنتا ہوں۔ (۱) جب بھی بولو سچ بولو (۲) وعدہ کرو تو پورا کرو (۳) تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو امانت ادا کرو (۴) اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو یعنی حرام کاری سے بچو (۵) اپنی نگاہ کو محفوظ رکھو (٦) اپنے ہاتھوں پر قابو رکھو (کہ تمہارے ہاتھوں سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے)۔

سب سے پہلی چیز امانت فوت کروگے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ أَوَّلَ مَا تَفْقِدُونَ مِنْ دِينِكُمُ الْأَمَانَةُ، وَآخَرَ مَا يَبْقَى الصَّلَاةُ، وَأَنَّ هَذَا الْقُرْآنَ الَّذِي بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ يُوشِكُ أَنْ يُرْفَعَ. ❷

ترجمہ: سب سے پہلی چیز جسے تم اپنے دین سے گم پاؤ گے وہ امانت ہے اور آخر میں باقی رہنے والی چیز نماز ہے اور یہ جو قرآن مجید تمھارے درمیان ہے اسکو عنقریب اٹھالیا جائے گا۔

صحابہ نے کہا: کیسے قرآن اٹھالیا جائے گا حالانکہ اللہ تعالی نے اسے ہمارے سینوں میں اور نسخوں میں محفوظ رکھا ہے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

يُسْرَى عَلَيْهِ لَيْلَةً فَيَذْهَبُ مَا فِي قُلُوبِكُمْ وَمَا فِي مَصَاحِفِكُمْ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ.﴾ (الإسراء: ۸٦)

ترجمہ: اس پر ایک رات گزر جائیگی پس جو تمھارے دلوں میں اور نسخوں میں ہے وہ ختم ہوجائے گا، پھر یہ آیت پڑھی: (جسکا ترجمہ ہے) اگر ہم چاہے تو ضرور ختم کریں گے اس چیز کو جو ہم نے آپ کی طرف وحی کی۔

---

❶ مسند أحمد: تتمہ مسند الانصار، مسند عبادة بن صامت رضی اللّٰہ عنہ، ج۳۷ ص۴۱۷، رقم الحدیث: ۲۲۷۵۷

❷ المستدرک علی الصحیحین: کتاب الفتن والملاحم، ج۴ ص۵۴۹، رقم الحدیث: ۸۵۳۸ قال الذہبی: صحیح

خیانت کرنا منافق کی علامت ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا: إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ. ❶

ترجمہ: جس شخص میں چار باتیں ہوں گی وہ منافق ہوگا، جس شخص میں ان چاروں میں سے کوئی خصلت ہوگی، تو اس میں نفاق کی خصلت ہوگی، یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے، جب وہ گفتگو کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے، اور جب معاہدہ کرے تو بے وفائی کرے اور جب جھگڑا کرے تو بدزبانی کرے۔

امانت کیسے ختم ہوگی؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَإِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ.

ترجمہ: جب امانتیں ضائع ہونے لگیں تو قیامت کا انتظار کرنا۔

سوال کرنے والے نے پوچھا: ضائع ہونے کا کیا مطلب؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ. ❷

ترجمہ: جب معاملہ نااہل لوگوں کے سپرد ہو جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔

---

❶ صحیح البخاری: کتاب الإیمان، باب علامة المنافق، رقم الحدیث: ۳۴

❷ صحیح البخاری: کتاب العلم، باب من سئل علما وهو مشتغل فی حدیثه......الخ، رقم الحدیث: ۵۹

قربِ قیامت میں جھوٹی گواہی اور خیانت پھیل جائے گی

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ خَيْرَكُمْ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، قَالَ عِمْرَانُ: فَلَا أَدْرِي أَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ قَرْنِهِ، مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً. ثُمَّ يَكُونُ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ، وَيَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ، وَيَنْذِرُونَ وَلَا يُوفُونَ، وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ. ❶

ترجمہ: تم میں سے بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں، پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے، پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے، پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ کے لوگوں کے بعد دو نمبر ذکر فرمائے یا تین نمبر۔ پھر ان کے بعد ایک ایسی قوم کے لوگ آئیں گے جو بغیر گواہی طلب کئے گواہی دیں گے اور خیانت کریں گے اور انہیں امانت دار نہیں سمجھا جائے گا اور منتیں مانیں گے لیکن ان کو پورا نہیں کریں گے اور ان لوگوں میں موٹاپا ظاہر ہوگا۔

خیانت کی وجہ سے مال اللہ کے ہاں قبول نہ ہوا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمانہ ماضی میں ایک نبی نے جہاد کیا اور اپنی قوم سے کہا کہ میرے ساتھ وہ نہ چلے جس کی بیوی موجود ہو اور وہ یہ چاہتا ہو کہ اس کے ساتھ رات گزارے اور اس نے اب تک ہم بستری نہ کی ہو، نیز وہ شخص جس نے گھر بنایا ہو لیکن اس کی چھت نہ پاٹی ہو اور

❶ صحيح مسلم: كتاب فضائل الصحابة، بَابُ فَضْلِ الصَّحَابَةِ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، رقم الحديث: ۲۵۳۵

وہ شخص بھی جس نے اونٹنیاں اور بکریاں مول لی ہوں اوران جانوروں کے جننے کا منتظر ہو، الحاصل اس نبی نے جہاد کا رخ کیا اور پھر عصر کی نماز کا وقت ایک گاؤں کے قریب ہوا، تو انہوں نے آفتاب کی طرف رخ کر کے کہا: اے آفتاب! تو اللہ کا محکوم ہے اور میں بھی اسی کا محکوم ہوں، اے پروردگار! تو اس سورج کو روک دے، تو وہ سورج ڈوبنے سے روک دیا گیا اور پھر اللہ نے اپنے نبی کو فتح یاب کر دیا، اس جنگ میں جب مال غنیمت کو جمع کر لیا گیا تو ایک آگ نے آ کر اس مال غنیمت کو کھا جانا چاہا لیکن نہ کھا سکی، تو اُس پیغمبر نے فرمایا: لوگو!

إِنَّ فِيكُمْ غُلُولًا، فَلْيُبَايِعْنِي مِنْ كُلِّ قَبِيلَةٍ رَجُلٌ.

ترجمہ: تم میں خیانت کرنے والے موجود ہیں، لہذا ہر قبیلہ کا ایک ایک آدمی آ کر مجھ سے بیعت کر لے۔

چنانچہ بیعت کرتے ایک آدمی کا ہاتھ ان نبی کے ہاتھ سے چپک گیا، تو آپ نے فرمایا: وہ خائن تم میں موجود ہے، لہذا تمہارے قبیلہ کا ہر ایک آدمی آ کر مجھ سے بیعت کرے، چنانچہ دو تین آدمیوں کے ہاتھ ان نبی کے ہاتھ سے چپک گئے، تو اس پیغمبر نے فرمایا:

فِيكُمُ الغُلُولُ، فَجَاءُ وْابِرَأْسٍ مِثْلِ رَأْسِ بَقَرَةٍ مِنَ الذَّهَبِ، فَوَضَعُوْهَا، فَجَاءَ تِ النَّارُ، فَأَكَلَتْهَا ثُمَّ أَحَلَّ اللَّهُ لَنَا الغَنَائِمَ رَأَى ضَعْفَنَا، وَعَجْزَنَا فَأَحَلَّهَا لَنَا. (۱)

ترجمہ: خیانت کرنے والا تم میں موجود ہے، تو وہ سونے کا ایک سر گائے کے سر کی طرح کا لائے اور اس کو رکھ دے، چنانچہ آگ نے آ کر اس سر کو کھا لیا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مال غنیمت کو حلال کر دیا اور اللہ نے ہماری کمزوری و عاجزی کو دیکھ کر مال غنیمت ہمارے لئے بھی حلال کر دیا۔

(۱) صحیح البخاری: کتاب فرض الخمس، بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُحِلَّتْ لَكُمُ الغَنَائِمُ، رقم الحديث: ۳۱۲۴

دھوکہ دینے والا ہم میں سے نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے اور اپنا ہاتھ اس ڈھیر میں داخل کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کو کچھ تری محسوس ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَا هَذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟

اے غلے کے مالک! یہ تری کیسی ہے؟ یعنی ڈھیر کے اندر یہ تری کہاں سے پہنچی اور تم نے غلہ کو تر کیوں کیا؟ اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اس تک بارش کا پانی پہنچ گیا تھا (جس کی وجہ سے غلہ کا کچھ حصہ تر ہو گیا ہے، میں نے قصداً تر نہیں کیا ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَیْ يَرَاهُ النَّاسُ، مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّی. ❶

ترجمہ: تو پھر تم نے غلہ کو اوپر کی جانب کیوں نہیں رکھا تاکہ لوگ اس کو دیکھ لیتے اور (کسی فریب میں مبتلا نہ ہوتے) یاد رکھو جو شخص دھوکہ دے وہ مجھ سے نہیں (یعنی میرے طریقہ پر نہیں ہے۔)

اے اللہ! خیانت سے تیری پناہ مانگتا ہوں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرماتے تھے

وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ، فَإِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ. ❷

ترجمہ: اے اللہ! تیری پناہ مانگتا ہوں خیانت سے کہ وہ باطن کی بدترین خصلت ہے۔

---

❶ صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من غشنا فلیس منا، رقم الحدیث: ۱۰۲

❷ سنن النسائی: کتاب الاستعاذة، باب الاستعاذة من الجوع، رقم الحدیث: ۵۴۶۸

مسلمان دوسرے مسلمان کے ساتھ خیانت نہیں کرتا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ'' مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، ''لَا يَخُونُهُ وَلَا يَكْذِبُهُ'' نہ وہ خیانت کرتا ہے نہ مسلمان کے ساتھ جھوٹ بولتا ہے، ''وَلَا يَخْذُلُه'' اور نہ اسے رسوا کرتا ہے، ''كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَام'' ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کیلئے حرام ہے، ''عِرْضُهُ وَمَالُهُ وَدَمُهُ'' اس کی عزت بھی اور مال بھی اور اس کا خون بھی ''اَلتَّقْوَى هٰهُنَا'' آپ نے فرمایا تقوی تو یہاں ہوتا ہے، یعنی انسان کے دل میں، تو گویا اس حدیث میں بتادیا گیا ہر انسان پہ لازم ہے دوسرے کے مال جان اور عزت کی حفاظت کرے۔ ❶

بنی اسرائیل کے امانت دار شخص کا مال سمندر میں محفوظ رہا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک آدمی کا تذکرہ کیا کہ اس نے بنی اسرائیل کے ایک آدمی سے ایک ہزار دینار قرض مانگا، تو اس نے کہا کوئی گواہ لاؤ تا کہ میں ان کو گواہ مقرر کروں، اس نے کہا اللہ تعالی کی گواہی کافی ہے، پھر اس نے کہا کوئی ضامن لاؤ، تو اس نے کہا اللہ کی ضمانت کافی ہے، اس نے کہا تم سچ کہتے ہو، چنانچہ اسے دینار ایک مدتِ مقررہ کے وعدے پر دیدیئے، قرض لینے والا بحری سفر کو روانہ ہوا اور اپنی ضرورت پوری کی۔ پھر سواری تلاش کی تا کہ قرض دینے والے کے پاس اس مدت کے اندر ہی پہنچ جائے جو اس سے مقرر کی تھی لیکن کوئی سواری نہ ملی، تو اس نے ایک لکڑی لی اور اس کو کھود کر اس میں سو دینار اور ایک خط قرض دینے والے کے نام لکھ کر رکھا، پھر اس کا منہ بند کیا اور سمندر کے کنارے آیا اور کہا اے میرے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے فلاں شخص سے ایک ہزار دینار قرض مانگا تو اس نے مجھ سے ضامن

❶ سنن الترمذی: أبواب البر والصلة، باب ما جاء فی شفقة المسلم علی المسلم، رقم الحدیث: ۱۹۲۷

طلب کیا، میں نے تجھ کو ضمانت میں پیش کیا تو وہ اس پر راضی ہو گیا، اس نے مجھ سے گواہ مانگا تو میں نے کہا اللہ کی گواہی کافی ہے وہ اس پر رضا مند ہو گیا (اور قرض دیدیا) میں نے بہت کوشش کی کہ کوئی سواری مل جائے تو میں اس کا قرض بھیج دوں لیکن نہ مل سکی، اس لیے میں اس کو تیرے سپرد کرتا ہوں (یہ کہہ کر) اس نے اس لکڑی کو سمندر میں ڈال دیا، یہاں تک کہ وہ لکڑی تیرنے لگی اور وہ واپس ہو گیا اور اس اثنا میں وہ اپنے شہر جانے کے لیے سواری تلاش کرتا رہا۔ ادھر جس شخص نے اس کو قرض دیا تھا، ایک دن یہ دیکھنے کے لیے باہر نکلا کہ شاید کوئی کشتی والا اس کا مال لے کر آیا ہو اس کی نظر اس لکڑی پر پڑی جس میں دینار تھے، گھر کے لیے ایندھن کی خاطر اس کو لے کر گیا، جب اس کو چیرا تو وہ مال اور خط اس کو ملا، بعد ازاں جس شخص کو قرض دیا تھا وہ بھی آ گیا اور سو دینار لے کر آیا اور کہا اللہ کی قسم! میں سواری کی تلاش میں سرگرم رہا تاکہ میں تمہارے پاس تمہارا مال لے کر آؤں، لیکن جس کشتی سے میں آیا اس سے پہلے کوئی کشتی مجھے نہ ملی، تو اس نے کہا:

هَلْ كُنتَ بَعَثْتَ إِلَيَّ بِشَيْءٍ؟ قَالَ: أُخْبِرُكَ أَنِّي لَمْ أَجِدْ مَرْكَبًا قَبْلَ الَّذِي جِئْتُ فِيهِ، قَالَ: فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ أَدَّى عَنْكَ الَّذِي بَعَثْتَ فِي الْخَشَبَةِ، فَانْصَرِفْ بِالْأَلْفِ الدِّينَارِ رَاشِدًا. ❶

ترجمہ: کیا تو نے میرے پاس کوئی چیز بھیجی تھی؟ تو قرض لینے والے نے کہا میں تو کہہ رہا ہوں کہ جس کشتی میں آیا ہوں، اس سے پہلے کوئی کشتی مجھ کو نہیں ملی، قرض دینے و الے نے کہا اللہ نے تیری وہ چیز مجھے پہنچا دی جو لکڑی میں تو نے مجھے بھیجی تھی، چنانچہ وہ اپنی ہزار اشرفیاں لے کر خوش خوش واپس ہوا۔

❶ صحيح البخاري: كتاب الحوالات: باب الكفالة في القرض والديون بالأبدان وغيرها، رقم الحديث: ٢٢٩١

دیکھو! یہ شخص کتنا ایماندار تھا کہ وقت پر قرض ادا کرنے کا وعدہ کیا، پھر اس وقتِ مقررہ پر آیا لیکن کشتی نہ ملی اور لکڑی میں رکھ کر اوپر سے کیل ٹھونک کر سمندر میں ڈال دیا اور رب العالمین نے اس کی حفاظت کی اور مطلوبہ شخص تک اِسے پہنچایا۔ نیک اعمال واوصاف کا بدلہ اللہ رب العزت آخرت سے پہلے دنیا میں بھی عطا کرتا ہے۔

امانت ودیانت کی ایک متحیر العقول مثال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گزشتہ زمانہ میں ایک شخص نے کسی آدمی سے کچھ زمین خریدی اور اس خریدی ہوئی زمین میں خریدار نے سونے سے بھرا ہوا ایک گھڑا پایا، پھر بائع نے زمین (بیچنے والے) سے کہا کہ ''خُذْ ذَھَبَکَ مِنِّی، إِنَّمَا اشْتَرَیْتُ مِنْکَ الْأَرْضَ، وَلَمْ أَبْتَعْ مِنْکَ الذَّھَبَ'' تم اپنا سونا مجھ سے لے لو کیونکہ میں نے تجھ سے صرف زمین خریدی تھی، سونا نہیں لیا تھا۔ فروخت کرنے والے نے کہا کہ ''إِنَّمَا بِعْتُکَ الْأَرْضَ وَمَا فِیھَا'' میں نے تو زمین اور جو کچھ اس زمین میں تھا سب فروخت کر دیا تھا۔ پھر ان دونوں نے کسی شخص کو ثالث بنایا، اس شخص نے مقدمہ کی روئیداد سن کر دریافت کیا کہ کیا تم دونوں کی اولاد ہے؟ ایک نے کہا: میرا ایک لڑکا ہے، دوسرے نے کہا میری لڑکی ہے، ثالث نے کہا: اس لڑکے کا نکاح اس لڑکی کے ساتھ کر دو اور اس روپیہ کو ان پر خرچ کرو۔ (انہیں یہ رقم دو اپنے استعمال میں لائیں اور بقیہ صدقہ کر دیں۔) ❶

دشمنوں کی زبانوں پر بھی آپ کا لقب صادق اور امین تھا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل از رسالت اور بعد از رسالت تمام اپنے اور پرائے ''صادق'' اور ''امین'' کے لقب سے پکارتے تھے، کوہ صفا کے اوپر بھی لوگوں نے آپ کو امانت دار کہا۔

❶ صحیح البخاری: کتاب أحادیث الأنبیاء، باب حدیث الغار، رقم الحدیث: ۳۴۷۲

حجر اسود کے تنصیب کے وقت بھی آپ کو ہی امین اور حاکم مانا، حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کیلئے روانہ ہوئے تو دشمنوں کے امانتوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا اور کہا کہ صبح امانتیں واپس کر کے پیچھے چلے آنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت ودیانت

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رنگے ہوئے چمڑے کے تھیلے میں تھوڑا سا سونا بھیجا، جس کی مٹی اس سونے سے جدا نہیں کی گئی (کہ تازہ کان سے نکلا تھا)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چار آدمیوں عیینہ بن بدر، اقرع بن حابس، زید بن خیل اور چوتھے علقمہ یا عامر بن طفیل رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان تقسیم کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ایک آدمی نے کہا کہ ہم اس کے ان لوگوں سے زیادہ مستحق ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ بات معلوم ہوئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَلا تَـأْمَـنُـونِـی وَأَنَـا أَمِـیـنُ مَـنْ فِـی السَّـمَـاءِ، یَأْتِینِی خَبَرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَسَاءً.

ترجمہ: کیا تمہیں مجھ پر اطمینان نہیں ہے؟ حالانکہ میں آسمان والے کا امین ہوں، میرے پاس صبح وشام آسمان والے کی خبریں آتی ہیں۔

تو ایک آدمی دھنسی ہوئی آنکھوں والا، رخساروں کی ہڈیاں ابھری ہوئی، اونچی پیشانی، گھنی داڑھی، منڈا ہوا سر، تہ بند اٹھائے ہوئے تھا، کھڑا ہو کر بولا: یا رسول اللہ! اللہ سے ڈر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”**وَیْلَکَ، أَوَلَسْتُ أَحَقَّ أَهْلِ الأَرْضِ أَنْ یَتَّقِیَ اللَّهَ**“ تو ہلاک ہو، کیا میں تمام روئے زمین پر اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے کا مستحق نہیں ہوں؟ پھر وہ آدمی چلا گیا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض

کیا: یارسول اللہ! کیا میں اس کی گردن نہ ماردوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، ممکن ہے وہ نماز پڑھتا ہو (یعنی ظاہری اسلام سے وہ مستحق قتل نہیں رہا، نیز لوگ یہ سمجھیں گے کہ اپنوں کو قتل کررہا ہے۔) حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اور بہت سے ایسے نمازی ہیں جو زبان سے ایسی باتیں کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتیں (یعنی منافق ہوتے ہیں)۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے لوگوں کے دلوں کو کریدنے اوران کے پیٹوں کو چاک (کرکے بالمعنی حالات معلوم) کرنے کا حکم نہیں ہے۔

ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب وہ پیٹھ پھیر کر جارہا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اس کی طرف دیکھ کر فرمایا:

إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا قَوْمٌ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ رَطْبًا، لاَ يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ. ❶

ترجمہ: اس شخص کی نسل سے وہ قوم پیدا ہوگی جو کتاب اللہ کو مزے سے پڑھے گی، حالانکہ وہ ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا، دین سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔

ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے یاد پڑتا ہے کہ یہ بھی فرمایا کہ اگر میں اس قوم کے زمانہ میں ہوتا تو قوم ثمود کی طرح انہیں قتل کردیتا۔

امانت کو واپس لوٹاؤ

خیبر میں قلعہ قموص کے محاصرہ میں بیس دن گزر گئے، سخت گرمی اور راشن کی بھی کمی تھی، اسی اثناء میں ایک سیاہ رنگ کا چرواہا اپنی بکریوں سمیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

❶ صحيح البخاري: كتاب المغازي، بَابُ بَعْثِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ، وَخَالِدِ بْنِ الوَلِيدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، إِلَى اليَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الوَدَاعِ، رقم الحديث: ۴۳۵۱

خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: آپ کیا کہتے ہیں اور کس کی دعوت دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَدْعُوْ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَأَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ، وَأَنْ لَا تَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ.

ترجمہ: میں اسلام کی دعوت دیتا ہوں کہ تم اس بات کا اقرار کرو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔

اس چرواہے نے کہا: اگر میں آپ کی دعوت قبول کرلوں تو مجھے کیا ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا:

لَکَ الْجَنَّةُ إِنْ مِتَّ عَلَى ذٰلِکَ.

ترجمہ: اگر تمہیں اسی حالت میں موت آئی تو تمہیں جنت ملے گی۔

چنانچہ وہ ایمان لے آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! یہ بکریاں میرے پاس امانت ہیں انکا کیا کروں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَخْرِجْهَا مِنْ عِنْدِکَ وَارْمِهَا بِالْحَصْبَاءِ، فَإِنَّ اللَّهَ سَيُؤَدِّي عَنْکَ أَمَانَتَکَ.

ترجمہ: اسے کنکریاں مار کر مالک کی طرف بھگا دو، اللہ تمہاری امانت پہنچا دے گا۔

چنانچہ اس نے یوں ہی کیا اور وہ بکریاں اپنے یہودی مالک کے پاس پہنچ گئیں۔

فائدہ: غور کیجئے کہ بھوک و پیاس کی شدت کے باوجود عین محاذِ جنگ پر بھی بکریوں پر قبضہ نہیں کیا بلکہ امانت کو ادا کرنے کا حکم فرمایا۔

پھر یہی غلام لڑائی کے دوران شہید ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ أَكْرَمَ اللَّهُ هَذَا الْعَبْدَ وَسَاقَهُ إِلَى خَيْرٍ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ عِنْدَ رَأْسِهِ اثْنَتَيْنِ

مِنَ الْحُورِ الْعِينِ،وَلَمْ يُصَلِّ لِلَّهِ سَجْدَةً قَطُّ. ❶

ترجمہ: اللہ تعالی نے اس پر اپنا کرم فرمایا، اسے خیر کی طرف لے آیا، میں اسکے سر کے پاس دوحوروں کو دیکھ رہا ہوں جب کہ اس نے اللہ کو ایک سجدہ بھی نہیں کیا۔(ایمان لاتے ہی شہید ہوگیا اِسے نماز پڑھنے کا موقع ہی نہیں ملا۔)

خائن تاجر کے لیے جہاں قبر کھودتے اژدہا نکلتا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور کا واقعہ ہے کہ تاجروں کی ایک جماعت جارہی تھی تو ان میں سے ایک تاجر کا انتقال ہوگیا، اب ان لوگوں نے اس کیلئے قبر کھودی، جیسے اس تاجر کو دفنانے لگے تو قبر سے ایک اژدھا نکل گیا، تو انہوں نے سوچا دوسری جگہ دفناتے ہیں، دوسری جگہ قبر کھودی وہاں بھی ایک اژدھا نکل گیا، تیسری جگہ کھودی وہاں بھی اژدھا نکل گیا، تو یہ لوگ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے کہ تین قبریں کھودی اور یہ حالت رہی، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم ساری زمین کو کھودلو پھر بھی یہ اژدھا ہی نکلے گا، کیونکہ یہ اس کا کوئی برا عمل ہے اس وجہ سے یہ ہر قبر میں آرہا ہے، تم اس کو اسی میں دفنادو، تو اس تاجر کو اسی میں دفنادیا گیا۔ اب بقیہ تاجر کہتے ہیں کہ ہم واپس آئے اور ہم نے آکر اس کی گھر والی سے پوچھا: آخر اس نے کونسا ایسا گناہ کیا کہ ہم نے تین جگہ قبریں کھودیں اور ہر جگہ قبر سے اژدھا نکلا، تو اس کی گھر والی نے روتے ہوئے کہا کہ یہ میرا شوہر خیانت کرتا تھا، غلہ کی بوریاں جب آتی تھیں تو یہ درمیان سے غلہ نکال دیتا اور اس میں بھوسہ بھر دیتا تھا اور اوپر سے بوری کو بند کر دیتا تھا، کہا اس وجہ سے اللہ نے اس کو عذاب میں پکڑ لیا۔ ❷
دیکھیں خیانت کی اللہ نے دنیا میں سزادی، دنیا میں رسوائی بھی ہوئی اور آخرت کا عذاب تو اس کے علاوہ ہے۔

---

❶ زاد المعاد: فصل في غزوة خيبر، ج۳ص۲۸۷ / سير أعلام النبلاء: غزوة خيبر، ج۲ ص ۴۷

❷ شعب الإيمان: الأمانات ومايجب من أدائهاإلى أهلها، ج۷ص ۲۳۲، رقم الحديث: ۴۹۲۸

امانت داری کے سبب عزت واکرام اور بادشاہت کا ملنا

جب حضرت یوسف علیہ السلام پر الزام لگا کر انہیں پابند سلاسل کر دیا گیا، کچھ سال بعد عزیز مصر کو خواب آیا، تعبیر کیلئے حضرت یوسف علیہ السلام کا انتخاب ہوا، تو عزیز مصر نے ایک ایلچی بھیجا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بلا کر لے آئے، اس قاصد نے جا کر کہا کہ تمہیں بادشاہ بلا رہے ہیں، تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا:

﴿ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ﴾ (یوسف: ۵۰)

ترجمہ: اپنے مالک کے پاس واپس جاؤ اور ان سے پوچھو کہ ان عورتوں کا کیا قصہ ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے؟ میرا پروردگار ان عورتوں کے مکر سے خوب واقف ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے قیدی ساتھیوں نے کہا کہ آپ کو رہائی ملی ہے لیکن آپ نے ایسا کیوں کیا، حضرت تو یوسف علیہ السلام نے فرمایا:

﴿ذَلِكَ لِيَعْلَمَ أَنِّي لَمْ أَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِنِينَ﴾ (یوسف: ۵۲)

ترجمہ: یہ سب کچھ میں نے اس لیے کیا تا کہ عزیز کو یہ بات یقین کے ساتھ معلوم ہو جائے کہ میں نے اس کی غیر موجودگی میں اس کے ساتھ کوئی خیانت نہیں کی، اور یہ بھی کہ جو لوگ خیانت کرتے ہیں اللہ ان کے فریب کو چلنے نہیں دیتا۔

جب عزیز مصر نے اپنی عورت سے اسکی حقیقت دریافت کی تو اس نے کہا:

﴿أَنَا رَاوَدْتُهُ عَنْ نَفْسِهِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ﴾ (یوسف: ۵۱)

ترجمہ: میں نے ہی ان کو ورغلانے کی کوشش کی تھی، اور حقیقت یہ ہے کہ وہ بالکل سچے ہیں۔

جب عزیز مصر نے اپنی اہلیہ کی بات سنی تو اس نے اعلان کیا:

﴿إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ﴾ (یوسف: ۵۴)

ترجمہ: آج سے ہمارے پاس تمہارا بڑا مرتبہ ہو گا، اور تم پر پورا بھروسہ کیا جائے گا۔

یہی امانت وصداقت اورخوف الٰہی والاعمل تھا جس کی وجہ سے آسمان والے نے یوسف علیہ السلام کو گھر کے غلام سے اٹھا کر ملک ووطن کا بادشاہ بنا دیا تھا۔

ناپ تول میں خیانت کے باعث قوم شعیب کا عبرتناک انجام

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم بہت سے گناہوں اورنافرمانیوں میں مبتلا تھی، لیکن اُن میں ایک بڑا گناہ جوسب میں مشترک تھا وہ ناپ تول میں کمی اورخیانت تھی، حضرت شعیب علیہ السلام نے انہیں بہت سمجھا،فرمایا:

﴿وَيَا قَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ﴾(هود:۸۵)

ترجمہ:اوراے میری قوم کے لوگو! ناپ تول پورا پورا کیا کرواورلوگوں کوان کی چیزیں گھٹا کرنہ دیا کرواورزمین میں فساد پھیلاتے مت پھرو۔

مگروہ لوگ بازنہ آئے اورانہوں نے بطورِتحقیرواستہزاءکہا:

﴿قَالُوا يَا شُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَنْ نَفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ﴾(هود:۸۷)

ترجمہ:وہ کہنے لگے:اے شعیب! کیا تمہاری نماز تمہیں یہ حکم دیتی ہے کہ ہمارے باپ دادا جن کی عبادت کرتے آئے تھے، ہم انہیں بھی چھوڑ دیں اوراپنے مال ودولت کے بارے میں جوکچھ ہم چاہیں، وہ بھی نہ کریں؟ واقعی تم توبڑے عقل مند، نیک چلن آدمی ہو۔

بالآخراللہ تعالیٰ نے ان پررسوا کن عذاب کوبھیجا،ایک سخت چیخ تھی جس سے ان کے دل پارہ پارہ ہوگئے اوراسی کے ساتھ زمین میں زبردست بھونچال آیا۔ارشادِربانی ہے:

﴿وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا وَأَخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ . كَأَنْ لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا أَلَا بُعْدًا لِمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُودُ﴾(هود:۹۴،۹۵)

ترجمہ: اور (آخرکار) جب ہمارا حکم آ پہنچا تو ہم نے شعیب کو اور ان کے ساتھ جو ایمان لائے تھے، ان کو اپنی خاص رحمت سے بچالیا اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا انہیں ایک چنگھاڑ نے آ پکڑا اور وہ اپنے گھروں میں اس طرح اوندھے منہ گرے رہ گئے۔ جیسے کبھی وہاں بسے ہی نہ تھے۔ یادرکھو! مدین کی بھی ویسی ہی بربادی ہوئی جیسی بربادی ثمود کی ہوئی تھی۔

اللہ رب العزت نے انہیں ہولناک عذاب کیوں دیا؟ اس لئے کہ یہ ناپ تول میں کمی اور خیانت کرتے تھے۔

اسلافِ امت کے ہاں امانت ودیانت کی اہمیت وفضیلت

لوگوں کی عبادت کو نہیں بلکہ معاملات کو دیکھو

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَا تَنْظُرُوا إِلَى صَلاةِ أَحَدٍ، وَلَا إِلَى صِيَامِهِ، وَلَكِنِ انْظُرُوا إِلَى مَنْ إِذَا حَدَّثَ صَدَقَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ أَدَّى، وَإِذَا أَشْفَى وَرِعَ. ❶

ترجمہ: کسی کی نماز کو مت دیکھو اور نہ ہی اسکے روزے رکھنے کو دیکھو، بلکہ اس بات کی طرف دیکھو کہ جب بات کرے تو سچ بولے اور جب امانت رکھوائی جائے تو ادا کرے اور جب وہ (ناجائز) کے کنارے ہو تو اسکا تقوی دیکھو۔

خیانت والے گھر میں برکت نہیں ہوتی

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَلْبَيْتُ الَّذِي يَكُونُ فِيهِ خِيَانَةٌ لَا يَكُونُ فِيهِ الْبَرَكَةُ. ❷

ترجمہ: جس گھر میں خیانت ہوتی ہے اسمیں برکت نہیں ہوتی۔

❶ السنن الكبرى: كتاب الوديعة، باب ما جاء في الترغيب في أداء الأمانات، ج٦ ص ٤٧١، رقم الحديث: ١٢٦٩٣

❷ شعب الإيمان: الأمانات وما يجب من أدائها إلى أهلها، ج٧ ص ٢٢٠، رقم الحديث: ٤٩٠٢

تم سے پہلے لوگ دو گناہوں کی وجہ سے وجہ سے ہلاک ہوئے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

يَا مَعْشَرَ الْأَعَاجِمِ! إِنَّكُمْ قَدِ ابْتُلِيتُمْ بِاثْنَيْنِ بِهِمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِنَ الْقُرُونِ: الْمِكْيَالُ وَالْمِيزَانُ. ❶

ترجمہ: اے عجمیوں کی جماعت! تم دو ایسی برائی میں مبتلا ہو گئے ہو جس کی وجہ سے تم سے پہلے لوگوں کی بستیاں ہلاک ہو گئیں تھیں، وہ ہے ناپ، تول (میں کمی کرنا)۔

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کا اونٹنی کے عیب کی نشان دہی کرنا

ابوسباع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں دار واثلہ بن اسقع سے ایک اونٹنی خریدی، جب میں اونٹنی لے کر نکلا تو راستے میں مجھے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ ملے وہ جلدی میں اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے آرہے تھے، وہ بولے: اے ابوعبداللہ! آپ نے اونٹنی خرید لی ہے؟ میں نے کہا: جی میں نے خرید لی ہے، فرمایا: اسمیں جو عیب یا کمی ہے وہ آپ کو بتائی گئی ہے؟ میں نے کہا: اسمیں کیا ہے؟ موٹی ہے، تازی ہے، ظاہری صورت میں صحت مند ہے، انہوں نے پوچھا: تم اس پر سوار ہونا چاہتے ہو یا اسکا گوشت چاہتے ہو؟ میں نے کہا: میں اس پر سوار ہو کر سفر حج کرنا چاہتا ہوں، انہوں نے فرمایا: اسکے پیر میں سم کے نیچے زخم ہے، اسکے مالک نے کہا: میں نے اسکی طرف توجہ نہیں دی، اللہ آپ کو نیکی دیں، آپ میری بات خراب کررہے ہیں، حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

---

❶ شعب الإيمان: الأمانات وما يجب من أدائها إلى أهلها، ج۷ ص ۲۲۱، رقم الحديث: ۴۹۰۴

لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أنْ يَّبِيعُ شَيْئًا إِلَّا بَيَّنَ مَافِيهِ، وَلَا يَحِلُّ لِمَنْ عَلِمَ ذٰلِکَ إِلَّا بَيَّنَهُ. ❶

ترجمہ: کسی کیلیئے حلال نہیں ہے کہ کوئی چیز فروخت کرے مگر اسمیں عیب کو بیان کرے، اور اس شخص کیلیئے بھی حلال نہیں جو اس عیب کو جانتا ہو مگر اسکو بیان کریں۔

تین چیزوں کو ادا کیا جائے گا

حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ثَلَاثَةٌ يُؤَدَّيْنَ إِلَى الْبَرِّ وَالْفَاجِرِ: الرَّحِمُ تُوصَلُ كَانَتْ بَرَّةً أَوْ فَاجِرَةً، وَالْأَمَانَةُ تُؤَدَّى إِلَى الْبَرِّ وَالْفَاجِرِ، وَالْعَهْدُ يُوفَّى بِهِ لِلْبَرِّ وَالْفَاجِرِ. ❷

ترجمہ: تین چیزیں ہر نیک اور بد کو ادا کی جائیں گے، ایک صلہ رحمی چاہے نیک ہو یا بد، دوسرا امانت کو ادا کیا جائے گا چاہے نیک ہو یا بد، تیسرا وعدہ کو پورا کیا جائیگا چاہے نیک ہو یا بد۔

ساٹھ درہم کی چادر ایک سو پچیس درہم خریدی

بشر بن مفضل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نقش ونگار والی ایک ریشمی چادر لے کر فروخت کرنے کے لیے یونس بن عبید رحمہ اللہ کے پاس آئی، عورت نے چادر دی یونس بن عبید رحمہ اللہ نے کہا: کتنے میں فروخت کرو گی؟ عورت نے کہا: ساٹھ درہم میں، انہوں نے اپنے پڑوسی کی طرف کپڑا بھیجا اور پوچھا: کتنے میں مناسب ہے؟ پڑوسی نے کہا: ایک سو بیس درہم میں، یہی اسکی قیمت ہے یا اسکے مثل۔ یونس بن عبید رحمہ اللہ نے عورت سے کہا: "اِنْطَلِقِي فَاسْتَأْمِرِي أَهْلَکِ فِي بَيْعِهِ بِخَمْسَةٍ

❶ المستدرک على الصحيحين: كتاب البيوع، ج۲ ص۱۲، رقم الحديث: ۲۱۵۷، قال الحاكم هذاالحديث صحيح الإسنادووافقه الذهبى /شعب الإيمان: الأمانات وما يجب من أدائها إلى أهلها، ج۷ ص۲۲۵، رقم الحديث: ۴۹۱۲

❷ شعب الإيمان: الأمانات وما يجب من أدائها إلى أهلها، ج۷ ص۲۱۹، رقم الحديث: ۴۸۹۹

وَعِشْرِينَ وَمِائَةٍ'' جاؤاور گھر والوں سے مشورہ کروکہ ایک سوپچیس درہم میں فروخت کروگے؟ عورت نے کہا: گھر والوں نے اجازت دی ہے کہ ساٹھ درہم میں فروخت کرو، یونس بن عبید رحمہ اللہ نے کہا: پھر بھی مشورہ کرلو۔(تو گھر والے بخوشی راضی ہوگئے،تو ساٹھ درہم میں فروخت ہونے والی چادر آپ نے ایک سوپچیس (۱۲۵) درہم میں خریدی، یہ ہے کہ آپ کی امانت ودیانت۔) ❶

تاجر میں خیر کی تین علامات ہیں

حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ثَلاثَةٌ مِنْ أَعْلَامِ الْخَيْرِ فِي التَّاجِرِ: تَرْكُ الذَّمِّ إِذَا اشْتَرَى، وَالْمَدْحِ إِذَا بَاعَ خَوْفًا مِنَ الْكَذِبِ، وَبَذْلُ النَّصِيحَةِ لِلْمُسْلِمِينَ حَذَرًا مِنَ الْخِيَانَةِ، وَالْوَفَاءُ فِي الْوَزْنِ إِشْفَاقًا مِنَ التَّطْفِيفِ، وَثَلاثَةٌ مِنْ أَعْلَامِ الْخَيْرِ فِي الْمَكَاسِبِ: حِفْظُ اللِّسَانِ، وَصِدْقُ الْوَعْدِ، وَإِحْكَامُ الْعَمَلِ. ❷

ترجمہ: تاجر کے اندر خیر کی تین علامات ہیں: خریدتے وقت چیز کی برائی نہ کرے اور بیچتے وقت چیز کی تعریف نہ کرے، اس خوف سے کہ کہیں جھوٹ نہ بن جائے، اور مسلمانوں کی خیرخواہی پیش نظر رکھے اس خوف سے کہ کہیں خیانت کا ارتکاب نہ ہوجائے، اور وزن پورا تول کردیں اس خوف سے کہیں ''وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ'' کا مصداق نہ بن جائے۔ اور کسب وکمائی میں بھی خیر کی تین علامات ہیں: زبان کی حفاظت کرنا، وعدے کو سچا کرنا، عمل کو محکم کرنا۔

---

❶ شعب الإيمان: الأمانات وما يجب من أدائها إلى أهلها، ج۷ ص۲۲۶، رقم الحديث: ۴۹۱۴

❷ شعب الإيمان: الأمانات وما يجب من أدائها إلى أهلها، ج۷ ص۲۲۸، رقم الحديث: ۴۹۱۸

تین چیزوں سے برکت ختم ہو جاتی ہے

امام یحیٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ثَلاثٌ لَا تَكُونُ فِي بَيْتٍ إِلَّا نُزِعَتْ مِنْهُ الْبَرَكَةُ السَّرَفُ وَالزِّنَا وَالْخِيَانَةُ. ❶

ترجمہ: تین چیزیں جس گھر میں ہوں گی اُس سے برکت اٹھ جائے گی اور وہ تین چیزیں یہ ہیں۔ فضول خرچی، زنا کاری اور خیانت۔

امام ابوالعالیہ رحمہ اللہ کی دیانت داری

شعیب بن حجاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پہلی بات چیت جو میرے اور امام ابوالعالیہ رحمہ اللہ کے درمیان ہوئی وہ اسطرح تھی کہ وہ بازار میں کپڑا خریدنے کے لیے آئے اور میرے پاس پہنچ گئے، میں نے ان کے لیے اچھا کپڑا نکال کر دیا اور میں نے اسکی قیمت بھی لے لی اور وہ چلے گئے۔ میرا خیال سے کسی نے انکو یہ کہا: ”هَذَا خَيْرٌ مِّنْ دَرَاهِمِكَ“ یہ کپڑا دراہم سے بہتر ہے۔ پھر وہ واپس آئے اور کہنے لگے: ”رُدَّ عَلَيْنَا دَرَاهِمُنَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ“ ہمارے دراہم واپس کر دیجئے، اللہ تمھارے کاروبار میں برکت دیں۔ ❷

میں نے دراہم واپس کر دیئے اور اپنا کپڑا واپس لے لیا۔

یعنی اِس وجہ سے کپڑا واپس کیا کہ مجھے کپڑا اچھا دے دیا گیا ہے اور دراہم کم لئے ہیں، شاید اِن کو اصل قیمت کا پتہ نہیں ہے، انھوں نے مجھے اعلی چیز دی اور دراہم مجھ سے کم لئے، یہ حضراتِ سلف کی امانت و دیانت۔

---

❶ حلية الأولياء: ترجمة: يحيىٰ بن أبي كثير، ج۳ ص ۶۹

❷ شعب الإيمان: الأمانات وما يجب من أدائها إلى أهلها، ج۷ ص۲۲۸، رقم الحديث: ۴۹۱۹

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے والد کی ایمانداری

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے والد غلام تھے، اپنے مالک کے باغ میں کام کرتے تھے، ایک مرتبہ مالک باغ میں آیا اور کہا میٹھا انار لائیے، مبارک ایک درخت سے انار کا دانہ توڑ کر لائے، مالک نے چکھا تو کھٹا تھا، اس کی تیوری پر بل آئے، کہا میں میٹھا انار مانگ رہا ہوں، تم کھٹا لائے ہو، مبارک نے جا کر دوسرے درخت سے انار لایا، مالک نے کھا کر دیکھا تو وہ بھی کھٹا تھا، غصہ ہوئے، کہنے لگے، میں نے تم سے میٹھا انار مانگا ہے اور تم جا کر کھٹا لے آئے ہو، مبارک گئے اور ایک تیسرے درخت سے انار لے کر آئے، اتفاقاً وہ بھی کھٹا تھا، مالک کو غصہ بھی آیا اور تعجب بھی ہوا، پوچھا، تمھیں ابھی تک میٹھے کھٹے کی تمیز اور پہچان نہیں؟

فقال لِأَنَّنِیْ ما أكلتُ منه شيئاً حتى أعرِفه، فَقَالَ ولِمَ لَمْ تَأْكُلْ قال لِأَنَّکَ ما أذِنْتَ لِیْ، فكشف عن ذلک فوجد قوله حقاً، فعظم فی عينه وزَوّجَهُ اِبْنَتَه، ويقال إن عبد الله رزقه من تلک الابنة. ❶

ترجمہ: مبارک نے جواب میں فرمایا: میٹھے کھٹے کی پہچان کھا کر ہی ہوسکتی ہے اور میں نے اس باغ کے کسی درخت سے کبھی کوئی انار نہیں کھایا۔ مالک نے پوچھا کیوں؟ اس لیے کہ آپ نے باغ سے کھانے کی اجازت نہیں دی ہے اور آپ کی اجازت کے بغیر میرے لیے کسی انار کا کھانا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ یہ بات مالک کے دل میں گھر کر گئی (اور تھی بھی یہ گھر کرنے والی بات!) تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ واقعتاً مبارک نے کبھی کسی درخت سے کوئی انار نہیں کھایا (مالک اپنے غلام مبارک کی اس عظیم دیانت داری سے اس قدر متاثر ہوئے کہ) اپنی بیٹی کا نکاح ان سے کرایا، اسی بیٹی سے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ پیدا ہوئے، (حضرت عبداللہ بن مبارک کو اللہ جل شانہ نے علمائے اسلام میں جو مقام عطا فرمایا وہ محتاج تعارف نہیں۔)

---

❶ وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان، ترجمة: عبد الله بن مبارک، ج۳ ص ۳۲

قاضی ابوبکر بزار کی امانت داری کا ایمان افروز واقعہ

قاضی ابوبکر محمد بن عبدالباقی بن محمد الانصاری رحمہ اللہ المعروف قاضی مرستان (متوفی ۵۳۵ھ) کو کہتے ہوئے سنا کہ میں مکہ مکرمہ میں مجاور تھا، ایک دن مجھے سخت بھوک لگی، بھوک دور کرنے کے لیے مجھے کوئی چیز دستیاب نہ تھی، مجھے ایک ریشم کا تھیلا ملا جو ریشم کی رسی ہی کے ساتھ بندھا ہوا تھا، میں وہ اٹھا کر گھر لے آیا، جب میں نے اس کو کھولا تو اس میں سے موتیوں کا ہار نکلا، اس جیسا ہار میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا، میں باہر نکلا تو ایک شیخ اس کو تلاش کرنے کے لیے آواز لگا رہا تھا، اور اس کے پاس پانچ سو (۵۰۰) دینار تھے، وہ کہہ رہا تھا ہار والا تھیلا جو واپس کرے گا یہ پانچ سو دینار اس کے ہیں:

أنا محتاج، وأنا جائع، فآخذ هذا الذهب فأنتفع به، وأرد عليه الكيس، فقُلت له: تعال إِليَّ، فأخذته وجئت به إلى بيتى، فأعطانى علامة الكيس، وعلامة الشرابة، وعلامة اللؤلؤ وعدده، والخيط الذى هو مشدود به، فأخرجته ودفعته إليه فسلم إلىّ خمسمائة دينار، فما أخذتها وقلت: يجب على أن أعيده إليک ولا آخذ له جزاء، فقال لى: لا بد أن تأخذ ألح علىَّ كثيرا، فلم أقبل ذلک منه، فتركنى ومضى.

ترجمہ: میں نے سوچا کہ میں محتاج اور بھوکا ہوں، میں یہ سونا لے لیتا ہوں اور تھیلا اس کو واپس کر دیتا ہوں، میں نے اس کو کہا کہ میرے ساتھ آجاؤ، میں اس کو گھر لے آیا، اس تھیلے، اس کی بندھی ہوئی رسی، اور موتیوں کی علامات اس سے پوچھیں، اس نے وہ بتا دیں، میں نے وہ تھیلا نکال کر اس کو دے دیا، اس نے مجھ کو وہ پانچ سو دینار دیئے، میں نے وہ اس سے نہیں لئے، اور میں نے کہا کہ بغیر عوض کے مجھ پر ان کا آپ کو لوٹانا واجب تھا، انہوں نے میری بہت منت سماجت کی لیکن میں نہ مانا، انہوں نے مجھ کو چھوڑ دیا اور چلے گئے۔

اس کے بعد میرے ساتھ یہ ہوا کہ میں مکہ مکرمہ سے نکلا اور کشتی میں سوار ہوگیا، سمندر میں کشتی ٹوٹ گئی، تمام لوگ اوران کے اموال غرق ہوگئے اور میں ایک تختے پر محفوظ رہا، یہاں تک کہ میں ایک جزیرہ میں پہنچ گیا، وہاں کچھ لوگ رہتے تھے، میں ایک مسجد میں بیٹھ گیا، انہوں نے مجھے سنا کہ میں تجوید کے ساتھ قرآن پڑھا رہا ہوں، اس جزیرے کا ہر باشندہ میرے پاس قرآن پڑھنے کے لیے آیا اوراس سے مجھ کوان لوگوں سے بہت مال حاصل ہوگیا، پھر اس مسجد میں قرآن کریم کے کچھ اوراق مجھے ملے، جب انہوں نے مجھ کو وہ پڑھتے اور لکھتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے مجھ کو کہا کیا تم لکھنا جانتے ہو؟ میں نے کہا ہاں:

فجاءوا بأولادهم من الصبيان والشباب، فكنتُ أعلمهم، فحصل لي أيضا من ذلك شيء كثير، فقالوا لي بعد ذلك: عندنا صبيَّةً يتيمة، ولها شيء من الدنيا نريد أن تتزوج بها، فامتنعتُ، فقالوا: لا بل وألزموني فأجبتهم إلى ذلك. ❶

ترجمہ: وہ اپنے بچوں اور جوانوں کو لے کر آ گئے، اس سے بھی مجھ کو بہت مال مل گیا، پھر انہوں نے کہا کہ یہاں ایک یتیم بچی ہے، اس کے پاس مال بھی ہے، ہم چاہتے ہیں کہ آپ اس کے ساتھ شادی کرلیں، میں نے انکار کیا لیکن انہوں نے کہا یہ ضرور ہو کر رہے گا، پھر میں نے ان کی بات قبول کرلی۔

جب سہاگ رات میں نے اس کو دیکھنے کے لیے اس پر نظر ڈالی تو بعینہ وہی ہار میں نے اس کے گلے میں پڑا ہوا دیکھا، تو میرا کام صرف اس ہار کو دیکھنا ہی رہ گیا، انہوں نے کہا کہ شیخ تم نے اس ہار پر نظر رکھ کر اور بچی سے صرفِ نظر کر کے تم نے اس کا دل توڑ

❶ ذيل طبقات الحنابلة: ترجمة: محمد بن عبد الباقي بن محمد يعرف بقاضي المرستان، ج ۱ ص ۴۴۳، ۴۴۴

دیا، میں نے ان کے سامنے پورا قصہ بیان کر دیا، انہوں نے اونچی آواز سے نعرہ تکبیر لگایا، یہ واقعہ تمام اہلِ جزیرہ میں پھیل گیا، میں نے کہا تم کو کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ وہ شیخ جس نے تم سے ہار لیا تھا وہ اس بچی کا والد تھا، وہ کہا کرتا تھا کہ میں نے دنیا میں اس شخص جیسا کوئی نہیں دیکھا، جس نے مجھے یہ ہار واپس کیا، وہ یہ دُعا کیا کرتا تھا کہ اے اللہ! اس کو میرے ساتھ ایک دفعہ ملا دے تاکہ میں اپنی بیٹی کی شادی اس سے کروں، اب ان کی یہ دُعا پوری ہو گئی۔ میں ایک مدت تک اس خاتون کے ساتھ رہا، اللہ تعالیٰ نے مجھے دو بچیاں بھی ان سے عطا کیں، پھر وہ فوت ہو گئی، ہار مجھے اور بچیوں کو میراث میں مل گیا، پھر وہ بچیاں بھی فوت ہو گئیں اور ہار تنہا میرے پاس رہ گیا، میں نے وہ ہار ایک لاکھ دینار میں فروخت کیا، یہ آج جو فراوانیاں اور مال و دولت جو تم دیکھ رہے ہو یہ سب کچھ اسی کا باقی ماندہ ہے۔

ایک امانت داری پر کتنا بڑا انعام اللہ نے دیا، سمندر میں جان بھی محفوظ رہی، جزیرے میں پہنچ کر قرآن کی تعلیم و تعلم کو بھی عام کیا، نکاح بھی ہوا، اور اللہ رب العزت نے وہی ہار عزت کے ساتھ لوٹا دیا اور پھر اس میں خوب برکت بھی ڈالی۔

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کی امانت و دیانت

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کو جب حکومت وقت کے ساتھ اختلاف ہوا تو کوفہ سے بصرہ کا رخ کیا، وہاں ایک باغ میں مزدوری کر لی، عشر وصول کرنے والے حاکم کے نمائندے وہاں پہنچے، تو انہوں نے امام سفیان ثوری رحمہ اللہ سے پوچھا: آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ آپ نے فرمایا: کوفہ کا، انہوں نے کہا: بصرہ کی رطب تازہ کھجور لذیذ اور شیریں ہیں یا کوفہ کی؟ تو امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نے جواب دیا: ''لَمْ أَذُقْ رُطَبَ الْبَصْرَةِ'' میں نے بصرہ کی رطب نہیں چکھی، انہوں نے کہا: تم کس قدر جھوٹی بات کرتے ہو؟ تمام نیک و بد تازہ کھجوریں کھاتے ہیں مگر تمہیں اس کا علم نہیں۔ وہ

وہاں سے نکلے تو اپنے عامل کو جا کر یہ بات بتائی، اس نے کہا: گرتم سچ کہتے ہو تو وہ سفیان ثوری رحمہ اللہ ہوں گے، بھاگو! انہیں پکڑو تاکہ خلیفہ کے ہاں سرخرو ہوں، چنانچہ وہ وہاں پہنچے مگر آپ وہاں سے جا چکے تھے۔ ❶

اندازہ کیجئے کہ باغ کی مزدوری میں اس کی ایک کھجور تک نہیں چکھی کہ مزدور کی ذمہ داری باغ کی حفاظت ہے کھجوریں کھانا نہیں۔

امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے معمولی شبہ کی وجہ سے چالیس ہزار درہم کا تیل ضائع کردیا

آپ جلیل القدر تابعی تھے، بصرہ میں رہتے تھے، آپ کو دیکھنے سے اللہ تعالی کی یاد آجاتی تھی، آپ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے غلطی سے ایک شخص کو غربت کا طعنہ دیا، اللہ پاک نے مجھے خود غریب بنایا اور اتنا غریب بنایا ہے کہ ایک عورت کا مقروض بنایا، ہوا یوں کہ ایک عورت سے قرض لے کر میں نے زیتون کے تیل کا کاروبار شروع کردیا، زیتون کے ایک ڈبے سے ایک مرا ہوا چوہا نکلا، لوگوں نے کہا کہ حضرت صرف ایک ڈبے کو ضائع کردیں، فرمایا کہ میرا ضمیر یہ کہتا ہے کہ سارا تیل ضائع کردوں اس لئے کہ اس کا امکان ہے کہ چوہے کا اثر سارے تیل پر پڑا ہو اور یوں سارا تیل ضائع کردیا، ادھر عورت پیسوں کا تقاضا کرتی رہی، مجبوراً قاضی کے پاس رپورٹ کرلی اور یوں حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ جیل چلے گئے، جیل میں یہ لطیفہ ہوا کہ جیل انچارج نے حضرت سے کہا کہ حضرت مجھے آپ سے شرم آتی ہے، آپ کے ساتھ یہ رعایت کرسکتا ہوں کہ رات کو گھر جایا کریں اور دن کو میرے پاس جیل میں رہا کریں، فرمایا یہ خیانت ہے، حکومت نے مجھے رات دن دونوں کے لئے جیل میں ڈالا ہے، ادھر حضرت انس رضی اللہ عنہ صحابی رسول کا انتقال ہوا، خلیفہ وقت جنازے پر حاضر تھا مگر

❶ سیر أعلام النبلاء :ترجمة:سفیان بن سعیدبن مروق الثوری، ج۷ص ۲۵۹

جنازہ تیار نہیں تھا، اس لئے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے غسل کے لئے محمد بن سیرین رحمہ اللہ کا نام لیا تھا کہ وہی غسل دیں گے اور وہ تو جیل میں تھے، خلیفہ نے کہا کہ میرے حکم پر جیل سے نکالو، آپ نے فرمایا کہ خلیفہ مجھے جیل سے نکالنے کا مجاز ہی نہیں، مجھے جس عورت نے رپورٹ درج کرا کے جیل میں ڈالا ہے اور جس کے حق میں گرفتار ہوں وہی اجازت دے گی، تب باہر آؤں گا، خیر عورت کی اجازت پر باہر تشریف لائے۔

حضرت فرماتے تھے کہ حدیث میں آتا ہے کہ جو کسی کو طعنہ دے گا تو مرنے سے پہلے اس میں وہ عیب ضرور موجود ہوگا، میں نے ایک بندے کو طعنہ دیا تھا اس کی غربت پر، اللہ تعالیٰ نے مجھے عورت کا مقروض بنایا حضرت محمد بن سیرین فرماتے تھے کہ الحمد للہ میں خواب میں اور بیداری میں بھی ام عبد اللہ (اپنی بیوی) کے بغیر کسی کے پاس نہیں آیا ہوں، اگر خواب میں کوئی عورت نظر آتی ہے تو سوچتا ہوں کہ جب میرے لئے حلال نہیں تو نظر اس سے پھیر لیتا ہوں۔ ❶

ابلیس کی پانچ چیزوں کے پانچ خریدار

ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ملاقات ابلیس سے ہوئی، ابلیس پانچ گدھوں کو جن پر بوجھ لدا ہوا تھا ہانکے لے جا رہا تھا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ یہ کیا لے جا رہے ہو؟ ابلیس نے کہا کہ یہ مالِ تجارت ہے اس کے لیے خریداروں کی تلاش میں جا رہا ہوں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ مال تجارت میں کون کون سی چیزیں ہیں؟ ابلیس نے کہا:

۱......اس میں ''ظلم'' ہے جسے میں بادشاہوں کو فروخت کروں گا۔

❶ تاریخ بغداد: حرف السین، ج۳، ص ۲۸۳، رقم الترجمة: ۸۷۸/تاریخ مدینة دمشق: ج۵۳ ص ۲۲۷ تا ۲۳۰/سیر أعلام النبلاء: ترجمة: محمد بن سیرین، ج۴ ص ۶۱۳، ۶۱۴

۲......ابلیس نے کہا کہ اس مال تجارت میں ''کبر'' ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا اسے کون خریدے گا ابلیس نے کہا کہ سوداگر اور جوہری اس کے خریدار ہیں۔

۳......ابلیس نے کہا کہ اس مال تجارت میں تیسری چیز ''حسد'' ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا اس کا خریدار کون ہے؟ ابلیس نے کہا کہ علماء۔

۴......ابلیس نے کہا کہ اس مال تجارت میں چوتھی چیز ''خیانت'' ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا اس کا خریدار کون ہے؟ ابلیس نے کہا کہ اس کے خریدار تاجروں کے کارندے ہیں۔

۵......ابلیس نے کہا کہ اس مال تجارت کی پانچویں چیز ''مکروفریب'' ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ اس کے خریدار کون ہیں؟ ابلیس نے کہا کہ عورتیں۔ (۱)

دانتوں میں خلال کے لیے تنکا اٹھائے جانے پر ستر سال سے عذاب میں مبتلا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک قبر کے پاس سے گزرے تو آواز دی کہ اے قبر والے! اللہ کے حکم سے اُٹھو، تو ایک شخص قبر سے نکلا اور کہا کہ اے روح اللہ! آپ کو مجھ سے کیا کام تھا؟ میں تو ستّر سال سے حساب میں پھنسا ہوا ہوں، ابھی آواز آئی کہ روح اللہ کی آواز کا جواب دو۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: ستّر سال سے حساب دے رہے ہو یقیناً تمہارے گناہ اور نافرمانیاں بہت ہوں گی، بتاؤ تم کیا کرتے تھے؟

اس نے کہا: اے روح اللہ! اللہ کی قسم! میں لوگوں کی لکڑیاں سر پر اُٹھا کے ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچایا کرتا تھا اور اس محنت مزدوری سے حلال کھاتا تھا اور صدقہ خیرات کیا کرتا تھا۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: سبحان اللہ! کیا عجیب بات سنا رہے ہو؟ اپنے سر پر لکڑیاں

(۱) حياة الحيوان: الحمار الأهلي، فائدة أخرى، ج ۱ ص ۳۵۱

لے جانے کا کام کر کے حلال کھاتے تھے، صدقہ کرتے تھے اور ستّر سال سے حساب دینے میں لگے ہوئے ہو؟

اس نے کہا:

یا روح اللّٰہ کان من توبیخ ربی لی أن قال اکتراک عبدی لتحمل له حزمة،فأخذت منها عوداً فتخللت به وألقیته فی غیر مکانه امتهاناً منک بی،وأنت تعلم أنی أنا اللّٰه المطلع علیک وأراک. ❶

اللہ نے مجھے یہ کہہ کر پکڑ لیا کہ تم نے ایک دفعہ میرے ایک بندے کی لکڑیاں اُٹھائی تھیں تو اس سے تم نے ایک تنکا توڑا تھا اور اس سے دانت میں خلال کر کے اسے لکڑیوں کے درمیان رکھنے کے بجائے پھینک دیا تھا اور مجھ سے ڈرا نہیں تھا۔ حالاں کہ تم اچھی طرح جانتے تھے کہ میں تمہاری اس خیانت کے بارے میں خوب واقف ہوں اور تمھیں دیکھ رہا ہوں۔ (دیکھیں معمولی خیانت کی وجہ سے ستر سال سے عذاب میں مبتلا ہے۔ حقوق العباد کا معاملہ بڑا نازک ہے اس کی ادائیگی کا خوب اہتمام کرنا چاہیے۔)

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی امانت ودیانت

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ شام میں ایک باغ کی حفاظت پر مامور تھے، ایک روز ان سے کہا گیا کہ انار لائیں، تو آپ انار لے آئے مگر وہ ترش نکلے، ان سے کہا گیا کہ آپ ہمارے باغ کا پھل کھاتے ہیں مگر تا حال آپ کو یہ معلوم نہیں کہ میٹھے انار کا درخت کونسا ہے اور ترش کونسا ہے؟ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے فرمایا: **وَاللّٰهِ مَا ذُقْتُهَا**'' اللہ کی قسم! میں نے انہیں چکھا نہیں۔ ❷

---

❶ التذکرة للقرطبی: باب ما جاء فی تطایر الصحف عند العرض والحساب، ص۸ ۱ ۶

❷ سیر أعلام النبلاء :ترجمة:ابراهیم بن أدهم بن منصور، ج۷ ص۶ ۹ ۳، رقم الترجمة: ۱۴۲

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ پر خیانت کا الزام لگانے والا رسوا ہو گیا

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بحرین کے علاقے پر گورنر مقرر کیا تھا۔ یہ چوں کہ دین کے معاملے میں سخت تھے، اِس لئے بعض طبائع پر یہ بہت گراں گزرتا تھا، توانہوں نے سوچ بچار شروع کہ ان کو کیسے گورنری سے ہٹایا جا سکتا ہے۔ مشورہ ہوا کہ ان کی کوئی شکایت کی جائے۔ اب کیا شکایت ہو؟ اگر شکایت کا ثبوت نہ ہوا تو دوبارہ ان ہی کو گورنر مقرر کر دیا جائے گا۔

کافی غور خوض کے بعد وہاں کے ایک سردار نے کہا: ایک ترکیب میرے ذہن میں آئی ہے، اگر اسے استعمال کر لو تو کبھی بھی ان کو دوبارہ گورنر بنا کر اس علاقہ میں نہیں بھیجا جائے گا۔

لوگوں نے کہا: بتاؤ! کیا ترکیب ہے؟

سردار نے کہا: میرے پاس ایک لاکھ درہم جمع کرو۔ میں یہ لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ے پاس جاؤں گا اور ان سے کہوں گا کہ مغیرہ نے بیت المال سے یہ رقم چرا کر میرے پاس رکھوائی ہے۔ اس طرح ان پر چوری کا الزام لگے گا اور ان کو گورنری سے ہٹا دیا جائے گا اور دوبارہ واپس بھی نہ آئیں گے۔

مخالفین نے ایک لاکھ درہم اکٹھے کر کے سردار کے پاس جمع کرا دیے اور وہ یہ درہم لے کر مدینہ آ گیا۔

سردار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کر کے عرض کیا: امیر المؤمنین! آپ کے گورنر نے یہ ایک لاکھ درہم بیت المال سے نکال کر مجھے دیے ہیں کہ اپنے پاس رکھوں، اس طرح وہ امانت میں خیانت کے مرتکب ہوئے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مغیرہ کو بلوا لیا اور ان سے پوچھا: یہ شخص کیا کہہ رہا ہے؟ اور اس کا جواب تمہارے پاس کیا ہے؟

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

كَذَبَ. أَصْلَحكَ اللّٰهُ، إِنَّمَا كَانَتْ مِائَتَيْ أَلْفٍ.

ترجمہ: اللہ آپ کو صحیح سالم رکھے، یہ شخص جھوٹا ہے، ایک لاکھ نہیں بلکہ دو لاکھ درہم میں نے اِسے دے رکھے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: مغیرہ! تم نے ایسا کیوں کیا؟

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اہل وعیال اور ذاتی ضروریات کے لیے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سردار سے پوچھا: اب تم کیا کہتے ہو؟ یہ تو دو لاکھ تھے، تم ایک لاکھ کی بات کررہے ہو، دوسرا لاکھ کدھر ہے؟

وہ نادم اور شرمندہ ہوکر کہنے لگا: اللہ آپ کا بھلا کرے! مغیرہ نے اصل میں مجھے کوئی مال نہیں دیا تھا، نہ تھوڑا نہ زیادہ۔ دراصل یہ تو ان کے خلاف ایک سازش تیار کی گئی تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: تم کیا کہتے ہو اور تم نے ایسا کیوں کہا کہ یہ دو لاکھ تھے؟

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

كَذَّبَ عَلَيَّ الْخَبِيْثُ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُخْزِيَهُ. (۱)

ترجمہ: اس خبیث نے میرے اوپر جھوٹ باندھا، اس لیے میں نے چاہا کہ اس کو رسوا کروں۔ ورنہ میں نے کوئی رقم کسی کو نہیں دی تھی۔

عطر کی تجارت کرنے والی ایک نہایت دیانت دار خاتون

حضرت اسماء بنت مخربہ بن جندل رضی اللہ عنہا عطر کی تجارت کرتی تھیں اور ان کا یہ کاروبار بڑا وسیع تھا، اس زمانے میں یمن عطر کی تجارت کا مشہور مرکز تھا اور وہاں بہت اچھی عطر تیار ہوتی تھی۔ حضرت اسماء براہِ راست یمن سے عطر منگواتی تھیں اور مدینہ

(۱) تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: المغيرة بن شعبه بن أبي عامر، ج٦٠ ص٣٠، رقم الترجمة: ٧٥٩١

میں آکر فروخت کرتی تھیں۔

مدینہ اور اس کے قرب وجوار میں ان کا مال بڑی وسعت سے فروخت ہوتا تھا اور لوگ اس کو بہت پسند کرتے تھے، کیونکہ یہ کاروباری اعتبار سے دیانتدار تھیں اور خالص مال فروخت کرتی تھیں، اگر انہیں مال میں کہیں کسی نوع کا شبہ پڑ جاتا تو اس کی فروخت روک دیتیں اور نیا مال منگوانے کا انتظام کرتیں۔

ان کی اس کاروباری دیانت نے ان کی شہرت میں بہت اضافہ کیا اور ان کا شمار اونچے طبقے کے تاجروں میں ہونے لگا، ان میں ایک خوبی یہ تھی کہ نادار اور غریب لوگوں کا بہت خیال رکھتی تھیں، بیوہ عورتوں اور یتیموں کا بھی ان کے مال میں خاص حصہ مقرر تھا، خود ان کے گھروں میں جاتیں اور روپے پیسے سے ان کی مدد کرتیں، علاوہ ازیں مجاہدین کے لئے بھی چندہ دیتیں، نہایت فیاض اور سخی خاتون تھیں۔ ❶

بہترین مزدور کے دواوصاف

حضرت موسیٰ علیہ السلام طویل سفر کے بعد تھکے ہارے ایک درخت کے سائے میں بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ سے مدد کی درخواست کی جو فوری قبول ہوگئی۔

جب موسیٰ علیہ السلام سائے میں بیٹھے اور فرمایا:

رَبِّ اِنِّیۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ اِلَیَّ مِنۡ خَیۡرٍ فَقِیۡرٌ.

ترجمہ: اے پروردگار! تو جو کچھ بھلائی میری طرف اتارے میں اس کا محتاج ہوں۔

جب موسیٰ علیہ السلام نے ان دو عورتوں کی بکریوں کو پانی پلوایا، تو جب وہ والد کے پاس پہنچیں تو انہیں اتنی جلدی واپس جانے پر تعجب ہوا، انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پیش آمدہ واقعہ بیان کیا، والد نے ایک کو حکم دیا کہ جا کر ان کو بلا لائے:

فَجَآءَتۡهُ اِحۡدٰىهُمَا تَمۡشِیۡ عَلَی اسۡتِحۡیَآءٍ.

❶ الطبقات الکبری: ترجمۃ: أسماء بنت مخربۃ، ج۸ ص ۲۳۲، ۲۳۳ / الإصابۃ: ج۸ ص ۱۷، ۱۸

ترجمہ: تو ان دونوں عورتوں میں سے ایک (شریف زادیوں کی طرح) شرم وحیاء سے چلتی ہوئی آئی۔

کہنے لگی:

اِنَّ اَبِیۡ یَدۡعُوۡکَ لِیَجۡزِیَکَ اَجۡرَ مَا سَقَیۡتَ لَنَا.

ترجمہ: میرے والد صاحب آپ کو بلا رہے ہیں تاکہ آپ نے ہمارے جانوروں کو جو پانی پلایا ہے اس کی اجرت دیں۔

اس نے واضح طور پر وجہ بیان کردی تاکہ اس کی بات سے کوئی غلط فہمی یا شک وشبہ پیدا نہ ہو، یہ بھی اس خاتون کی حیاء اور پاک دامنی کا مظہر ہے۔

فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيۡهِ الۡقَصَصَ.

ترجمہ: جب (حضرت موسیٰ علیہ السلام) ان کے پاس پہنچے اور ان سے اپنا سارا حال بیان کیا۔ اور بتایا کہ مصر کے بادشاہ فرعون کے ڈر سے اپنا وطن مصر چھوڑ کر نکلے ہیں، تو وہ بزرگ کہنے لگے:

لَا تَخَفۡ نَجَوۡتَ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ.

ترجمعہ: اب نہ ڈر! تو نے ظالم قوم سے نجات پائی۔

یعنی اب ان کے دائرہ اختیار سے باہر آ گئے ہیں، کیونکہ اب آپ ان کی سلطنت کے حدود میں نہیں۔ بزرگ نے آپ کی مہمان نوازی کی اور عزت واحترام سے رکھا اور آپ کا واقعہ سن کر خوشخبری دی کہ آپ ان سے نجات پا چکے ہیں، تب ایک لڑکی نے اپنے والد سے کہا:

یٰۤاَبَتِ اسۡتَاۡجِرۡهُ.

ترجمہ: ابا جی! آپ انہیں مزدوری پر رکھ لیجئے۔ تاکہ وہ آپ کی بکریاں چرائیں۔ پھر آپ کی یہ خوبی بیان کی کہ وہ طاقتور اور دیانت دار ہیں۔

مفسرین نے یہ بات نقل کی ہے کہ جب اس نے یہ بات کہی تو اس کے والد نے پوچھا:
''تجھے اس کی قوت وامانت کی کیا خبر؟''
اس نے کہا:
''جو بھاری پتھر دس آدمی اُٹھاتے ہیں انہوں نے اکیلے ہی اٹھالیا (اس سے مجھے ان کی طاقت کا اندازہ ہوا) اور جب میں انہیں لے کر آرہی تھی تو میں آگے چل رہی تھی۔''
انہوں نے کہا ''میرے پیچھے چلو، جب راستہ مڑنا ہو تو مجھے بتانے کے لئے اس طرف کنکری پھینک دینا۔''
جب موسیٰ علیہ السلام ان کے گھر پہنچے تو حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا:
قَالَ إِنِّيٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ. (القصص:۲۷) ❶
ترجمہ: ان کے باپ نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دولڑکیوں میں سے ایک سے تمہارا نکاح کردوں۔ بشرطیکہ تم آٹھ سال تک اجرت پر میرے پاس کام کرو، پھر اگر تم دس سال پورے کردو تو یہ تمہارا اپنا فیصلہ ہوگا اور میرا کوئی ارادہ نہیں ہے کہ تم پر مشقت ڈالوں، انشاء اللہ تم مجھے ان لوگوں میں سے پاؤ گے جو بھلائی کا معاملہ کرتے ہیں۔

والدہ کی امانت داری امام شافعی رحمہ اللہ کی ذہانت

یہ اس وقت کی بات ہے جب امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ کی عمر چھ برس کی تھی، وہ مدرسے جایا کرتے تھے، آپ کی والدہ ماجدہ اولادِ بنی ہاشم میں سے تھیں، وہ بڑی عبادت گزار اور امانت دار تھیں، لوگ اپنی امانتیں ان کے پاس رکھوایا کرتے تھے،

❶ معالم التنزیل: سورۃ القصص آیت نمبر ۲۶ تا ۲۸، ج۳ ص ۵۳۰/تفسیر القرطبی: ج ۱۳ ص ۲۷۰ تا ۲۷۳/تفسیر ابن کثیر: ج ۶ ص ۲۰۶، ۲۰۷

ایک دن دو آدمی ان کے پاس ایک صندوق بطورِ امانت رکھوا گئے۔ چند دن بعد ان میں سے ایک شخص آیا اور وہ صندوق مانگا۔ آپ نے اسے صندوق دے دیا۔ دوسرے دن دوسرا آ گیا اور اسی صندوق کا تقاضا کرنے لگا، انہوں نے کہا: وہ صندوق تو تمہارا ساتھی کل لے گیا تھا، اس شخص نے کہا: کیا ہم نے آپ سے یہ نہ کہا تھا کہ جب تک ہم دونوں نہ آئیں صندوق نہ دیجئے گا؟ وہ بولیں: بے شک یہ تو کہا تھا، اس نے کہا: تب پھر آپ نے وہ صندوق اس کو کیوں دیدیا؟ اس کی یہ بات سن کر امام شافعی رحمہ اللہ کی والدہ پریشان ہوگئیں اور سوچنے لگیں کہ کیا کیا جائے؟ اسی دوران مدرسہ سے چھٹی کے وقت امام شافعی رحمہ اللہ تشریف لے آئے، انہوں نے والدہ سے پوچھا: آپ اس قدر پریشان کیوں ہیں؟ اس پر ان کی والدہ نے سارا قصہ کہہ سنایا۔ آپ نے کہا: پریشان نہ ہوں، میں اس سے بات کرتا ہوں، پھر اس شخص کی جانب متوجہ ہوکر فرمایا: بس تم اپنے ساتھی کو اپنے ہمراہ لے آؤ تاکہ شرط کے مطابق وہ صندوق تم دونوں کے حوالے کر دیا جائے، آپ کی یہ بات سن کر اس کے طوطے اڑ گئے، وہ دوسرے ساتھی کو کیوں اور کیسے اپنے ہمراہ لاسکتا تھا، وہ تو ملی بھگت سے چاہتے تھے کہ ہمیں شاید کچھ اور مال مل جائے گا لیکن یہ جواب سن کر بس وہ اپنا سامنہ لے کر لوٹ گیا۔

دوسوکنوں کے درمیان امانت ودیانت اور خوفِ خدا

بغداد میں کپڑے کا ایک تاجر کافی دولت مند تھا، یہ آدمی اپنے کام میں مشغول تھا تو اتنے میں ایک لڑکی آئی کوئی چیز ڈھونڈ رہی تھی جو خریدنا چاہتی تھی۔ وہ باتیں کر رہی تھی باتوں کے درمیان ہی چہرہ سے کپڑا ہٹا تو وہ تاجر اُس کے حسن وجمال کو دیکھ کر حیران رہ گیا، اس نے کہا کہ میں کوئی چیز خریدنا نہیں چاہتی تھی بلکہ کئی دن سے میں بازار کے چکر کاٹ رہی ہوں تاکہ میں کسی آدمی سے شادی کروں تو آپ پر میرا دل آ گیا اور میرے پاس مال بھی ہے کیا آپ میرے ساتھ شادی کر سکتے ہو؟ میں نے کہا میری

ایک چچا زاد میری بیوی ہے میں نے اس کے ساتھ نکاح کیا تھا اس شرط پر کہ دوسرا نکاح نہیں کروں گا اور ایک بچہ بھی ہے، اس لڑکی نے کہا میں اس پر بھی راضی ہوں اگر آپ ایک ہفتہ میں دو مرتبہ میرے پاس آئیں تو وہ اس پر راضی ہو گیا اور اس کے ساتھ اُٹھ کھڑا ہوا اور نکاح ہو گیا۔ پھر اُس کے لئے رہائش کا انتظام کر کے اپنی پہلی بیوی کے پاس گیا اور بیوی سے کہا میرے بعض دوستوں نے مجھے کہا ہے آج رات میں ان کے ساتھ رہوں، یہ بات کر کے چلا گیا اور رات اُس کے ہاں گزاری اور ہر روز ظہر کے بعد اُس کے پاس چلا جاتا اسی طریقے پر آٹھ ماہ گزر گئے، اس کے چچا کی بیٹی نے کچھ حالات میں تغیر محسوس کیا اور لونڈی کو کہا کہ دیکھو یہ کیا کرتے ہیں، لونڈی بھی ان کے تعاقب میں رہی تو وہ سیدھا دکان پر آیا، جب ظہر کا وقت ہوا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا اور لونڈی بھی اس کے تعاقب میں تھی لیکن اس کو پتہ نہیں تھا، وہ مکان میں داخل ہوئے تو اس نے مکان کے بارے میں پوچھا، لوگوں نے بتایا کہ ایک تاجر نے شادی کی ہے، یہ حالات معلوم کر کے چلی گئی جا کر اس عورت کو بتا دیا اور کہا کہ اس کو مخفی رکھنا کہ آپ کے شوہر کو معلوم نہ ہو۔ تقریباً ایک سال کا عرصہ گزرا تھا کہ وہ تاجر بیمار ہوا اور مر گیا، اس نے آٹھ ہزار دینار ترکہ چھوڑا، تو اس نے بیٹے کے لئے سات ہزار دینار رکھ لئے آٹھویں ہزار کو نصف نصف کر لیا اور نصف پانچ سو دینار اس نے جاریہ (لونڈی) کے حوالے کئے اور کہا:

خذی هذا الكيس واذهبی إلى بيت المرأة واعلميها أن الرجل مات وقد خلف ثمانمائة آلاف دينار وقد أخذ الابن سبعة آلاف بحقه وبقيت آلف فقسمتها بينی وبينک وهذا حقک وسلميه إليها. فمضت الجارية فطرقت عليها الباب ودخلت وأخبرتها خبر الرجل وحدثتها بموته وأعلمتها الحال فبكت وفتحت صندوقها وأخرجت

منه رقعة وقالت للجارية: عودی إلى سيدتك وسلمی عليها عنی واعلميها أن الرجل طلقنی وكتب لی براء ة وردی عليها هذا المال فإنی ما استحق فی تركته شيئا، فرجعت الجارية فأخبرتها بهذا الحديث. ❶

ترجمہ: جا اس عورت کو دے کر آؤ، یہ لونڈی آئی اور آ کر اس کو اس کی موت کا قصہ بتایا، وہ رو پڑی اور اس نے صندوق کھولا ایک کاغذ نکالا اور لڑکی کو کہا کہ تو لوٹ جا اور جا کر اس کو میرا اسلام عرض کر اور بتلا کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی تھی، لہذا میں اس ترکہ کی حقدار نہیں ہوں۔

فائدہ: پہلی بیوی کو جب پتہ چلا کہ شوہر نے دوسری شادی کی ہے تو اُس نے اپنے شوہر سے کوئی جھگڑا نہیں کیا اور اُسے محسوس بھی نہیں ہونے دیا کہ مجھے اس بات کا پتہ ہے۔ شوہر کا ترکہ آٹھ ہزار درہم تھا، دونوں بیویوں کا حصہ ثمن (آٹھواں) حصہ تھا اور سات حصے بیٹے کے تھے یعنی سات ہزار درہم (۷۰۰۰) تو پہلی بیوی نے ایک ہزار درہم کو دو حصوں میں تقسیم کر کے پانچ سو درہم اپنی سوکن کی طرف بھیج دیئے، یہ اُس کی دیانتداری تھی ورنہ آج کی کوئی خاتون ہوتی تو سارے مال پر قبضہ کر لیتی، پھر دوسری بیوی کو جب ملے تو اُس نے یہ کہہ کر واپس کر دیئے کہ شوہر نے مجھے طلاق دے دی تھی میری عدت بھی گزر چکی ہے اب میں اِس کی بیوی نہیں ہوں لہذا یہ میرا حصہ نہیں ہے۔ اس واقعہ سے ان دونوں سوکنوں کے درمیان امانت ودیانت اور خشیتِ الٰہی کا اندازہ ہوتا ہے۔

---

❶ صفة الصفوة: ذكر المصطفيات من عابدات البغداديات، عابدتان بغداديتان، ج ۱ ص ۵۸۰، ۵۸۱

امانت کی اہمیت اور اُس کی سات اہم صورتیں

امانت داری کی اس قدر اہمیت کے باوجود آج کے معاشرہ میں اسے کوئی وزن نہیں دیا جاتا، اچھے اچھے لوگ بھی جو عرف میں دین دار سمجھے جاتے ہیں وہ بھی امانت اور حق کی ادائیگی کا پاس ولحاظ نہیں رکھتے، انھیں اس بات کا احساس نہیں ہوتا کہ امانت کی حفاظت اور اس کا مکمل طور پر ادا کرنا دینی وشرعی فریضہ ہے، بعض لوگوں میں امانت داری کا جذبہ ہوتا بھی ہے تو وہ صرف مال کی حد تک محدود رہتا ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس کسی کا مال رکھا ہو تو وہ اسے ادا کر دیتا ہے، عام طور پر لوگوں کا ذہن اسی مالی امانت کی طرف جاتا ہے، حالانکہ امانت کی اور بھی مختلف قسمیں ہیں، جن کی اہمیت بعض صورتوں میں مالی امانت سے بھی بڑھی ہوئی ہوتی ہے، ان کی حفاظت بھی ایک مسلمان کے لیے اتنی ہی ضروری ہے جتنی مالی امانت کی ہوتی ہے، اسی لیے فتح مکہ کے موقع پر خانہ کعبہ کی کنجی جب عثمان بن طلحہ بن عبد الدار شیبی کو دینے اور ان کی امانت ان کو واپس کرنے کی تاکید کی گئی تو امانت کو جمع کے صیغے کے ساتھ استعمال کیا گیا، ارشادِ باری ہے: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا (النساء: ۵۸) اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے مستحقین کو پہنچا دیا کرو۔ قابل غور بات یہ ہے کہ کنجی کوئی اہم مال نہیں، بلکہ یہ خانہ کعبہ کی خدمت کی نشانی ہے، جس کا تعلق مال سے نہیں عہدے سے ہے، پھر بھی اس کو امانت سے تعبیر کیا گیا اور پھر جمع کا صیغہ استعمال کر کے اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا کہ امانت کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں، جن کی ادائیگی تمام مسلمانوں پر لازم ہے، ذیل میں امانت کی چند ایسی صورتیں بیان کی جا رہی ہیں جن کی طرف عام طور پر لوگوں کا ذہن نہیں جاتا، چنانچہ وہ ان امانتوں میں خیانت کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں اور انھیں کسی معصیت کا خیال بھی پیدا نہیں ہوتا، حالانکہ شریعت کی نظر میں ان چیزوں میں بھی خیانت قبیح اور موجبِ گناہ عمل ہے، جس سے ہر مسلمان کا بچنا نہایت ضروری ہے۔

۱......نااہلوں کوعہدے اور مناصب سپرد کرنا

حکومت کی ذمہ داری ہے کہ جس عہدہ اور منصب کا جو اہل ہو اسی کو وہ عہدہ سپرد کیا جائے، اس کے لیے سب سے پہلے غور کرنا چاہیے کہ اس کے ماتحتوں میں کون ایسا شخص ہے؟ جس میں پیش نظر ملازمت یا عہدے کی مکمل شرطیں پائی جارہی ہیں، ایسا کوئی شخص مل جائے تو وہی اس کا سب سے زیادہ مستحق ہے، لہٰذا کسی پس وپیش کے بغیر وہ عہدہ اور ملازمت اس کو سپرد کر دیا جائے اور اگر مطلوب صلاحیت کا حامل کوئی شخص دستیاب نہ ہو تو موجودہ لوگوں میں جو سب سے زیادہ لائق وفائق ہو اس کو منتخب کیا جائے، غرض یہ کہ حکومت کے ماتحت جتنے بھی عہدے اور مناصب ہوتے ہیں وہ امانت ہیں اور اربابِ حکومت اس کے امین ہیں، اگر حکومت نے اپنے ماتحت کسی شخص کو اس کا مجاز بنایا ہے تو وہ بھی امین ہے، ان سب کو چاہیے کہ عہدے اور منصب پوری دیانت داری سے تقسیم کریں، صلاحیت اور شرائط کو اس کے لیے معیار بنایا جائے نہ کہ قرابت اور تعلق کو۔ اگر کسی شخص کو ذاتی تعلق یا سفارش کی بنیاد پر یا رشوت لے کر کوئی عہدہ اور منصب سپرد کیا جاتا ہے تو یہ خیانت ہے اور تمام ذمہ دار اس خیانت کے مرتکب ہوں گے۔ نااہلوں کو عہدے سپرد کرنا قیامت کی علامت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَإِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ ، قَالَ: كَيْفَ إِضَاعَتُهَا؟ قَالَ: إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ. ❶

۲......مزدور اور ملازمین کا کام چوری کرنا

جو شخص کسی کا مزدور یا ملازم ہو اسے چاہیے کہ مالک اور ذمہ دار سامنے ہو یا نہ ہو مکمل

❶ صحیح البخاری: کتاب العلم، باب من سئل علما وھو مشتغل فی حدیثه......الخ، رقم الحدیث: ۵۹

دیانت داری کے ساتھ کام کرے، نہ تو وقت میں کمی کرے اور نہ کام میں سستی اور نہ ہی اپنی صلاحیت کو استعمال کرنے سے گریز کرے، ان تینوں میں سے کچھ پایا گیا تو خیانت شمار ہوگی، اس لیے کہ ایک ملازم کی صلاحیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے تنخواہ طے ہوتی ہے، اگر اس نے کام کرنے میں پوری صلاحیت صرف نہ کی اور کسی بھی وجہ سے دلچسپی لیے بغیر محض ظاہری طور پر کام کر دیا تو کام میں وہ معنویت پیدا نہیں ہوگی جو ذمہ دار کو مطلوب تھی، اس لیے وہ تنخواہ بھی مشکوک ہو جائے گی اور خیانت کا بھی گناہ ہوگا۔ اسی طرح اگر مزدور و ملازم سے پانچ چھ گھنٹے کام کرنے کا وقت طے ہو جائے اور پھر کام کرنے والا وقت میں چوری کرے، وقت کے بعد آئے یا متعین وقت سے پہلے چلا جائے تو یہ بھی خیانت ہے، ایک مسلمان ملازم جو کائنات کے مالک کو سمیع وبصیر سمجھتا ہے اور اس پر پورا یقین رکھتا ہے اسے احساس ہونا چاہیے کہ اگر چہ میرا مجازی مالک اور ذمہ دار مجھے نہیں دیکھ رہا ہے، لیکن رب تو مجھے دیکھ رہا ہے، اس کی گرفت سے جو بچ گیا وہی کامیاب اور فلاح پانے والا ہے، اسی طرح کام میں سستی اور ٹال مٹول کرنا بھی خیانت ہے، وہ کام جو پانچ گھنٹے میں ہوسکتا تھا اس کو دس گھنٹے میں تکمیل کرنا، تاکہ مزید پیسے ملتے رہیں اور اس کے معاش کا مسئلہ حل ہوتا رہے، یہ بری سوچ اور ناپسندیدہ عمل ہے، امانت داری کا تقاضا ہے کہ مکمل تندہی سے کام کو انجام دیا جائے پورا وقت اور پوری طاقت اس کے لیے صرف کی جائے، ورنہ وہ مالک کے ساتھ خیانت کرنے کا مرتکب ہوگا اور اس کا بھی حساب روز محشر میں دینا ہوگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مدین کے سفر میں دو لڑکیوں کی بکریوں کے پینے کے لیے پانی بھر دیا تو ان دونوں نے واپس جا کر اپنے بزرگ باپ سے ان کی تعریف کی اور کہا کہ یہ بڑے امانت دار اور طاقت ور ہیں ان کو اپنے گھر میں ملازم رکھ لیجیے۔ قرآن نے اس کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِيْنُ .(القصص: ۲۶)

ترجمہ: اے میرے ابا! ان کو مزدور رکھ لیجیے اچھا مزدور وہ ہے جو طاقت ور اور امانت دار ہو۔

اس آیت میں جہاں ملازم اور مزدور کے اوصاف کی طرف رہنمائی کی گئی ہے وہیں اس بات کی طرف بھی اشارہ موجود ہے کہ مزدور امین ہوتا ہے اسے کام کرتے ہوئے اپنی امانت داری کا مکمل ثبوت دینا چاہیے، اس سے خود اس کی زندگی خوشگوار ہوگی اور غیب سے اس کے رزق کے لیے بہتر انتظام کیا جائے گا۔

۳......خاص مجالس کی بات کو عام کرنا

چند لوگ کسی جگہ بیٹھ کر باتیں کریں اور پھر علیحدہ ہو جائیں تو اس مجلس کی تمام باتیں ہر ایک کے لیے امانت ہیں، کسی کے لیے جائز نہیں کہ اجازت اور رضا مندی کے بغیر ان باتوں کو دوسروں کے سامنے نقل کرے اور اسے پھیلانے کی کوشش کرے، اس لیے کہ مجلس میں بہت سی راز کی باتیں ہوتی ہیں، بولنے والا بسا اوقات یہ چاہتا ہے کہ اس کے ان منصوبوں اور خیالات سے موجود افراد کے علاوہ دوسرے واقف نہ ہوں، اسے وہ راز میں رکھنا چاہتا ہے، ممکن ہے کہ اس کی باتوں کو پھیلا دیا جائے تو اس کو ذاتی نقصان ہو یا ملامت اور شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے، شریعت نے بھی اس کا لحاظ رکھا ہے اور مسلمانوں کو ہدایت دی ہے کہ کسی بھی راز کو راز میں رکھیں اس کو پھیلانے کی سعی نہ کریں، ہاں البتہ کوئی راز ایسا معلوم ہو جائے جس کا تعلق فتنہ اور فساد سے ہو جس سے دوسروں کا نقصان ہو سکتا ہے تو اس کو بتا دینا چاہیے، پھر ایسی مجلسوں کی باتوں کو محفوظ رکھنا جائز نہیں بلکہ واجب اور ضروری ہے کہ دوسرے شرکاء اس کو عام کر دیں۔

مجلس کی بات کا تعلق جب تک کسی کی ایذا رسانی حق تلفی یا نقصان پہنچانے سے نہ ہو، اس کی حفاظت مجلس کے شرکاء پر ضروری ہے، اسے امانت سمجھ کر اپنے دل میں دفن کر دینا چاہیے، بالخصوص وہ باتیں جن کے بارے میں محسوس ہو کہ متکلم اسے مجلس تک ہی

محدود رکھنا چاہتا ہے، لیکن اگر مجلس میں ہونے والی باتوں کا تعلق راز سے نہ ہو بلکہ عام باتیں ہوں جیسے دینی وشرعی مسائل قرآن وحدیث کی باتیں تاریخ وسیرت کی گفتگو وغیرہ تو ان باتوں کو عام کرنا اور لوگوں تک پہنچانا مستحب ہے، اس لیے کہ ان باتوں کو کوئی بھی چھپانا نہیں چاہتا اور نہ اس کے عام کرنے سے کسی کو تکلیف ہوتی ہے۔

۴......غلط مشورہ دینا

مشورہ جب کسی سے لیا جاتا ہے تو وہ ان کے حق میں امین ہوتا ہے، اسے چاہیے کہ وہی مشورہ دے جس میں اس کے علم کے مطابق مشورہ لینے والے کا خیر وفلاح مضمر ہو۔ دل میں جو بات آئے کسی ذہنی تردد کے بغیر صاف صاف کہہ دے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ. ❶

ترجمہ: جس سے مشورہ لیا جائے وہ امانت دار ہے۔

مشورہ لینے والا اپنا خیر خواہ سمجھ کر کسی سے مشورہ طلب کرتا ہے، اب اگر وہ ذاتی حسد اور عناد کی بنیاد پر ایسا مشورہ دے جس میں اس کے لیے نقصان ہو تو گویا اس نے مشورہ طلب کرنے والے کو دھوکہ دیا اور اس کے ساتھ خیانت کا معاملہ کیا، کیونکہ اس نے اپنے علم ودانست کے خلاف مشورہ دیا ہے، کسی ایک شخص کو اگر کسی سے دشمنی وعداوت ہو یا کسی بنیاد پر آپس میں رنجش کا ماحول ہو اور اتفاق سے ایک نے دوسرے سے کسی بابت مشورہ طلب کر لیا، تو اسے اخلاص دل سے محبت کے ساتھ صحیح صحیح مشورہ دینا چاہیے اور اپنا دل صاف کر لینا چاہیے، اس لیے کہ مشورہ لینے کا مطلب اس نے اسے اپنا ہمدرد اور خیر خواہ تسلیم کر لیا ہے اور جب ایک شخص دوستی کا ہاتھ بڑھائے تو اخلاق وانسانیت کا تقاضا ہے کہ دوسرا بھی تواضع کی پلکیں بچھا دے اور محبت کا بدلہ محبت سے

❶ سنن الترمذی: أبواب الأدب، باب أن المستشار مؤتمن، رقم الحدیث: ۲۸۲۲

دینے کا فیصلہ کرے اور اگر دل میں نفرت اس قدر ہو کہ بھلائی اس کے حق میں سوچ ہی نہیں سکتا تو پھر مشورہ دینے سے صاف انکار کر دے، لیکن اگر کدورت اور عداوت کے سبب غلط مشورہ دیا تاکہ وہ ہلاک ہو جائے یا اسے پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے تو یہ معصیت کا ارتکاب ہوگا، قیامت کے دن اس کا حساب دینا ہوگا۔

۵......کسی کا راز ظاہر کرنا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ الحَدِيثَ ثُمَّ التَفَتَ فَهِيَ أَمَانَةٌ. ❶

ترجمہ: جب ایک شخص کوئی بات کہے اور دائیں بائیں دیکھے تو یہ بھی امانت ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص نے آپ سے کوئی ایسی بات کہی جس کو وہ دوسروں سے چھپانا چاہتا ہے، آپ پر اعتماد کرتے ہوئے اس نے اپنے دل کے خیالات کا اظہار کیا تاکہ آپ کوئی مشورہ دے سکیں یا اس کے دکھ درد میں کام آئیں، تو آپ کے لیے اس کی یہ بات امانت کے درجے میں ہے، اپنی ذات تک اسے محدود رکھیں، دوسروں کو بتانا جائز نہیں، اس سے اس کے اعتماد کو ٹھیس پہنچے گی اور تکلیف کا احساس ہوگا، بسا اوقات انسان دوستی اور تعلقات کی بنیاد پر کسی سے کچھ کہہ دیتا ہے اور اسے یقین ہوتا ہے کہ میرا یہ راز اس کے سینے میں محفوظ رہے گا، مگر دوسرا شخص اس کا خیال نہیں کرتا، بالخصوص جب دونوں میں کسی وجہ سے دوستی رنجش میں تبدیل ہو جاتی ہے، تو اس کے سارے راز دوسروں کے سامنے اگل دیتا ہے تاکہ اس کی تحقیر ہو اور لوگ اسے برا بھلا کہیں، یہ نہایت برا عمل اور نچلی حرکت ہے، اس سے خدا ناراض ہوتا ہے اور نہ معلوم خدا کی کون سی ناراضگی ہلاکت کا سبب بن جائے۔

---

❶ سنن الترمذی: ابواب البر واصلة ،باب ما جاء أن المجالس أمانة، رقم الحديث: ۱۹۵۹

اسی طرح میاں بیوی کے درمیان جو بات ہوتی ہے وہ بھی امانت ہے، ان میں سے ہر ایک دوسرے کے لیے لباس ہے، لباس بدن کے عیوب اور راز کی چیزوں کو چھپاتا ہے، اسی طرح زوجین کو چاہیے کہ وہ باہمی گفتگو اور قابل اخفاء چیزوں کو پردے میں رکھیں اور کسی بھی حال میں دوسروں کے سامنے ظاہر نہ کریں، چنانچہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْأَمَانَةِ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، الرَّجُلَ يُفْضِي إِلَى امْرَأَتِهِ، وَتُفْضِي إِلَيْهِ، ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا. ❶

ترجمہ: قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے بڑی امانت جو قابل مواخذہ ہے وہ یہ کہ انسان اپنی بیوی کے پاس جائے اور بیوی اس سے لطف اندوز ہو اور پھر شوہر عورت کے راز کو دوسروں کے سامنے ظاہر کردے۔

راز تو بہر حال راز ہوتا ہے، وہ خواہ میاں بیوی کے درمیان ہو یا دو دوست اور دو ساتھیوں کے درمیان ہو، اسے چھپانے کی شریعت نے تاکید کی ہے۔ شریعت کا مزاج یہ ہے کہ جہاں تک ہوسکے لوگوں کے عیوب کی پردہ پوشی کی جائے، کسی کی عزت سے کھلواڑ نہ کیا جائے اور نہ کسی کو ایذا دی جائے اور راز کے اظہار میں ان میں سے کسی ایک کا ارتکاب ضرور ہوتا ہے؛ اس لیے یہ ممنوع اور ناپسندیدہ ہے۔

۶......حق تلفی کرنا

ایک شخص کسی کو بطور امانت رکھنے کوئی چیز دے اور وہ بھول جائے یا اسے یاد تو ہو مگر اس کے پاس کوئی شہادت نہیں ہے، یہ نازک گھڑی ہوتی ہے اس میں امانت کا مال لینے والے کے ایمان کا امتحان ہے، وہ اللہ کی گرفت پر یقین رکھتے ہوئے مال واپس کردیتا ہے یا اس کا حق دبا کر اپنی آخرت کو تباہ کرلیتا ہے، اگر اس نے مال واپس نہ کیا تو یہ حق

❶ صحيح مسلم: كتاب الحج، باب تحريم إفشاء سر المرأة، رقم الحديث: ١٤٣٧

تلفی ہے اور اس پر سخت وعید آئی ہے، روزِ محشر اس کا حساب دینا ہوگا۔

جس طرح مادی حق کی ادائیگی سے پہلو تہی حق تلفی ہے اسی طرح بعض حقوق ایسے ہوتے ہیں جو مادی تو نہیں ہیں لیکن شریعت نے انہیں حق اور امانت سے تعبیر کیا ہے، ان کی ادائیگی ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے، جیسے میاں بیوی کے باہمی حقوق۔ ایک شخص جب کسی عورت کو اپنے نکاح میں لیتا ہے تو اس پر عورت کے کچھ حقوق عائد ہوتے ہیں، اسی طرح زوجیت میں آنے کے بعد عورت سے بھی شوہر کے کچھ حقوق وابستہ ہو جاتے ہیں، یہ حقوق امانت کے درجے میں ہیں، ان کی ادائیگی میں ٹال مٹول یا کمی وکوتاہی کرنا حق تلفی اور خیانت ہے جو ان کے لیے جائز نہیں، والدین اور اولاد کے باہمی حقوق بھی امانت ہیں، اس میں کمی وکوتاہی خیانت ہے اور موجب گناہ ہے، اسی طرح استاذ اور شاگرد کے درمیان کے حقوق بھی امانت کے درجے میں ہیں، شاگرد کو چاہیے کہ اپنے استاذ کی خدمت عزت واحترام اور ان کا ادب کریں تو استاذ کو بھی چاہیے کہ وہ پوری امانت داری کے ساتھ اپنے شاگرد کو علمی غذا فراہم کریں، خود کتاب کا مطالعہ کریں اور پوری محنت سے علمی صلاحیت ان میں منتقل کرنے کی کوشش کریں، اس میں کچھ خامی خیانت کے دائرے میں داخل ہے۔

حاکموں اور رعایا کے درمیان باہمی حقوق کا بھی یہی حکم ہے، جس طرح عوام پر حکومت کے اصول وقوانین کی پاسداری ضروری ہے اسی طرح حکمرانوں کے ذمہ یہ بات لازم ہے کہ ممکن حد تک عوام کو سہولت فراہم کریں، ان کی ضروریات کا خاص خیال رکھیں، اقتدار کے ذمہ دار نے وسعت کے باوجود اگر رعایا کے حقوق ادا نہ کیے تو گویا اس نے خیانت کی جس کا اسے ضرور حساب دینا ہوگا، اس طرح کی بہت سی مثالیں ہیں جن کا تعلق ایسے حقوق سے ہے جو مادی نہیں ہیں لیکن وہ بھی حق تلفی اور خیانت کے دائرے میں آتے ہیں اور اس کا بھی وہی حکم ہے جو مال میں خیانت کرنے کا ہے۔

۷......ناانصافی کرنا

قاضی ،حاکم اورتمام فیصلہ کرنے والوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ معاملہ کے حقائق تک پہنچنے کی کوشش کریں اور پوری دیانت داری کے ساتھ فریقین کے دلائل کی سماعت کریں پھر قوتِ دلائل کی بنیاد پر فیصلہ کریں،اس میں قرابت، خاندان،قوم،علاقہ اور مذہب ومسلک وغیرہ کو ہرگز دخل نہ دیں۔اگر فیصلہ کرنے والوں نے کسی ذہنی تحفظ کو پیش نظر رکھتے ہوئے فیصلہ کیا تو گویا اس نے خیانت کی اور بڑے گناہ کا ارتکاب کیا، اس لیے کہ قاضی ،حاکم وغیرہ اپنے ماتحتوں کے حق میں امین ہوتا ہے، امانت داری کا انھیں پورا پورا پاس ولحاظ رکھنا چاہیے۔گاوں دیہات وغیرہ کے ثالث کا بھی یہ حکم ہے، یہاں تک کہ اگر کوئی شخص دولوگوں کے درمیان بھی کسی بارے میں ثالث بنایا جائے تو وہ بھی امین ہوتا ہے، اللہ تعالی کو حاضر و ناظر رکھ کر اور اپنی گرفت کا احساس کرتے ہوئے اسے صحیح صحیح فیصلہ کرنا چاہیے،کسی کی جانب داری اس کے لیے باعث ہلاکت ہے۔

ان ساری تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ امانت کا دائرہ صرف روپے پیسے جائداد اور مال ومنال تک محدودنہیں، بلکہ ہر مالی،قانونی اوراخلاقی امانت تک وسیع ہے، عام طور پر امانت کا لفظ بولنے سے لوگوں کا ذہن مالی امانت کی طرف جاتا ہے اوراسی امانت کی ادائیگی کو کافی سمجھا جاتا ہے، جب کہ امانت داری کے مفہوم میں کافی وسعت ہے، اسی وسیع تر مفہوم میں مسلمانوں کا عمل ہونا چاہیے۔آج بہت سے فسادولڑائی جھگڑے اسی امانت داری کے نہ ہونے کی وجہ سے پیش آتے ہیں۔اگر مالی قانونی اخلاقی اورتمام طرح کی دیانت کوملحوظ رکھا جائے تو معاشرہ میں امن چین اورسکون ہوگا،بہتر سماج کی تشکیل عمل میں آئے گی اورلوگ خیانت کے گناہ اورآخرت کی گرفت سے بچ سکیں گے۔

جن لوگوں نے ایمانداری اختیار کی آخرت میں تو اُن کے لیے بے انتہا اجر وثواب ہے ہی دنیا میں بھی رب العالمین بہترین بدلہ عطا فرماتا ہے۔ ❶

حضرت مفتی شفیع رحمہ اللہ کی دیانتداری اور خشیتِ الٰہی

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ ایک مرتبہ ریل میں سوار ہونے کے لئے اسٹیشن پہنچے، لیکن دیکھا کہ جس درجے کا ٹکٹ لیا ہوا ہے، اس میں تل دھرنے کی جگہ نہیں، گاڑی روانہ ہونے والی تھی اور اتنا وقت بھی نہ تھا کہ جا کر ٹکٹ تبدیل کروالیں، مجبوراً اوپر کے درجے کے ایک ڈبے میں سوار ہوگئے، خیال یہ تھا کہ ٹکٹ چیک کرنے والا آئے گا تو ٹکٹ تبدیل کرالیں گے، لیکن اتفاق سے پورے راستے کوئی ٹکٹ چیک کرنے والا نہ آیا، یہاں تک کہ منزل آگئی، منزل پر اتر کر وہ سیدھے ٹکٹ گھر پہنچے، وہاں جا کر معلومات کیں کہ دونوں درجوں کے کرائے میں کتنا فرق ہے؟ پھر اتنی ہی قیمت کا ایک ٹکٹ وہاں سے خریدلیا اور وہیں پر پھاڑ کر پھینک دیا، ریلوے کے جس ہندو افسر نے ٹکٹ دیا تھا، جب اس نے دیکھا کہ انہوں نے ٹکٹ پھاڑ کر پھینک دیا ہے تو اسے سخت حیرانی ہوئی بلکہ ہوسکتا ہے کہ والد صاحب کی دماغی حالت پر بھی شبہ ہوا ہو، اس لئے اس نے باہر آ کر ان سے پوچھ گچھ شروع کردی کہ آپ نے ٹکٹ کیوں پھاڑا؟ والد صاحب نے اسے پورا واقعہ بتایا اور کہا کہ اوپر کے درجے میں سفر کرنے کی وجہ سے یہ پیسے میرے ذمے رہ گئے تھے، ٹکٹ خرید کر میں نے یہ پیسے ریلوے کو پہنچا دیئے، اب یہ ٹکٹ بیکار تھا، اس لئے پھاڑ دیا، وہ شخص کہنے لگا کہ مگر آپ تو اسٹیشن سے نکل آئے تھے، اب آپ سے کون زائد کرائے کا مطالبہ کرسکتا تھا، والد صاحب نے جواب دیا کہ جی ہاں! انسانوں میں تو اب کوئی مطالبہ کرنے والا

❶ ماہنامہ دارالعلوم، شمارہ: ۷، ۸، جلد ۱۰۰، شوال۔ ذیقعدہ ۱۴۳۷ھ بمطابق جولائی۔اگست ۲۰۱۶ء، مضمون از حضرت مولانا مفتی تنظیم عالم قاسمی صاحب (مع تغییر)

نہیں تھا لیکن جس حق دار کے حق کا مطالبہ کرنے والا کوئی نہ ہو، اس کا مطالبہ اللہ تعالی ضرور کرتے ہیں، مجھے ایک دن ان کو منہ دکھانا ہے، اس لئے یہ کام ضروری تھا۔

یہ واقعہ قیام پاکستان سے پہلے کا ہے جب برصغیر پر انگریزوں کی حکومت تھی اور مسلمانوں کے دل میں اس حکومت کے خلاف جو نفرت تھی وہ محتاج بیان نہیں، چنانچہ ملک کو انگریزی حکومت سے آزاد کرانے کی تحریکیں شروع ہو چکی تھیں، خود حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ برملا اس خواہش کا اظہار فرما چکے تھے کہ مسلمانوں کی کوئی الگ حکومت ہونی چاہیے جس میں وہ غیر مسلموں کے تسلط سے آزاد ہو کر شریعت کے مطابق اپنا کاروبارِ زندگی چلا سکیں۔

لیکن انگریز کی حکومت سے متنفر ہونے کے باوجود اس کے قائم کئے ہوئے محکمے سے تھوڑا سا فائدہ بھی معاوضہ ادا کئے بغیر حاصل کرنا انہیں منظور نہ تھا۔ ❶

خیانت اور دھوکہ کے سبب دماغی کینسر میں مبتلا ہو گیا

فتح علی خان ہارڈ ویئر کا کاروبار کرتا تھا، ٹونٹیاں، واش روم کا سامان اور کیل قبضے وغیرہ کا اور چونکہ وہ ایک دینی تحریک سے وابستہ تھا، باریش تھا، صوم وصلوۃ کا پابند تھا، اور جب بھی وہ دکان پر فارغ ہوتا عام دکانداروں کی طرح ٹی وی دیکھنے کے بجائے وہ قرآن پڑھتا رہتا اور تسبیح لئے ذکر کرتا رہتا، اس لئے میرے دل میں اس کی بڑی عزت تھی اور میں جب بھی ضرورت پڑتی فاصلہ نسبتاً زیادہ ہونے کے باوجود میں اسی کی دکان سے سامان خریدتا تھا۔

چند سال پہلے ہم نے مکان کے اوپر دو کمروں کا اضافہ کیا، تو پائپ فٹنگ، بیسن اور شاور وغیرہ کا سامان اسی سے خریدا، میں نے اپنی عادت کے مطابق ایک دیندار شخص پر اندھا اعتماد کیا اور کسی بھی دوسری دکان سے قیمتوں کا موازنہ نہ کیا، لیکن کچھ ہی عرصے

❶ انمول واقعات، ص: ۱۷۶، ۱۷۷

کے بعد اندازہ ہوا کہ فتح علی خان نے تو سامان کی دوگنی سے بھی زیادہ قیمتیں لگائی ہیں اور سامان بھی سارا نمبر دو فراہم کیا ہے، تو بہت صدمہ ہوا لیکن اب کیا ہوسکتا تھا، صبر کر کے خاموش ہو گیا۔

موصوف کی گراں فروشی کا اندازہ ایک روز مجھے یوں ہوا کہ پلاسٹک کے پائپوں کو ملانے والے جائنٹ کی ضرورت پڑی تو میں نے پہلے ایک دکان سے پتہ کیا، انہوں نے اس جائنٹ کی قیمت دو روپے بتائی اور وہ اچھے میٹریل میں مضبوط بنا ہوا تھا، میں محض تجسس کے تحت خان کی دکان پر چلا گیا تو اس نے اسی جائنٹ کی قیمت حالانکہ وہ ناقص میٹریل میں تھا، دس روپے بتائی۔

اس کے بعد تو کئی لوگوں نے بتایا کہ فتح علی خان گاہک کی کھال اتارتا ہے، وہ دینی تحریک، تلاوتِ قرآن اور ذکر کے پردے میں غیر معمولی منافع خوری کا ارتکاب کرتا ہے اور اس معاملے میں اس کے اندر مروت، حیا یا خوفِ خدا کا کہیں بھی گزر نہیں ہے، سچی بات ہے میں موصوف کے رویّے سے بہت ہی بددل اور افسردہ ہوا، جب دیندار لوگ کاروباری دیانت اور اخلاق سے عاری ہو جائیں تو پھر قیامت ہی کا انتظار کرنا چاہیے، کبھی اس کی دکان کے سامنے سے گزرتا تو دانستہ نظریں چرا کر منہ دوسری طرف پھیر کر گزر جاتا، اس سے علیک سلیک کی بھی ہمت نہ پڑتی۔

اور یہ بات جولائی ۲۰۰٦ء کی ہے، ایک دن پتہ چلا کہ فتح علی خان شدید بیمار ہے، اس کے دماغ میں ٹیومر کی تشخیص ہوئی ہے، لاہور کے سارے متعلقہ ڈاکٹروں اور شوکت خانم ہسپتال والوں نے جواب دے دیا ہے اور اس کے بھائی اسے آغا خان ہسپتال کراچی لے گئے ہیں۔

کراچی میں فتح علی خان تقریباً ایک ماہ تک زیرِ علاج رہا، سنا ہے علاج اتنا مہنگا تھا کہ دکان بک گئی، دکان کا سارا سامان بیچنا پڑا اور اس کے بھائی بھاری قرض تلے دب

گئے، لیکن افسوس کہ کوئی دوا کارگر نہ ہوئی اور موصوف ۲۰۰۶-۷-۲۸ کو وفات پا گیا، وفات کے وقت اس کی عمر تقریباً چالیس سال تھی اور اس کے چار کم سن بچے تھے۔ ❶ دیکھیں جس دماغ کو استعمال کر کے وہ لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے اور خیانت کرتا تھا، وہی دماغ مفلوج ہو گیا اور کینسر جیسی موذی مرض میں مبتلا ہو گیا، اور حرام کے ذریعہ کمایا ہوا سارا مال اُسی کے علاج پر لگ گیا لیکن کوئی افاقہ بھی نہ ہوا، اور عین پختگی عمر میں چل بسا۔

ایک ٹیکس ڈرائیور دیانتداری کے سبب ستر ہزار ڈالر کا مالک بن گیا

یہ واقعاتی کہانی ہفت روزہ ''زندگی'' لاہور کے شمارہ ۲۲/فروری/۱۹۹۹ء میں شائع ہوئی تھی، انٹرویو ابوشیراز نے لیا تھا۔

کراچی سے تعلق رکھنے والا ایک اکیس سالہ نوجوان سید قرب احمد نیویارک کے ایک تعلیمی ادارے جمالوجیکل انسٹیٹیوٹ آف امریکہ میں ایک خصوصی کورس کر رہا تھا اور ویک اینڈ پر ٹیکسی چلاتا تھا، ٹیکسی چلاتے ہوئے اسے صرف تین ہفتے گزرے تھے کہ جولائی ۹۸ء کی ایک رات کو ساڑھے نو بجے اس نے اپنی شیورلیٹ ٹیکسی میں ایک حبشی بڑھیا کو اس کے سٹاپ پر اتارا اور کچھ فاصلہ آگے جا کر اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو پچھلی سیٹ پر بیگ نظر آیا جو وہ بڑھیا ٹیکسی سے اترتے ہوئے بھول گئی تھی، اس نے ٹیکسی روکی، بیگ کھول کر دیکھا تو وہ سو سو ڈالروں کے نوٹوں سے بھرا ہوا تھا۔

قرب احمد نے فوری طور پر پولیس سے رابطہ کیا، اسے تھانے میں بلا لیا گیا اور تھوڑی دیر کے بعد پولیس اس بڑھیا کو تلاش کر کے تھانے میں لے آئی، وہ اپنا بیگ دیکھ کر بے حد خوش ہوئی اور اس نے قرب احمد کو ڈھیروں دعائیں دے ڈالیں، اس بیگ میں ۳۲۸۵۹ ڈالر کی رقم تھی اور یہ اس کی عمر بھر کی کمائی تھی، چونکہ امریکہ میں بنک دیوالیہ

❶ مکافات عمل: ص ۲۸۶، ۲۸۷

ہوتے ہی رہتے ہیں، اس لئے لوگوں کا اعتماد بنکوں پر سے اٹھ گیا ہے اور یہ بڑھیا بھی اسی خوف سے اپنی جمع پونجی ایک بیگ میں ڈال کر ہر وقت اپنے پاس ہی رکھتی تھی۔

قرب احمد نے اتنی بڑی رقم واپس کر کے بڑھیا پر جو احسانِ عظیم کیا تھا اس کے شکریے کے طور پر اس نے قرب احمد کو کچھ رقم کی صورت میں اصرار کے ساتھ نقد انعام دینا چاہا، مگر قرب احمد نے کچھ بھی لینے سے انکار کر دیا، امریکہ کے ماحول اور معاشرے میں جہاں کسی کو دس ڈالر بھی مل جائیں تو وہ واپس نہیں کرتا، قرب احمد کی یہ مثال منفرد اور یکتا نوعیت کی تھی، چنانچہ مختلف سرکاری اداروں اور اخبارات اور عام میڈیا نے اس کی خصوصی قدر افزائی کی اور دوسرے ہی روز اخبارات کے کتنے ہی رپورٹر اور ٹی وی کے نمائندے آ گئے اور سب نے اس سے انٹرویو کئے اور اس نوجوان کی دیانت اور ایثار کی بہت تعریف وتوصیف کی۔

یہی نہیں بلکہ نیویارک کے میئر مسٹر جولیانی نے قرب احمد کو ملاقات کے لئے بلایا، اسے شیلڈ دی اور اس کی خاص حوصلہ افزائی کی، پولیس کمشنر نے اسے بلایا اور شیلڈ دی، انہی دنوں پاکستان کے مرکزی وزیر شیخ رشید وہاں گئے ہوئے تھے، انہوں نے نوجوان کو اپنے پاس بلایا، ۱۴/اگست کی پریڈ میں اسے شامل کر یا اور شیلڈ بھی عطا کی، پاکستانی کمیونٹی نے بھی اس کی عزت افزائی کی اور شیلڈ دی، وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف نے قرب احمد کو والدین اور بھائیوں سمیت سرکاری خرچ پر اسلام آباد بلایا اور اس کی خاص عزت افزائی کی۔

قرب احمد مرسیڈیز گاڑی چلایا کرتا تھا، چنانچہ مرسیڈیز والوں نے اسے ۹۸ ماڈل کی کار انعام میں دے دی اور دو سال کی انشورنس بھی کرادی، بہت سے افراد اور اداروں نے بھی اسے انعامات سے نوازا، چنانچہ مجموعی طور پر اسے گاڑی وغیرہ ملا کر تقریباً ستر ہزار ڈالر کے انعامات حاصل ہوئے، اس طرح مکافاتِ عمل کے تحت اس نے ۳۲۸۵۹ ڈالر

کی رقم واپس کی تھی اور ستر ہزار ڈالر کے قیمتی انعامات اور عزت وشہرت اسے حاصل ہو گئے اور اس طرح دیانت اور ایثار کا اسے نقد انعام مل گیا۔ ❶

ایک ہوٹل ملازم کی ایمانداری اور اس پر انعامات

عیسیٰ خان فائیو سٹار ہوٹل سرنیا (گلگت) میں اسسٹنٹ ایگزیکٹو ہاؤس کیپر ہیں، بیس سال پہلے انہوں نے ملازمت کا آغاز کیا تھا، ہوٹل کے کمروں کی نگرانی اور مہمانوں کو سہولتیں فراہم کرنا ان کے فرائض میں شامل ہے۔

اگست ۲۰۱۰ء کے اوائل میں کسی ''این جی او'' سے تعلق رکھنے والے چند جاپانی ہوٹل میں ٹھہرے، تین چار دن کے بعد ان میں سے ایک جاپانی کمرہ خالی کر کے چلا گیا۔ عیسیٰ خان اپنی ڈیوٹی کے مطابق کمرے میں گئے تا کہ کسی نئے آنے والے مہمان کے لیے کمرہ کا جائزہ لیں، کمرے کا سیف بند تھا، وہ کھولا گیا تو اس میں ایک چھوٹا سفری بیگ تھا جو سو کے ڈالروں سے بھرا ہوا تھا، عیسیٰ خان نے یہ بیگ ہوٹل کے جنرل مینیجر کے حوالے کیا، نوٹ گنے گئے تو یہ پچاس ہزار ڈالر تھے، جن کی مالیت اکتالیس لاکھ روپے بنتی ہے۔ تین چار دن کے بعد وہ جاپانی واپس آیا، وہ بہت پریشان تھا، ہوٹل انتظامیہ نے وہ رقم اس کے حوالے کر دی۔

یہ خبر جلد ہی دنیا بھر کے میڈیا میں پھیل گئی، سب سے پہلے ''سنڈے ٹیلی گراف'' نے عیسیٰ خان سے انٹرویو کیا، پھر آسٹریلیا، جاپان اور دیگر ممالک کے مختلف چینلز نے موصوف سے انٹرویو کئے، گورنر پنجاب نے فون کیا، انہیں لاہور بلایا اور لاہور کے تاجروں نے گورنر کی موجودگی میں عیسیٰ خان کو دس لاکھ روپے نقد اور ایک گولڈ میڈل انعام میں دیا، ہوٹل انتظامیہ نے عیسیٰ خان کے سارے بچوں (دو بیٹوں، تین بیٹیوں) کے کالج اور یونیورسٹی تک تعلیمی اخراجات برداشت کرنے کا اعلان کیا، اس ہوٹل کی

---

❶ مکافات عمل: ص ۴۵ تا ۴۷

انتظامیہ ہر سال اپنے کارکنوں کو بہترین کارکردگی پر ایوارڈ دیتی ہے، اب اس ایوارڈ کو عیسیٰ خان کے نام سے منسوب کیا گیا ہے، وزیراعظم پاکستان نے انہیں ۱۴/اگست کو تمغہ امتیاز سے نوازا۔ عیسیٰ خان مذہبی ذہن کا، دیانت دار اور بہت شریف الطبع انسان ہے۔ ❶

دراہم اور دینار سے بھری تھیلی واپس کردی اور انعام بھی نہ لیا

محمد بن سہل بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ کے راستہ میں جارہا تھا، میں نے دیکھا کہ ایک مغربی شخص ایک خچر پر سوار ہے اور اس کے آگے ایک شخص یہ اعلان کرتا جاتا ہے کہ (ایک ہمیانی کھوئی گئی) جو شخص ہمیانی کا پتہ بتادے اس کو سو اشرفیاں میں اپنے پاس سے دوں گا، اس لیے کہ اس ہمیانی میں امانتیں تھیں (ہمیانی روپیہ اشرفیاں رکھنے کی تھیلی ہوتی ہے جو کمر سے باندھی جاتی ہے۔) اس اعلان پر ایک لنگڑا شخص جس کے اوپر بہت پھٹے پرانے کپڑے تھے، اس مغربی کے پاس آیا اور اس نے اس ہمیانی کی علامتیں پوچھیں کہ کیسی تھی؟ مغربی نے اس کی علامتیں بتائیں اور کہا کہ اس میں بہت سے آدمیوں کی امانتیں رکھی ہوئی ہیں۔ لنگڑے نے پوچھا کہ کوئی شخص یہاں ایسا ہے کہ لکھنا پڑھنا جانتا ہو۔ محمد بن سہل رحمہ اللہ نے کہا کہ میں جانتا ہوں، وہ لنگڑا ہمیں تینوں کو اپنے ساتھ الگ ایک طرف کو لے گیا اور ایک ہمیانی نکال کر دکھائی۔ وہ مغربی اس کے اندر کی چیزیں بتاتا رہا کہ دو دانہ فلاں عورت فلاں کی بیٹی کے پانچ سو اشرفی کے بدلہ میں رکھے ہیں اور ایک دانہ (عدد) فلاں شخص کا سو اشرفی میں رکھا ہے۔ اسی طرح ایک ایک چیز وہ گنواتا رہا اور میں اس کے اندر رکھی ہوئی چیزوں کو پڑھ کر بتاتا رہا کہ وہ یہ ہے، وہ یہ ہے۔ اس مغربی نے اس ہمیانی کی سب چیزیں شمار کرا دیں۔ وہ سب کی سب اس میں سے پوری نکلیں۔ جب سب صحیح صحیح نکل آیا تو اس لنگڑے نے وہ ہمیانی مغربی کے حوالہ کردی۔ اس نے اپنے وعدہ کے موافق اپنے

❶ مکافات عمل: ص ۳۶، ۳۷

پاس سے سو دینار (اشرفیاں) نکال کر اس لنگڑے کو دیں۔ اس نے لینے سے انکار کر دیا اور یہ کہا کہ اگر اس ہمیانی کی قدر میری نگاہ میں دو مینگنیوں کے برابر بھی ہوتی تو شاید تم اس کو نہ پا سکتے، ایسی چیز پر کیا معاوضہ لوں جس کی قیمت میرے نزدیک دو مینگنیاں بھی نہیں ہے؟ اور یہ کہہ کر وہ لنگڑا چل دیا اور ان سو اشرفیوں کی طرف نگاہ بھر کر بھی نہ دیکھا۔ ❶

محمد دین نے دیانتداری کے سبب زائد رقم لینے سے انکار کر دیا

ایک شخص محمد دین نے ضلع لدھیانہ کے کسی گاؤں میں آٹا پیسنے کی مشین لگائی ہوئی تھی۔ مشین خریدنے کی اصل رسید بھی درخواست کے ساتھ منسلک تھی۔ ہمارا بورڈ پانچ ہزار روپے سے زیادہ مالیت کے اثاثوں کا فیصلہ کرتا تھا۔ میں نے محمد دین سے کہا: اگر اس نے اپنی مشین کی قیمت دو ہزار دو سو کی جگہ پانچ ہزار روپے درج کی ہوتی تو بورڈ اسے ضرور معاوضہ دے دیتا کیوں کہ اس کے کاغذات بڑے صاف ہیں۔ اس نے جواب دیا اچھا میری قیمت ہی دو ہزار دو سو روپے ہے تو میں پانچ ہزار کیسے لکھ دیتا۔ میں نے کہا: تم نے یہ مشین آٹھ برس پہلے خریدی تھی، اب تو قیمتیں بڑھ گئی ہیں۔ اب تو اس کی قیمت پانچ ہزار سے بھی اوپر ہوگی۔ محمد دین ہنسا، صاحب! آپ بھی بڑے بھولے ہیں پرانی ہو کر تو مشین کی قیمت گھٹتی ہے بڑھا نہیں کرتی۔ محمد دین کو ہم کچھ نہ دے سکے لیکن وہ ہمیں بہت کچھ دے گیا۔ صبح سے لے کر شام تک ہمارے بورڈ کو جھوٹ فریب اور لالچ کے جس طوفان بے تمیزی کا سامنا کرنا پڑتا تھا، اس ماحول میں محمد دین جیسے انسان، دیانت، امانت اور پاکیزگی کے وہ ستون تھے جن کی برکت سے قومیں زندہ رہتیں اور پروان چڑھتی ہیں۔ ❷

---

❶ فضائل صدقات: ساتویں فصل، ص: ۳۷۰، ۳۷۱

❷ شہاب نامہ، ص ۵۷۱، ۵۷۲

دیانت داری کے سبب ڈرائیور نئی کار کا مالک بن گیا

غلام فرید صاحب آبائی طور پر چنیوٹ سے تعلق رکھتے ہیں۔ آج کل کینال ویو لاہور میں رہتے ہیں، وہ ۲۰۰۰ء سے ۲۰۰۳ء تک ابوظہبی میں گاڑیوں کا کاروبار کرتے رہے ہیں، انہوں نے بتایا کہ: ۲۰۰۲ء کی بات ہے ایک پاکستانی پٹھان کرائے کی ٹیکسی چلاتا تھا، ایک روز اس کی ٹیکسی میں کسی مسافر کا بیگ رہ گیا، جس میں بہت بھاری رقم موجود تھی، بیگ کسی امیر عرب شیخ کا تھا جو ابوظہبی کے حاکم شیخ زاید کا قریبی رشتہ دار تھا۔

پٹھان ٹیکسی ڈرائیور نے کوشش کر کے بیگ اصل مالک کو پہنچا دیا، شیخ زاید نے انعام کے طور پر اسے نئی کار عطا کر دی اور کفالت مستقل طور پر معاف کر دی، یہ ٹیکسی ڈرائیور اپنے کفیل کی زیادتیوں سے بہت پریشان رہا کرتا تھا، مگر اللہ نے اس کی ایمانداری کے صلے میں ساری شکایتیں دور فرما دیں۔ ❶

ایک فقیر کی ایمانداری

جامع مسجد دہلی کے دروازے پر ایک معذور آدمی بیٹھا بھیک مانگ رہا تھا، ایک انگریز وہاں مسجد کو دیکھنے کے لئے آیا، ہم نے بھی دیکھا کہ جامع مسجد کو انگریز دیکھنے کے لئے آتے جاتے ہیں، وہ انگریز بڑا عہدہ رکھتا تھا، جب وہ اس فقیر کے پاس سے گزرا تو اس نے سلوٹ مارا تا کہ کچھ دے جائے، چنانچہ اس انگریز نے اسے کچھ پیسے دے دیئے، انگریز باہر کھڑے ہو جاتے ہیں جوتوں کی جگہ پر، اندر داخل نہیں ہوتے، مسجد کے نقش ونگار اور عظمت ایسی ہوتی ہے کہ اللہ کے گھر کے سامنے ہی انہیں سکون مل جاتا ہے، وہ انگریز مسجد کو دیکھ کر چلا گیا، گھر جا کر اسے معلوم ہوا کہ جس بٹوے سے پیسے نکال کر دیئے تھے وہ بٹوا جیب میں نہیں ہے، پیسے بھی کافی تھے اور پتہ بھی نہیں کہ کہاں گرے ہوں گے، خیرات آئی گئی ہوگئی۔

❶ مکافات عمل: ص ۵۷، ۵۸

ایک ہفتہ بعد پھر اسے چھٹی ہوئی، اس کی بیوی نے کہا کہ تم مسجد دیکھ کر آئے تھے مجھے بھی دکھاؤ، چنانچہ چھٹی والے دن وہ اپنی بیوی کو لے کر پھر مسجد دیکھنے کے لئے آیا، جب وہ انگریز اس معذور فقیر کے پاس سے گزرنے لگا تو وہ فقیر فوراً کھڑا ہو گیا اور اس سے کہا آپ پچھلی دفعہ آئے تھے، مجھے پیسے دیئے تھے اس کے بعد آپ بٹوا جیب میں ڈالنے لگے، تھوڑی دور آگے جا کر بٹوا گر گیا اور میں نے اٹھا لیا، یہ بٹوا میرے پاس آپ کی امانت ہے، یہ میں آپ کے حوالے کرتا ہوں۔

انگریز نے بٹوے کو کھول کر دیکھا تو پیسے بالکل پورے تھے، حیران ہو کر وہ سوچنے لگا کہ بٹوا تو دے دیتا، مگر اس کے اندر کی کچھ رقم نکال سکتا تھا، مجھے امید تو یہی تھی، یہ کیا ہوا کہ سارے کے سارے پیسے مجھے من وعن واپس کر دیئے۔ اس نے اس فقیر سے پوچھا: آخر کیا بات ہے کہ تم نے کچھ بھی پیسے اپنے پاس نہ رکھے؟ وہ معذور فقیر کہنے لگا: بات یہ ہے کہ قیامت کے دن ہر آدمی اپنے نبی کے پیچھے ہوگا، جماعتوں کی صورت میں انبیاء کرام علیہم السلام کے پیچھے چل رہے ہوں گے، جب میں نے بٹوا اٹھایا تو میرا جی تو چاہتا تھا کہ میں اسے لے لوں مگر پھر مجھے خیال آیا کہ ہر کام اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے۔ اگر میں یہ پیسے رکھ لوں گا اور کل قیامت کے دن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑا ہوں گا اور آپ حضرت عیسی علیہ السلام کے پیچھے کھڑے ہوں گے، اس وقت ایسا نہ ہو کہ آپ کے نبی میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گلہ دیں کہ آپ کے امتی نے میرے امتی کے پیسے لے لئے تھے، یہ سوچ کر میں نے اس میں کوئی خیانت نہ کی اور آپ کے پیسے میں نے آپ کو لوٹا دیئے ہیں، کاش! ہمیں دہلی کے اس معذور وفقیر جیسی محبت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو جاتی۔

دیکھیں اس فقیر کی امانت ودیانت کہ باوجود ضرورت مند ہونے کے اور مال بھی غیر مسلم کا لیکن پھر بھی سارا مال واپس لوٹا دیا۔ اندازہ کریں کہ فقیر ہو کر بھی دیانت داری اور خشیتِ الٰہی کس درجہ کی ہے۔ ❶

---

❶ خطبات فقیر: عشق رسول: ج ۲ ص ۱۱۲، ۱۱۳

ایمانداری کی برکت اور بے ایمانی کی نحوست

وزیر آباد سے میرے دو رشتہ دار آئے تھے۔انہوں نے بتایا کہ وہاں گوجروں کا ایک خاندان ہے، سات آٹھ بھائی ہیں ان میں شوکا اور کرامت دھڑلے سے دودھ میں پانی ملاتے ہیں، نتیجہ یہ کہ دونوں کی بھینسیں مرتی ہی رہتی ہیں، ایک مرتبہ کرامت کی اکٹھی سات بھینسیں مرگئی تھیں، شوکا کی بھی برسات کے دنوں میں کرنٹ لگنے سے دو تین بھینسیں مرجاتی ہیں، لیکن دونوں بھائی بے ایمانی کا عمل ترک کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے ،اس کے برعکس میرے عزیزوں نے بتایا، چودھری ثناء اللہ چیمہ کی تقریباً تین سو بھینسیں ہیں، لیکن ان کے ہاں دودھ میں پانی نہیں ملایا جاتا، نتیجہ یہ کہ گاہکوں کی قطار لگی رہتی ہے، اللہ نے ان کے رزق میں خاص برکت عطا کی ہوئی ہے اور ان کے جانوروں کا کبھی نقصان نہیں ہوتا۔ ❶

ڈیوٹی کے اوقات میں مسلسل موبائل پر مصروف رہنا

موبائل کے ذریعہ کتنے لوگوں کی حلال کی کمائی میں حرام کی آمیزش وملاوٹ آگئی ہے، وہ اس طرح کہ ڈیوٹی کے ٹائم میں فون آتے ہیں اور فون جاتے ہیں، ڈیوٹی پر بیٹھے ہیں، گھر والوں سے بھی کنکشن جڑا ہوا ہے، یار دوستوں سے بھی گپ شپ ہو رہی ہے، اور تنخواہ پوری وصول کی جارہی ہے۔ اگر موبائل پر کی جانی والی اس گفتگو کو گھنٹوں پر جوڑا جائے تو ہر مہینہ کئی دن ایسے ضرور ہوجائیں گے جن میں ڈیوٹی پر کام کے بجائے وقت خارجی فون پر ضائع کیا گیا اور ظاہر میں ڈیوٹی پر موجود بھی ہیں، مگر کام ملازمت کا نہیں بلکہ اپنا ذاتی کیا، ڈیوٹی کے اوقات میں مسلسل بات چیت میں مشغول ہونا اور اپنے کام کی طرف توجہ نہ کرنا، اِس سے کمائی مشکوک ہوجاتی ہے، اِس سے گریز کرنا چاہیے، تاکہ رزق خالص ہو اور نیک اعمال کی توفیق ہو۔

---

❶ مکافات عمل: ص ۴۵۱

الیکٹریشن کی ایمانداری کے سبب ڈیڑھ سو مکانوں کا ٹھیکہ مل گیا

ٹرانسپورٹ کی ایک بڑی کمپنی نے اپنے ملازمین کے لیے ۱۵۰ مکانات تعمیر کرائے، دوران تعمیر بجلی کے کام کے لیے مختلف کاریگروں سے رابطہ کیا گیا، ارادہ تھا کہ کسی ایک اچھے مکینک کو تمام مکانات میں بجلی کے کام کا ٹھیکہ دیدیا جائے، کمپنی نے مختلف کاریگروں سے اسٹیمیٹ لگوایا کہ فی مکان کتنی تار درکار ہوگی۔

انہی کاریگروں میں محمد منیر نامی الیکٹریشن بھی تھا جو صوم وصلوۃ کا پابند اور باشرع آدمی ہے، جب کمپنی نے اس کا انٹرویو لیا تو اس نے کہا فی مکان ۵۰۰ گز تار استعمال ہوگی، کمپنی نے یہ سن کر کہا کہ آپ شاید بجلی کے کام سے واقف نہیں، منیر صاحب نے کہا میری ساری زندگی اسی کام میں صرف ہوئی ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ میں اس کام سے واقف نہیں، میں نے یہ ۵۰۰ گز تار بھی پوری تسلی کے بعد بتائی ہے جس میں سے کچھ بچ بھی جائے گی، کمپنی نے کہا اچھا آپ ایک مکان کی وائرنگ کر کے دکھائیں، منیر صاحب نے جب ایک مکان کی وائرنگ مکمل کی تو پتہ چلا کہ صرف ۴۵۰ گز تار استعمال ہوئی ہے، کمپنی والوں نے کہا ہم نے تو جس الیکٹریشن سے بھی بات کی اس نے کہا فی مکان کم از کم ۱۵۰۰ گز تار لگے گی۔

کمپنی نے منیر صاحب کی ایمانداری کو دیکھ کر نہ صرف انہیں ۱۵۰ مکانات کی بجلی کے تمام کاموں کا ٹھیکہ دیدیا بلکہ حسب خواہش تنخواہ پر اپنے ہاں سپروائزر کے طور پر مستقل ملازم بھی رکھ لیا، منیر صاحب نے اپنے جدید وقدیم تمام شاگردوں کو اس بڑے ٹھیکہ میں کھپا دیا۔ ❶

سچ ہے کہ ایسے ایماندار لوگ زمین پر آفتاب ومہتاب کی مانند ہیں، منیر صاحب اس پُرفتن دور میں واقعی منیر ہیں، جن کی روشنی ہمیں بھی ایمانداری کا درس دیتی ہے، تو ایمانداری پر اللہ نے کتنا انعام دیا کہ ۱۵۰ مکانوں کا ٹھیکہ بھی مل گیا اور مستقل اپنی کمپنی

❶ انمول واقعات: ۲۹۵

میں الیکٹرک کے کام کے لیے سپروائزر کے طور پر مقرر ہوگئے۔ جیسے امانت ودیانت کا ثمرہ بسااوقات دنیا میں ملتا ہے اسی طرح خیانت کی سزا بھی بسااوقات دنیا میں مل جاتی ہے، اوروہ آنے والوں کے لیے عبرت کا نشان بن جاتا ہے۔

کاروبار میں خیانت کی دنیاوی سزا

ڈاکٹر عبدالغنی فاروق صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے ۱۹۵۹ء میں میٹرک کیا اور جناح اسلامیہ کالج سیالکوٹ میں داخلہ لے لیا، چونکہ گاؤں سیالکوٹ سے خاصا دور تھا، اس لیے عام حالات میں روزانہ ریل گاڑی سے سفر کر لیتا تھا، لیکن سردیوں میں مجھے مجبوراً شہر ہی میں قیام کرنا ہوتا تھا۔ پہلے سال کی بات ہے میں سمبڑیال کے ایک کلاس فیلو کے ساتھ ان کے رشتہ داروں کے ایک مکان میں مقیم تھا، یہ کمرہ غلہ منڈی سیالکوٹ میں تھا اور اس میں چارپائیوں کے نیچے کسی چیز سے بھری ہوئی بوریاں بھی پڑی ہوئی تھی۔

میں نے اپنے دوست سے ایک روز پوچھا کہ ان بوریوں میں کیا ہے؟ تو اس نے راز داری سے کہا کہ ان بوریوں میں چائے کا پھوگ ہے، اس مکان کے مالک فلاں شیخ صاحب ہیں، وہ ہوٹلوں سے استعمال شدہ چائے خرید لیتے ہیں اور پھر اصل چائے میں ملا کر فروخت کرتے ہیں، ان کا اشیائے خورد ونوش کی تھوک کا کاروبار ہے۔ یہ شیخ صاحب بظاہر بہت ہی نیک اور پارسا تھے، متشرع داڑھی تھی، سر پر جناح کیپ رکھتے تھے اور دینی تبلیغ کا خاصا اہتمام بھی کرتے تھے، لیکن افسوس کہ وہ حرام حلال کی چنداں پرواہ نہ کرتے تھے۔ چنانچہ میں نے اس ظلم کا وبال ان پر اس طرح پڑتے ہوئے دیکھا کہ ان کے بڑے بیٹے صفدر کی کمر پر پھوڑا نکل آیا جو ہزار علاج کے باوجود ٹھیک نہ ہوا اور اسی عارضے میں یہ خوبصورت نوجوان عین جوانی میں جان ہار گیا۔ مجھے اس امر میں ہرگز کوئی شبہ نہیں کہ یہ المیہ شیخ صاحب موصوف کی بے ایمانی اور حرام خوری کی وجہ سے رونما ہوا۔ ❶

---

❶ مکافات عمل: ص ۱۱

امانت کی ادائیگی کا ایمان افروز واقعہ

مولانا غازی احمد صاحب ایک ہندو گھر آنے میں پیدا ہوئے۔ تیرہ سال کی عمر میں انہوں نے اسلام قبول کیا۔ان کے والداین اور سارا خاندان متعصب ہندو تھے،جس کی وجہ سے انہیں بڑی تکالیف سہنا پڑیں۔انہوں نے اسلام قبول کرنے اور اپنی زندگی کی ایمان افروز داستان'' مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّوْر '' کے نام سے لکھی ہے، جس کا کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔جب ہندو 1947ء میں بھارت ہندوستان منتقل ہورہے تھے،اس زمانے کا وہ اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: لوگ جب کیمپ میں منتقل ہورہے تھے میری خالہ والدہ صاحبہ کی وساطت سے ایک بوری میں لپٹا ہوا کچھ مال میرے پاس بطورامانت رکھا کہ اگر ہم چکوال کیمپ میں زندہ بچ گئے تو اپنا مال واپس لے لیں گے،اگر ہم مارے گئے تو یہ مال تمہارے کام آئے گا۔ میں نے کہا: خالہ جان !اللہ تعالی آپ کو سلامت رکھے، میں مال کا طالب نہیں ہوں۔ میں نے یہ مال صوفی جان میاں محمد صاحب کو بتایا اور سامان ان کے گھر رکھ دیا۔ایک روز میں نے صوفی صاحب سے کہا دیکھیں تو سہی بوری میں کیا ہے؟ آپ کھول کر دیکھا تو کپڑے میں تقریباً سونا ۸۰ پونڈ اور تقریباً بیس بائیس سیر چاندی تھی۔ مال کو اسی طرح باندھ کر بوری میں لپیٹ دیا گیا۔

ایک دن شام کے وقت اطلاع ملی کہ صبح چکوال سے ایک سپیشل ٹرین کیمپ والوں کو لے کر انڈیا جارہی ہے، مجھے فوراً امانت کا خیال آیا،صوفی صاحب بھی گھر پر نہ تھے،اللہ تعالی پر توکل کرتے ہوئے امانت کو سائیکل پر باندھا اور چکوال روانہ ہو گیا۔سورج غروب ہو چکا تھا،اس دور میں راستہ بھی غیر محفوظ تھا۔ چکوال کے راستے میں ایک دو جگہ سکھوں کی لاشیں دیکھ چکا تھا،مگر ضمیر کی آواز تھی کہ جلد چکوال پہنچ کر امانت خالہ کے حوالے کروں۔عشاء کے وقت کیمپ میں پہنچ گیا۔فوجی حضرات نے پوچھا: دیر سے

آ ئے ہو، میں نے کہا: ایک ضروری کام تھا۔ جب میں کیمپ میں داخل ہوا تو میری خالہ اور خالو بہت خوش ہوئے کہ بھگوان کی دیا سے ہمارا مال پہنچ گیا ہے۔ کیمپ کے ہندو حضرات جمع ہو گئے ۔ میں نے سائیکل سے امانت کھول کر خالو صاحب کے حوالے کی کہ اپنا مال دیکھ لیں۔ تمام حضرات میری دیانت داری پر بہت خوش ہوئے۔ ایک صاحب فرمانے لگے: ہندو خون ہے، دیانت داری کیوں نہ ہو، میں نے کہا: جی حضرت آپ غلط کہہ رہے ہیں، اگر میں مسلمان نہ ہوتا تو یہ مال کب کا ٹھکانے لگ چکا ہوتا، اسلام نے مجھے سکھایا ہے کہ امانت میں خیانت قبیح ترین جرم ہے، حق دار کو اس کا حق صحیح وسالم واپس کرو، خدا کا شکر ہے کہ میں مسلمان تھا اور آپ کا یہ حق واپس کر رہا ہوں ۔ وہ صاحب کہنے لگے اگر تمام مسلمان تمہاری طرح ہوتے تو شاید ہمیں اپنا حق اور علاقہ چھوڑ کر نہ جانا پڑتا۔ والدہ صاحبہ بہت خوش تھیں کہ تو نے میری عزت میں اضافہ کر دیا۔ میں خود بھی امانت واپس کر کے بہت خوش تھا کہ الحمدللہ میں نے بددیانتی کا ارتکاب کر کے اسلام کے مقدس دامن کو داغدار نہیں کیا۔ اللہ تعالی مجھے حرام رزق سے بچائے۔ (1)

تو ایمانداری کا انعام آخرت میں تو یقینی طور پر ملے گا، اللہ رب العزت بسااوقات دنیا میں بھی دیتا ہے اور خیانت کی سزا بھی بسااوقات دنیا میں ملتی ہے، اس لئے خیانت سے بچیں، ہر موقع پر ایمانداری کو اپنائیں، اس سے زندگی بھی بنے گی اور آخرت بھی۔ دنیا میں اللہ اور اُس کے حبیب کی خوشنودی حاصل ہوگی، مال میں برکت ہوگی، لوگوں میں نیک نامی ہوگی، ہر آئے دن کاروبار میں اضافہ ہوگا، رفتہ رفتہ یہ دیانت داری ایک نام کما لے گی اور پھر بعد میں نسلیں بھی اُس نام کی وجہ سے کھائیں گی، گویا امانت داری کے ثمرات نسلوں میں چلتے ہیں اور خیانت کی نحوست بھی بعد والوں میں سرایت کر جاتی ہے۔ اللہ تعالی عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(1) من الظلمات الی النور، ص: ۱۶۰

۲۸......ایثار وہمدردی کی اہمیت وفضیلت نصوص اور واقعات کے تناظر میں

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہُ وَنَسْتَعِینُہُ وَنَسْتَغْفِرُہُ وَنَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.أمّابعد:فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

قَالَ اللّٰهُ تبارک وَتَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾(المائدة: ۲)

وَفِیْ مَقَامٍ آخَرَ:

﴿وَالَّذِينَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (الحشر: ۹)

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَايَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ،وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهِ،وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً،فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ،وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.(۱)

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ،يَشُدُّ بَعْضُهُ

(۱) صحیح البخاری: کتاب المظالم والغصب،باب: لایظلم المسلم المسلم ولا یسلمه،رقم الحدیث: ۲۴۴۲

بَعْضًا، ثُمَّ شَبَّکَ بَیْنَ أَصَابِعِهٖ. ❶

میرے انتہائی واجب الاحترام، قابلِ صد احترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں!

میں نے جن آیات اور احادیث کا تذکرہ کیا ان میں ایثار کا درس دیا ہے، ایثار کہتے ہیں کہ دوسروں کی خواہش اور حاجت کو اپنی خواہش وحاجت پر ترجیح دینا، یعنی اپنے مفاد کو دوسرے کے مفاد پر قربان کر دینے کا نام ''ایثار'' ہے۔ یہ ایک بہت اعلیٰ صفت ہے اور تمام اوصافِ حمیدہ کی اصل یہی ہے۔ ہمدردی، عفوودرگزر، صبر وتحمل، سخاوت وشجاعت، عدل وانصاف، امانت و دیانت وغیرہ جتنے بھی اوصاف ہیں، درحقیقت سب کے پیچھے ''ایثار'' کا ہی وصف کارفرما ہوتا ہے، یہ جڑ ہے اور سب اوصاف اسی میں سے پھوٹتے ہیں، حقیقی معنی میں عظیم ہے وہ شخص جو ''ایثار'' کرتا ہے۔ حقیقت میں کوئی بھی بڑا کام ایثار کے جذبے کے بغیر پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچتا، اس کی ضد ''خودغرضی'' ہے، جوسب رذائل کی جڑ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ میں ایثار کا وصف ایک نمایاں حیثیت رکھتا ہے، اس کا اثر ہر موقعہ پر نظر آتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری حیاتِ طیبہ ایثار سے عبارت ہے۔

ایثار کی اہمیت وفضیلت کا اندازہ آنے والے صفحات میں آیات، احادیث، اقوالِ سلف اور واقعات سے ہوگا۔

قرآنِ کریم کی روشنی میں ایثار وہمدردی کی اہمیت وفضیلت

نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا

❶ صحيح البخاري: كتاب الآداب، باب تعاون المؤمنين بعضهم بعضاً، رقم الحديث: ٦٠٢٦

اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾(المائدة: ۲)

ترجمہ: اور نیکی اور تقوی میں ایک دوسرے کیساتھ تعاون کرو، اور گناہ اور ظلم میں تعاون نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے۔

مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾(الحجرات: ۱۰)

ترجمہ: حقیقت تو یہ ہے کہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں، اس لیے اپنے دو بھائیوں کے درمیان تعلقات اچھے بناؤ، اور اللہ سے ڈرو تاکہ تمہارے ساتھ رحمت کا معاملہ کیا جائے۔

تنگدستی کے باوجود ایثار وہمدردی

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِي صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوْقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (الحشر: ۹)

ترجمہ: (اور یہ مال فیء) ان لوگوں کا حق ہے جو پہلے ہی سے اس جگہ (یعنی مدینہ میں) ایمان کے ساتھ مقیم ہیں۔ جو کوئی ان کے پاس ہجرت کے آتا ہے یہ اس سے محبت کرتے ہیں، اور جو کچھ ان (مہاجرین) کو دیا جاتا ہے، یہ اپنے سینوں میں اس کی کوئی خواہش بھی محسوس نہیں کرتے، اور ان کو اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں، چاہے ان پر تنگ دستی کی حالت گزر رہی ہو۔ اور جو لوگ اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ ہو جائیں، وہی ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔

ایثار و ہمدردی میں لوگوں کے مختلف احوال وطبائع

علامہ ابن العربی مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۳ھ) لکھتے ہیں:

ایثار یہ ہے کہ دنیاوی چیزوں میں آخرت کی طرف رغبت کرتے ہوئے دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دی جائے اور یہ وصف نفس کی قوت، شدت محبت اور مشقت پر صبر کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور ایثار کرنے والوں کے احوال کے اختلاف سے ایثار مختلف ہوتا ہے، جیسا کہ روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ان کا سارا مال قبول فرمالیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کا نصف مال قبول کیا اور حضرت ابولبابہ اور حضرت کعب رضی اللہ عنہما سے تہائی مال قبول کیا، کیونکہ ان کا درجہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے کم تھا اور اس میں کوئی خیر نہیں ہے کہ ایک شخص پہلے صدقہ کرے پھر نادم ہو اور ندامت کی وجہ سے اس کا اجر ضائع ہو جائے۔ ❶

امام قرطبی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۱ھ) لکھتے ہیں:

اگر یہ کہا جائے کہ احادیث صحیحہ میں اس سے منع کیا گیا ہے کہ انسان اپنا تمام مال صدقہ کردے، اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ یہ اس شخص کے لیے منع ہے جو فقر پر صبر نہ کرسکتا ہو اور اس کو یہ خطرہ ہو کہ وہ اپنا تمام مال صدقہ کرنے کے بعد بھیک مانگنا شروع کردے گا، لیکن جن انصار کے ایثار کرنے کی اللہ تعالیٰ نے تعریف اور تحسین کی ہے ان کی یہ صفت نہ تھی، ان کے لیے مال رکھنے کے بجائے دوسروں کو دینا افضل تھا اور مال رکھنا ان کے لیے افضل ہے جو صبر نہیں کرسکتے اور وہ بھیک مانگنے کے در پے ہو جائیں گے۔ ❷

---

❶ أحكام القرآن: سورة الحشر، ج۴ ص ۲۲۰

❷ تفسير القرطبي: سورة الحشر، ج۱۸ ص۲۷

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں ایثار و ہمدردی کی اہمیت وفضیلت

ایک حقیقی مسلمان کے اوصاف

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْـمُسْـلِـمُ أَخُـو الْـمُسْلِمِ لَایَظْلِمُهُ وَلَایُسْلِمُهُ،وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَـانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ،وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً،فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ،وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ❶

ترجمہ: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اسے کسی ہلاکت میں ڈالتا ہے، جو آدمی اپنے کسی مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے تو اللہ اس کی ضرورت پوری فرمائے گا، اور جو آدمی اپنے کسی مسلمان بھائی سے کوئی مصیبت دور کرے گا تو قیامت کے دن اللہ عزوجل اس کی مصیبتوں میں سے کوئی مصیبت دور کرے گا ،اور جو آدمی اپنے کسی مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کرے گا تو اللہ عزوجل قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

ایک مؤمن دوسرے مؤمن کیلئے بمنزلہ عمارت کے ہے

حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًاثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ. ❷

ترجمہ: مؤمن (دوسرے) مؤمن کیلئے عمارت کی مانند ہے کہ اسکا ایک حصہ دوسرے

---

❶ صحیح البخاری: کتاب المظالم والغصب،باب: لایظلم المسلم المسلم ولا یسلمه،رقم الحدیث: ۲۴۴۲

❷ صحیح البخاری: کتاب الآداب،باب تعاون المؤمنین بعضهم بعضاً،رقم الحدیث: ۶۰۲۶

حصہ کوتقویت دیتا ہے، پھر آپ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے میں داخل کر کے بتلایا۔

چاروں طرف سے دیواریں آپس میں جڑی ہوئی ہیں تو یہ ایک دوسرے کیلئے سہارا ہیں، پھر یہ دیوریں چھت کوسہارا دے رہی ہیں، اسی طریقے سے اہل ایمان خواہ مختلف علاقوں اور قبائل سے تعلق رکھتے ہوں، لیکن وہ ایسے ہی ہیں جیسے ایک عمارت ہے، لہذا وہ ایک دوسرے کومضبوط کرنے کا ذریعہ بنیں گے۔

مسلمانوں کی مثال ایک فرد کی طرح ہے

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْمُسْلِمُونَ كَرَجُلٍ وَاحِدٍ،إِنِ اشْتَكَى عَيْنُهُ اشْتَكَى كُلُّهُ،وَإِنِ اشْتَكَى، رَأْسُهُ اشْتَكَى كُلُّهُ. ❶

ترجمہ: مسلمان بندے ایک فرد واحد کی طرح ہے، اگر آدمی کی آنکھ دکھتی ہے تو اسکا سارا جسم دکھنے لگ جاتا ہے، اور اگر اسکے سر میں تکلیف ہوتی ہے تو اسکے سارے جسم کو تکلیف ہوتی ہے۔

ایمان کا معیار

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ. ❷

❶ صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب تراحم المؤمنين وتعاطفهم وتعاضدهم، رقم الحديث: ٢٥٨٦

❷ صحيح البخاری: كتاب الإيمان، بَابٌ: مِنَ الإِيمَانِ أَنْ يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ، رقم الحديث: ١٣

ترجمہ:تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اپنے بھائی کے لیے وہ پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

اللہ رب العزت کن لوگوں پر رحم وشفقت فرماتا ہے

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَایَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَایَرْحَمُ النَّاسَ. ❶

ترجمہ: جولوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ اس پر رحم نہیں کرتا۔

اسی طرح ایک اور روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ. اِرْحَمُوا أَهْلَ الْأَرْضِ يَرْحَمُكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ. ❷

ترجمہ: راحمین وہ لوگ ہیں جن پر رحمان رحم کرتا ہے،تم اہل زمین پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

مستحق افراد کی اہلِ خیر کی طرف رہنمائی کرنے والے کی فضیلت

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کیا، میری سواری ہلاک ہوگئی ہے، آپ مجھے سوار کر دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس تو کوئی سواری نہیں ہے، ایک شخص نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں اس کی اس آدمی کی طرف راہنمائی کرتا ہوں جو اسے سواری دے دے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

❶صحيح البخاري: كتاب التوحيد،بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تبَارَكَ وَتَعَالَى:قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ أَيًّا مَا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى،رقم الحديث: ٧٣٧٦

❷سنن أبي داود: كتاب الأدب،باب في الرحمة،رقم الحديث: ٤٩٤١

مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ. ❶

ترجمہ: جس آدمی نے کسی کی نیکی پر راہنمائی کی تو اس کے لئے اس عمل کرنے والے کے مثل اجر وثواب ہوگا۔

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ :رَدُّ السَّلَامِ،وَعِيَادَةُ المَرِيضِ،وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ،وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ،وَتَشْمِيتُ العَاطِسِ. ❷

ترجمہ: مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں، سلام کا جواب دینا، مریض کی عیادت کرنا، جنازوں کے پیچھے چلنا، دعوت کا قبول کرنا، چھینکنے والے کو جواب دینا۔

لوگوں میں بہترین اور بدترین انسان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی ایک مجلس کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا:

أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِكُمْ مِنْ شَرِّكُمْ؟

ترجمہ: کیا میں تمھیں خبر نہ دوں تم سے بہترین اور بدترین کے بارے میں؟

تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین خاموش ہوگئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تین مرتبہ کہا، تو ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! جی ہاں! ہمیں ہم میں سے بہترین اور بدترین کے بارے بتاؤ، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

❶صحيح مسلم: كتاب الإمارة، بَابُ فَضْلِ إِعَانَةِ الْغَازِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِمَرْكُوبٍ وَغَيْرِهِ، وَخِلَافَتِهِ فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ، رقم الحديث: ١٨٩٣

❷صحيح البخاري: كتاب الجنائز، باب الأمر باتباع الجنائز، رقم الحديث: ١٢٤٠

خَيْرُكُمْ مَنْ يُرْجَى خَيْرُهُ وَيُؤْمَنُ شَرُّهُ، وَشَرُّكُمْ مَنْ لَا يُرْجَى خَيْرُهُ وَلَا يُؤْمَنُ شَرُّهُ. ❶

ترجمہ: تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جن سے خیر کی امید رکھی جاتی ہے اور اسکے شر سے لوگ محفوظ ہوتے ہیں، اور تم میں سے بدترین وہ لوگ ہیں جن سے خیر کی امید نہیں رکھی جاتی اور ان کے شر سے لوگ محفوظ نہیں ہوتے۔

حاجت مند مسلمان کی مدد کرنا صدقہ ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ.

ترجمہ: ہر مسلمان پر صدقہ واجب ہے۔

لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! جس کے پاس مال نہ ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَعْمَلُ بِيَدِهِ، فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ.

ترجمہ: اپنے ہاتھ سے کام کرے اور خود بھی نفع اٹھائے اور خیرات کرے۔

لوگوں نے کہا: اگر یہ بھی میسر نہ ہو، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يُعِينُ ذَا الحَاجَةِ الْمَلْهُوفِ.

ترجمہ: حاجت مند پریشان زدہ کی مدد کرے۔

لوگوں نے کہا: اگر اس کی طاقت نہ ہو، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَلْيَعْمَلْ بِالْمَعْرُوفِ، وَلْيُمْسِكْ عَنِ الشَّرِّ، فَإِنَّهَا لَهُ صَدَقَةٌ. ❷

ترجمہ: اچھی باتوں پر عمل کرے اور برائیوں سے روکے، یہ اس کے لئے صدقہ ہے۔

❶ سنن الترمذی: أبواب الفتن، باب ماجاء فی النھی عن سب الریاح، باب، رقم الحدیث: ۲۲۶۳

❷ صحیح البخاری: کتاب الزکوة، بَابٌ: عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَعْمَلْ بِالْمَعْرُوفِ، رقم الحدیث: ۱۴۴۵

دین خیر خواہی کا نام ہے

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلدِّینُ النَّصِیحَۃُ.

ترجمہ: دین خیر خواہی کا نام ہے۔

ہم نے کہا: کس کے لیے؟ فرمایا:

لِلّٰہِ وَلِکِتَابِہٖ وَلِرَسُولِہٖ وَلِأَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِینَ وَعَامَّتِہِمْ. ❶

ترجمہ: اللہ کے لیے اور اللہ کی کتاب کے لیے اور رسول کے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے۔

مؤمن مؤمن کے لئے بمنزلہ آئینہ ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْمُؤْمِنُ مِرْآۃُ الْمُؤْمِنِ، وَالْمُؤْمِنُ أَخُو الْمُؤْمِنِ، یَکُفُّ عَلَیْہِ ضَیْعَتَہُ، وَیَحُوطُہُ مِنْ وَرَائِہٖ. ❷

ترجمہ: مسلمان، مسلمان کے لئے آئینہ ہے اور مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے کہ اس کے نقصان کو روکتا ہے اس سے اور اس کی پیٹھ پیچھے اس کا دفاع کرتا ہے۔

دوسروں کی عزتِ نفس کی حفاظت کرنے والوں کی فضیلت

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

❶ صحیح مسلم: کتاب الإیمان، بَابُ بَیَانِ أَنَّ الدِّینَ النَّصِیحَۃُ، رقم الحدیث: ۵۵

❷ سنن أبی داود: کتاب الأدب، باب فی النصیحۃ والحیاطۃ، رقم الحدیث: ۴۹۱۸

مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ رَدَّ اللَّهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ القِيَامَةِ. ❶

ترجمہ: جو اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کرے تو قیامت کے دن اللہ اس کے چہرے کو آگ سے دور کردے گا۔

مسلمان کی مدد کی فضیلت

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ نَصَرَ أَخَاهُ وَهُوَ يَسْتَطِيعُ نَصْرَهُ نَصَرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. ❷

ترجمہ: جو اپنے بھائی کی مدد کرے اور وہ مدد کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہے تو اللہ تعالی اسکی دنیا وآخرت میں مدد کریں گے۔

ان آیات واحادیث میں غور کریں کہ ایک دوسرے کے ساتھ ایثار وہمدردی کس قدر ضروری ہے اور اس کے کس قدر فضائل ہیں؟ ایثار اور ہمدردی بہت ہی اعلی صفت ہے، یہی صفت آپس میں محبت کو اور بھائی چارگی کو عام کرتی ہے، اس لیے یہ وصف اپنے زندگیوں میں لائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ضرورت مند ہونے کے باوجود خوبصورت چادر کا ایثار

ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک خوبصورت چادر بطورِ ہدیہ کے لے کر آئی، اور اس عورت نے کہا کہ میں نے اسے اپنے ہاتھوں سے یہ چادر بنائی ہے اور میں اسے اس لئے لائی ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اپنے استعمال میں

❶سنن الترمذی: أبواب البر والصلة، باب ما جاء فی الذب عن عرض المسلم، رقم الحدیث ۱۹۳۱

❷مسند البزار: مسند عبد اللّٰه بن بسر رضی اللّٰه عنه، ج ۹ ص ۱۳۱، رقم الحدیث: ۳۵۴۲

لائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لے لیا اور آپ کو اس کی ضرورت بھی تھی، پھر آپ ہمارے پاس تشریف لائے اس حال میں کہ اس چادر کو ازار بنائے ہوئے تھے، اس کی فلاں شخص نے تعریف کی اور کہا آپ ہمیں یہ دے دیں، یہ چادر کتنی خوبصورت ہے، لوگوں نے کہا کہ تو نے اچھا نہیں کیا کہ تو نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اِسے مانگا، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خود اِس کی ضرورت تھی، اور تو یہ جانتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے سوال کو رد نہیں فرماتے تھے۔ اس نے کہا:

إِنِّی وَاللَّهِ مَا سَأَلْتُهُ لِأَلْبَسَهُ، إِنَّمَا سَأَلْتُهُ لِتَكُوْنَ كَفَنِی. ❶

ترجمہ: میں نے اللہ کی قسم! اس لئے نہیں مانگا تھا کہ میں اِس کو پہنوں بلکہ اس لئے مانگا کہ یہ میرا کفن ہو جائے۔

سہل راوی فرماتے ہیں کہ وہ چادر اس شخص کا کفن بنی۔

دیکھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس چادر کی ضرورت بھی تھی، آپ کو پسند بھی آئی اور آپ نے اُسے ازار بنا کر اپنے استعمال میں بھی لایا، لیکن جب ایک صحابی نے خواہش کا اظہار کیا تو آپ نے ایثار کرتے ہوئے اُسے دے دی۔

خلفائے راشدین کے ایثار و ہمدردی کے پرتاثیر واقعات

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خلیفہ ہو کر رعایا کے ساتھ ہمدردی

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نہایت متواضع شخص تھے، کوئی چھوٹے سے چھوٹا کام کرنے میں شرم محسوس نہیں کرتے تھے، اپنی بکریاں خود چراتے تھے، ضرورت پڑنے پر اہل محلّہ کی بکریوں کا دودھ خود نکال کر دیتے، جب منصب خلافت پر فائز ہوئے تو محلّہ کی ایک

---

❶ صحیح البخاری: کتاب الجنائز، بَابُ مَنِ اسْتَعَدَّ الكَفَنَ فِی زَمَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْكَرْ عَلَيْهِ، رقم الحديث: ١٢٧٧

لڑکی کے منہ سے یہ الفاظ نکل گئے:

''اب ہماری بکریوں کا دودھ کون نکالے گا''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جب یہ معلوم ہوا تو فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ خلافت کی وجہ سے میرے ذاتی معمولات اور خدمت خلق میں فرق نہیں آئے گا، چنانچہ جب محلّہ میں آئے تو دریافت کرتے کسی کی بکریاں چرانی ہیں یا دودھ نکالنا ہے تو بتلاؤ، میں اس خدمت کے لیے حاضر ہوں۔ ❶

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا شفقت وہمدردی کے سبب فدیہ کا مشورہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نہایت رحم دل اور بردبار تھے، غزوہ بدر میں گرفتار ہونے والے قیدیوں کے بارے میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ آپ کی قوم کے لوگ ہیں، ان کو چھوڑ دیں، ممکن ہے کہ یہ توبہ کریں اور اللہ تعالی انہیں دین اسلام قبول کرنے کی توفیق بخش دے، پس میرے خیال میں مناسب یہ ہے کہ ان سے فدیہ لے کر ان کو چھوڑ دیں۔ ❷

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلقِ خدا سے ہمدردی

حضرت اسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں) سخت قحط پڑا جسے عام الرمادہ کہا جاتا ہے (رمادہ کے معنی ہلاکت ہیں یا راکھ۔ یعنی ہلاکت کا سال یا وہ سال جس میں لوگوں کے رنگ قحط کی وجہ سے راکھ جیسے ہوگئے

❶ الطبقات الکبری: ترجمة: أبوبكر الصديق، ج۳ص ۱۳۸، رقم الترجمة: ۴۶/ أسد الغابة: ترجمة: عبد الله بن عثمان أبو بكر الصديق، ج۳ ص ۳۲۴، رقم الترجمة: ۳۰۶۶

❷ تفسير الطبری: سورة الأنفال آیت نمبر ۶۷ کے تحت، ج۱۴ص۶۲/ معالم التنزيل للبغوی: سورة الأنفال: آیت نمبر ۶۷ کے تحت، ج۲ص ۳۰۹

تھے) تو ہر طرف سے عرب کھنچ کر مدینہ منورہ آ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو ان کے انتظام، اور ان میں کھانا اور سالن تقسیم کرنے کے لیے مقرر کیا۔ ان لوگوں میں حضرت یزید بن اُختِ نَمِر، حضرت مسور بن مخرمہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عبدقاری اور حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہم تھے۔ شام کو یہ حضرات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوتے اور دن بھر کی ساری کارگزاری سناتے۔ ان میں سے ہر ایک آدمی مدینہ کے ایک کنارے پر مقرر تھا اور یہ دیہاتی لوگ ثَنِیَّۃُ الْوَداع کے شروع سے لے کر رائج قلعہ، بنوحارثہ، بنوعبدالاشہل، بقیع اور بنوقریظہ تک ٹھہرے ہوئے تھے، اور ان میں سے کچھ بنوسلمہ کے علاقہ میں بھی ٹھہرے ہوئے تھے۔ بہرحال یہ لوگ مدینہ منورہ کے باہر چاروں طرف ٹھہرے ہوئے تھے۔

ایک رات جب یہ دیہاتی لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں کھانا کھا چکے تو میں نے حضرت عمر کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے ہاں جو رات کا کھانا کھاتے ہیں ان کی گنتی کرو۔ چنانچہ اگلی رات گنتی کی تو ان کی تعداد سات ہزار تھی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ گھرانے جو یہاں نہیں آتے ہیں ان کی اور بیماروں اور بچوں کی بھی گنتی کرو۔ ان کو گنا تو ان کی تعداد چالیس ہزار تھی۔ پھر چند راتیں اور گزریں تو لوگ اور زیادہ ہو گئے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فرمانے پر دوبارہ گنا تو جن لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں رات کا کھانا کھایا تھا وہ دس ہزار تھے اور دوسرے لوگ پچاس ہزار تھے۔ یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بارش بھیج دی اور قحط دور فرما دیا۔ جب خوب بارش ہو گئی تو میں نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان انتظامی لوگوں میں سے ہر ایک کی قوم کے ذمّہ یہ کام لگایا کہ ان آنے والے لوگوں میں سے جو ان کے علاقے میں ٹھہرے ہوئے ہیں ان کو ان کے دیہات کی طرف

واپس بھیج دیں، اور انھیں زادِ راہ اور دیہات تک جانے کے لیے سواریاں بھی دیں، اور میں نے دیکھا کہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی انھیں بھیجنے میں لگے ہوئے تھے۔ ان قحط زدہ لوگوں میں بھی موتیں بہت ہوئی تھیں۔ میرے خیال میں ان میں سے دو تہائی لوگ مرگئے ہوں گے اور ایک تہائی بچے ہوں گے۔ حضرت عمر کی بہت ساری دیگیں تھیں۔ پکانے والے لوگ صبح تہجد میں اٹھ کر ان دیگوں میں کرکور (ایک قسم کا دلیا) پکاتے، پھر صبح یہ دلیا بیماروں کو کھلا دیتے۔ پھر آٹے میں گھی ملا کر ایک قسم کا کھانا پکاتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کہنے پر بڑی بڑی دیگوں میں تیل ڈال کر آگ پر اتنا جوش دیا جاتا کہ تیل کی گرمی اور تیزی چلی جاتی۔ پھر روٹی کا ثرید بنا کر اس میں یہ تیل بطور سالن کے ڈال دیا جاتا (چوں کہ عرب تیل استعمال کرنے کے عادی نہیں تھے) اس لیے تیل استعمال کرنے سے ان کو بخار ہوجاتا تھا۔ قحط سالی کے اس تمام عرصے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نہ اپنے کسی بیٹے کے ہاں کھانا کھایا اور نہ اپنی کسی بیوی کے ہاں، بلکہ ان قحط زدہ لوگوں کے ساتھ ہی رات کا کھانا کھاتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے (بارش بھیج کر) انسانوں کو زندگی عطا فرمائی۔ ❶

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک معذور صحابی سے ہمدردی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے، ایک شخص کو دیکھا بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جا کر کہا کہ داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے کہا: جنگ موتہ میں میرا دایاں ہاتھ کٹ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو رقت ہوئی، اس کے برابر بیٹھ گئے اور رو کر کہنے لگے کہ افسوس تم کو وضو کون کراتا ہوگا؟ سر کون دھوتا ہوگا؟ کپڑے کون پہناتا ہوگا؟ پھر ایک نوکر مقرر کردیا اور اس کے لیے

❶ الطبقات الکبری: ترجمۃ: عمر بن الخطاب، ذکر استخلاف عمر، ج ۳ ص ۲۴۱

تمام ضروری چیزیں خود مہیا کر دیں۔ ❶

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیوہ عورت کے ساتھ ہمدردی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بازاروں میں چکر لگا رہے تھے، لوگوں کی ضروریات معلوم کر رہے تھے کہ ایک نو جوان عورت ملی، جس پر حاجت مندی کے آثار نمایاں تھے، حیاوشرم سے کہنے لگی: اے امیر المؤمنین! میرے شوہر کی وفات ہوگئی، اس نے چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑے ہیں، خدا گواہ ہے ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے، مجھے ان بچوں کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہے اور میں خفاف بن ایماء الغفار کی بیٹی ہوں، جو حدیبیہ میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ سن کر رک گئے، اور بشاشت کی وجہ سے اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: قریبی نسب پر خوش آمدید، خوش آمدید، پھر اپنے گھر تشریف لے گئے جہاں ایک اونٹ بندھا ہوا تھا، اس پر دو بوریاں غلہ کی بھر کر لا دیں، اور کپڑے اور ضروری سامان رکھا، پھر اس کی مہار اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے فرمایا: یہ لے جاؤ، یہ سامان ختم نہیں ہوگا تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ تمہیں خیر و بھلائی عطا فرمائیں گے۔ ایک آدمی نے جو اس عطا و بخشش کو دیکھ رہا تھا، کہا کہ اے امیر المومنین! آپ نے اسکو بہت زیادہ دے دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تیرا ناس ہو:

وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرَى أَبَا هٰذِهِ وَأَخَاهَا، قَدْ حَاصَرَا حِصْنًا زَمَانًا فَافْتَتَحَاهُ، ثُمَّ أَصْبَحْنَا نَسْتَفِيُّ سُهْمَانَهُمَا فِيهِ. ❷

ترجمہ: اللہ کی قسم! میں اس عورت کے باپ اور بھائی کو دیکھتا تھا ان دونوں نے ایک

❶ الفاروق: ص ۳۴۱

❷ صحیح البخاری: کتاب المغازی، باب غزوة الحديبية، رقم الحديث: ۴۱۶۰

مدت تک قلعہ کا محاصرہ رکھا تھا، پھر اس کو فتح کیا اور ہم لوگ اس میں ان کے حصے غنیمت کے طور پر دینے لگے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رعایا کے ساتھ ہمدردی میں بچوں کا وظیفہ مقرر کرنا

مدینہ منورہ میں پڑوس کے چند وفود آئے، ہر طرف ہنگامہ اور شور برپا ہونے لگا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آؤ چلو! ہم اس رات چوری وغیرہ سے لوگوں کو بچانے کے لئے پہرہ دیں، چنانچہ یہ دونوں حضرات رات بھر پہرہ دیتے رہے اور جس قدر اللہ نے ان کے لئے لکھا تھا نمازیں پڑھتے رہے۔ اسی دوران حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی بچے کے رونے کی آواز سنی، تو آواز کی طرف متوجہ ہوئے اور جاکر اس کی ماں سے کہا جو اس کو چپ کرانے کی کوشش کررہی تھی، خدا کا خوف کرو، اپنے بچے کا خیال کرو، یہ کہہ کر اپنی جگہ واپس تشریف لے آئے، پھر تھوڑی دیر کے بعد بچہ کے رونے کی آواز آئی، تو دوبارہ اس کی ماں کے پاس گئے اور اسی طرح اس کو سمجھا کر واپس آگئے، رات کے آخری حصہ میں اس بچے کے رونے کی پھر آواز آئی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بچہ کی ماں کے پاس آئے اور سختی سے کہا کہ تیرا ناس ہو، لگتا ہے کہ تم بری ماں ہو، کیا بات ہے کہ تمہارا یہ بچہ ساری رات بے چین رہا؟ ماں نے پریشانی اور بھوک کے عالم میں جواب دیا کہ اے اللہ کے بندے! تو نے مجھے آج کی رات پریشان کیا، میں اصل میں اس بچہ کو دودھ چھڑانے کی مشق کرارہی ہوں، مگر یہ انکار کرتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حیران ہوکر پوچھا کہ ایسا کیوں کررہی ہو؟ بچہ کی ماں نے کہا کہ اس لئے کہ حضرت عمر اسی بچہ کا وظیفہ مقرر کرتے ہیں جس کا دودھ چھڑالیا گیا ہو، (یہ سن کر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ خوف سے کانپنے لگے اور اس سے پوچھا کہ اس بچہ کی کتنی عمر ہے؟ اس کی ماں نے بتایا کہ

اتنے مہینے ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَيُحَكَ لَا تُعْجِلِيهِ! فَصَلَّى الْفَجْرَ وَمَا يَسْتَبِينُ النَّاسُ قِرَاءَتَهُ مِنْ غَلَبَةِ الْبُكَاءِ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ: يَا بُؤْسًا لِعُمَرَ كَمْ قَتَلَ مِنْ أَوْلَادِ الْمُسْلِمِينَ! ثُمَّ أَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى: أَلَا لَا تُعْجِلُوا صِبْيَانَكُمْ عَنِ الْفِطَامِ فَإِنَّا نَفْرِضُ لِكُلِّ مَوْلُودٍ فِي الْإِسْلَامِ، وَكَتَبَ بِذَلِكَ إِلَى الْآفَاقِ: إِنَّا نَفْرِضُ لِكُلِّ مَوْلُودٍ فِي الْإِسْلَامِ. ❶

ترجمہ: تیرا ناس ہو تو اس کا دودھ جلدی نہ چھڑا، یہ کہہ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ واپس آ گئے، فجر کی نماز پڑھائی تو لوگ آپ کے رونے کی وجہ سے آپ کی قرأت نہ سمجھ سکے، جب سلام پھیرا تو فرمایا کہ عمر کے لئے تنگی ہو، مسلمانوں کے کتنے بچے اس نے قتل کر دیئے؟ پھر ایک اعلان کرنے والے کو حکم دیا کہ جا کر یہ اعلان کر دو کہ اپنے بچوں کو دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کرو، ہم ہر اس بچے کے لیے جو حالتِ اسلام میں پیدا ہو وظیفہ مقرر کرتے ہیں، پھر یہ حکم لکھ کر تمام شہروں کی طرف بھیج دیا کہ ہم نے ہر اس بچے کے لیے جو حالتِ اسلام میں پیدا ہو وظیفہ مقرر کر دیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قحط سالی کے ایام میں رعایا کی فکر

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی نے ساٹھ درہموں کا گھی خریدا، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس پر نظر پڑی تو پوچھا یہ کیا ہے؟ بیوی نے کہا کہ گھی ہے، جو میں نے اپنے مال سے خریدا ہے، آپ کے نفقہ سے نہیں خریدا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں یہ گھی نہیں چکھوں گا تاوقتیکہ لوگ شکم سیر ہو جائیں۔ ❷

---

❶ الطبقات الكبرى: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج۳ ص ۲۲۹ / تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج۴۴ ص ۳۵۵

❷ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج۴۴ ص ۳۴۶ / الرياض النضرة: الباب الثاني، الفصل التاسع، ج۲ ص ۳۸۶

یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اُن دنوں کا واقعہ ہے جب قحط سالی تھی، لوگوں کے پاس کھانے پینے کے لیے کچھ نہیں تھا، آپ کو رعایا کی بڑی فکر تھی، اس لیے فرمایا جب تک وہ پیٹ بھر کر نہیں کھائیں میں بھی نہیں کھاؤں گا، قحط سالی کے ایام میں آپ نے کوئی لذیذ چیز نہیں کھائی۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہمارے آس پاس پڑوس میں کوئی غریب اور مستحق ہو تو اُن کے کھانے پینے کا انتظام کریں اور ان کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو رعایا کے اموال کی حفاظت اور فکر مندی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ کی کسی گلی میں دوڑتے ہوئے جارہے تھے، راستہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوگئی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے امیر المؤمنین! کہاں جارہے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ توقف کئے بغیر جواب دیا کہ زکوۃ کا ایک اونٹ بھاگ گیا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے متعجبانہ انداز میں کہا کہ آپ نے اپنے بعد والوں کو تو مشقت میں ڈال دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

يَا أَبَا الْحَسَنِ لَا تَلُمْنِيْ فَوَالَّذِيْ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالنُّبُوَّةِ لَوْ أَنَّ عَنَاقًا أُخِذَتْ بِشَاطِئِ الْفِرَاتِ لَأُخِذَ بِهَا عُمَرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ❶

ترجمہ: اے ابوالحسن! تم مجھے ملامت نہ کرو، اس ذات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، اگر ایک بکری بھی فرات کے کنارے چلی جائے تو قیامت کے دن عمر سے اس کی باز پرس ہوگی۔

دیکھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے مال کی کس طرح حفاظت فرمارہے ہیں کہ کسی نوکر وغلام کو بھیجنے کے بجائے خلیفۃ المسلمین خود اٹھے اور بھاگ رہے ہیں، ہمیں

❶ مناقب أمير المؤمنين عمر بن الخطاب: الباب الخمسون، ص ۱۵۳ / محض الصواب: الباب السابع والخمسون، ج ۲ ص ۶۲۱

بھی لوگوں کے اموال کی اسی طرح حفاظت کرنی چاہیے، اگر کسی کا مال ضائع ہوتا نظر آئے تو حتی الامکان کوشش ہو کہ اس کا مال ضائع ہونے سے بچایا جائے۔ جس طرح ہم اپنے مال کی حفاظت کرتے ہیں دوسروں کے مال کی حفاظت بھی اسی طرح کریں، مسلمان کی نشانی یہ ہے کہ دوسروں کے لیے وہی پسند کرتا ہے جو اپنے لیے کرتا ہے۔

رعایا میں مساوات کی خاطر لذیذ اور شیریں غذاؤں کو ترک کرنا

آذر بائیجان میں عتبہ بن فرقد کی خدمت میں ایک کھانا پیش کیا گیا، جس کو ''خبیص'' کہتے تھے جو کھجور اور گھی سے تیار کیا جاتا ہے، جب انہوں نے کھایا تو بڑا شیریں اور خوش ذائقہ محسوس ہوا، فرمانے لگے کہ خدا کی قسم! ہم ایسا کھانا امیر المؤمنین کے لئے بھی ضرور تیار کریں گے، چنانچہ انہوں نے اس کھانے کے دو بڑے برتن تیار کئے اور دو آدمیوں کے ہاتھ ایک اونٹ پر رکھوا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیئے، جب وہ آدمی برتن لے کر بارگاہِ خلافت میں حاضر ہوئے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان برتنوں کو کھولا تو دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ خبیص ہے، امیر المؤمنین نے اس کو چکھا تو بڑا شیریں اور خوش ذائقہ محسوس ہوا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان قاصدوں کی طرف نظر التفات کرتے ہوئے پوچھا کیا وہاں کے تمام مسلمان یہ کھانا کھاتے ہیں؟ قاصدوں نے نفی میں جواب دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو حکم دیا کہ یہ برتن واپس لے جاؤ اور عتبہ بن فرقد کو لکھا:

إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ كَدِّكَ، وَلَا مِنْ كَدِّ أَبِيكَ، وَلَا مِنْ كَدِّ أُمِّكَ، فَأَشْبِعِ الْمُسْلِمِينَ فِي رِحَالِهِمْ مِمَّا تَشْبَعُ مِنْهُ فِي رَحْلِكَ، وَإِيَّاكُمْ وَالتَّنَعُّمَ. ❶

❶ صحيح مسلم: كتاب اللباس والزينة، باب تحريم استعمال إناء الذهب والفضة على الرجال، رقم الحديث: ۲۰۶۹ / كنز العمال: ج ۱۲ ص ۶۲۸، رقم: ۳۵۹۳۷

ترجمہ: یہ کھانا تیرے باپ کی محنت وکمائی کا ہے اور نہ تیری ماں کی کمائی کا ہے، تمام مسلمانوں کو وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو، اور عیش وعشرت سے اپنے آپ کو بچاؤ۔

اسلام ہمیں مساوات کا درس دیتا ہے، کوئی بڑے چھوٹے کا تصور ہی نہیں، جو چیز ایک بادشاہ کے لیے ہے وہی ایک غریب اور عام مسلمان کے لیے بھی، کسی کو کسی پر کوئی تفاوت وبرتری حاصل نہیں ہے، ہمیں بھی اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ جو خود کھائیں دوسروں کو بھی وہی کھلائیں، جو خود پہنیں دوسروں کو بھی وہی پہنائیں، ایسا نہ ہو کہ ہم اپنے گھر میں تو مرغن غذائیں کھائیں اور ہمارا پڑوسی بھوکا پیٹ سوئے، ہمیں دوسروں کی خبر گیری کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ شخص کامل مسلمان نہیں ہے جو خود پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا ہو۔

میں نے ان بچوں کو روتا دیکھا اب چاہتا ہوں ہنستا بھی دیکھ لوں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ گشت کرر ہے تھے کہ آپ کے کان میں بچوں کے رونے کی آواز پڑی، جب اس آواز کے قریب ہوئے تو دیکھا کہ ایک عورت اپنے گھر کے اندر بیٹھی ہے، اور اس کے ارد گرد بچے ہیں جو مسلسل رو رہے ہیں، اور پانی کی بھری ایک ہانڈی چولہے پر چڑھا رکھی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ دروازہ کے قریب گئے اور پوچھا اے خدا کی بندی! یہ بچے کیوں رو رہے ہیں؟ اس نے کہا کہ بھوک کے مارے رو رہے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہانڈی میں کیا ہے، جو چولہے پر چڑھائی ہوئی ہے؟ اس عورت نے کہا کہ میں نے ان بچوں کو بہلانے کے لئے پانی رکھا ہوا ہے تاکہ یہ کسی طرح سو جائیں، اور یہ سمجھیں کہ اس ہانڈی میں کھانے کی کوئی چیز ہے جو پک رہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بہت دکھ پہنچا، فوراً بیت المال گئے اور ایک بڑا تھیلا لیا، اس میں آٹا، گھی، چکنائی، کھجوریں، کپڑے اور درا ہم بھر کر ڈالے اور اپنے غلام اسلم

سے کہا کہ اے اسلم مجھے یہ سب کچھ اٹھوا دو، اسلم نے کہا اے امیر المؤمنین! آپ کی طرف سے میں اٹھا دیتا ہوں، حضرت عمر نے (تیز لہجے میں) اسلم سے کہا:

لَاأُمَّ لَکَ یَاأَسْلَمُ بَلْ أَنَاأَحْمِلُهُ لَأَنِّیْ أَنَاالْمَسْؤُوْلَ عَنْهُمْ فِی الْآخِرَةِ قَالَ فَحَمَلَهُ عَلَی عُنُقِهِ حَتَّی أَتَی بِه مَنْزِلَ الْمَرْأَةِ قَالَ وَأَخَذَ الْقِدْرَ فَجَعَلَ فِیْهَا دَقِیْقاًوَشَیْئًامِنْ شَحْمٍ وَتَمرٍ وَجَعَلَ یُحَرِّکُهُ بِیَدِهِ وَیَنْفَخُ تَحْتَ الْقِدْرِ قَالَ أَسْلَمُ وَکَانَتْ لِحْیَتُهُ عَظِیْمَةٌ فَرَأَیْتُ الدُّخَانَ یَخْرُجُ مِنْ خِلَلِ لِحْیَتِهِ حَتَّی طَبَخَ لَهُمْ ثُمَّ جَعَلَ یَغْرِفُ بِیَدِهِ وَیُطْعِمُهُمْ حَتَّی شَبِعُوْا.

ترجمہ: اسلم تیرا ناس ہو، کیا تم قیامت کے دن میرا بوجھ اٹھا سکو گے؟ اسلم خاموش ہو گئے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو وہ سامان اٹھوایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ سامان لے کر اس عورت کے گھر گئے، وہاں پہنچ کر ہانڈی لی اور اس میں آٹا اور کچھ چربی اور کھجوریں ڈالیں اور اپنے ہاتھ سے ہلانے لگے اور ہانڈی کے نیچے پھونکتے رہے کہ دھواں آپ کی داڑھی کے اندر سے نکل رہا تھا، حتی کہ ان کے لئے کھانا تیار ہو گیا، پھر اپنے ہاتھ سے نکال نکال کر ان بچوں کو کھلاتے رہے، یہاں تک کہ ان کا پیٹ بھر گیا۔ پھر باہر آئے اور شیر کی طرح جم کر بیٹھ گئے، آپ اسی حال میں رہے حتی کہ وہ بچے خوشی سے اچھلنے لگے، پھر آپ اٹھے اور اپنے غلام اسلم سے کہا کیا تم جانتے ہو کہ میں کیوں بیٹھ گیا تھا؟ اسلم نے کہا کہ نہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

رَأَیْتُهُمْ یَبْکُوْنَ فَکَرِهْتُ أَنْ أَذْهَبَ وَأَدَعُهُمْ حَتَّی أَرَاهُمْ یَضْحَکُوْنَ فَلَمَّا ضَحِکُوْاطَابَتْ نَفْسِیْ. ❶

---

❶ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج۴۴ ص ۳۵۲/ الریاض النضرة: الباب الثانی، الفصل التاسع، ج۲ ص ۳۸۵

ترجمہ: میں نے ان بچوں کو روتے ہوئے دیکھا، تو مجھے یہ بات اچھی نہ لگی کہ ان کو ویسے ہی چھوڑ کر چلا جاؤں، یہاں تک کہ ان کو ہنستا ہوا دیکھوں، جب میں نے ان کو ہنستے ہوئے دیکھا تو میرا جی خوش ہو گیا (اب مجھے سکون مل گیا)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پچیس دینار کے عوض بڑھیا سے مظلومیت خریدنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب شام سے مدینے لوٹے تو ایک رات اپنی رعایا کا حال واحوال جاننے کے لیے تنہا گشت پر نکلے، ان کا گزر ایک بڑھیا پر ہوا جو اپنے خیمے میں بیٹھی تھی، آپ اس کے پاس گئے، بڑھیا نے آپ سے پوچھا: ارے میاں! عمر کا کیا ہوا؟ آپ نے جواب دیا: وہ شام سے بخیر وعافیت واپس لوٹ آیا ہے، بڑھیا نے کہا: میری طرف سے تو اللہ پاک اسے کوئی بہتر بدلہ نہ دیں، آپ نے فرمایا: وہ کیوں؟ بڑھیا نے کہا: وہ جب سے امیر المؤمنین بنا ہے اس کی طرف سے ہمیں کوئی درہم ملا ہے نہ کوئی دینار، آپ نے فرمایا: آپ یہاں اس ویرانے میں ہیں، بیچارے عمر کو آپ کے حال کی کیا خبر؟ کہنے لگی: واہ سبحان اللہ، کیا عجیب بات کہی تو نے بخدا میں سوچ بھی نہیں سکتی کہ کوئی آدمی لوگوں کی گردنوں پر حاکم مقرر ہو جائے اور پھر اسے مشرق ومغرب میں رہنے والوں کی خبر نہ ہو، یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور اپنے آپ سے کہنے لگے:

وَاعُمَرَاه! كُلُّ أَحَدٍ أَفْقَهُ مِنكَ يَا عُمَرُ!

ترجمہ: ہائے عمر! ہر آدمی تجھ سے زیادہ سمجھ دار ہے۔

پھر آپ نے اس سے فرمایا: ارے اللہ کی بندی! عمر کی طرف سے جو ظلم تجھ پر ہوا وہ جو مجھ کو کتنے کے بدلے فروخت کرے گی؟ میں اسے خریدنا چاہتا ہوں، کیوں کہ جہنم کے سبب مجھے عمر پر بڑا ترس آنے لگا ہے، بڑھیا بولی: اللہ آپ کا بھلا کرے، برائے

مہربانی مجھ سے مذاق نہ کیجیے، بھلا ظلم بھی کسی نے خریدا؟ آپ نے فرمایا: میں مذاق نہیں کررہا آپ اس سے اس کا دُکھ اور اس کی مظلومیت خرید نے پر اصرار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ نے پچیس دینار کے بدلے اس سے اس کا دکھڑا خرید لیا، ابھی آپ بڑھیا سے باتیں ہی کررہے ہیں تھے کہ اچانک حضرت علی اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما آپ کے قریب آ یئے اور کہا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا أَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ!

ترجمہ: امیر المؤمنین! آپ کو ہمارا سلام ہو۔

''امیر المؤمنین'' کا لفظ سن کر بڑھیا کے اوسان خطا ہو گئے، اس نے یہ کہتے ہوئے اپنا ہاتھ سر پر دے مارا:

وَاسَوْأَتَاهُ! شَتَمْتُ أَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِيْ وَجْهِهٖ!

ترجمہ: ہائے میری کم بختی! میں امیر المؤمنین کو منہ پر گالی دے بیٹھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: اللہ تجھ پر رحم کرے، کوئی بات نہیں، پھر آپ نے لکھنے کے لیے دائیں بائیں کاغذ کا ٹکڑا تلاش کیا، مگر کوئی ٹکڑا آپ کو نہ ملا، مجبوراً آپ نے اپنی پیوند شدہ قمیص کا ٹکڑا اپھاڑا اور اس پر درج ذیل چند سطریں تحریر فرمائیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

هٰذَا مَا اشْتَرٰی عُمَرُ مِنْ فُلَانَةٍ ظُلَامَتَهَا مُنْذُ وَلِيَ إِلٰی یَوْمِ کَذَا وَکَذَا بِخَمْسَةٍ وَّعِشْرِیْنَ دِیْنَارًا، فَمَا تَدَّعِيْ عِنْدَ وُقُوْفِهٖ فِي الْمَحْشَرِ بَیْنَ یَدَيِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَعُمَرُ مِنْهُ بَرِيْءٌ، شَهِدَ عَلٰی ذٰلِکَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ وَابْنُ مَسْعُوْدٍ.

یہ اس بات کی تحریر دستاویز ہے کہ جب سے عمر حاکم بنا ہے اس دن سے لے کر فلاں تاریخ تک بڑھیا کے ساتھ جس قدر ناانصافی ہوئی وہ عمر نے پچیس دینار کے بدلے

خرید لی ہے، اب بڑھیا میدانِ محشر میں اللہ کے سامنے عمر کے خلاف کوئی دعویٰ نہیں کرے گی، عمر اس سے بری ہو چکا، علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس سودے کے گواہ ہیں۔

کپڑے کے ٹکڑے پر لکھی یہ دستاویز آپ نے اپنے بیٹے کے حوالے کردی اور اس سے فرمایا:

إِذْ أَنَا مِتُّ فَاجْعَلْهُ فِيْ كَفَنِيْ أَلْقٰى بِهٖ رَبِّيْ. ❶

جب میں مر جاؤں تو اسے میرے کفن میں رکھ دینا، اس کے ساتھ ہی میں اپنے پروردگار سے ملوں گا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ایثار وہمدردی

حضرت ابونضرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، انہوں نے ایک کمرہ (مہمانوں سے) بات چیت کے لئے خالی رکھا ہوا تھا، ایک آدمی ان کے پاس سے مینڈھا لے کر گزرا، انہوں نے مینڈھے والے سے پوچھا کہ تم نے یہ مینڈھا کتنے میں خریدا ہے؟

اس نے کہا: بارہ درہم میں، میں نے (دل میں) کہا:

لَوْ كَانَتْ مَعِي اثْنَا عَشَرَ دِرْهَمًا اشْتَرَيْتُ بِهَا كَبْشًا فَضَحَّيْتُ بِهٖ وَأَطْعَمْتُ عِيَالِي، فَلَمَّا قُمْتُ اتَّبَعَنِي رَسُولُ عُثْمَانَ بِصُرَّةٍ فِيهَا خَمْسُونَ دِرْهَمًا، فَمَا رَأَيْتُ دَرَاهِمَ قَطُّ كَانَتْ أَعْظَمَ بَرَكَةً مِنْهَا، أَعْطَانِي وَهُوَ لَهَا مُحْتَسِبٌ، وَأَنَا إِلَيْهَا مُحْتَاجٌ. ❷

❶ حیاۃ الحیوان: ترجمۃ: خلافۃ عمر الفاروق، ج ۱ ص ۹۷

❷ المعجم الکبیر للطبرانی: باب العین، ج ۹ ص ۴۲، رقم الحدیث: ۸۳۳۰

ترجمہ: کاش کہ میرے پاس بھی بارہ درہم ہوتے تو میں بھی ایک مینڈھا خرید کر (عید پر) قربان کرتا اور اپنے اہل وعیال کو کھلاتا۔ جب میں ان کے پاس سے کھڑا ہوکر اپنے گھر آیا تو انہوں نے میرے پیچھے ایک تھیلی بھیجی جس میں پچاس درہم تھے۔ میں نے ان سے زیادہ برکت والے درہم کبھی نہیں دیکھے۔ انہوں نے مجھے وہ درہم ثواب کی نیت سے دیئے اور مجھے ان دنوں ان دراہم کی شدید ضرورت تھی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا صاحبِ عیال کے بچوں کے لئے وظیفہ مقرر کرنا

ابو اسحاق کا بیان ہے کہ ان کے دادا کا گزر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہوا، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا: آپ کے بال بچے کتنے ہیں؟ انہوں نے کہا: اتنے، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

قَدْفَرَضْنَالَکَ خَمْسَ عَشَرَ ةَ یَعْنِیْ اَلْفًاوَ خَمْسَمِائَةٍ وَلِعَيَالِکَ مَائَةً مِائَةً. ❶

ترجمہ: ہم نے تمہارے لیے پندرہ سو درہم اور تمہارے اہل وعیال کیلئے فی کس سو درہم کا وظیفہ مقرر کردیا۔

ہمارے اردگرد کتنے گھر ہیں جہاں غربت کے مارے چولہا نہیں جلتا، ہمیں ایسے نادار اور غریبوں کا احساس ہونا چاہیے، اہتمام کے ساتھ ان کی مدد کرنی چاہیے، ایسا نہ ہو کہ ہم خود تو پیٹ بھر کر سو جائیں اور ہمارے پڑوسی بھوکے رہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی میں کنواں خرید کر وقف کرنا

حضرت بشیر اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب مہاجرین مدینہ آئے تو ان کو یہاں کا پانی موافق نہ آیا، بنو غفار کے ایک آدمی کا کنواں تھا جس کا نام ''رومہ'' تھا، وہ اس

❶ الطبقات الکبری: ترجمة: أبو اسحاق السبیعی، ج۶ ص ۳۱۱، رقم الترجمة: ۲۴۱۱

کنویں کے پانی کی ایک مشک ایک مد میں بیچتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنویں والے سے فرمایا: تم میرے ہاتھ یہ کنواں بیچ دو تمہیں اس کے بدلے میں جنت میں ایک چشمہ ملے گا۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ! میرے اور میرے اہل وعیال کیلئے اس کے علاوہ اور کوئی آمدنی کا ذریعہ نہیں ہے، اس لیے میں نہیں دے سکتا۔

یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے وہ کنواں پچیس ہزار درہم میں خرید لیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

يَا رَسُوْلَ اللَّهِ أَتَجْعَلُ لِيْ مِثْلَ الَّذِيْ جَعَلْتَهُ لَهُ عَيْنًا فِي الْجَنَّةِ إِنِ اشْتَرَيْتُهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: قَدِ اشْتَرَيْتُهَا، وَجَعَلْتُهَا لِلْمُسْلِمِيْنَ. (1)

ترجمہ: یا رسول اللہ! جیسے آپ نے اس سے جنت کے چشمے کا وعدہ فرمایا تو کیا اگر میں اس کنویں کو خرید لوں تو مجھے بھی جنت میں وہ چشمہ ملے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں بالکل ملے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے وہ کنواں خرید کر مسلمانوں کیلئے صدقہ کر دیا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ مہاجرین مسلمانوں کے لیے پریشانی ہے، تو کنواں مہنگے داموں خرید کر اللہ تعالی کی رضا کے لیے صدقہ کر دیا، اللہ کے نبی سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں چشمے کا وعدہ فرمایا، ہمیں بھی اپنے مسلمان بھائیوں کی ضرورت کا خیال رکھنا چاہیے، جہاں کہیں بھی مسلمانوں کو ہماری یا ہمارے مال کی ضرورت ہو تو ہمیں بڑھ چڑھ کر ان کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔

قحط کے ایام میں ایک ہزار اونٹوں پر لدا ہوا ساز وسامان صدقہ کرنا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے

(1) المعجم الكبير للطبراني: ج۲ ص ۴۱، رقم الحديث: ۱۲۲۶

زمانہ خلافت میں قحط پڑا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مخاطبین سے فرمایا: تم لوگ شام نہ کرنے پاؤ گے کہ اللہ تعالی تمہاری تنگی دور کردیں گے، تو صبح ہی ایک قاصد نے خبر دی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک ہزار اونٹ گیہوں اور کھانا لایا ہے، صبح کو غلہ کے تاجر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور دروازے پر دستک دی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک چادر اوڑھے ہوئے نکلے جس کے دونوں کنارے مونڈھوں پر پڑے ہوئے تھے، تاجروں سے کہا آپ کیا چاہتے ہیں؟ تاجروں نے کہا ہم کو یہ خبر ملی ہے کہ ایک ہزار اونٹ، گیہوں اور کھانا آپ کا آیا ہے، آپ اسے ہمارے ہاتھ فروخت کردیں تاکہ فقرائے مدینہ کی تنگی رفع ہو، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو اندر بلایا، جب وہ لوگ اندر گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان میں غلہ کا بڑا ڈھیر رکھا تھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ میرے ملک شام سے آئے غلہ پر کس قدر نفع دو گے؟ ان لوگوں نے کہا دس کے بارہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اور زیادہ دو، ان لوگوں نے کہا دس کے چودہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور زیادہ دو، تو ان لوگوں نے کہا دس کے پندرہ، حضرت عثمان نے فرمایا اور زیادہ، ان لوگوں نے کہا:

مَنْ زَادَکَ وَنَحْنُ تُجَّارُ الْمَدِيْنَةِ؟ قَالَ: زَادَنِيْ بِكُلِّ دِرْهَمٍ عَشَرَةٌ، عِنْدَكُمْ زِيَادَةٌ؟ قَالُوْا: لَا، قَالَ: فَأُشْهِدُكُمْ مَعْشَرَ التُّجَّارِ أَنَّهَا صَدَقَةٌ عَلَى فُقَرَاءِ الْمَدِيْنَةِ. ❶

ترجمہ: ہم لوگ تجارِ مدینہ ہیں (سب موجود ہیں) اس سے زیادہ کوئی آپ کو نہ دے گا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ تم مجھ کو ایک درہم پر دس درہم نفع میں

❶ الرياض النضرة: الباب الثالث، الفصل التاسع، ج ۳ ص ۴۴

دو گے؟ انہوں نے کہا: نہیں، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے گروہِ تجار! تم لوگ گواہ رہنا کہ میں نے فقراء مدینہ کو تمام غلہ صدقہ میں دے دیا۔ (یعنی رب العالمین مجھے ایک درہم کے بدلے دس عطا فرمائیں گے۔)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دس پر پندرہ مل رہے تھے مگر جب انہوں نے دیکھا کہ لوگ پریشانی میں ہیں، تنگی میں ہیں، تو اپنا نفع تو کیا قیمتِ خرید بھی رہنے دی اور تمام غلہ صدقہ کر دیا۔ جب ہمارے پاس کوئی چیز ہو اور دوسروں کو اس کی ضرورت ہو تو ہمیں دوسروں کی ضرورت کا خیال رکھنا چاہیے، ایسے لوگوں سے اللہ تعالی بہت خوش ہوتے ہیں۔ دیکھیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رب العالمین کے نام پر دے دیا، جو ایک کے بدلے دس عطا فرماتا ہے۔ یہ آج کا کوئی تاجر ہوتا تو ذخیرہ اندوزی کر کے جب خوب قحط بڑھ جاتا تو مہنگے داموں میں فروخت کرتا، لیکن یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے کہ ایک دن میں ہزار اونٹوں پر لدا ہوا سامان صدقہ کر دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خادموں کے ساتھ ہمدردی

محمد بن ہلال اپنی دادی سے راویت کرتے ہیں کہ میں امیر المؤمنین (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کے محصور ہونے کے دنوں میں روزانہ خدمت عالی میں حاضر تھی۔ ایک دن میں حاضر نہ ہو سکی تو امیر المؤمنین نے دریافت فرمایا کسی نے کہا: اِن کے ہاں شب میں بچہ (ہلال) پیدا ہوا ہے۔ امیر المؤمنین نے سنتے ہی پچاس درہم اور کپڑے کا ایک جوڑا میرے پاس ارسال فرمایا، اور ساتھ ہی کہلا بھیجا:

هَذَا عَطَاءُ ابْنِكَ وَكِسْوَتُهُ فَإِذَا مَرَّتْ بِهِ سَنَةٌ رَفَعْنَاهُ إِلَى مِائَةٍ. ❶

ترجمہ: یہ آپ کے بچے کا وظیفہ اور کپڑے ہیں، جب ایک سال گزر جائے تو (وظیفہ

❶ الطبقات الکبری: ترجمة: محمد بن هلال، ج۵ ص ۱۷۴، رقم الترجمة: ۱۷۱/ ۱۳ تاریخ مدینة دمشق: ج ۳۹ ص ۲۲۹

دگنا کرکے) ہم آپ کوسو درہم دیں گے۔

ہمیں بھی اپنے ماتحتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیے،اسلام نے اپنے ماتحتوں کے حقوق بتائے ہیں ان پرعمل کرنا انتہائی ضروری ہے، ہمارے ماتحت اگر کوئی غلطی کرلیں توانہیں معاف کردینا چاہیے۔اوراگرانہیں کوئی ضرورت ہوتو اُن کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے،اوراُن کے خوشی اورغم میں شریک ہونا چاہیے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک ضرورت مند سے ہمدردی

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں ایک ضعیف البدن آدمی آ گھسا، آنکھیں اندرکودھنسی ہوئی تھیں اور پیشانی ابھری ہوئی تھی اورفقروحاجات اورافلاس و بھوک کے آثاراس پرظاہرہورہے تھےاور جوکپڑےاس نے پہن رکھے تھےاس میں بےشمار پیوند لگے ہوئے تھے،آہستہ آہستہ قریب آیااورآپ کے سامنے آکر بیٹھ گیا، اس کے ہونٹ مارے حیاء کے کانپ رہے تھے، پھراس نے اپنے اوپرضبط کرنے کے بعد بارگاہِ خلافت میں اپنی نحیف آواز کے ساتھ عرض کیا: یاامیرالمومنین !میں ضرورت مند ہوں، میں نے اپنی حاجت آپ کے سامنے پیش کرنے سے پہلے بارگاہِ الٰہی میں بھی پیش کی ہے،اگرآپ میری حاجت روائی کریں گےتو میں اللہ تعالیٰ کی تعریف اور آپ کا شکریہ ادا کروں گا،اوراگرآپ نے میری حاجت پوری نہ کی تو میں اللہ کی تو تعریف کروں گا اورآپ کا عذرقبول کروں گا،حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا: یہ بات زمین پرلکھو،کیونکہ میں یہ پسندنہیں کرتا کہ میں تیرے چہرے پرسوال کی ذلت دیکھوں، اس آدمی نے زمین پرلکھ دیا کہ میں حاجت مند ہوں،حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک جوڑا(کپڑوں کا) پیش کیا جائے،جوڑالایا گیا،آپ نے وہ جوڑااس آدمی کو پہنادیا،پھراس آدمی نے یہ اشعار کہے:

كَسَوْتَنِى حُلَّةً تَبْلَى مَحَاسِنُهُ   فَسَوْفَ أَكْسُوكَ مِنْ حُسْنِ الثَّنَاحُلَلا
إِنْ نِلْتَ حَسَنَ ثَنَائِى نِلْتَ مَكْرُمَةً   وَلَسْتَ أَبْغِىْ بِمَا قَدْ قُلْتُهُ بَدَلًا إِنَّ
الثَّنَاءَ لَيُحْيِى ذِكْرَ صَاحِبِهِ   كَالْغَيْثِ يُحْيِى نَدَاهُ السَّهْلَ وَالْجَبَلَا
لَا تَزْهَدِ الدَّهْرَ فِى خَيْرٍ تُوَاقِعُهُ   فَكُلُّ عَبْدٍ سَيُجْزَى بِالَّذِى عَمِلَا

ترجمہ: آپ نے مجھے کپڑوں کا ایسا جوڑا پہنایا جس کی خوبیاں پرانی ہو جائیں گی لیکن میں آپ کو حسن تعریف کے جوڑے پہناؤں گا، اگر آپ کو میری حسن تعریف حاصل ہوئی تو آپ نے عزت کی چیز کو حاصل کیا اور جو کچھ میں نے کہا ہے آپ اس کا بدل نہیں ڈھونڈیں گے، کسی کی تعریف، اس ممدوح کے ذکر کو زندہ رکھتی ہے جیسے شیر کی آواز میدانوں میں اور پہاڑوں میں زندہ رہتی ہے، تو کبھی بھی خیر کے کام سے بے رغبت نہ ہو جس کی تجھے توفیق ملے، کیونکہ ہر بندے کو اس کے عمل کا بدلہ ملنے والا ہے۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے اشعار سنے تو فرمایا:

عَلَىَّ بِالدَّنَانِيرِ فَأُتِىَ بِمِائَةِ دِينَارٍ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ،قَالَ الْأَصْبَغُ :فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ!حُلَّةً وَمِائَةَ دِينَارٍ؟قَالَ :نَعَمْ!سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:أَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ .وَهٰذِهِ مَنْزِلَةُ هٰذَا الرَّجُلِ عِنْدِىْ. ❶

ترجمہ: اشرفیاں لاؤ، چنانچہ سو دینار لائے گئے، آپ نے اس فقیر کو دے دیئے، اصبغ نے کہا: اے امیر المومنین! آپ نے اس کو جوڑا اور سو دینار دے دیے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے لوگوں کو ان کے درجات پر اتارو، میرے نزدیک اس آدمی کا یہی مرتبہ تھا۔

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: على بن أبى طالب، ج ۴۲ ص ۵۲۳ /البداية والنهاية: سنة اربعين من الهجرة، ج ۸ ص ۹

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی غیر مسلم ذمیوں کے ساتھ ہمدردی

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بنوثقیف کے ایک شخص کو جسے گورنر بنایا تھا، اُسے غیر مسلموں کے ساتھ نرمی اور حسن سلوک کے مطابق رہنے کی وصیت کی، اور ان کے حقوق کی رعایت رکھتے ہوئے فرمایا:

لَا تَضْرِبَنَّ رَجُلًا سَوْطًا فِي جِبَايَةِ دِرْهَمٍ، وَلَا تَبِيعَنَّ لَهُمْ رِزْقًا وَلَا كِسْوَةَ شِتَاءٍ وَلَا صَيْفٍ وَلَا دَابَّةً يَعْتَمِلُونَ عَلَيْهَا، وَلَا تُقِمْ رَجُلًا قَائِمًا فِي طَلَبِ دِرْهَمٍ، قَالَ: قُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِذًا أَرْجِعَ إِلَيْكَ كَمَا ذَهَبْتُ مِنْ عِنْدِكَ، قَالَ: وَإِنْ رَجَعْتَ كَمَا ذَهَبْتَ وَيْحَكَ إِنَّمَا أُمِرْنَا أَنْ نَأْخُذَ مِنْهُمُ الْعَفْوَ، يَعْنِي الْفَضْلَ. ➊

ترجمہ: ان کا غلّہ اور گرمی سردی کے کپڑے اور ان کے کھیتی اور بار برداری کے کام آنے والے جانور نہ بیچنا، اور پیسوں کی وصولی کے لیے کسی کو (دھوپ میں) کھڑا نہ کرنا۔ اس امیر نے کہا: پھر تو میں جیسا آپ کے پاس سے جا رہا ہوں ایسا ہی خالی ہاتھ واپس آجاؤں گا، حضرت علی نے فرمایا: (کوئی بات نہیں) چاہے تم جیسے جا رہے ہو ویسے ہی واپس آجاؤ۔ تیرا ناس ہو! ہمیں یہی حکم دیا گیا ہے کہ ہم ان سے ضرورت سے زائد مال ہی لیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا رعایا کے حقوق کی نگہداشت کے لیے بازاروں میں گشت

ایک دن ابومطر نامی شخص نماز کے بعد مسجد سے نکلا تو اس نے پیچھے سے آواز سنی، کوئی

➊ السنن الكبرى للبيهقي: أبواب الشرائط، باب النهي عن تشديد في جباية الجزية، ج ۹ ص ۳۴۵، رقم الحديث: ۱۸۷۳۶

کہہ رہا ہے کہ اپنا تہبند اونچا رکھو، کیونکہ یہ چیز تیرے رب سے زیادہ ڈرنے والی اور تیرے کپڑوں کو زیادہ صاف رکھنے والی ہے، اور اگر تم مسلمان ہو تو سر کے بال بھی تراشو، جب اس آدمی نے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے جن کے ہاتھ میں درّہ بھی تھا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ چلتے ہوئے اونٹوں کے بازار میں داخل ہوئے اور (وہاں کے تاجروں سے مخاطب ہو کر) فرمایا:

بِيعُوا وَلَا تَحلِفُوا، فَإِنَّ الْيَمِينَ تُنفِقُ السِّلْعَةَ وَتَمْحَقُ الْبَرَكَةَ.

ترجمہ: معاملہ کرو مگر قسمیں نہ کھاؤ، کیونکہ قسمیں کھانے سے سامانِ تجارت تو بک جائے گا لیکن برکت ختم ہو جائے گی۔

پھر آپ ایک بائع کے پاس آئے جو کھجور بیچ رہا تھا، وہاں دیکھا کہ ایک باندی رو رہی ہے، آپ نے پوچھا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ باندی نے روتے ہوئے کہا کہ میں نے اس آدمی سے ایک درہم کی کھجوریں خریدی تھیں، میرے مالک نے ان کھجوروں کو لینے سے انکار کر دیا اور مجھے کہا کہ بائع کو واپس کر کے اس سے درہم واپس لے لو، اب یہ بائع مجھے درہم نہیں دے رہا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کھجوروں کے بیچنے والے شخص سے فرمایا: اپنی کھجوریں لے لو اور اس کو درہم واپس دے دو، یہ بیچاری اپنے معاملہ میں مجبور ہے، بائع نے انکار کیا اور زور زور سے بولنے لگا، ابومطر نے بائع سے کہا کہ جانتے بھی ہو کہ تمہارے ساتھ گفتگو کرنے والا شخص کون ہے؟ بائع نے تیز لہجہ میں کہا کہ نہیں، کون ہیں یہ؟ ابومطر نے کہا کہ یہ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں، بائع (یہ سن کر) خوف سے تھر تھر کانپنے لگا اور اسی وقت باندی سے کھجوری لیں اور اس کو درہم واپس دے دیا، پھر کہنے لگا:

أُحِبُّ أَنْ تَرْضَى عَنِّي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَ: مَا أَرْضَانِي عَنكَ إِذَا

أَوْفَيْتَهُمْ حُقُوقَهُمْ. ❶

ترجمہ: یاامیر المؤمنین! میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھ سے راضی ہوجائیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تو نے حق دار کو پوراپورا حق دے دیا تو میں تجھ سے راضی ہوں۔

اس واقعہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابومطر کو نصیحت کی کہ اپنی شلوار اوپر کرو، اس سے اللہ بھی راضی ہوگا اور تمہارا لباس بھی صاف رہے گا، پراگندہ، منتشر اور بکھرے ہوئے بال کاٹنے کا حکم دیا، اس لیے اس سے انسانی شخصیت اور وقار مجروح ہوتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عفو ودرگزر اور تحمل مزاجی کیسی ہے کہ امیر المؤمنین ہوکر بھی معاف کردیا، اور فرمایا کہ حق دار کو حق دو میں تم سے راضی ہوجاؤں گا، گویا میرا تم سے کوئی ذاتی اختلاف نہیں ہے، دل میں بات نہیں رکھی، اُس نے معافی مانگی تو آپ نے معاف کردیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محتاط طرزِ زندگی اور رعایا کے ساتھ ہمدردی

دنیا کی تاریخ اٹھا کر دیکھی جائے کہ حاکم وقت اپنی ذات پر اور اہل وعیال پر کس قدر بے جا روپیہ خرچ کرتے ہیں اور اپنی رعیت کا بالکل ہی خیال نہیں کرتے اور گویا کہ پوری زندگی عیش وعشرت اور لہو ولعب میں بسر ہوتی ہے۔ بس آخری کوشش ہوتی ہے کہ کسی طرح اعلیٰ منصب کو حاصل کیا جائے اور جب اس میں کامیاب ہوجاتے ہیں تو خوفِ خدا ان کے دل سے نکل جاتا اور وہ ہر طرح کے اخلاقی جرائم اور گناہ میں ملوث ہوجاتے۔ ایسے افراد کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اخلاق وکردار اور طرزِ زندگی مشعلِ راہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے پورے دورِ خلافت میں ایک حبہ بھی

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج ۴۲ ص ۴۸۶/ مختصر تاريخ مدينة دمشق: ج۱۸ ص ۶۲/ المنتخب من مسند عبد بن حميد: ج ۱ ص ۶۲

بیت المال کا اپنی ذات پر خرچ نہیں کیا، بلکہ بعض لوگوں نے ان کو ہدایا دیے اُسے بھی خلقِ خدا کی امانت سمجھ کر بیت المال میں جمع کر دیا۔آپ نے بیت المال کی رقم کی اس طرح حفاظت کی کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔آپ کو ایک صاحب نے ہدیہ دیا اور وہ ہدیہ کیا تھا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زبانی ملاحظہ فرمائیں،مگراس کو بھی بیت المال میں پہنچا دیا،آپ نے ایک خطبہ میں صراحت کی ہے:

مَا أَصَبْتُ مِنْ فَيْئِكُمْ إِلا هَذِهِ الْقَارُورَةَ، أَهْدَاهَا إِلَيَّ الدِّهْقَانُ، ثُمَّ نَزَلَ إِلَى بَيْتِ الْمَالِ، فَفَرَّقَ كُلَّ مَا فِيهِ. ❶

ترجمہ:(لوگو! میں نے تمہارے مال سے نہ تھوڑا لیا، نہ بہت) سوائے اس شئی کے،اور جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکال کر دکھائی،جس میں عطر یا کوئی خوشبو تھی،حضرت علی نے کہا مجھے ایک دہقان نے یہ ہدیہ دیا ہے،پھر بیت المال تشریف لے گئے اور جو کچھ اس میں تھا تقسیم کر دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بے مثال ایثار و ہمدردی

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یہاں فاقہ تھا، کھانے کو کوئی چیز میسر نہیں تھی، آپ نے اس موقعہ پر ایک رات کسی کے باغ کو پانی سینچ کر ڈالنے کی مزدوری کی،اور اس کام پر صبح کو باغ والے نے کچھ ''جو'' دیے،آپ اس کو لے کر آئے اور گھر میں اس ''جو'' کے تین حصے بنا کر ایک حصہ چکی میں پسوایا اور اس سے ''خزیرہ'' نام کا ایک کھانا پکایا تھا،اور کھانے کے لیے بیٹھے تو ایک مسکین آیا اور دستک دی کہ اللہ کے نام پر کچھ دے دو،آپ نے اور گھر کے افراد نے وہ سارا کھانا مسکین کو دے دیا، پھر باقی آٹے

---

❶ الإستيعاب في معرفة الأصحاب: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج۳ ص۱۱۱۳/

تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج۴۲ ص۴۸۰

میں سے کچھ نکال کر پکایا اور کھانے بیٹھے تو ایک یتیم آیا کہ اللہ کے نام پر کچھ دے دو، آپ نے یہ کھانا بھی اللہ کے نام پر اس یتیم کو دے دیا، اور آٹے کے آخری بچے ہوئے حصہ کو لے کر اس کو پکایا، اور کھانے بیٹھے تو ایک قیدی آیا اور سوال کیا، آپ نے یہ بھی اللہ کے نام پر دے دیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا﴾ (الدھر: ۸)

ترجمہ: وہ اللہ کی محبت میں مسکین ویتیم وقیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ ❶

حضراتِ صحابہ کرام کے ایثار وہمدردی کے پرتاثیر واقعات

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ کا انگور کی خواہش کے باوجود ایثار

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہا بیمار ہوگئے، ان کو یہ خواہش ہوئی کہ جب انگور کا پہلی بار پھل آئے تو وہ کھائیں، ان کی بیوی صفیہ نے ایک درہم کا انگور منگایا، جب انگور آ گیا تو ایک سائل نے اس کا سوال کیا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''أَعْطُوهُ إِيَّاهُ'' یہ انگور اس کو دے دو۔ پھر ان کی بیوی نے ایک اور درہم کا انگور منگوایا، پھر وہی سائل آ گیا اور اس نے اسی کا سوال کیا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''أَعْطُوهُ إِيَّاهُ'' یہ انار بھی اس کو دے دو، پھر ان کی بیوی نے کہا ''وَاللّٰهِ لَئِنْ عُدْتَ لَا تُصِيبُ مِنِّي خَيْرًا'' اللہ کی قسم! اب اگر دوبارہ آئے تو مجھ سے خیر کی توقع نہ رکھنا۔ چنانچہ اس نے تیسرا انار منگوایا۔ ❷

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا فقراء اور مساکین کا حد درجے خیال رکھنا

حضرت نافع رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے مچھلی کا

❶ أسباب النزول للواحدي: ص ۴۷۰

❷ شعب الإيمان: الزكوة، ج۵ ص ۱۴۱، رقم الحديث: ۳۲۰۶

شوق ظاہر کیا۔ چنانچہ میں ان کے لیے مچھلی خرید لایا اور بھون کر ان کے سامنے رکھ دی، اتنے میں ایک سائل آ گیا، ابن عمر رضی اللہ عنہ نے مچھلی جیسی تھی ویسی ہی اٹھا کر اُسے دے دینے کا حکم دیا۔ انھوں نے مچھلی سے ذراہ برابر بھی نہیں چکھا تھا۔ گھر والوں نے کہا ہم سائل کو اس مچھلی کی قیمت دے دیتے ہیں جو کہ سائل کے لیے بہتر بھی ہے، لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا۔

ایک مرتبہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی کو ڈانٹا گیا، اس سے کہا گیا: کیا تم اس بوڑھے کے ساتھ نرمی والا برتاؤ نہیں کرتی ہو، (یعنی دن بدن کمزور ہوتے جارہے ہیں کیا تم ان کی دیکھ بھال نہیں کرتی) تو کہنے لگی: میں ان کے ساتھ کیا کروں! ہم ان کے لیے کھانا تیار کرتے ہیں تو یہ کسی کو کھانے کے لیے بلا لیتے ہیں۔ چنانچہ میں کھانا کچھ مسکینوں کے پاس بھیج دیتی ہوں جو ان کے راستے میں بیٹھے ہوتے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ان مسکینوں سے کہتی تھی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے راستے میں مت بیٹھو، پھر ابن عمر رضی اللہ عنہ گھر آتے ہیں اور حکم دیتے ہیں کہ فلاں فلاں فقراء اور مساکین کے ہاں کھانا بھیج دو۔ چنانچہ ان کی بیوی ان لوگوں کے پاس کھانا بھیج دیتی اور ساتھ کہہ دیتی: اگر اب تمہیں ابن عمر رضی اللہ عنہ کھانے کے لیے بھی بلائیں تو مت آنا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو جب اسی بات کا پتہ چل گیا تو آپ نے فرمایا: کیا تم یہ چاہتی ہو کہ میں آج کی رات کھانا نہ کھاؤں، چنانچہ وہ اس رات کھانا تناول نہ فرماتے تھے۔ (1)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی غریبوں اور یتیموں کے ساتھ ہمدردی

حضرت محمد بن قیس رحمہ اللہ کہتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ غریبوں کے

(1) حلية الأولياء: ترجمة: عبدالله بن عمر، ج ۱ ص ۲۹۷، ۲۹۹

ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے اوران کا کھانا اکثر غریب لوگ ہی کھایا کرتے اور یہ بھوکے رہ جاتے، اس کی وجہ سے ان کا جسم کمزور ہو گیا تھا، تو ان کی بیوی نے ان کے لئے کھجوروں کا شربت تیار کیا، جب یہ کھانے سے فارغ ہو جاتے تو وہ ان کو یہ شربت پلا دیتیں، حضرت ابوبکر بن حفص رحمہ اللہ کہتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کھاتے جب ان کے دسترخوان پر کوئی یتیم ہوتا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب بھی دوپہر کا یا رات کا کھانا کھاتے تو اپنے آس پاس کے یتیموں کو بلا لیتے۔ ایک دن دوپہر کا کھانا کھانے لگے تو ایک یتیم کو بلانے کے لئے آدمی بھیجا لیکن وہ یتیم ملا نہیں (اس لئے یتیم کے بغیر کھانا شروع کر دیا) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے لئے میٹھے ستو تیار کئے جاتے تھے جسے وہ کھانے کے بعد پیا کرتے تھے، چنانچہ وہ یتیم آ گیا اور یہ حضرات کھانے سے فارغ ہو چکے تھے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ میں پینے کے لئے ستو کا پیالہ پکڑا ہوا تھا تو وہ پیالہ اس یتیم کو دے دیا اور فرمایا یہ لو۔ میرا خیال ہے کہ ہم نقصان میں نہیں رہے۔ ❶

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایثار اور غیبی نصرت

ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روزے سے تھیں، اور گھر میں ایک روٹی کے سوا کچھ نہ تھا اسی حالت میں ایک مسکین نے سوال کیا تو انھوں نے لونڈی سے کہا کہ وہ روٹی اس کو دے دو، اس نے کہا: افطار کس چیز سے کریں گے؟ فرمایا: دے دو، شام ہوئی تو کسی نے بکری کا گوشت بھجوا دیا، لونڈی کو بلا کر کہا یہ کھانا تیری روٹی سے بہتر ہے۔ ❷

---

❶ حلیة الأولیاء: ترجمة: عبدالله بن عمر بن الخطاب، ج ۱ ص ۲۹۹

❷ موطا مالک: کتاب الصدقة، باب الترغیب فی الصدقة، رقم الحدیث: ۳۶۵۵

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک لاکھ اسی ہزار درہم صدقہ کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دو بوریوں میں ایک لاکھ اسّی ہزار دراہم بھیجے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک طباق منگوایا اور یہ ساری رقم لوگوں میں تقسیم کرنا شروع کردی یہاں تک کہ ساری رقم فقراء میں تقسیم کردی، جب شام ہوئی تو اپنی باندی سے فرمایا کہ میری افطاری لاؤ، باندھی نے ایک روٹی اور زیتون کا تیل پیش کیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک خادمہ ام ذرہ تھیں، انھوں نے عرض کیا کہ کی آپ نے جو مال تقسیم کیا اس میں ایک درہم کا گوشت ہمارے لیے نہیں خریدا جاسکتا تھا جس سے ہم لوگ افطار کرتے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر تم نے مجھے یاد دلایا ہوتا تو میں خرید لیتی۔ ❶

یہ حیرت انگیز قسم کی سخاوت ہے کہ اپنی تو فکر نہیں اور ساری دنیا پر لٹا دیا اور رقم بھی کوئی معمولی نہیں بلکہ ایک لاکھ اسّی ہزار دراہم، کیا ٹھکانہ ہے اس سخاوت کا!۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی قبر کے لیے رکھی ہوئی جگہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دی

عمرو بن میمون اودی روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا، اپنے بیٹے سے کہہ رہے تھے: اے عبداللہ!

اِذْهَبْ إِلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَقُلْ: يَقْرَأُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَيْكِ السَّلَامَ، ثُمَّ سَلْهَا أَنْ أُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيَّ.

ترجمہ: تو ام المؤمنین حضرت عائشہ کے پاس جاؤ اور اُن سے کہو کہ عمر بن خطاب آپ کو سلام کہتے ہیں پھر ان سے اجازت مانگ لیں کہ میں اپنے دونوں ساتھیوں کے

❶ تذكرة الحفاظ: ترجمة: أم المؤمنين عائشة رضى الله عنها، ج ١ ص ٢٦

ساتھ دفن کیا جاؤں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ”کُنْتُ أُرِیدُهُ لِنَفْسِی فَلَأُوثِرَنَّهُ الْیَوْمَ عَلَی نَفْسِی“ اس جگہ کو میں اپنے لئے پسند کرتی تھیں لیکن آج میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے اوپر ترجیح دوں گی۔ جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ واپس ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا خبر لے کر آئے ہو؟ انہوں نے کہا کہ: اے امیر المؤمنین! ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو اجازت دیدی ہے، آپ نے فرمایا:

مَا کَانَ شَيْءٌ أَهَمَّ إِلَيَّ مِنْ ذٰلِکَ الْمَضْجَعِ، فَإِذَا قُبِضْتُ فَاحْمِلُونِی، ثُمَّ سَلِّمُوا، ثُمَّ قُلْ: یَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَإِنْ أَذِنَتْ لِی، فَادْفِنُونِی، وَإِلَّا فَرُدُّونِی إِلَی مَقَابِرِ الْمُسْلِمِینَ.❶

ترجمہ: آج میرے نزدیک اس خواب گاہ میں (دفن ہونے کی جگہ) سے زیادہ کوئی چیز اہم نہ تھی، جب میں مرجاؤں تو مجھے اٹھا کر لے جاؤ پھر سلام کہنا اور عرض کرنا کہ عمر بن خطاب اجازت چاہتے ہیں، اگر وہ اجازت دیں تو دفن کر دینا ورنہ مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا ایثار وہمدردی میں سارا مال خرچ کردینا

حضرت برہ بنت رافع رحمہ اللہ کہتی ہیں: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں عطایا تقسیم کیے تو حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس ان کا حصہ بھیجا۔

---

❶ صحیح البخاری: کتاب الجنائز، بَابُ مَا جَاءَ فِي قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، رقم الحدیث: ۱۳۹۲

جب وہ مال ان کے پاس پہنچا تو وہ فرمانے لگیں: اللہ تعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مغفرت فرمائے، میری دوسری بہنیں اس مال کو مجھ سے زیادہ اچھے طریقے سے تقسیم کر سکتی ہیں، اس لئے ان کے پاس لے جاؤ، لانے والوں نے کہا: یہ مال آپ کا ہی ہے، فرمانے لگیں: سبحان اللہ! اور ایک کپڑے سے پردہ کرلیا اور فرمایا: اچھا رکھ دو، پھر اس پر کپڑا اڈال دو۔ پھر مجھ سے فرمایا: اس کپڑے میں ہاتھ ڈال کر ایک مٹھی بھر کر بنوفلاں اور بنوفلاں کو دے آؤ، یہ سب ان کے رشتہ دار تھے اور یتیم تھے، یوں ہی تقسیم فرماتی رہیں یہاں تک کہ کپڑے کے نیچے تھوڑے سے درہم بچ گئے، تو میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا: اے ام المؤمنین! اللہ آپ کی مغفرت فرمائے، اللہ کی قسم! اس مال میں ہمارا بھی تو حق ہے، فرمایا: اچھا کپڑے کے نیچے جتنے درہم ہیں وہ سب تمہارے۔ کپڑے کے نیچے پچاس درہم تھے۔ اس کے بعد آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے یہ دعا مانگی، اے اللہ! اس سال کے بعد مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عطا نہ ملے۔ چنانچہ (ان کی دعا قبول ہوگئی اور) ان کا انتقال ہوگیا۔

حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا وظیفہ بارہ ہزار تھا وہ بھی انہوں نے صرف ایک سال لیا اور لینے کے بعد یہ دعا فرمائی کہ آئندہ سال یہ مال مجھے نہ ملے، پھر وظیفہ رشتہ داروں اور ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ انہوں نے سارا مال خرچ کر دیا ہے تو انہوں نے فرمایا: یہ ایسی بلند مرتبہ خاتون ہیں جن کے ساتھ اللہ نے بھلائی کا ہی ارادہ کیا ہے، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گئے اور ان کے دروازے پر کھڑے ہو کر اندر سامان بھیجوایا اور کہا: مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ نے سارا مال تقسیم کر دیا ہے، یہ میں ایک ہزار

اور بھیج رہا ہوں، اسے آپ اپنے پاس رکھیں (ایک دم خرچ نہ کردیں) لیکن جب یہ ایک ہزار ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے ان کو بھی پہلے کی طرح تقسیم کردیا۔ ❶

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا ایثار و ہمدردی

حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس درہموں سے بھرا ہوا تھیلا بھیجا۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لانے والوں نے بتایا کہ درہم ہیں، تو (حیران ہوکر تعجب سے) فرمایا: ارے کھجوروں کی طرح تھیلے میں درہم یعنی اتنے بڑے تھیلے میں تو کھجوریں ڈالی جاتی ہیں درہم تو تھوڑے ہوا کرتے ہیں۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہت زیادہ درہم دیئے ہیں) اور پھر انہوں نے وہ سارے درہم تقسیم کردیئے۔ ❷

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی ایثار و ہمدردی

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس شہر بصرہ کے چند علماء آئے، اس وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بصرہ کے گورنر تھے، انھوں نے کہا کہ ہمارے پڑوس میں ایک صاحب رہتے ہیں جو صوام وقوام یعنی دن بھر روزہ رکھنے والے اور رات بھر نماز پڑھنے والے بڑے عابد وزاہد اور اللہ والے ہیں، ہم میں سے ہر شخص کی خواہش ہے کہ ان جیسے بن جائیں، انہوں نے اپنی لڑکی کا نکاح اپنے ایک غریب بھتیجے سے کردیا ہے، اور وہ اس قابل نہیں کہ اپنی بیٹی کی رخصتی کا انتظام کرسکیں۔ یہ سن کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان علماء کو اپنے گھر لے گئے اور ایک صندوق کھول کر اس میں سے درہموں کی چھ تھیلیاں نکالیں اور فرمایا کہ یہ لے جاؤ، پھر کہنے لگے کہ

❶ الطبقات الكبرى: ترجمة: زينب بنت جحش، ج۸ ص ۸۶، ۸۷، رقم الحديث: ۴۱۳۲

❷ الإصابة في تمييز الصحابة: حرف السين، ترجمة: سودة بنت زمعة، ج۸ ص۱۹۷، الرقم: ۱۱۳۶۳

ٹھہرو، یہ کوئی انصاف کی بات نہیں کہ ہم ایک شخص کی عبادت میں خلل ڈال دیں، لہذا مجھے بھی ساتھ لیتے چلو تا کہ ہم سب اس کی بیٹی کی رخصتی میں اس کی مدد کریں:

فَلَيْسَ لِلدُّنْيَامِنَ الْقَدْرِ مَايَشْغَلُ مُؤمِناًعَنْ عِبَادَةِ رَبِّه وَمَابِنَامِنَ الْكِبْرِ مَالَا نَخْدِمُ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ. ❶

ترجمہ: دنیا اتنی قابل قدر نہیں کہ مؤمن کی عبادت میں اس سے خلل ڈالا جائے، اور نہ ہم اتنے بڑے کہ اولیاء اللہ کی خدمت نہ کریں۔

حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ کی ہمدردی

حضرت ابو اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں قبیلہ کندہ کے ایک آدمی پر میرا قرض تھا، میں اس کے پاس قرضہ وصول کرنے کے لئے فجر سے پہلے آخر رات میں جایا کرتا تھا، ایک دن میں حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ کی مسجد کے پاس سے گزر رہا تھا کہ فجر کی نماز کا وقت گزر گیا، میں نے وہیں نماز پڑھی، جب امام نے سلام پھیرا تو امام نے ہر آدمی کے سامنے کپڑوں کا ایک جوڑا، جوتی کا ایک جوڑا اور پانچ سو درہم رکھے، میں نے کہا: میں اس مسجد والوں میں سے نہیں ہوں، لہذا مجھے نہ دو، پھر میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ یہ لوگوں کو کیوں دیئے، لوگوں نے بتایا کہ حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ سے آئے ہیں، اس خوشی میں وہ لوگوں کو دے رہے ہیں۔ ❷

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی ایثار و ہمدردی

حضرت ام بکر بنت مسور رحمہما اللہ کہتی ہیں: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک زمین چالیس ہزار دینا میں بیچی اور یہ ساری رقم قبیلہ بنوزہرہ کے غریب

❶ إحياء علوم الدين: كتاب ذم البخل وذم حب المال، ج۳ص ۲۴۸

❷ المعجم الكبير: باب الالف، ج ۱ ص ۲۳۷، رقم الحديث: ۶۵۰

مسلمانوں، مہاجرین اور حضور صلی اللہ علی وسلم کی ازواج مطہرات میں تقسیم کر دی، اس میں سے کچھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجی۔ انہوں نے پوچھا: یہ مال کس نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا: عبدالرحمٰن بن عوف نے، پھر مال لے جانے والے نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے زمین بیچنے اوراس کی قیمت ساری تقسیم کر دینے کا قصہ بیان کیا۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

لَا يَحْنُوْ عَلَيْكُنَّ بَعْدِی إِلَّا الصَّابِرُونَ، سَقَى اللّٰهُ ابْنَ عَوْفٍ مِنْ سَلْسَبِيلِ الْجَنَّةِ. ❶

ترجمہ: میرے بعد ازواج مطہرات کے ساتھ شفقت کا معاملہ صرف صابر لوگ ہی کریں گے (پھر حضرت عائشہ نے دعا دی) اللہ تعالیٰ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو جنت کے سلسبیل چشمے سے پلائے۔

دو گورنر صحابہ کا اپنے ہدایا کو ضرورت مندوں میں تقسیم کرنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کہیں سے مال آیا، تو آپ نے چارسو دینارر لے کر ایک تھیلی میں ڈالے اوراپنے غلام سے کہا: یہ تھیلی ابوعبیدہ بن جراح کو دے آؤ (جو اُس وقت شام کے گورنر تھے) پھر کچھ دیر گھر میں رہ کر دیکھنا کہ وہ ان اشرفیوں کا کیا کرتے ہیں؟ غلام وہ تھیلی لے کران کے پاس گیااوران سے کہا کہ امیرالمؤمنین آپ سے فرمارہے ہیں کہ ان اشرفیوں کواپنی ضروریات میں صرف کرلو، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالی ان پراپنا فضل فرمائے اوران پراپنی رحمت فرمائے، پھر

❶ المعجم الأوسط: باب الميم، ج۹ ص۵۶، رقم الحديث: ۹۱۱۵/قال الهيثمی فی مجمع الزوائد(۹/۱۵۵)رواه الطبرانی فی الأوسط وإسناده حسن/قال ابن حجرفی إتحاف المهرة(۷۹۳/۱۷)رواه الطبرانی فی الأوسط......وإسناده حسن

خادمہ کو آواز دی، وہ آئی تو اس کو فرمایا یہ پانچ اشرفیاں فلاں کو دے دو، اور یہ پانچ فلاں کو دے دو حتی کہ انہوں نے اس طرح ان تمام اشرفیوں کو تقسیم کر دیا، غلام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آیا اور ان کو سارا واقعہ بتایا۔ غلام نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کی ایک تھیلی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے لئے بھی تیار کی ہوئی ہے، (جو اس وقت یمن کے گورنر تھے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تھیلی معاذ بن جبل کو دے آؤ، اور گھر میں تھوڑی دیر ٹھہر کر دیکھنا کہ وہ ان اشرفیوں کا کیا کرتے ہیں؟ چنانچہ غلام وہ تھیلی لے کر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور جا کر کہا کہ امیر المؤمنین آپ سے فرما رہے ہیں کہ یہ اشرفیاں ہیں، ان کو اپنی ضروریات میں صرف کرلو، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالی ان پر رحم وفضل فرمائے، پھر خادمہ کو بلایا اور فرمایا کہ اتنے دینار فلاں کے گھر دے آؤ اور اتنے دینار فلاں کے گھر دے آؤ، اتنے میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی بیوی کو پتہ چلا تو کہنے لگی:

وَنَحْنُ وَاللّٰهِ مَسَاكِينُ، فَأَعْطِنَا، فَلَمْ يَبْقَ فِي الْخِرْقَةِ إِلَّا دِينَارَانِ، فَدَحَا بِهِمَا، فَرَجَعَ الْغُلَامُ إِلَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ، فَسُرَّ بِذٰلِكَ عُمَرُ، وَقَالَ: إِنَّهُمْ إِخْوَةٌ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ. ❶

ترجمہ: اللہ کی قسم! ہم بھی محتاج ہیں، ہمیں بھی دو، تھیلی میں صرف دو دینار رہ گئے تھے، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے وہ دو دینار ان کو دے دیئے، غلام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آیا اور آپ کو سارا واقعہ سنایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت مسرور ہوئے اور فرمایا کہ یہ سب ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہیں۔

❶ الزهد لابن المبارك: باب هوان الدنيا على اللّٰه عزوجلّ، ج ۱ ص ۱۷۸، رقم: ۵۱۱

حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے ایثار و ہمدردی کا بے مثال واقعہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جب مدینہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات قائم کردی، ”فَعَرَضَ عَلَيْهِ أَنْ يُنَاصِفَهُ أَهْلَهُ وَمَالَهُ“ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان سے درخواست کی کہ میری بیویوں اور میرے مال کو آدھا آدھا بانٹ لو، تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ تمہارے گھر والوں اور مال میں برکت عطا فرمائے، مجھے بازار بتا دو۔ وہاں حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو (تجارت کرکے) نفع میں کچھ پنیر اور کچھ گھی ملا۔ چند دن کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ پر زردی کا کچھ اثر دیکھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبدالرحمٰن یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے ایک انصاری خاتون سے نکاح کرلیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے کتنا مہر دیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ایک گٹھلی برابر سونا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ولیمہ کرو اگرچہ ایک ہی بکری سے ہو۔ ❶

نزع کی حالت میں حضراتِ صحابہ کرام کا ایثار

حضرت ابوجہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ صحابیِ رسول ہیں انہوں نے بڑی لمبی عمر پائی تھی، زمانہ جاہلیت کو بھی پایا اور زمانہ اسلام کو بھی، یہ فرماتے ہیں کہ جنگِ یرموک میں میں اپنے چچازاد بھائی کو تلاش کرنے نکلا اور ساتھ میں ایک پانی مشکیزہ لے لیا تاکہ اگر وہ مل جائیں اور پانی کی ضرورت پڑے تو پریشانی نہ ہو، کہتے ہیں کہ میں نے ان کو

❶ صحیح البخاری: کتاب المناقب، باب کیف آخی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین أصحابہ، باب، رقم الحدیث: ۳۹۳۷

ایک جگہ پالیا، وہ نزع کی حالت میں زخمی پڑے ہوئے تھے، میں نے ان سے کہا کہ کیا میں تمہیں پانی پلاؤں؟ انھوں نے کہا کہ ہاں! اتنے میں ان کے قریب ایک اور شخص زخمی حالت میں پڑے ہوا تھا، انھوں نے آہ کی اور پانی کی تمنا کی، میرے چچازاد بھائی نے کہا کہ پہلے ان کو پانی پلاؤ، دیکھا تو وہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بھائی ہشام بن العاص تھے، میں ان کے پاس پہنچا اور کہا کہ کیا پانی پلاؤں؟ تو انھوں نے کہا کہ ہاں! اتنے میں ایک اور شخص کے کراہنے کی آواز آئی تو ہشام کہنے لگے کہ اس کو پہلے پلا دو، حضرت ابوجہم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس کے پاس پہنچا تو ان کا انتقال ہو چکا تھا، لہٰذا میں ہشام کے پاس آیا، دیکھا تو ان کا بھی انتقال ہو گیا، یہ دیکھ کر میں اپنے چچازاد بھائی کے پاس آیا کہ ان کو پانی پلا دوں، مگر جب ان کے پاس پہنچا تو ان کا بھی انتقال ہو چکا تھا۔ (۱)

انصارِ مدینہ کی بے مثال ایثار و ہمدردی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا ان پر اتنا اثر ہوا کہ انصار اور مہاجرین میں مواخات قائم ہوگئیں۔ وہ ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن گئے، انصار نے مہاجرین کو زبانی بھائی بھائی کہنے کی بجائے عملی طور پر اپنی ہر چیز، یعنی زمین، مالِ تجارت اور ذرائع تجارت کا نصف ان میں بخوشی تقسیم کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں غریب مہاجرین کے مسائل حل کرنے کے لئے مہاجرین اور انصار کے درمیان جو مواخات قائم فرمائی اس کے تحت انصار نے مہاجرین کے لئے مثالی ایثار و ہمدردی سے کام لیا۔ انہوں نے گھر کا اثاثہ اور زمینیں اور نخلستان وغیرہ اپنے مہاجر بھائیوں کو نصف نصف بانٹ دیئے۔

(۱) مختصر تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عبید بن حذیفة بن غانم بن عامر بن عبد اللّٰہ، ج ۱۶ ص ۲۴

انصارِ مدینہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ پیشکش کی کہ ہمارے باغ اور نخلستان حاضر ہیں، آپ ان کو ہمارے اور ان مہاجرین بھائیوں کے درمیان بانٹ دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ یہ لوگ تو باغبانی نہیں جانتے، یہ اُس علاقے سے آئے ہیں جہاں باغات نہیں ہیں، کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ اپنے اِن باغوں اور نخلستانوں میں کام تم کرواور پیداوار میں سے حصہ انکو دو؟ انصار اس پر خوشی سے راضی ہو گئے۔

پھر جب بنی نضیر کا علاقہ فتح ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب بندوبست کی ایک شکل یہ ہے کہ تمہاری املاک اور یہودیوں کے چھوڑے ہوئے باغات اور نخلستانوں کو ملا کر ایک کر دیا جائے اور پھر اس پورے مجموعے کو تمہارے اور مہاجرین کے درمیان تقسیم کر دیا جائے ،اور دوسری شکل یہ ہے کہ تم اپنی جائیدادیں اپنے پاس رکھو اور متروکہ اراضی مہاجرین میں بانٹ دی جائیں۔ انصار نے عرض کیا یہ جائیدادیں آپ ان میں بانٹ دیں اور ہماری جائیدادوں میں سے بھی جو کچھ آپ چاہیں اِن کو دے سکتے ہیں، اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پکار اٹھے اے انصارِ مدینہ! اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔اس طرح انصار کی رضامندی سے یہودیوں کے چھوڑے ہوئے اموال مہاجرین اسلام ہی میں تقسیم کیے گئے اور انصار اسلام میں سے حضرت ابودُجانہ، حضرت سہل بن حُنیف کو حصہ دیا گیا، کیونکہ یہ حضرات بہت غریب تھے۔اسی ایثار و ہمدردی کا ثبوت انصار نے اُس وقت دیا جب بحرین کا علاقہ اسلامی حکومت میں شامل ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ اس علاقے کی مفتوحہ اراضی انصار کو دی جائیں، مگر انہوں نے عرض کیا کہ ہم اس میں سے کوئی حصہ نہ لیں گے جب تک اتنا ہی ہمارے مہاجر بھائیوں کو نہ دیا جائے۔انصار مدینہ طیبہ کا یہی وہ ایثار ہے جس پر اللہ تعالی نے ان کی تعریف فرمائی ہے، نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم نے ایثار و ہمدردی کا عملی نمونہ پیش فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی ایثار و ہمدردی کی اعلیٰ صفت پیدا ہوئی۔ ❶

انصار صحابہ کی مہاجرین کے لئے ایثار و ہمدردی

واقعہ ہجرت شروع سے اخیر تک اخوت اسلامی کا عکاس ہے، جگہ جگہ اسلامی بھائی چارگی کے خدوخیال نمایاں ہیں، ہجرت کے ابتدائی مراحل میں بھی مسلمانوں نے بے پناہ اخوت کا مظاہرہ کیا اور دورانِ ہجرت بھی، پھر مدینہ منتقل ہونے کے بعد انصار و مہاجرین نے اخوت کے جو مناظر پیش کیے چشم فلک نے کبھی ان کا نظارہ نہیں کیا اور شاید رہتی دنیا تک اس کی نظیر ملنی مشکل ہے، اسی اخوت اور بھائی چارگی سے مدینہ منورہ میں اسلامی معاشرہ تشکیل پایا، انصار کی بھائی چارگی کا یہ عالم تھا کہ وہ اس سلسلے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے، نوبت قرعہ اندازی تک پہنچ جاتی، ایک مہاجر کے کئی دعوی دار بن جاتے۔ پھر قرعہ کے ذریعہ کسی ایک کے حوالے کرنا پڑتا، انصاری اپنے اسلامی بھائی مہاجر کو اپنے گھر لے جاتا اور اپنی ساری جائیداد مال و متاع کو دو حصوں میں تقسیم کرتا اور مہاجر کو اختیار دیتا کہ جو چاہو لے لو، اگر کسی مہاجر کے پاس بیوی نہ ہوتی تو انصاری مہاجر بھائی سے کہتا اگر تم چاہو تو میں اپنی دو بیویوں میں سے ایک کو جس کو تم پسند کرو طلاق دیدوں، ایک طرف انصار کی طرف سے ایثار و قربانی کا یہ عالم تھا دوسری طرف مہاجرین عزت نفس کا خیال کرتے ہوئے کہتے کہ اللہ تمہارے مال و دولت میں برکت دے، ہمیں صرف بازار کا راستہ بتادو، اس سے اسلامی سماج کا بنیادی عنصر نمایاں ہوتا ہے جب ایک انسان کلمہ توحید کا اقرار کر کے

❶ صحیح البخاری: کتاب الحرث والمزارعة، باب: إذاقال اکفنی مؤونة النخل أوغیرہ تشرکنی فی الثمر، رقم الحدیث: ۲۳۲۵/سیرة ابن هشام: ج۲ ص ۱۹۲ / تفسیر الطبری: ج۲۳ ص ۲۸۳

دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے تو وہ قومی، وطنی، نسلی ہر طرح کی جکڑ بندیوں سے آزاد ہوکر عالم گیر وحدت میں شامل ہوتا ہے۔ اب وہ اپنے آپ کو تنہا نہیں پاتا بلکہ اپنے پیچھے ملت اسلامیہ کی ایک عظیم طاقت محسوس کرتا ہے وہ دنیا کے جس خطہ میں بھی چلا جائے اسلامی رشتہ اس کو ایک مرکز سے جوڑے رکھتا ہے اخوت اسلامی کی اس روح نے قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کو بنیان مرصوص کی طرح مضبوط کر دیا تھا، جس کے نتیجے میں مسلمانوں کو جس چیز نے جوڑے رکھا تھا وہ یہی اسلامی رشتہ تھا جو خونی رشتہ سے بھی بڑھ کر تھا۔

مدینہ کے انصار کے اسلام سے قبل مہاجرین سے کسی طرح کا کوئی تعلق نہ تھا نہ وطنی مناسبت تھی نہ ہی علاقائی نسبت، مہاجرین کے مدینہ منتقل ہونے پر انصار نے محض اسلامی رشتہ کی بنیاد پر ان کا تعاون کیا اور مہاجر بھائیوں کو اپنے حقیقی بھائیوں سے بڑھ کر سمجھا، واقعہ یہ ہے کہ اخوتِ اسلامی کے بغیر اسلامی معاشرہ کا تصور ہی نامکمل ہے، مدینہ منتقل ہونے کے بعد سب سے پہلا کام جس کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انجام دیا وہ انصار و مہاجرین کے درمیان مواخات ہے، لیکن آج کے مسلمانوں نے یا تو اخوت اسلامی کے بنیادی تصور کو بالکل فراموش کر دیا ہے، یا پھر جانتے ہوئے اس سے تغافل برت رہے ہیں، چنانچہ ایک مسلمان اپنے دوسرے بھائی سے اس حال میں ملتا ہے کہ اس کا سینہ بغض وعناد سے بھرا ہوا ہوتا ہے، اتحاد و اتفاق، ہمدردی و خیر خواہی، اخلاص و ایثار اور باہمی تعاون جیسی عمدہ صفات جو اخوت اسلامی کی بنیاد پر پیدا ہوتی ہیں آج کے مسلم معاشروں سے ناپید ہوتی جا رہی ہیں، جس کے نتیجے میں وحدتِ اسلامی کا تصور ایک خواب سا بن کر رہ گیا ہے مسلکی اختلافات ایک طوفان کی شکل اختیار کرتے جا رہے ہیں، ایک مسلک کا فرد دوسرے مسلک کے فرد کے ساتھ ایسا

سلوک کرتا ہے جیسے غیروں سے کیا جاتا ہے، ہر مسلمان کی ایک مسلکی شناخت بن گئی ہے، اس کی ساری ہمدردی اپنے مسلک کے لوگوں تک محدود رہتی ہے اور سب سے بڑی انا یہ ہے کہ وہ اس کو عین دین سمجھتا ہے، تنگ نظری اور تعصب کا یہ عالم ہے کہ دوسری جماعت یا مسلک سے منسوب شخص کو تھوڑی دیر کے لیے بھی برداشت نہیں کیا جاتا اور اسے ایک طرح سے اچھوت سمجھا جاتا ہے، تحریکیں اور تنظیمیں تو خدمت دین کے لیے ایک طریقہ کار کے طور پر قائم کی جاتی ہیں، بھلا ان میں تعصب اور تنگ نظری کی کیا گنجائش ہوسکتی ہے، ہر ایک کا مقصد خدمتِ دین ہوتا ہے لیکن امت اسلامیہ کا یہ کیسا عظیم سانحہ ہے کہ ان ہی تحریکوں سے تعصب ونفرت کے شعلے بھڑک رہے ہیں، جن تحریکوں اور جماعتوں کی بنیاد اخلاص وللّٰہیت پر رکھی جاتی تھی، آج وہی تحریکیں امت میں اختلاف و انتشار کا ذریعہ بن رہی ہیں، چنانچہ آج ملت مختلف چھوٹے چھوٹے خانوں میں بٹ گئی ہے، جس کی وجہ سے اسلامی اخوت کا صاف وشفاف چہرہ دھندلا ہوتا جارہا ہے اور امت کا ہر فرد مسلکی اور تحریکی خلیجوں کی بنیاد پر خود کو تنہا محسوس کررہا ہے، واقعہ ہجرت چودہ سو سال بعد بھی ہمارے ذہنوں میں اخوت اسلامی کہ حقیقی مفہوم کو تازہ کررہا ہے، اسلامی اخوت کے بغیر غلبہ اسلام کے لیے جانے والی ہر کوشش بے کار ہے اس کے دیرپا نتائج برآمد نہیں ہوسکتے۔ ❶

نادار صحابہ کے ساتھ ایثار وہمدردی کا تعاون دیکھ کر حضور کا چہرہ خوشی سے چمک گیا

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ دیہاتی آدمی اونی کپڑے پہنے ہوئے حاضر ہوئے، آپ نے ان کی

❶ موجودہ حالات میں سیرت رسول کا پیغام: ص ۱۳۴، ۱۳۵

بدحالی دیکھ کران کی حاجت وضرورت کا اندازہ لگالیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کوصدقہ کرنے کی ترغیب دی، پس لوگوں نے صدقہ میں کچھ دیر کی، تو آپ کے چہرہ اقدس پر کچھ ناراضگی کے آثار نمودار ہوئے، پھر انصار میں سے ایک آدمی دراہم کی تھیلی لے کر حاضر ہوا، پھر دوسرا آیا، پھر صحابہ نے متواتر اتباع شروع کردی یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس پر خوشی کے آثار ظاہر ہونے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ سَنَّ فِی الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً، فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ، كُتِبَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا، وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ، وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً، فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ، كُتِبَ عَلَيْهِ مِثْلُ وِزْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا، وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ. ❶

ترجمہ: جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ رائج کیا پھر اس کے بعد اس پر عمل کیا گیا تو اس کے لئے اس عمل کرنے والے کے برابر ثواب لکھا جائے گا اور ان کے ثواب میں سے کچھ کمی نہ کی جائے گی، اور جس آدمی نے اسلام میں کوئی برا طریقہ رائج کیا پھر اس پر عمل کیا گیا تو اس پر اس عمل کرنے والے کے گناہ کے برابر گناہ لکھا جائے گا اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہ کی جائے گی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا انوکھا ایثار

﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ (الحشر: ۹) کے شانِ نزول میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے یہ واقعہ بھی نقل کیا ہے کہ ایک صحابی کو

❶ صحیح مسلم: کتاب العلم، بَابُ مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً أَوْ سَيِّئَةً وَمَنْ دَعَا إِلَى هُدًى أَوْ ضَلَالَةٍ، رقم الحدیث: ۱۰۱۷

کسی نے بکری کی سری پائے ہدیہ میں بھیجی، ان صحابی نے کہا کہ فلاں بھائی صاحب اولاد ہیں، وہ مجھ سے زیادہ اس کے محتاج ہیں لہٰذا ان کو دے دو۔ اس طرح وہ سری پائے ان کے گھر بھیج دی گئی، وہ دوسرے صحابی کہنے لگے کہ میرے سے فلاں صاحب زیادہ محتاج ہیں، لہٰذا ان کو دے دو۔ وہ سری پائے وہاں سے ایک تیسرے صحابی کے پاس پہنچی۔ اس طرح ایک سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے گھر ہوتی ہوتی سات گھروں کا چکر لگا کر اور بعض روایات میں ہے کہ نو گھروں کا چکر لگا کر وہ سری پائے پھر پہلے صحابی کے پاس ہی آ گئی، اس پر مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ یہ تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا انوکھا ایثار کہ ضرورت مند ہو کر بھی ہر ایک کو دوسرے کی فکر لاحق ہوتی تھی۔ ❶

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کا بے نظیر ایثار

ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ یارسول اللہ! مجھے سخت فاقہ درپیش ہے۔ آپ نے اپنی ازواجِ مطہرات سے معلوم کیا کہ کوئی چیز تم لوگوں کے پاس ہے؟ لیکن کسی جگہ بھی کوئی کھانے کی چیز نہیں ملی۔ آپ نے اعلان کیا کہ کوئی ہے جو ہمارے مہمان کی آج رات مہمان نوازی کرے؟ تو حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، انھوں نے کہا میں ان کی مہمان نوازی کروں گا۔ پھر ان کو اپنے گھر لے گئے، اور اپنی اہلیہ سے کہا کہ مہمانِ رسول کی خاطر داری میں کوئی کسر نہ چھوڑنا، ان کی بیوی نے کہا کہ آج ہمارے گھر سوائے بچوں کے کھانے کے کوئی چیز نہیں ہے۔ انھوں نے کہا کہ بچوں کو بہلا پھسلا کر سلا دو، اور ہم بھی آج اللہ کے نبی کے مہمان کی خاطر بھوکے رہ جائیں گے اور جو کھانا ہے اس کو لے آؤ، اور جب ہم کھانے بیٹھیں تو

---

❶ الدر المنثور فی التفسیر المأثور: سورہ حشر آیت نمبر ۹ کے تحت، ج۸ ص ۱۰۷

کسی بہانے سے چراغ بجھا دو، تا کہ مہمان سمجھے کہ ہم بھی ان کے ساتھ طعام میں شریک ہیں۔ چنانچہ ان کی اہلیہ نے ایسا ہی کیا، اس طرح مہمان کو سارا کھانا کھلا دیا اور خود وہ اور ان کی بیوی بچے سب بھوکے رہ گئے۔ جب صبح ہوئی اور یہ حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے تو آپ نے فرمایا کہ فلاں مرد وفلاں عورت سے اللہ نے تعجب کیا اور ان کی مدح میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾(الحشر: ۹)

ترجمہ: وہ ترجیح دیتے ہیں ان کو اپنے نفسوں پر چاہے اُن پر تنگ دستی کی حالت گزر رہی ہو۔ ❶

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کفن اور ایثار

حضورِاقدس رضی اللہ عنہ کے چچا غزوۂ احد میں شہید ہو گئے اور ظالموں نے آپ کے کان، ناک وغیرہ اعضاء کاٹ دیے اور سینہ چیر کر دل نکالا اور ہر طرح کے ظلم کیے۔ لڑائی کے ختم ہونے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے صحابہ شہیدوں کی لاشیں تلاش فرما کر ان کی تجہیز و تکفین کا انتظام فرما رہے تھے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا تو نہایت صدمہ ہوا، اتنے میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں کہ اپنے بھائی کی حالت دیکھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خیال سے کہ یہ ایک عورت ہے، ایسے ظلموں کے دیکھنے کا تحمل مشکل ہوگا، ان کے صاحب زادے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ اپنی والدہ کو دیکھنے سے منع کرو۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں جلدی سے روکنے کے لیے

---

❶ صحيح البخاري: كتاب المناقب، باب قول الله تعالى: وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ، رقم الحديث ۳۷۹۸/الدر المنثور فى التفسير المأثور: سورۃ الحشر آیت نمبر ۹ کے تحت، ج ۸ ص ۱۰۶

بڑھا، مگر وہ قوی تھیں، ایک گھونسا مجھے مارااور کہا کہ پرے ہٹ۔ میں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے تو فوراً رُک گئیں۔ اس کے بعد دو کپڑے نکالے اور فرمایا کہ میں اپنے بھائی کے کفن کے لئے لائی تھی کہ میں ان کی شہادت کی خبر سُن چکی تھی۔ ان کپڑوں میں ان کو دفنا دینا۔ ہم لوگ وہ کپڑے لے کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو کفنانے لگے کہ برابر میں ایک انصاری شہید موجود تھے، جن کا نام حضرت سہیل رضی اللہ عنہ تھا۔ ان کا بھی کفار نے ایسا ہی حال کر رکھا تھا۔ ہمیں اس بات سے حیاء آئی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دو کپڑوں میں کفن دیا جائے اور انصاری صحابی کے پاس ایک بھی نہ ہو۔ اس لیے ہم نے دونوں کے لیے ایک ایک کپڑا تجویز کر دیا، مگر ایک کپڑا ان میں بڑا تھا، دوسرا چھوٹا، تو ہم نے قرعہ ڈالا کہ جو کپڑا جن کے حصے میں آجائے وہ ان کے کفن میں لگایا جائے۔ قرعے میں بڑا کپڑا حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کے حصے میں آیا اور چھوٹا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے حصے میں آیا، جو ان کے قد سے بھی کم تھا کہ اگر سر کو ڈھانکا جاتا تو پاؤں کھل جاتے اور اگر پاؤں کی طرف کیا جاتا تو سر کھل جاتا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سر کو کپڑے سے ڈھانک دو اور پاؤں پر گھاس وغیرہ ڈال دو۔

یہ دو جہان کے بادشاہ کے چچا کا کفن ہے، وہ بھی اس طرح کہ ایک بہن اپنے بھائی کے لیے دو کپڑے دیتی ہیں، لیکن آپ کو یہ گوارہ نہیں کہ دوسرا انصاری بے کفن رہے۔ ایک کپڑا بانٹ دیا جاتا ہے اور پھر چھوٹا کپڑا اس شخص کے حصے میں آتا ہے جو کئی وجہ سے ترجیح کا استحقاق بھی رکھتا ہے۔ غریب پروری اور مساوات کے دعوے دار اگر اپنے دعوؤں میں سچے ہیں تو ان پاک ہستیوں کی اتباع کریں جو کہہ کر نہیں بلکہ کر کے دکھلا گئے۔ ہم لوگوں کو اپنے لیے ان کا پیرو کہنا بھی شرم کی بات ہے۔ یہ

ایثار و ہمدردی کی ایک بے نظیر مثال ہے۔ ❶

اسلافِ امت کے ایثار و ہمدردی کے پرتاثیر واقعات

مؤمن کی حاجت روائی پر حج وعمرے کا ثواب

علی بن حسین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ بیت اللہ کا طواف کررہے تھے، ایک آدمی اٹھا اور کہا: اے ابومحمد! میرے ساتھ فلاں آدمی کے پاس چلیں میرا ان سے کام ہے، حضرت نے طواف چھوڑا اور انکے ساتھ چلے گئے۔ جب چلے گئے تو ایک آدمی جو اسکا حاسد تھا جسکے ساتھ چلے گئے تھے آیا اور کہنے لگا: آپ نے طواف چھوڑ دیا اور اسکے ساتھ چلے گئے، حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا:

وَكَيْفَ لَا أَذْهَبُ مَعَهُ؟ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ ذَهَبَ فِي حَاجَةٍ لِأَخِيهِ الْمُسْلِمِ فَقُضِيَتْ حَاجَتُهُ كُتِبَتْ لَهُ حَجَّةٌ وَعُمْرَةٌ، وَإِنْ لَمْ يُقْضَ كُتِبَتْ لَهُ عُمْرَةٌ فَقَدِ اكْتَسَبْتُ حَجَّةً وَّعُمْرَةً وَرَجَعْتُ إِلَى طَوَافِي. ❷

ترجمہ: کیسے میں انکے ساتھ نہیں جاتا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کوئی اپنے کسی بھائی کی حاجت کے لیے چلا جائے اور حاجت پوری بھی ہوجائے تو اسکے لیے ایک حج اور ایک عمرے کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے اور اگر حاجت پوری نہ ہو تو اسکے لیے ایک عمرہ لکھ دیا جاتا ہے، میں نے تو ایک حج اور عمرہ کرلیا اور اپنے طواف کے لیے بھی لوٹ آیا ہوں۔

---

❶ فضائل اعمال: باب ششم ص ۷۷، ۷۸/ تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس النفیس: غزوۃ أحد، ج ۱ ص ۴۴۱، ۴۴۲/ مسند أحمد: ج ۳ ص ۳۴، رقم الحدیث: ۱۴۱۸/ السنن الکبری للبیھقی: ج ۳ ص ۵۶۳، رقم الحدیث ۶۶۸۴

❷ تاریخ مدینۃ دمشق: حرف الحاء، ترجمۃ: حسن بن علی، ج ۱۳ ص ۲۴۸، رقم الترجمۃ: ۱۳۸۳

حضرت زین العابدین رحمہ اللہ کی ہمدردی اور حسن اخلاق

ایک شامی آدمی کہتا ہے کہ میں ایک مرتبہ مدینہ منورہ گیا، میں نے وہاں ایک ایسے حسین وجمیل آدمی کو دیکھا کہ اس سے زیادہ خوبصورت اور خاموش میں نے اب تک کسی کو نہیں دیکھا تھا اور نہ اس جیسا بہتر کوئی کپڑا اور نہ اس جیسا بہتر کوئی جانور دیکھا۔ وہ شخص ایک خچر پر سوار تھا، پس میرا دل اس آدمی کی طرف مائل ہوگیا، میں نے اس آدمی کے متعلق لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ پس مجھے بتایا گیا کہ یہ علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رحمہ اللہ ہیں۔ پس میں ان کے پاس آیا، حالانکہ میں ان سے بغض رکھتا تھا، میں نے ان سے کہا کہ آپ ابوطالب کے بیٹے ہیں، انھوں نے کہا نہیں، میں ابوطالب کا پرپوتا ہوں، میں نے کہا میں آپ کو اور آپ کے والد کو اور آپ کے دادا علی بن ابی طالب کو برا بھلا کہتا ہوں، پس جب میری گفتگو ختم ہوگئی تو انھوں نے مجھ سے فرمایا:

قَالَ أَحۡسِبُکَ غَرِیۡبًا قُلۡتُ أَجَلۡ ،قَالَ: فَمِلۡ بِنَا إِلَی الدَّارِ فَإِنِ احۡتَجۡتَ إِلَی مَنۡزِلٍ أَنۡزَلۡنَاکَ،أَوۡ إِلَی مَالٍ وَاسَیۡنَاکَ، أَوۡ إِلَی حَاجَةٍ عَاوَنَاکَ عَلَی قَضَائِهَا،فَانۡصَرَفۡتُ مِنۡ عِنۡدِهِ وَمَا عَلَی وَجۡهِ الۡأَرۡضِ أَحَبُّ إِلَی مِنۡهُ. (۱)

میرا گمان ہے کہ تم مسافر ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں، پھر انھوں نے کہا آپ ہمارے ساتھ آئیں۔ اگر آپ کو کسی اقامت گاہ کی تلاش ہو تو ہم آپ کے لیے رہائش کا بندوبست کریں گے، اگر مال کی ضرورت ہو تو ہم مدد کریں گے یا کسی اور چیز کی ضرورت ہو تو ہم آپ سے تعاون کریں گے۔ پس میں تھوڑی دیر کے بعد ان کے پاس چلا آیا، اس کے بعد زمین پر مجھے ان سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا۔

(۱) حیاۃ الحیوان: البعوض، فائدۃ، ج ۱ ص ۲۰۱

پرندوں کے ساتھ ہمدردی میں خیمہ نہیں اکھیڑا

مشہور صحابی حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مصر کو فتح کرنے کے لئے وہاں کے ایک قلعے کے سامنے ایک بڑا خیمہ نصب کیا تھا، پیش قدمی کا ارادہ فرمایا تو اس خیمے کو اکھاڑ کر ساتھ لے جانا چاہا لیکن جب اکھاڑنے کے لئے آگے بڑھے تو دیکھا کہ خیمے کے اوپر کی جانب ایک کبوتری نے انڈے دے رکھے ہیں اور ان پر بیٹھی ہے، خیمہ اکھاڑنے سے یہ انڈے ضائع ہو جاتے ہیں۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کبوتری نے ہمارے خیمہ میں پناہ لی ہے، اس لئے اس خیمے کو اس وقت تک باقی رکھو جب تک یہ بچے پیدا ہو کر اڑنے کے قابل نہ ہو جائیں، چنانچہ باقی رکھا گیا۔ ❶

جب مجھے ملتا ہے تو میں ایثار کرتا ہوں

حضرت شقیق بلخی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کس حالت میں ہیں، میں نے کہا: جب مجھے رزق دیا جاتا ہے تو میں کھاتا ہوں اور جب مجھ سے رزق کو روک دیا جاتا ہے تو میں صبر کرتا ہوں، آپ نے فرمایا: ہمارے ہاں بلخ کے کتے بھی یہی کرتے ہیں، میں نے آپ سے پوچھا: آپ کیا کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جب مجھے رزق دیا جاتا ہے تو میں ایثار کرتا ہوں اور جب مجھ سے رزق کو روک دیا جاتا ہے تو میں شکر کرتا ہوں۔ ❷

خلیفہ معتصم باللہ کا بارہ سو گھڑ سواروں کا لشکر لے کر ایک خاتون کی مدد کو پہنچنا

عموریہ کو ابناء اسلام نے ''معتصم باللہ'' عباسی خلیفہ کے دور میں فتح کیا، اس فتح کا ایک بہت عجیب حیرت انگیز قصہ ہے، جسے کتب تواریخ نے محفوظ کیا اور اب تک نقل ہوتا چلا

❶ جہانِ دیدہ: فساط کا علاقہ، ص ۱۴۱

❷ وفيات الأعيان: ترجمة: ابراهيم بن أدهم، ج ۱ ص ۳۲

آرہا ہے۔

اس قصے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اسلام اوراس کی روحانی اولادوں کی غیرت و حمیت کیا ہے، اور خلیفہ معتصم باللہ نے کس طرح ایک نیک صالحہ مسلمان عورت کے قصے اور معتصم کو پکارنے کا سنا تو فوراً اس کی آواز پر لبیک کہا، اوراس مسلمان مظلوم عورت کے حقوق کا دفاع کیا۔

ایک شخص خلیفہ کے سامنے آیا اوراس نے کہا، اے امیرالمؤمنین! میں ''عموریہ'' میں تھا وہاں ایک باندی ہے جو نیک سیرت ہے، اُسے ایک شخص نے تھپڑ مارا تو اس نے ''وَامُعْتَصِمَاہ'' کہا، تواس نے کہا معتصم کیا کرسکتا ہے، کیا وہ ابھی ابلق گھوڑے پر سوار تیری مدد کوآئے گا؟ اس نے اسے اور مارا، معتصم نے پوچھا: یہ عموریہ کس طرف ہے؟اس نے سمت کی جانب اشارہ کرکے بتادیا۔

معتصم نے اپنا چہرہ اس طرف کیا اور کہا اے لڑکی! میں حاضر ہوں، معتصم تیری پکار کے جواب میں حاضر ہے۔ پھراس نے تین سو اٹھائیس گھڑسواروں کا لشکر تیار کیا اورسب گھوڑے ابلق تھے (ابلق اس گھوڑے کو کہتے ہیں جس میں سفیدی اور سیاہی ملی ہو) اس نے عموریہ پہنچ کراس کا محاصرہ کرلیا، جب محاصرہ طویل ہوگیا تو کسی نجومی نے کہا کہ تم اسے انگور اور انجیر نچوڑے جانے کے زمانے میں فتح کرسکوگے، یہ سن کر وہ بہت غمگین ہوا۔

ایک رات وہ اپنے لشکر میں چکر لگا رہا تھا تو وہ لوہار کے خیمے کے پاس سے گزرا، لوہار کے سامنے ایک بدصورت سا غلام کھڑا تھا، اس کے ہاتھ میں لوہے کی ڈھال تھی وہ اس سے کسی چیز پرضرب لگا رہا تھا، اس نے ضرب لگائی اور کہا یہ معتصم کے سر پر ہے، تو لوہار بولا ہمیں اس بات سے معاف کر تجھے معتصم سے کیا تکلیف ہے؟ اس نے کہا کہ اس

کے پاس کوئی تدبیر نہیں اتنے دن ہو گئے وہ اس شہر میں داخل نہ ہو سکا، اگر وہ مجھے کمانڈر بنا دے تو کل وہ اسی شہر میں رات گزارے گا۔

معتصم اس کی بات سن کر بڑا حیران ہوا، اس نے بعض لوگوں کو اسے بلانے بھیج دیا، جب وہ آیا تو معتصم نے اس سے کہا کہ مجھے تمہارے بارے میں جو بات پہنچی ہے وہ تم نے کیوں کہی! تو اس غلام نے کہا جو بات آپ تک پہنچی ہے وہ سچ ہے، اگر آپ مجھے کمانڈر بنا دیں تو مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو فتح عطا فرمائے گا، اس پر معتصم نے اس کو کمانڈر بنا دیا اور لشکر کی کمان اس کے ہاتھ میں دے دی۔

اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرما دی، معتصم شہر میں داخل ہو گیا اور نجومیوں کی بات غلط ثابت ہوئی۔ پھر اس نے اس آدمی کو بلایا جس نے لڑکی کے بارے میں بتایا تھا، اُسے کہا مجھے اس جگہ لے چل جہاں تو نے اُسے دیکھا تھا، وہ آدمی اُسے لے گیا اور اس لڑکی کو نکال کر سامنے لے آیا۔ معتصم نے اس لڑکی سے پوچھا اے لڑکی معتصم تیری مدد کو آیا کہ نہیں؟ پھر معتصم نے کہا جس وقت سے میں نے تیری فریاد سنی تھی، اُس وقت سے بے چین تھا، آج الحمد للہ، اللہ کی نصرت آ گئی۔ ❶

نہایت محتاج ہونے کے باوجود خاندانِ اہل بیت کی ایثار و ہمدردی

مسلم بن سعد رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں حج کے لئے جانے لگا تو میرے ماموں نے مجھے دس ہزار درہم دیئے، اور کہا کہ جب تم مدینہ منورہ جاؤ تو مدینے میں اہلِ بیت میں سب سے زیادہ فقیر گھرانے کا پتہ لگا کر یہ رقم اس کو ادا کر دینا۔

جب وہ مدینہ پہنچے تو لوگوں سے پوچھا، اہل بیت میں سب سے زیادہ غریب اور فقیر

❶ الكامل في التاريخ: سنة ثلاث وعشرين ومأتين، ج٦ ص ٣٨/ سمط النجم العوالي في أنباء الأوائل والتوالي، خلافة المعتصم، ج٣ ص ٤٥١

گھرانا کون سا ہے؟ لوگوں نے ایک گھر کے بارے میں بتایا کہ وہ ان کی نظر میں نہایت مستحق گھرانا ہے، اور وہ اہلِ بیت میں سے ہیں۔

مسلم بن سعد رحمہ اللہ نے اس گھر کے دروازے پر دستک دی، اندر سے ایک خاتون کی آواز آئی: تم کون ہو؟ مسلم بن سعد رحمہ اللہ نے کہا:

میں بغداد سے آیا ہوں، میرے پاس بطورِ امانت دس ہزار درہم ہیں، مجھے حکم دیا گیا تھا کہ میں مدینہ منورہ کے اہلِ بیت میں سب سے زیادہ مستحق گھرانے تک یہ امانت پہنچا دوں۔ لوگوں نے میرے استفسار پر آپ کا گھر بتایا ہے، لہذا یہ رقم میں آپ کے حوالے کرتا ہوں۔

وہ عورت کہنے لگی:

اے اللہ کے بندے! یہ درہم دینے والے نے شرط لگائی تھی کہ سب سے زیادہ محتاج اہلِ بیت کو یہ رقم دینا، تو دراصل بات یہ ہے جو ہمارے ہمسائے ہیں وہ ہم سے زیادہ محتاج اور فقیر ہیں۔ یہ درہم ان کو دے دو، وہ ہم سے زیادہ مستحق ہیں۔

مسلم بن سعد رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب میں نے ان کے ہمسائے کے دروازے پر دستک دی تو اندر سے ایک عورت نے پوچھا تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو؟

میں نے اسے پورا قصہ بتایا کہ تمہاری ہمسایہ خاتون نے تمہارے گھر کا پتہ دیا ہے، اور کہا ہے کہ یہ گھرانا اس سے زیادہ محتاج اور مستحق ہے۔

وہ عورت کہنے لگی:

اے اللہ کے بندے! ہم اور ہمارے ہمسائے دونوں ہی نہایت محتاج اور فقیر ہیں اور ہم دونوں ہی حاجت مند ہیں۔ تم ایسا کرو کہ اس رقم کو ہم دونوں کے درمیان برابر تقسیم کردو۔ (1)

(1) صفة الصفوة: ذکر المصطفیات من عابدات المدینة، ج ۱ ص ۴۱۱

علامہ واقدی اور اُن کی اہلیہ کا ایثار و ہمدری کا انوکھا واقعہ

علامہ واقدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے بڑی مالی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا، فاقوں تک نوبت پہنچی، گھر سے اطلاع آئی کہ عید کا موقع ہے اور گھر میں کچھ نہیں، بڑے تو صبر کرلیں گے، لیکن بچے مفلسی کی عید کیسے گزاریں گے؟ یہ سن کر میں اپنے ایک تاجر دوست کے پاس قرض لینے گیا، وہ مجھے دیکھتے ہی سمجھ گیا اور بارہ سو درہم کی سربمہر ایک تھیلی میرے ہاتھ تھمادی، میں گھر آیا، ابھی بیٹھا ہی تھا کہ میرا ایک ہاشمی دوست آیا، اس کے گھر میں افلاس وغربت نے ڈیرہ ڈالا تھا، وہ قرض رقم چاہتا تھا، میں نے گھر جا کر اہلیہ کو قصہ سنایا، کہنے لگی، کتنی رقم دینے کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا، تھیلی کی رقم نصف نصف تقسیم کرلیں گے، اس طرح دونوں کا کام چل جائے گا، کہنے لگی، بڑی عجیب بات ہے، آپ ایک عام آدمی کے پاس گئے، اس نے آپ کو بارہ سو درہم دیے اور آپ اسے ایک عام آدمی کے عطیہ کا نصف دے رہے ہیں، آپ اسے پوری تھیلی دے دیں۔ چنانچہ میں نے وہ تھیلی کھولے بغیر سربمہر اس کے حوالہ کردی، وہ تھیلی لے کر گھر پہنچا تو میرا تاجر دوست اس کے پاس گیا، کہا عید کی آمد ہے، گھر میں کچھ نہیں، کچھ رقم قرض چاہیے۔ ہاشمی دوست نے وہی تھیلی سربمہر اس کے حوالہ کردی، اپنی ہی تھیلی اسی طرح سربہ مہر دیکھ کر اسے بڑی حیرت ہوئی کہ یہ ماجرا کیا ہے؟ وہ تھیلی ہاشمی دوست کے ہاں چھوڑ کر میرے پاس آیا، میں نے اسے پورا قصہ سنایا، درحقیقت تاجر دوست کے پاس بھی اس تھیلی کے علاوہ کچھ نہیں تھا وہ سارا مجھے دے گیا تھا، اور خود قرض لینے ہاشمی کے پاس چلا، ہاشمی نے جب وہ حوالہ کرنا چاہا تو راز کھل گیا۔

ایثار و ہمدردی کے اس انوکھے واقعہ کی اطلاع جب وزیر یحییٰ بن خالد کے پاس پہنچی تو وہ دس ہزار دینار لے کر آئے، کہنے لگے، ان میں دو ہزار آپ کے، دو ہزار آپ کے

ہاشمی دوست کے، دو ہزار تاجر دوست کے اور چار ہزار آپ کی اہلیہ کے ہیں کیوں کہ وہ تو سب میں زیادہ قابل قدر اور لائق اعزاز ہے۔ ❶

حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ کا ایک یتیم بچے کے لئے کھجوریں چننا

حضرت سری سقطی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ عید کے روز میں نے حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ کو کھجوریں چنتے ہوئے دیکھا، میں نے ان سے پوچھا کہ یہ آپ کس لیے اکھٹی فرما رہے ہیں؟ حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے ایک لڑکے کو آج کے روز روتے ہوئے دیکھا، تو اس سے پوچھا کہ تم کیوں رو رہے ہو؟ اس لڑکے نے جواب دیا کہ میں یتیم ہوں، آج عید کا دن ہے، سب لڑکوں نے نئے کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور اُن کے پاس اخروٹ ہیں اور میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ چنانچہ میں اس لیے کھجوریں چن رہا ہوں کہ ان کو بیچ کر اس کے لئے اخروٹ لے لوں تاکہ وہ ان کے ساتھ کھیلے اور روئے نہیں۔

حضرت سری سقطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے عرض کیا کہ اس خدمت کو میں سرانجام دے لوں گا، آپ اس بارے میں ہرگز فکرمند نہ ہوں۔ چنانچہ اس کے بعد میں نے اس یتیم بچے کو اپنے ہمراہ لیا اور اس کو نئے کپڑے خرید کر پہنا دیے۔ پھر میں نے اس کو تھوڑے سے اخروٹ بھی لے کر دیے تاکہ وہ ان سے کھیلتا رہے۔ اس حسن سلوک سے لڑکے کا دل بہت خوش ہوگیا اور مجھے اس کام کا یہ فائدہ ہوا کہ میرے دل میں ایک ایسا نور پیدا ہوگیا جس نے میرے دل کی دنیا میں ایک انقلاب برپا کردیا اور مجھے معرفت کی بلندیوں پر پہنچا دیا۔ ❷

---

❶ تاريخ بغداد: ترجمة: محمد بن عمر بن واقد أبو عبد اللّٰه الواقدي، ج۳ ص ۲۲۹، رقم الترجمة: ۱۲۵۵

❷ اسلاف کے ایمان افروز واقعات: ص۲۵۳، ۲۵۴

ایک غلام کا اجنبی کتّے کے لیے اپنے کھانے کا ایثار

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ جنگل سے گزر رہے تھے راستے میں ایک باغ پر گزر ہوا، وہاں ایک حبشی غلام باغ میں کام کر رہا تھا، اس کی روٹی آئی اور اس کے ساتھ ہی ایک کتا بھی باغ میں چلا آیا اور اس غلام کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس غلام نے کام کرتے کرتے ایک روٹی اس کتے کے سامنے ڈال دی، اس کتّے نے اس کو کھا لیا اور پھر کھڑا رہا، اس نے دوسری اور پھر تیسری روٹی بھی دال دی، کل تین ہی روٹیاں تھیں وہ تینوں کتے کو کھلا دیں، حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ غور سے کھڑے دیکھتے رہے، جب وہ تینوں ختم ہو گئیں تو حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے اس غلام سے پوچھا کہ تمہاری کتنی روٹیاں روزانہ آتی ہیں؟ اس نے عرض کیا کہ آپ نے ملاحظہ تو فرما لیا تین ہی آیا کرتی ہیں، حضرت نے فرمایا کہ پھر تینوں کا ایثار کیوں کر دیا؟ غلام نے کہا: حضرت یہاں کتے رہتے نہیں ہیں یہ غریب بھوکا کہیں دور سے مسافت طے کر کے آیا ہے، اس لیے مجھے اچھا نہ لگا کہ اس کو ویسے ہی واپس کر دوں، حضرت نے فرمایا کہ پھر تم آج کیا کھاؤ گے؟ غلام نے کہا ایک دن فاقہ کرلوں گا یہ تو کوئی ایسی بڑی بات نہیں ہے، حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے اپنے دل میں سوچا کہ لوگ مجھے ملامت کرتے ہیں کہ تو بہت سخاوت کرتا ہے، یہ غلام تو مجھ سے بڑھ کر سخی ہے، یہ سوچ کر شہر میں واپس تشریف لے گئے اور اس باغ کو اور غلام کو اور جو کچھ سامان باغ میں تھا سب کو اس کے مالک سے خرید ا اور خرید کر غلام کو آزاد کر دیا اور وہ باغ اس غلام کو ہبہ کر دیا۔ ❶

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب ذم البخل وذم حب المال، ج ۳ ص ۲۵۸

ساتھیوں کی رفاقت وہمدردی میں قتل ہونے کے لئے خود آگے بڑھنا

ابوالعباس بن عطاء نے کہا کہ کسی چغل خور نے صوفیاء کے بارے میں خلیفہ کو چغلی لگائی کہ یہاں پر بے دین اور زندیق لوگ رہتے ہیں جو شریعت چھوڑ چکے ہیں، لہذا ابو الحسین نوری اور ابوحمزہ اور ذقام گرفتار کر لئے گئے اور جنید نے آڑ لے لی فقہ کی کیونکہ وہ کلام کرتا تھا ابوثور کے مذہب پر، لہذا یہ لوگ خلیفہ وقت کے آگے پیش کیے گئے، اس نے ان کے قتل کا حکم دے دیا، لہذا ابوالحسن جلاد کے سامنے سب سے پہلے آ گیا تاکہ وہ اس کو پہلے قتل کر دے، جلاد نے اس سے پوچھا: تمہیں کیا ہوا تم اپنے احباب میں سے پہلے سامنے کیوں آئے؟ اس نے جواب دیا کہ ایثار کرنے کے لئے۔ اس نے پوچھا کہ ایثار کیسا؟ اس نے جواب دیا کہ "**أَحْبَبْتُ أَنْ أُوثِرَ أَصْحَابِي بِحَيَاةِ هَذِهِ اللَّحْظَةِ**" میں نے اپنے احباب کو اپنے او پر ترجیح دی ہے ایک لحظہ زندہ رہنے کے لئے کہ میں پہلے قتل ہو جاؤں اور وہ چند منٹ یا لحظہ بھر وہ زندہ رہ لیں۔ جلاد اس ایثار کو دیکھ کر حیران ہو گیا اور اس نے ان کو قتل کرنے سے ہاتھ روک لیا، وہ حیران تھا اس ایک سے بھی اور اُن سب سے بھی۔ چنانچہ اس نے خلیفہ کو خط لکھا، اس نے ان لوگوں کا کیس قاضی القضاۃ کی عدالت میں بھیج دیا۔ اس وقت قاضی اسماعیل بن اسحاق تھے، لہذا عدالت میں بھی سب سے پہلے ابوالحسین نوری پیش ہوئے، جج نے اس سے دین کے اصول اور فرائض کے بارے میں پوچھا اور طہارت اور نماز کے بارے میں بھی، اس نے ان کو صحیح جوابات دیئے، اس کے بعد کہا کہ ان اصول وفرائض کے بعد بے شک اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو اللہ کی (خصوصی مدد کے ساتھ) کھاتے ہیں، اسی کے ساتھ پیتے ہیں، اسی کے ساتھ سنتے ہیں، اسی کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں اور اسی کے ساتھ جواب دیتے ہیں۔ قاضی نے جب اس کا کلام سنا تو بہت

زیادہ رویا، اس کے بعد خلیفہ کے پاس جا کر کہا کہ اگر یہ لوگ زندیق و بے دین ہیں تو پھر پورے روئے زمین پر کوئی موحد نہیں ہے۔ ❶

احمد بن مہدی رحمہ اللہ کا ہمدردی کے سبب ایک خاتون کی پردہ پوشی کرنا

احمد بن مہدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک رات بغداد میں میرے پاس ایک عورت آئی اور کہا:

میں ایک عام عورت ہوں، مجھ پر مشکل گھڑی آپڑی ہے، میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتی ہوں کہ آپ میرا عیب چھپالیں۔

میں نے پوچھا: تیری مشکل کیا ہے؟ کہنے لگی: میرے ساتھ زبردستی زیادتی ہوئی جس کے نتیجے میں میرا حمل ٹھہر گیا ہے، میں نے لوگوں سے کہا ہے کہ آپ میرے شوہر ہیں اور یہ حمل آپ کا ہے، خدا کے لیے مجھے رسوا ہونے سے بچا لیجیے اور میرے عیب چھپا لیجیے، اللہ! آپ کے عیب چھپائے گا، میں چپ رہا اور وہ چلی گئی، میری لاعلمی میں اس کا بچہ پیدا ہوا، محلّہ کے امام مسجد پڑوسیوں کے ساتھ مجھے بچے کی مبارکباد دینے آئے، میں بڑے تپاک سے ان سے ملا اور خوشی خوشی ان کی مبارک باد قبول کی، دوسرے دن میں نے دو دینار امام مسجد کو دیئے اور کہا کہ یہ اس عورت کو دے دو کچھ جدائی ہوگئی ہے اس لیے میں خود اسے نہیں دے رہا، اور ہر ماہ میں امام کے ذریعے عورت کو دو دینار بھیجتا اور کہتا کہ یہ بچے کا خرچہ ہے۔ یونہی دو سال گزرے گئے یہاں تک کہ بچے کا انتقال ہوگیا، لوگ میرے پاس تعزیت کرنے آئے، میں نے ان کے سامنے اپنی ایسی حالت ظاہر کی جو بچہ کی موت پر باپ کی ہوتی ہے، کچھ ماہ گزرنے کے بعد ایک رات میرے پاس وہ عورت آئی، اس کے ہاتھ میں وہ دینار تھے جو میں ہر ماہ امامِ مسجد

❶ شعب الإیمان: الزکوۃ، ج۵ ص ۱۴۴، رقم الحدیث: ۳۲۱۲

کے واسطے سے بھیجتا تھا، اس نے وہ دینار مجھے واپس کرتے ہوئے کہا:

سَتَرَکَ اللّٰهُ عزَّوَجَلَّ كَمَا سَتَرْتَنِيْ. ❶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ آپ کی پردہ پوشی کرے جیسے آپ نے میری پردہ پوشی کی ہے۔

میں نے اس سے کہا: یہ دینار میں نے بچے کو دیئے تھے اب یہ آپ کے ہیں انھیں جیسے چاہو کام میں لے آؤ۔

ایک کتے کا دوسرے کتوں کے لئے ایثار

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ ہم چند آدمی طرسوس میں جو ملک شام کا ایک شہر ہے، جمع ہو کر باہر جا رہے تھے، چلتے ہوئے ایک کتا بھی ہمارے ساتھ ہو گیا۔ جب ہم شہر سے باہر نکلے تو ایک مرا ہوا جانور پڑا تھا، ہم لوگ اس سے بچ کر ذرا فاصلہ سے ایک اونچی جگہ پر بیٹھ گئے۔ وہ کتا جو ہمارے ساتھ ہو گیا تھا، اس نے جب اس مردار کو دیکھا تو وہ شہر کی طرف واپس ہو گیا، اور تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ وہ اپنے ساتھ تقریباً بیس کتے اور لایا، اور اس مردار کے پاس آ کر وہ خود تو علیحدہ ہو کر بیٹھ گیا اور سب کتے اس کو کھاتے رہے۔ جب وہ سب کھا کر شہر کی طرف چلے گئے تو یہ کتا جو بلانے گیا تھا، اپنی جگہ سے اٹھا اور اس کے پاس آ کر جو ہڈیاں وغیرہ وہ سب کھا کر چھوڑ گئے تھے، ان کو اس نے کھایا اور پھر شہر کی طرف چلا گیا۔ ❷

خلیفہ مامون الرشید نے ہمدردی میں بے مزہ اور بدبودار پانی پی کر بھی انعام دیا

خلیفہ مامون الرشید ایک مرتبہ جنگل میں شکار کے لئے جا رہا تھا، ایک گنوار پانی کی ایک مشک بھر کر لشکر میں لایا اور خلیفہ سے کہنے لگا: میں آپ کے لئے نہایت سرد اور شیریں

❶ المنتظم فی تاریخ الأمم والملوک: سنة سبع عشرة وثلاث مائة، ترجمة: أحمد بن مهدي، ج۱۳ ص ۲۸۴
❷ فضائل صدقات: ساتویں فصل، ص: ۷۲۵/ إحياء علوم الدين: كتاب ذم البخل وذم حب المال، ج۳ ص ۲۵۸

پانی کا تحفہ لایا ہوں۔ مامون نے پیا تو سخت بدبودار اور کڑوا پانی تھا، مگر اپنے اخلاق کی وجہ سے مامون نے کچھ نہ کہا، بلکہ یہ کہا: واقعی ہم نے ایسا پانی آج تک نہیں پیا تھا۔ اچھا یہ پانی ہمارے برتن میں ڈال دو اور خزانچی کے پاس جا کر اپنی مشک اشرفیوں سے بھرلو اور فوراً یہاں سے واپس اپنے گھر لوٹ جاؤ۔ اس کے چلے جانے کے بعد مصاحبوں نے پوچھا: پانی جب اتنا سخت کڑوا تھا تو آپ نے اس سے کیوں نہیں کہا اور کیوں پیا؟ اور پھر اسے انعام بھی کیوں دیا؟ اور اس میں کیا مصلحت تھی کہ اسے آگے جانے سے روک دیا؟

مامون نے کہا: وہ بدو بڑے شوق سے اتنی دور سے میرے لئے پانی بھر کر لایا تھا، میں اس سے پانی کے کڑوے ہونے کی کیا شکایت کرتا، جب اس نے کٹورہ مجھے دیا تو مجھے شرم آئی کہ میں اسے نہ پیوں، کیونکہ اس طرح غریب کی دل شکنی ہوتی، انعام اس لئے دیا کہ بیچارہ انعام کے لالچ ہی میں تو اتنی دور سے مشک بھر کر لایا تھا۔ میں نے اسے آگے جانے سے اس لئے روکا کہ اگر یہ بغداد جا کر دریائے دجلہ کا پانی پیئے گا تو دل میں شرمندہ ہوگا۔ ❶

حضرت قیس بن سعد نے تمام قرض خواہوں کا قرض معاف کردیا

حضرت قیس بن سعد بن عباد فیاضی میں کافی مشہور تھے، بیمار ہوئے تو لوگوں کی ایک بڑی جماعت آپ کی عیادت کو نہیں آئی، وجہ معلوم کی گئی تو پتہ چلا کہ وہ آپ سے لئے گئے قرض کی ادائیگی نہ ہونے کے باعث شرمندگی کے سبب نہ آسکے، جس پر حضرت قیس نے فرمایا کہ اللہ کی رسوائی ہو ایسے مال پر جو لوگوں کو ملاقات سے روک دے۔

پھر آپ نے یہ اعلان کروادیا کہ جن لوگوں پر ان کا قرض ہے وہ سب معاف ہے۔ ❷

❶ اسلاف کے ایمان افروز واقعات: ص۲۵۳

❷ مدارج السالکین: فصل: منزلة الایثار، ج ۲ ص ۲۷۸

ایک فقیر کے ساتھ ہمدردی پر نصرانی کو اسلام کی توفیق اور مغفرت

ایک فقیر عاشورہ کے دن ایک قاضی کے پاس آیا اور اس کو دعا دے کر عرض کیا: میں صاحب عیال ہوں، عاشورہ کے دن آپ کے پاس اپنی ضرورت لے کر آیا ہوں، آپ کچھ میری مدد فرمادیجئے تاکہ آج میرے بچوں کا پیٹ بھر جائے، اللہ آپ کو اس کی جزا عطا کرے گا۔ قاضی صاحب نے فقیر کی درخواست سن کر ظہر تک کا وعدہ کیا، جب وہ ظہر کے وقت آیا تو عصر تک اور عصر کے بعد مغرب تک کا وعدہ کیا، اس طرح جب تمام دن اس کو پریشانی میں گزر گیا اور ادھر بھوک سے اس کے بچوں کا کلیجہ منہ کو آ رہا تھا، تو ایسے وقت قاضی نے اس کو جواب دیا کہ افسوس! میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو تجھے دے سکوں۔ قاضی صاحب کا یہ جواب سن کر وہ شکستہ دل فقیر روتا ہوا واپس ہوا کہ اب میں اپنے بچوں کو کیا جواب دوں گا؟ اسی حالت میں وہ فقیر ایک نصرانی کے دروازہ سے گزرا، نصرانی نے اس کو روتا اور بلکتا دیکھ کر ازراہِ ہمدردی دریافت کیا: آخر تیرا کیا حال ہے اور کیوں رو رہا ہے؟ فقیر نے کہا: میرا حال نہ پوچھئے! تو نصرانی نے اس کو اللہ کی قسم دلا کر کہا کہ مجھے اپنا حال بتائیں، چنانچہ جب اس فقیر نے اپنی سرگزشت سنائی تو نصرانی نے فقیر سے یوم عاشورہ کی فضیلت معلوم کی، جس کو سن کر نصرانی کا دل بھر آیا اور اس نے فقیر کو اس کی طلب سے کہیں زیادہ اور بیس درہم دے کر کہا: ہر مہینے تیرے بچوں کا یہ وظیفہ میرے ذمہ لازم ہے۔ چنانچہ وہ فقیر خوشی خوشی جب کھانے کا سب سامان لے کر گھر پہنچا تو بچوں نے بھی خوش ہو کر دعا کی کہ ہمارے معبود! جس نے ہماری مدد کی، ہمیں خوش کیا ہے تو اس کو جلد سے جلد اپنی مرضیات سے نواز دے۔ اس کے بعد جب رات کو قاضی صاحب نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص اس سے کہہ رہا ہے کہ اپنا سر اٹھا! قاضی نے سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہے

کہ دو محل ہیں، جن میں ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی لگا کر تعمیر کیئے گئے ہیں، جن کو دیکھ کر قاضی صاحب نے حیرت سے دریافت کیا: یا اللہ! آخر یہ محل کس لئے بنائے گئے ہیں؟ تو جواب ملا کہ یقیناً یہ دونوں محل تیرے لئے تھے اگر تو نے فقیر کی حاجت پوری کر دی ہوتی، مگر جب تو نے اس کو ناکام واپس کر دیا تو اب یہ دونوں محل اس نصرانی کے ہو چکے ہیں جس نے اس کی مدد کی ہے۔ یہ دیکھ کر قاضی حسرت وافسوس کرتا ہوا خواب سے بیدار ہوا اور اس نے نصرانی کے پاس جا کر معلوم کیا کہ تو نے شب گزشتہ کیا نیکی کی ہے؟ نصرانی نے معلوم کیا: آخر آپ یہ سوال کیوں کرتے ہیں؟ قاضی نے اپنا خواب بیان کر کے نصرانی سے کہا کہ کل جو نیکی تم نے اس فقیر کے ساتھ کی ہے، اس کو ایک ہزار درہم لے کر مجھے فروخت کر دو! یہ سن کر نصرانی کہنے لگا کہ میں تو زمین بھر سونے کے عوض بھی اس کو فروخت نہیں کر سکتا، لیکن ہاں میں تم کو اس پر گواہ بناتا ہوں کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، پس اسی کلمہ شہادت پر اس کی موت واقع ہوئی، اور اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرما دی۔ ❶

حضرت شبلی رحمہ اللہ کا چیونٹی کے ساتھ حسن سلوک

حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت شبلی رحمہ اللہ شہر سے گندم خرید کر سر پر اٹھائے اپنے گاؤں لے آئے، گھر آ کر گٹھڑی کو کھولا تو اس میں سے ایک چیونٹی نکل آئی، جو پریشان ہو کر ادھر ادھر دوڑنے بھاگنے لگی، آپ کو اس پر بڑا ترس آیا اور یہ سوچ کر کہ نہ معلوم کس کس عزیز سے الگ ہوئی ہوگی اس کا دل ان کی جدائی سے تڑپتا ہوگا، ساری رات نہ سو سکے، آخر اسی طرح کپڑا باندھ کر پھر سفر کر کے جہاں سے گندم لائے

❶ حکایات قلیوبی: حکایت نمبر ۰۷، ص: ۱۱۹، تا ۱۲۱

تھے وہیں لاکر اسی دکان پر کپڑا کھولا اور چیونٹی کو اس کے مستقر پر پہنچایا۔ ❶

دوسرے مسلمان کی ہمدردی میں قتل کی پرچی قبول کرلی

ابو محمد الازدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ مرو کی مسجد میں آگ لگ گئی، مسلمانوں کو شبہ ہوا کہ یہ حرکت عیسائیوں نے کی ہے، غصے میں آکر انہوں نے عیسائیوں کے کلیساؤں اور عبادت گاہوں میں آگ لگادی اور انہیں جلا ڈالا، وقت کے بادشاہ کو یہ حرکت ناگوار گزری، اس نے ان لوگوں کی گرفتاری کا حکم جاری کردیا، جنہوں نے عیسائیوں کی عبادت گاہوں میں آگ لگائی اور انہیں جلایا تھا، مسلمانوں کی ایک جماعت اس سلسلہ میں گرفتار ہوئی اور سلطان کے سامنے پیش کی گئی کہ وہ ان کے لئے سزا تجویز کرے، سلطان نے چند پرچیوں پر یہ الفاظ لکھے:

۱......کوڑے کی سزا ۲......ہاتھ پاؤں کاٹنے کی سزا ۳......قتل کی سزا

اور یہ پرچیاں گرفتار شدگان پر پھینک دی گئیں، جس کے حصے میں جو پرچی آئی اس کے لئے وہی سزا نافذ کرنے کا حکم ہوا، جو اس میں لکھی تھی، قتل کی پرچی ایک شخص پر پڑی، اس نے کہا اللہ کی قسم! میں قتل ہونے سے نہیں ڈرتا لیکن مجھے اپنی ماں کا خیال آتا ہے، میرے بعد اس کا کوئی سہارا نہیں رہ جائے گا، نہ کوئی بہن ہے، نہ بھائی، نہ کوئی اور عزیز۔ اس کے پاس ایک اور نوجوان موجود تھا، اس پر جو پرچی پڑی تھی اس میں کوڑے کی سزا لکھی ہوئی تھی، اس نے کہا میری ماں کا انتقال ہو چکا ہے، تم ایسا کرو اپنی پرچی مجھے دے دو اور میری پرچی تم لے لو، میں قتل ہو جاؤں گا تم کوڑے کی سزا بھگت لینا، اس نوجوان نے اپنے دوست کی پیشکش قبول کرلی، چنانچہ دونوں نے اپنی پرچیاں بدل لیں، وہ جوان قتل کردیا گیا، اور یہ کوڑے کی سزا بھگت کر اپنی ماں کے

❶ بوستان فارسی: ص ۷۵

پاس پہنچ گیا۔❶

مقتول کے والد کا کمالِ ہمدردی میں قاتل کو معاف کرنا

ملتان کے قریب علاقہ تونسہ میں ایک بندے کے ہاتھ سے قتل ہو گیا، قاتل حضرت خواجہ تونسوی رحمہ اللہ کے پاس آیا اور عرض کی کہ حضرت مجھ سے بڑی غلطی ہو گئی ہے، آپ اُن سے جا کر میرے لئے بات کر دیں کہ وہ مجھے معاف کر دیں، باقی جو جرمانہ وہ چاہیں گے اُس کے لئے میں تیار ہوں، حضرت کی بڑی سماجت کی، تو حضرت خواجہ رحمہ اللہ مقتول کے گھر گئے، پہلے دعا پڑھی، پھر مقتول کے والد سے تعزیت کی، حضرت نے فرمایا کہ میں تمہارے پاس ایک کام کیلئے آیا ہوں، وہ قاتل میرے پاس بیٹھا ہے اور فیصلہ کرنا چاہتا ہے، یہ سن کر مقتول کا والد رو پڑا اور کہا: جب آپ اس کی سفارش فرما رہے ہیں تو میں اپنا بیٹا مفت میں بخش دیتا ہوں، بس میں نے مقتول کو معاف کر دیا، مزید اس نے کہا: حضرت آپ کے آنے پر اتنی خوشی ہوئی کہ میرے جتنے بھی بیٹے ہیں اگر یکے بعد دیگرے قتل ہو جائیں تو آپکے کہنے پر میں سارے قاتلوں کو معاف کر دوں گا، روتے ہوئے اس نے مزید کہا: حضرت آپ اُدھر سے پیغام بھجوا دیتے آنے کی زحمت نہ فرماتے۔

سچ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے ایسی محبوبیت اور مقبولیت عطا فرما دیتے ہیں۔❷

مخلوق کیساتھ ہمدردی پر مغفرت

بخارا کا ایک حاکم بڑا سخت مزاج اور ظالم تھا، ایک دن وہ اپنی سواری پر چلا جا رہا تھا،

❶ انمول واقعات، ص:۲۰۱

❷ ہمارے اسلاف: ص ۲۰۱

راستہ میں ایک کتے پر نظر پڑی، جسے خارش لگی ہوئی تھی اور سردی نے اس کو بہت ستا رکھا تھا۔اس ظالم کی اس پر نگاہ پڑتے ہی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور اپنے ایک نوکر سے کہا کہ اس کتے کو میرے گھر لے جا میرے آنے تک اس کا خیال رکھو۔ یہ کہہ کر وہ اپنے کام جہاں جا رہا تھا چلا گیا۔ جب واپس آیا تو اس کتے کو منگایا اور گھر کے ایک کونہ میں اس کو بندھوا دیا۔اس کے سامنے ٹکڑا ڈالا، پانی رکھوایا اور اس کے بدن پر تیل ملوا کر ایک کپڑے کی جھول اس کے اوپر ڈلوائی، اس کے قریب آگ رکھوائی تا کہ اس کی گرمی سے اس پر سے سردی کا اثر زائل ہو جائے اور اس قصہ کو دو ہی دن گذرے تھے کہ اس ظالم کا انتقال ہو گیا۔ایک بزرگ نے جو اس کے مظالم اور اس کی حالت سے خوب واقف تھے اس کو خواب میں دیکھا، اس سے پوچھا کہ کیا گذری؟ اس نے کہا کہ حق تعالیٰ شانہ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا کہ تو کتا تھا (یعنی کتوں جیسے کام کرتا تھا، انسانوں جیسے کام نہیں کرتا تھا) اس لیے ہم نے بھی ایک کتے ہی کو تجھ کو دے دیا (یعنی اس خارشی کتے کے طفیل تیری بخشش کر دی) اور میرے ذمہ جو حقوق تھے ان کو خود ادا فرمانے کا ارادہ فرمالیا۔ ❶

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کی شاگردوں پر نہایت شفقت ومحبت

حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب سابق مدرس دارالعلوم دیو بند رحمہ اللہ اپنی طالب علمی کے دور کا واقعہ بیان فرماتے ہیں:

احقر نے اثنائے درس حضرت مولانا کی زبان سے سن کر بڑی محنت سے کچھ تقریریں اور یادداشتیں جمع کی تھیں۔طالب علم تو ایسے علمی جواہرات کے خواہشمند ہوتے ہی ہیں اور بلا محنت ہاتھ آ جائے تو سبحان اللہ! جواز وعدم جواز کا خیال نہ کیا، کوئی مہربان

❶ فضائل صدقات: ساتویں فصل، ص:۷۳۱،۷۳۲

طالب علم (اس کاپی کو) لے اُڑے۔ نہایت رنج ہوا اور کوئی صورت دستیابی کی نظر نہ آئی، اسی غم میں ایک روز مدرسہ جانے کو بھی دل نہ چاہا۔ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کو خبر ہوئی تو عصر کے بعد تسلی کے لئے مکان پر تشریف لائے مفصل حال دریافت کر کے افسوس ظاہر فرمایا، صبر دلایا اور پوچھا کہ تمھاری ہی لکھی ہوئی تھی، میں نے عرض کیا: جی! حضرت میں نے ہی لکھی تھی۔ فرمایا: پھر کیا غم ہے پھر لکھ لینا اور عجب نہیں کہ مل جائے، اگلے روز بخاری شریف کے سبق کے بعد میں یاد دلایا تو سب طلبہ کو خطاب کر کے نہایت جوش سے ایک شاندار لہجہ میں فرمایا کہ:

”دیکھو! سید کی تقریر جس نے لی ہو دے دو، ان کو بہت رنج ہے اگر نہیں دے گا تو خواہ ہفت اقلیم کا بادشاہ ہو جائے لیکن علم نہیں آئے گا اور یہ خیال نہ کرنا کہ معلوم نہ ہو گا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو بتلا بھی دیتے ہیں۔“

یہ سن کر طلبہ سہم گئے اور چند روز کے بعد چور صاحب ہی قفل کھول کر وہ تقریر رکھ گئے۔

فائدہ: اس واقعہ سے حضرت کی کرامت و برکت معلوم ہونے کے ساتھ ہی آپ کی غایت توجہ اور شفقت علی الخدام والاصاغر بھی معلوم ہوتی ہے کہ معمولی مصائب میں بھی ہمدردی اور اعانت کا خیال فرماتے تھے۔ (۱)

قحط زدہ لوگوں کی ہمدردی میں سوکھی روٹی پانی میں بھگو کر کھانا

ایک مرتبہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ لاہور تشریف لائے اور ایک سال تک یہاں مقیم رہے۔ اس زمانے میں لاہور میں سخت قحط پڑا ہوا تھا۔ حضرت خواجہ رحمہ اللہ لوگوں کی پریشانیاں اور مصیبت کو دیکھ کر بے قرار ہو جاتے، آپ کے سامنے جب کھانا لایا جاتا تو فرماتے: یار! یہ انصاف سے بعید ہے کہ مخلوقِ خدا بھوکی پیاسی گلیوں میں تڑپتی

(۱) حیات شیخ الہند رحمہ اللہ: ص ۱۹۵

پھرے اور ہم گھروں میں بیٹھ کر اطمینان سے کھائیں۔

چنانچہ جس قدر کھانا ہوتا آپ قحط زدوں کو بھجوا دیتے اور خود فاقہ کرتے۔ البتہ روح و بدن کا رشتہ قائم رکھنے کے لئے کبھی کبھی سوکھی روٹی کے چند ٹکڑے پانی میں بھگو کر کھا لیتے۔ غرض قحط سالی کا تمام زمانہ آپ نے اسی حال میں گزارا، اور پھر دہلی تشریف لے گئے۔ ❶

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کا ایک غریب کی دعوت کو قبول کرنا

محترم منشی عبدالرحمٰن خان مرحوم لکھتے ہیں: ملتان تشریف آوری کے دوران ایک جلسہ کے اختتام کے بعد جب شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ واپس ہونے لگے تو اچانک سامنے ایک شخص عبدالستار نامی آ گیا اور اس نے آپ کو دیرینہ وعدہ یاد دلایا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ جب ملتان آؤں گا تو تمہارے پاس ضرور چائے نوش کروں گا۔

آپ کے چند ہمراہیوں نے انہیں یہ دعوت ٹالنے کے لئے کہا کیونکہ وہ بیچارہ ایک مسکین سا آدمی تھا جسے کوئی خاطر میں نہ لا رہا تھا، حضرت نے فرمایا کہ میں نے وعدہ کیا تھا، اس لئے میں اس کی دل شکنی کرنا نہیں چاہتا، وہاں سے وہ اس کے ساتھ موٹر میں روانہ ہو پڑے، میں ساتھ تھا اس غریب مسکین سے جو کچھ ہو سکا اسے آپ نے بڑی محبت سے نوش فرمایا اور واپسی پر مجھ سے فرمانے لگے کہ ہمارے جانے سے ہمارا کچھ نقصان نہیں ہوا مگر اس کا جو دل خوش ہوا ہے اس کا تم لوگ اندازہ نہیں لگا سکتے۔

یہ ان کے علم و فضل کی ایک معمولی سی جھلک تھی جو اتنا بھی برداشت نہ کر سکے کہ جسے محض غربت و مسکینی اور پھٹے پرانے کپڑوں کی وجہ سے بنظرِ حقارت دیکھا جا رہا ہے اس کی دل شکنی کی جائے۔ ❷

---

❶ اسلاف کے ایمان افروز واقعات: ص ۲۵۲

❷ چند ناقابل فراموش شخصیات: ص ۷۵

ایامِ مرض میں بھی خلقِ خدا پر شفقت وہمدردی

حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ مریض تھے، گھر کے افراد نے شدتِ مرض کے ڈر سے شروع شروع میں ملاقات کے لئے آنے والے لوگوں کو واپس کر دیا۔ علامہ صاحب کو علم ہوا تو بہت خفا ہوئے اور فرمانے لگے:

’’تم لوگ مجھے وزیر اعظم بنا دینا چاہتے ہو، مجھے یہ پابندیاں پسند نہیں ہیں۔ میرے پاس جو آتا ہے، محبت اور خلوص سے آتا ہے کسی کو نہ روکو۔‘‘

فائدہ: حضرت سید صاحب رحمہ اللہ کی شفقت مخلوقِ خداوندی کے ساتھ کس قدر بڑھی ہوئی تھی۔ حالانکہ آنے والوں میں بہت سے محض خالص اپنی غرض کے لئے آتے تھے اور پیچیدہ مسائل میں گفتگو چھیڑ دیتے جس سے آپ کے مرض میں اضافہ در اضافہ ہوتا چلا گیا، بالآخر یہی مرض جان لیوا ثابت ہوا۔ ❶

ایثار وہمدردی اور اخوت کا نادر واقعہ

اعزاء واقارب، اہل محلّہ کے حقوق وجذبات کی جس قدر رعایت کرتے ہوئے اس مردِ باخدا کو دیکھا اس کی مثال ملنی مشکل ہے، میاں صاحب کا اکثر مکان کچا تھا، جس پر ہر سال کہگل ہونا ضروری تھی، اگر نہ کی جاتی مکان منہدم ہونے کا خطرہ تھا۔ ہر سال برسات سے پہلے اس پر کہگل کرانے کا معمول تھا اور اس وقت گھر کا سارا سامان باہر نکالنا پڑتا تھا۔ ایسے ہی ایک موقع پر والد صاحب نے عرض کیا کہ حضرت! ہر سال آپ کو یہ تکلیف ہوتی ہے، اور ہر سال کا خرچ بھی جو اس پر ہوتا ہے وہ جوڑا جائے تو پانچ سات سال میں اتنا ہو جائے گا کہ اس سے پختہ اینٹوں کا مکان بن جائے۔

اخلاقِ کریمانہ سے کسی کی بات کاٹنے کا وہاں دستور ہی نہ تھا۔ بڑی دلداری اور حوصلہ

❶ معارف سید سلیمان نمبر: ص ۱۷۳

افزائی کے ساتھ فرمایا: ماشاء اللہ! آپ نے کیسی عقل کی بات فرمائی، میرا بھی اندازہ یہی ہے، پانچ سال میں جتنا خرچ اس پر ہو جاتا ہے اتنے خرچ سے پختہ مکان بنا کر اس غم سے نجات ہوسکتی ہے۔ ہم بوڑھے ہو گئے اتنی عقل نہ آئی کہ ایک دفعہ ایسا کر لیتے، یہ کہہ کر خاموش ہو گئے۔ اس کی جو اصل حقیقت تھی اس کا اظہار اس طرح فرمایا کہ میرے پڑوس میں جتنے مکان میں سب غریبوں کے ہیں اور کچے ہیں۔ ایسی حالت میں میاں صاحب کیا اچھا لگتا کہ اپنا مکان پختہ بنا کر بیٹھ جاتا، پڑوسیوں کو حسرت ہوتی۔

اس وقت یہ راز کھلا کہ حضرت کس بلند مقام پر ہیں۔ ان کے اعمال وافعال کا اندازہ لگانا دشوار ہے کہ ان میں کیسے کیسے اسرار پوشیدہ ہیں۔ پڑوسیوں اور غریبوں کی رعایت ان کی خدمت جو حضرت میاں صاحب کی فطرت بنی ہوئی تھی دوسروں کا اس طرف دھیان جانا بھی آسان نہ تھا۔

در نیا بدحال پختہ ہیچ خام ۔۔۔ پس سخن کوتاہ باید والسلام

میں نے دیکھا کہ اس کے بعد بھی ہمیشہ سالانہ یہ تکلیف برداشت کرنے کا سلسلہ جاری رہا۔ یہاں کے پڑوسیوں نے اپنے مکانات پختہ بنائے تب حضرت میاں صاحب نے بھی اپنے مکان کو پختہ بنوایا۔

یہ حضرات ہیں جن کو سلف کا نمونہ کہا جا سکتا ہے۔ حضرت فاروق اعظم کے عہد خلافت میں ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں گھی گراں ہو گیا تو حضرت امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم نے گھی کھانا ترک کر دیا۔ اور فرمایا میں اس وقت گھی کھاؤں گا جب مدینہ کے عوام بھی کھانے لگے۔ یہ واقعہ تاریخ میں پڑھا اور سنا تھا مگر ایثار ہمدردی اور اخوت کے اس مقام بلند کی جیتی جاگتی تصویر حضرت میاں صاحب ہی کی زندگی میں نظر آئی۔ ❶

❶ اکابر دیوبند کیا تھے؟: ص ۸۲، ۸۳

حضرت مدنی رحمہ اللہ کا جوؤں والے مہمان کو اپنے برابر بٹھا کر کھانا کھلانا

ایک مرتبہ دیوبند میں حضرت کی خدمت میں ایک مہمان آیا جس کے کپڑوں میں بے انتہا جوئیں تھیں اور بدبو بھی آتی تھی، مہمان خانے میں کوئی اس کو اپنے پاس نہ پھٹکنے دیتا۔ لیکن حضرت رحمہ اللہ نے اس کو دسترخوان پر اپنے برابر بٹھلا کر کھانا کھلایا، حضرت کے اوپر بہت سی جوئیں چڑھ گئیں جس کو آپ نے زنان خانے میں اندر تشریف لے جا کر صاف کروایا، مگر اس مہمان کی دل شکنی کسی طرح سے گوارا نہ کی۔ ❶

مفتی اعظم پاکستان کو دوسروں کی راحت کا خیال

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں:

حضرت والد صاحب رحمہ اللہ کا یہ واقعہ ہے کہ مرض وفات جس میں آپ کا انتقال ہوا، اسی مرض وفات میں رمضان المبارک کا مہینہ آ گیا اور رمضان المبارک میں بار بار آپ کو دل کی تکلیف اٹھتی رہی اور اتنی شدت سے تکلیف اٹھتی تھی کہ یہ خیال ہوتا تھا کہ شاید یہ آخری حملہ ثابت نہ ہو جائے، اسی بیماری میں جب رمضان المبارک گزر گیا تو ایک دن فرمانے لگے: ہر مسلمان کی آرزو ہوتی ہے کہ اس کو رمضان المبارک کی موت نصیب ہو، میرے دل میں بھی یہ خواہش پیدا ہوتی کہ اللہ تعالی رمضان المبارک کی موت عطا فرما دے، کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ رمضان المبارک میں جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں لیکن میری بھی عجیب حالت ہے کہ میں بار بار سوچتا تھا کہ یہ دعا کروں کہ یا اللہ! رمضان المبارک کی موت عطا فرما دے لیکن میری زبان پر یہ دعا نہیں آ سکی، وجہ اس کی یہ تھی کہ میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ میں اپنے لئے رمضان المبارک کی موت طلب تو کر لوں لیکن مجھے اندازہ ہے کہ میری موت کے

❶ مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ واقعات وکرامات کی روشنی میں: ص ۱۶۵

وقت میرے تیماردار اور میرے جو ملنے والے ہیں ان سب کو روزہ کی حالت میں شدید مشقت اٹھانی پڑے گی اور روزہ کی حالت میں ان کو صدمہ ہوگا اور روزہ کی حالت میں تجہیز وتکفین کے سارے انتظامات کریں گے تو ان کو مشقت ہوگی، اس وجہ سے میری زبان پر یہ دعا نہیں آئی کہ رمضان المبارک میں میرا انتقال ہو جائے، پھر یہ شعر پڑھا:

تمام عمر اس احتیاط میں گزری آشیاں کسی شاخ چمن پہ بار نہ ہو

چنانچہ رمضان المبارک کے ۱۱ دن کے بعد شوال کو آپ کی وفات ہوئی۔اب آپ اندازہ لگائیں کہ جو شخص مرتے وقت یہ سوچ رہا ہے کہ میرے مرنے سے بھی کسی کو تکلیف نہ پہنچے اس شخص کا زندگی میں لوگوں کے جذبات کا خیال رکھنے کا کیا عالم ہوگا؟ (1)

ایک نادار بوڑھی عورت پر ہمدردی کے سبب عارضہ قلب سے نجات مل گئی

ایک بہت سرمایہ دار شخص عارضہ قلب میں مبتلا ہوا تو علاج کے لیے بیرون ملک چلا گیا۔جس ہسپتال میں اس نے علاج کروانا شروع کیا وہ اس ملک کا سب سے اعلیٰ اور مہنگا ترین ہسپتال تھا۔مگر یہاں پر بھی علاج کے باوجود اسے افاقہ نہ ہوا اور حالت دن بدن بگڑتی چلی گئی۔ڈاکٹروں نے بتایا کہ سرجری کے علاوہ اس کا کوئی علاج نہیں اور اس آپریشن کی کامیابی کے بارے میں بھی یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا، لیکن فوری آپریشن کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔

جب اس نے یہ بات سنی تو ڈاکٹروں سے کہا مجھے کچھ دنوں کی مہلت دیں، میں اپنے ملک میں جا کر اپنے گھر والوں، اعزہ واقارب اور احباب سے ملنا چاہتا ہوں۔پتا نہیں آپریشن کے بعد انہیں دیکھ سکوں گا یا نہیں۔ڈاکٹروں نے اس کی خواہش کا احترام

(1) اصطلاحی خطبات، ایثار وقربانی کی فضیلت: ج ۱۰ ص ۲۸۸، ۲۸۹

کرتے ہوئے اجازت تو دے دی لیکن اسے بتایا کہ آپ جتنی جلدی واپس آ جائیں گے اتنا ہی آپ کے حق میں بہتر ہوگا۔

وہ اپنے ملک لوٹ آیا، یہاں اپنے گھر والوں کے ساتھ کچھ وقت گزارا احباب سے ملا۔ کچھ ضروری امور نپٹائے اور سفر پر جانے کی تیاری کرنے لگا۔ سفر پر جانے سے پہلے وہ اپنے ایک دوست کے ساتھ قریبی مارکیٹ میں گیا۔ اس کا گزر ایک قصاب کی دکان کے پاس سے ہوا، اس نے دیکھا کہ ایک بڑھیا گوشت کے بچے کھچے ٹکڑے اور ہڈیاں اکٹھی کر رہی ہے، اس بڑھیا کی غربت اور ناداری دیکھ کر اس کے دل کو دھچکا سا لگا، اس نے عورت کو آواز دی اور نہایت احترام سے پوچھا: اماں جان! یہ آپ کیا کر رہی ہیں؟ وہ کہنے لگی: میں ایک غریب عورت ہوں اور اپنی تین بیٹیوں کے ساتھ انتہائی تنگی اور عسرت سے گزارا کرتی ہوں، کئی کئی دن ہمیں کھانا نصیب نہیں ہوتا، گوشت تو مدتوں سے چکھا ہی نہیں۔

جب اس نے یہ بات سنی تو کہنے لگا: اماں میرے ساتھ چلیں۔ وہ اسے ساتھ لے کر اسی قصاب کی دکان پر گیا اور قصاب سے کہا: اس عورت کو جتنے گوشت کی ضرورت ہے اسے دے دو۔ عورت نے کہا: ہمارے لیے ایک کلو گوشت کافی ہوگا۔ اس نے کہا کہ اس اماں کو دو کلو گوشت دے دو اور ہر ہفتے اسے دو کلو گوشت دے دیا کرو۔ پھر اس نے ایک سال کی رقم ایڈوانس میں یک مشت ادا کر دی، اس مسکین بڑھیا نے اسی وقت اپنے ہاتھ اٹھائے اور اس کے لیے دعا کرنی شروع کر دی، جتنی دعائیں اس بڑھیا کے دل و دماغ میں آ سکتی تھیں وہ سب اس نے کر ڈالیں، اس شخص کے لیے بڑھیا کے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے دعائیں نکل رہی تھیں، بڑھیا کی دعاؤں کا سلسلہ ابھی منقطع نہیں ہوا تھا کہ اس شخص نے اپنے اندر تبدیلی محسوس کی، اسے محسوس ہوا کہ اس کا مرض

کم ہو رہا ہے اور اس کی حالت بہتر ہو رہی ہے، جب وہ گھر واپس آیا تو اس کا اپنی بیٹی سے سامنا ہوا، اس کی بیٹی اسے دیکھ کر کہنے لگی: ابا جان! ماشاء اللہ آج تو آپ بڑے تر و تازہ اور صحت مند نظر آ رہے ہیں، اس نے اپنی بیٹی کو پیش آنے والا واقعہ بتایا، بیٹی بہت خوش ہوئی اور اپنے والد کے لیے دعا کرنے لگی: یا اللہ! میرے والد کو صحت عطا فرما، جس طرح میرے والد نے اس بڑھیا کی مشکل دور کی میرے والد کی مصیبت بھی دور فرما۔

پھر اس نے دوبارہ رخت سفر باندھا اور ہسپتال پہنچ گیا۔ آپریشن سے پہلے جب اس کا میڈیکل چیک اپ کیا گیا تو ڈاکٹروں کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ میڈیکل کی تاریخ میں ایک عجوبہ ہو چکا تھا، اس کا دل بالکل ٹھیک کام کر رہا تھا اور اس کا مرض بالکل ختم ہو چکا تھا۔ ڈاکٹروں کی زبانوں پر بے شمار سوال تھے، یہ کیسے ممکن ہے؟ اس کیفیت میں مبتلا شخص بغیر آپریشن کے کیسے صحت یاب ہو گیا؟ سب کے جواب میں اس نے آسمان کی طرف نظریں اٹھائیں، اس کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں۔ وہ رقت آمیز لہجے میں کہنے لگا: اس ارحم الراحمین نے مجھے شفا دی ہے۔

اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے، یہ شخص زندگی کی نسبت موت کے زیادہ قریب تھا، اپنے گھر والوں اور عزیز و اقارب کو الوداع کہنے آیا تھا کہ بڑھیا کا واقعہ پیش آ گیا۔ جب مسکین بڑھیا کے لیے اس کا دل نرم ہو گیا تو عرش عظیم کے اوپر ایسی ذات ہے جو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والی اور سخی ہے۔ وہ رحمٰن اور رحیم ہے۔ اللہ تعالی نے شفقت فرماتے ہوئے اس کی بیماری کو دور کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے:

اِرْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ، يَرْحَمُكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ. (۱)

(۱) سنن الترمذي: أبواب البر والصلة، باب ماجاء في رحمة المسلمين، رقم الحديث: ۱۹۲۴

ترجمہ: آپ زمین والوں پر رحم کریں، آسمان والا آپ پر رحم کرے گا۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ﴾ (الأعراف: ۵۶) ❶

ترجمہ: اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب ہے۔

غریبوں کے ساتھ تعاون وہمدردی کی وجہ سے فصلوں کی غیبی حفاظت

یہ بات مجھے چودھری صاحب کے پرانے دوست غلام محمد بھٹی مرحوم نے سنائی، انہوں نے بتایا کہ چودھری صاحب ضلع حصار کی تحصیل فتح آباد میں نائب تحصیل دار تھے۔ ایک مرتبہ وہاں شدید ترین ژالہ باری ہوئی اور علاقے کی ساری فصلیں تباہ وبرباد ہوگئیں۔ چودھری صاحب محکمہ مال کے ایک افسر کی حیثیت سے ''خرابہ'' لکھنے کے لئے اپنے عملے کے ساتھ وہاں دورے پر تشریف لے گئے، انہوں نے دیکھا کہ ژالہ باری سے واقعی پورا علاقہ برباد ہوگیا ہے، لیکن حیرت انگیز طور پر عین اس آفت زدہ علاقے کے اندر کچھ کھیت بالکل سلامت ہیں اور انہوں معمولی سا بھی گزند نہیں پہنچا ہے۔

ظاہر ہے یہ منظر بڑا ہی پُر اسرار اور حیران کن تھا، پتہ چلا کہ یہ کھیت ایک مسلمان زمیندار کے ہیں، دورے سے فارغ ہوکر چودھری صاحب خود اس زمیندار کے پاس تشریف لے گئے اور معلوم کیا کہ اس کا کیا خاص عمل ہے کہ مکمل تباہ شدہ علاقے کے اندر اس کے کھیتوں کو معمولی سا نقصان نہیں پہنچا۔

اس زمیندار نے بتایا کہ جب میری کوئی بھی فصل تیار ہوتی ہے تو میں اپنے گاؤں کے غرباء ومساکین کو بلا لیتا ہوں اور باقاعدہ وزن کرکے اناج اور بھوسے کا دسواں حصہ

❶ دعاؤں کی قبولیت کے سنہرے واقعات: ص ۱۰۰ تا ۱۰۲

ان کے حوالے کر دیتا ہوں اور اپنا حصہ بعد میں گھر لے جاتا ہوں۔

لیکن میں اسی پر اکتفاء نہیں کرتا، اس زمیندار نے بتایا کہ یہ تو شرعی طور پر میرا فرض ہے، میں اس حوالے سے کسی پر احسان نہیں کرتا، یہ نہیں کروں گا تو گنہگار رہوں گا۔ اس کے بعد خاص عمل میں یہ کرتا ہوں کہ اپنے ذرائع سے جائزہ لیتا رہتا ہوں کہ گاؤں میں کسی غریب کے گھر سے یا کسی بیوہ عورت کے گھر سے گندم یا غلہ ختم تو نہیں ہوگیا، وہ ضرورت مند تو نہیں ہے اور جس کے بارے میں مجھے ایسی خبر مل جائے میں بغیر اس کے طلب کیئے از خود اس کے گھر میں غلہ پہنچا دیتا ہوں، یہ ہے میرا خاص عمل جس کی وجہ سے میرے کھیت اللہ کی ناراضگی سے مکمل طور پر محفوظ رہے ہیں۔ ❶

میں نے یہ واقعہ ایک محفل میں سنایا تو وزیر آباد کے معروف تاجر شیخ محمد انور مرحوم (سابق امیر جماعتِ اسلام ضلع گوجرانولہ) نے بتایا کہ اسی قسم کا ایک واقعہ ہمارے قریبی قصبے سوہدرہ میں بھی رونما ہو چکا ہے۔ وہاں ایک مرتبہ کیڑے نے چاول کی ساری فصل تباہ کر دی تھی، مگر میاں عبدالخالق کے پچاس ایکڑ پر مشتمل سارے کھیت مکمل محفوظ رہے تھے اور انہیں معمولی سا نقصان نہیں پہنچا تھا اور اس کا سبب بھی یہ تھا کہ میاں صاحب بہت عبادت گزار اور خدا ترس انسان تھے، غرباء ومساکین کا خاص خیال رکھتے اور انہیں بھوکا ننگا نہیں دیکھ سکتے تھے۔ ❷

ایثار ومجاہدہ کا بے نظیر واقعہ

حضرت مولانا بشیر احمد صاحب غالب پوری رحمہ اللہ جب دارالعلوم دیو بند تشریف لے گئے تو چونکہ شرح جامی کے معیار کی تعلیم نہیں ہوئی تھی اس لئے مدرسہ میں داخلہ نہ

❶ مکافات عمل: ص ۲۷، ۲۸

❷ مکافات عمل: ص ۲۸

ہو سکا، اتفاقاً گھر واپس ہونے کے لئے کرایہ بھی نہیں تھا، اس لئے بڑی الجھن میں پھنس گئے، نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن۔

اس وقت جب حضرت مولانا شاہ وصی اللہ فتح پوری رحمہ اللہ کو دیگر طلبہ کی زبانی مولانا بشیر احمد صاحب کی پریشان حالی کی اطلاع ہوئی، تو انہیں اپنے حجرہ میں بلایا اور تسکین اور حوصلہ افزائی کے بعد فرمایا کہ کھانے کی طرف سے آپ بالکل بے فکر رہیں، میرا دوپہر کا پورا کھانا اور شام کا آدھا آپ کو مل جایا کرے گا، آپ ایک سال کے اندر اپنی علمی کمزوری کو دور کریں۔

چنانچہ حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب فتح پوری رحمہ اللہ نے حسب وعدہ مکمل ایک سال تک نصف کھانے پر اکتفاء کر کے دوسرے کی مدد کی۔ مولانا فتح پوری اکثر روزے سے رہتے تھے، شام کے کھانے سے آدھا افطار وغیرہ کے لئے رکھ لیتے تھے اور بقیہ مولانا بشیر احمد صاحب رحمہ اللہ کے حوالے کر دیتے تھے۔ یہ قابلِ رشک اور بے نظیر مجاہدہ اور ایثار جو مولانا فتح پوری رحمہ اللہ نے زمانہ طالب علمی میں پیش کیا۔ [1]

ایثار و ہمدردی کا انوکھا واقعہ اور خواب میں حضور کی زیارت

ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد مظفر حسین کاندھلوی رحمہ اللہ دورانِ سفر کسی گاؤں کی غیر آباد مسجد میں ٹھہرے، مغرب کی نماز کے بعد ایک غریب آدمی آیا اور جلدی جلدی مغرب کی نماز پڑھی۔ نماز کے بعد گھر سے کھانا لایا جس میں تین روٹیاں تھیں، آپ نے اُن کو تناول فرمایا اور عشاء کے بعد سو گئے۔ رات کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور عجیب و غریب انوار و برکات ظاہر ہوئے۔ اس لیے آپ اگلے دن بھی وہیں ٹھہر گئے۔ اگلے دن مغرب کے بعد وہی شخص آیا اور آپ کو بیٹھا دیکھ کر گھر

[1] تذکرہ علماء اعظم گڑھ: ص ۳۲۵

سے دو روٹی بغیر سالن کے لا کر آپ کو دیں، آپ نے تناول فرمائیں تو یہ رات بھی پہلی رات کی طرح گزری اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی ہوئی۔ آپ اگلے دن پھر ٹھہر گئے۔ مغرب کے بعد پھر وہ شخص آیا آپ کو دیکھ کر گھر سے ایک روٹی لایا اور کہا: بھائی مسافر! اب آپ جاؤ کل یہاں نہ ٹھہرنا۔ آپ نے فرمایا: میرے یہاں رہنے کی وجہ یہ ہے کہ میں تمہارے کھانے میں عجیب لذت وحلاوت محسوس کرتا ہوں اور عجیب و غریب انوار و برکات کا مشاہدہ کر رہا ہوں، تم حقیقت حال بتا دو تب میں یہاں سے جاؤں گا۔

اس پر وہ کہنے لگا: میں ایک غریب مزدور ہوں۔ دن بھر کی محنت سے جو کماتا ہوں اس سے تھوڑا سا آٹا خریدتا ہوں، جس سے تین روٹیاں پکتی ہیں جسے ہم میاں بیوی اور بیٹا کھا لیتے ہیں۔ پہلے دن ہم تینوں نے خود فاقہ کیا اور تینوں روٹیاں آپ کو لا کر دے دیں، دوسرے دن بچہ کی حالت نہ دیکھی گئی تو ایک روٹی اس کو اور دو آپ کو لا دیں۔ آج بھوک سے بیوی بے تاب تھی، ایک روٹی اس کو دیدی اور اپنے حصہ روٹی کا آپ کے پاس لے آیا۔ اب کل مجھ میں بھی فاقہ کرنے کی طاقت نہیں اس لیے مجبوراً آپ کو یہاں سے جانے کیلئے کہنا پڑا۔ حضرت کاندھلوی رحمہ اللہ نے فرمایا: سچ ہے کہ یہ اسی اکلِ حلال اور ایثار کے ثمرات ہیں۔ ❶

خلق خدا سے ہمدردی اور زہد واستغناء

جس وقت حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمہ اللہ کا وصال ہوا تو آپ نے چار لاکھ روپے ترکہ میں چھوڑے تھے، آپ کے چار صاحبزادے تھے۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ کی وفات کے بعد بڑے صاحبزادے حضرت صدر الدین مسند پر بیٹھے تو انہوں نے حکم دیا

❶ ہمارے اسلاف: ص ۳۱۸، ۳۱۹

کہ میرے حصہ کے ایک لاکھ روپے فقراء میں تقسیم کر دیئے جائیں، لوگوں نے عرض کیا: آپ کے والد نے باوجود یادِ خداوندی کے اتنے روپے جمع کیے اور آپ اس طرح خرچ کر کے ضائع کر رہے ہیں، تو آپ نے فرمایا: میرے والد بڑے عالی ظرف تھے، ان کے پاس اتنی رقم موجود تھی پھر بھی خدا تعالیٰ کی یاد سے کبھی غافل نہیں ہوئے، مگر میرا حال یہ ہے کہ جب سے میں نے سنا ہے کہ میرے حصہ میں اتنی رقم آئی ہے تو طرح طرح کے خیالات آ رہے ہیں، مجھے اندیشہ ہے کہ ان روپوں کی وجہ سے میں ذکر الٰہی سے غافل نہ ہو جاؤں، اس لیے ان کا تقسیم کر دینا ہی بہتر ہے۔ ❶

یتیم بچوں اور بیوہ عورت کے ساتھ ہمدردی کے سبب کویت کا مالدار انسان بن گیا

زیر نظر واقعہ کویت کے ایک ایسے شخص کا ہے جو خیر خواہی اور نیک اعمال میں معروف تھا، وہ نیکی اور احسان کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو خوب مال و دولت سے نواز رکھا تھا، ہوا یوں کہ ایک دن اس نے گھر خریدنے کا ارادہ کیا اور جائداد کی خرید و فروخت کرنے والی ایجنسی والوں کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے انہیں بتایا کہ اسے ایک گھر خریدنا ہے جس کی قیمت اتنی ہو اور وہ اتنا بڑا ہونا چاہیے، وغیرہ وغیرہ......

ایجنسی والوں نے اسے مرحبا کہا اور بتایا: ہمارے پاس آپ کی بتائی ہوئی شرائط کے مطابق ایک گھر بکنے کے لیے آیا ہوا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کو دکھا سکتے ہیں۔ اگر پسند آئے تو خرید لیجیے، اس نے کہا: ٹھیک ہے، ان کے درمیان طے ہو گیا کہ اگلے دن صبح سویرے یہ گھر دیکھیں گے، اگلے روز وقت مقررہ پر اس رئیل اسٹیٹ ایجنسی کا

❶ ایک ہزار پر تاثیر واقعات: ص ۳۲۱

ملزم اس نیک شخص کو اس گھر میں لے گیا تا کہ وہ اس کا معائنہ کر سکے، گھر دیکھتے ہوئے اس شخص کی نگاہ اچانک گھر کے ایک کونے میں بیٹھی ایک خاتون پر پڑی جس کے ارد گرد چھوٹے چھوٹے بچے تھے اور وہ روتے ہوئے دعا کر رہی تھی، اس شخص نے سنا کہ وہ کہہ رہی تھی:

حَسْبِيَ اللَّهُ عَلَى الَّذِي يُرِيدُ إِخْرَاجَنَا مِنَ الْبَيْتِ غَصْبًا

ترجمہ: ہمیں اس شخص کے خلاف اللہ کافی ہے جو ہمیں زبردستی اس گھر سے نکالنا چاہتا ہے۔

وہ شخص اس گھر سے فوراً ہی باہر آ گیا، رئیل اسٹیٹ کا آدمی بھی اس کے پیچھے پیچھے بھاگا بھاگا آیا اور کہنے لگا: ہاں جناب آپ کو گھر پسند آ گیا؟

وہ کہنے لگے: پسند ناپسند کی بات تو بعد میں کریں گے پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ اس عورت اور اس کے بچوں کی کیا کہانی ہے؟

وہ گویا ہوا: جناب اس عورت کا خاوند کچھ عرصہ قبل وفات پا گیا ہے، اس کی دو بیویاں تھیں، پہلی بیوی کی اولاد بڑی ہے، وہ اس گھر کو فروخت کر کے ورثہ تقسیم کرنا چاہتے ہیں، اس خاتون کے پاس کوئی دوسرا گھر نہیں ہے، اب یہ پریشان ہے کہ اگر اس کا گھر فروخت ہو گیا تو یہ چھوٹے چھوٹے یتیم بچوں کو لے کر کہاں جائے گی، مگر دیگر ورثاء مصر ہیں کہ اس گھر کو فوراً فروخت کیا جائے۔

اس فاعل الخیر نے ایک ٹھنڈی آہ بھری ذرا غور کیا اور پھر کہنے لگا: اس کی قیمت کتنی ہے؟ اس نے قیمت بتائی تو کہنے لگا: میں اسے خریدتا ہوں، اور کل تمہیں مطلوبہ رقم مل جائے گی، ہم لوگ اس کی نقل ملکیت کے اوراق تیار کرو۔

چند دنوں میں یہ گھر اس کی ملکیت میں آ گیا اس نے اس کی قیمت بھی ادا کر دی، رقم ورثاء میں تقسیم بھی ہو چکی تھی، جبکہ اس خاتون اور اس کے بچوں کو بھی قانون شریعت

کے مطابق حصہ مل گیا تھا۔ پھر ایک دن یہی شخص جو اس گھر کا نیا مالک تھا اپنے گھر میں داخل ہوا، جب بیوہ عورت نے اس شخص کو دیکھا تو سخت پریشان ہوگئی، اسے یقین تھا کہ اب وہ مجھے اپنی اولاد سمیت اس گھر کو فوراً خالی کرنے کا حکم دے گا۔ اس کے پاس سوائے رونے اور اللہ سے خیر کی دعا کرنے کے کوئی چارہ نہ تھا، اب وہ رو بھی رہی تھی اور دعائیں بھی مانگ رہی تھی۔

وہ شخص اس سے کہنے لگا: بہن رونے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے، یہ کاغذات پکڑو۔

میں نے یہ گھر تمہارے نام منتقل کر دیا ہے، اب تم اس گھر کی بلا شرکت غیرے مالک ہو۔ خاتون کو اس نیک انسان کے الفاظ پر یقین نہیں آ رہا تھا اور جب اسے یقین ہوگیا کہ اس کی بات درست ہے تو اس نے روتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا دیا، وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہی تھی اور اس شخص کے لیے دعائیں کر رہی تھی، اس کی صحت کے لیے، عافیت کے لیے، کاروبار، مال وجان میں رزق میں فراخی کے لیے دعائیں کیے جا رہی تھی اور کہہ رہی تھی: اے اللہ! انہیں بے حد وحساب اور ایسی جگہ سے رزق عطا فرما جو تمہارے وہم وگمان میں بھی نہ ہو۔ ❶

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ نے اس بیوہ کی دعائیں سن لیں۔ اس واقعہ کا راوی بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو بے حد وحساب رزق سے نوازا اور وہ کویت کے امیر ترین لوگوں میں سے ہوگیا۔ یہی نہیں بلکہ اس کی اولاد، اس کے پوتے، اس کے ورثاء کویت کے مشہور اور امیر لوگوں میں سے ہیں۔ ان میں اب بھی خیر وصلاح باقی ہے۔

قارئین کرام! یہ بات تو طے شدہ ہے:

﴿هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ﴾ (الرحمن: ٦٠)

❶ دعاؤں کی قبولیت کے سنہرے واقعات: ص ۳۱۶ تا ۳۱۸

ترجمہ:احسان کا بدلہ تو احسان ہی ہوتا ہے۔

ایثار و ہمدردی زندگی کے ہر شعبے میں مطلوب ہے،اس وجہ سے اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔یہ جس طرح مامورین کیلئے ضروری ہے،اسی طرح صاحب امر کیلئے بھی ضروری ہے۔ایک قائد بسا اوقات بڑی آسانی سے کہہ دیتا ہے کہ رعایا کو''ایثار و ہمدردی'' سے کام لینا چاہیے،لیکن خود اس کا رویہ اس کے برعکس ہوتا ہے،وہ خود کسی قسم کی قربانی اور ایثار کے لئے تیار نہیں ہوتا۔اس کی عملی زندگی اس کی باتوں کی تردید کرتی ہے۔ چنانچہ اس کی بات میں کوئی تاثیر نہیں ہوتی،دوسری طرف عوام اپنے قائدین سے ایثار کی توقع رکھتے ہیں مگر خود ان کی زندگی اس سے عاری ہوتی ہے۔

جب تک ایثار کی کیفیت تمام افراد میں پیدا نہ ہوگی،اس وقت تک شر و فساد کا ماحول نہیں بدل سکتا،نہ بہتری کی توقع کی جاسکتی ہے،بلکہ خود غرضی کی آگ تیز ہوتی چلی جائے گی جس سے معاشرہ جلتا رہے گا،ایثار ی وہ پانی ہے جو اس آگ کو بجھا سکتا ہے۔

ان واقعات سے اندازہ لگائیں کہ اسلاف میں کس قدر ایثار و ہمدردی تھی،انہیں ہروقت دوسروں کا خیال رہتا تھا،خود مشقت،تکلیف اور مجاہدہ میں وقت گزارتے،لیکن دوسروں کو راحت پہنچاتے۔حضراتِ سلف نے اپنی ساری زندگی خلقِ خدا کی نفع رسانی میں گزار دی،اسی وجہ سے رب العالمین نے انہیں محبوبیت اور مقبولیت عطا فرمائی،ان کی غیبی نصرت و مدد فرما کر اُن کے رزق میں برکتیں عطا فرمائیں،اُن کے یہ نادر،بے نظیر اور بے مثال واقعات پڑھ ایمان کو جلا اور روح کو تازگی ملتی ہے،اللہ رب العزت ہمیں بھی اسلافِ امت کے نقش قدم پر چل کر ایثار و ہمدردی اور خلقِ خدا پر شفقت و محبت کا جذبہ عطا فرمائے،اور ہماری جان و مال کو اپنی راہ میں قبول فرمائے۔آمین

تالیفات

حضرت مولانا محمد نعمان صاحب حفظہ اللہ

نمبر شمار	کتاب کا نام
1	قرآن کریم کی فصاحت وبلاغت
2	معارف ام القرآن
3	قوائد التفسیر
4	قرآن وحدیث کی روشنی میں نیک اعمال کو ضائع کرنے والے گناہ
5	قرآن کریم کی روشنی میں پسندیدہ اور ناپسندیدہ افراد
6	کتبِ حدیث کا تعارف
7	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ سو سنہری ارشادات
8	مقدمہ صحیح بخاری
9	درسِ بخاری
10	حفظِ حدیث
11	خلیفہ اول
12	خلیفہ دوم
13	خلیفہ سوم
14	خلیفہ چہارم
15	کتبِ سیرت کا تعارف
16	قوائد الفقہ
17	فقہ اسلامی کے ذیلی مآخذ
18	کتبِ فقہ، اصولِ فقہ اور اردو فتاویٰ کا تعارف
19	اصولِ ہدایہ جلد اول
20	اصولِ ہدایہ جلد دوم
21	اصولِ ہدایہ جلد ثالث ورابع

22 علماءِ سلف کا شوق علم

23 سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات

24 امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا محدثانہ مقام

25 کامیاب استاذ کے سو اعمال واوصاف

26 پڑوسیوں کے حقوق

27 اسلام کا نظام امن (مقدمہ، ترتیبِ جدید، تبویب، تعلیق وتخریج)

28 اسلام کا نظام تربیت (مقدمہ، ترتیبِ جدید، تبویب، تعلیق وتخریج)

29 اسلام کا نظام عفّت وعصمت (مقدمہ، ترتیبِ جدید، تبویب، تعلیق وتخریج)

30 اسلام کا نظام مساجد (مقدمہ، ترتیبِ جدید، تبویب، تعلیق وتخریج)

31 خواتینِ اسلام کے ایمان افروز واقعات

32 سلام ومصافحہ کے فضائل ومسائل

33 مختصر اعمال اوران کے فضائل

34 قبولیتِ دعا کے آداب، اسباب، اوقات اور مقامات

35 اصلاحی خطبات ورسائل (جلد اول)

36 اصلاحی خطبات ورسائل (جلد دوم)

37 اصلاحی خطبات ورسائل (جلد سوم)

38 اصلاحی خطبات ورسائل (جلد چہارم)

39 اصلاحی خطبات ورسائل (جلد پنجم)

40 تہجد کی فضیلت اور اسلافِ امت کی شب بیداری اور ذوقِ عبادت

یہ تمام کتابیں اداۃ المعارف احاطہ جامعہ دارالعلوم کراچی میں دستیاب ہیں:

0300-2831960 021-35123161

مولانا محمد نعمان صاحب کے علمی وتحقیقی بیانات، تعارف کتب اور تمام کتابوں کے پی ڈی ایف کے لیے ان نمبروں پر رابطہ کریں۔ 0311-2645500 0319-1982676

مولانا محمد نعمان صاحب کی تالیفات



مولانا محمد نعمان صاحب کے علمی و تحقیقی بیانات، تعارف کتب، دروس و محاضرات اور تحریری بیانات جمعہ کے لئے ان واٹس ایپ نمبرز پر رابطہ کریں۔

0311-2645500 | 0319-1982676